UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222969

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—881—5-8-74—15,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

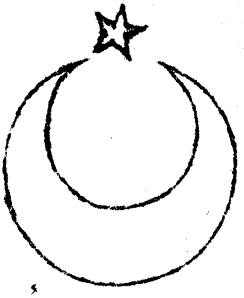
Call No. ۸۹۱۵۴۳۰۹ حسن Accession No. ۱۳۹۷

Author

Title حسن جلد دوم نثر ۴۰۳-۴۰۷-۸۹۰ -۱۰

This book should be returned on or before the date last marked below.

جلد دوم　　حسن　　نمبر ۳



عینونی اذا احسنت امرا　　فان اللہ یوتی کل قوم
اذا اخطات فاتونی صلاحا　　سعونی الارض اصلح او فلاحا

بابت ماہ مارچ ۱۹۱۰ء

مضامین　　صفحہ

ہندوستانیوں کس قسم کے انشا پرداز ہوں　　از جناب مولوی شمس العلماء سید احمد صاحب　　۱
اور کس قسم کی انشا پردازی سے شائستگی اور　　فیلو آف وسی اللہ آباد یونیورسٹی　　(۱)
آسودگی پھیل سکتی ہے۔
یورپ میں اشاعت اسلام　　از جناب نواب صاحب عماد الملک بہادر　　(۱۲)
فوٹو گرافی　　از جناب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب خاں　　(۲۴)
حکیم سقراط کے مختصر حالات　　از مولوی سید جلال حیدرآباد　　(۶۳)
ضمیمہ　　خط مسٹر کرولیم لورپولیا　　(۸۰)

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

"حسن"

اہل ملک کی مختلف طبقوں کی غیر متر قبہ قدر دانی سے جو اس حقیر رسالہ پر روز افزون ترقی کے ساتھ ہو رہی ہے رسالہ حسن کو آیندہ کی بڑی امیدوں کے ساتھ اپنے آپ کو مبارکباد دینے اور قومی شکریہ ادا کرنے کا جائز موقع ہے۔ ملک کے نامور انشا پردازوں نے اپنے خیالات فاخرہ کا مرکز رسالہ کو بنایا۔ علم دوست حضرات قدر دانی سے وسایل تفریح طبع اور ذرایع حصول معلومات مختلفہ اسی ناچیز رسالہ کے صفحوں میں کامیابی سے ڈھونڈنے لگے۔ رسالہ حسن کو اپنے معزز خریداروں کی بمثیل فہرست پر جائز طور سے جسقدر فخر ہے وہ دوسروں کے لیے روا نہیں۔ اس حجم اور ترتیب کا مختلف دلچسپ مضامین سے پر تمام ہندوستان میں یہی ایک رسالہ ہے۔ ہمارے دعوے کے ثبوت میں ملک کے پبلک اخبارات اور کثیر التعداد غائبی خطوط اہل مذاق کے ہیں۔ بوجوہات بالا عام علمی افادات کے سوا توسیع تجارت کیلیے یہ رسالہ ایک نہایت ضروری اور مفید ذریعہ ہے۔ تاجروں کے اشتہارات وسعت اور رعایت کے ساتھ درج رسالہ ہو سکتے ہیں۔ نرخ کا تصفیہ درخواست بھیجکر ممکن ہے۔ قیمت رسالہ سلیف بارہ روپے اور کم آمدنی والوں سے نو روپے سال۔

LIBRARY
DERABAD-1

ہندوستان مین کس قسم کے انشاپردازو اور کس قسم کی انشاپردازی سے شائستگی اور آسودگی پھیلسکتی ہی

کسی ملک کے علم ادب کی خوبیون اور نیکیون کا اندازہ اور تخمینہ نہین ہوسکتا جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ اہل ملک کی ذہانت - خیالات اور تصورات کو کس حد تک آزادی گورنمنٹ نے عطا کی ہے اور کہان تک انکو روک کر قید کر رکھا ہے یہان ہندوستان مین پہلے زمانہ مین آریا فرمانروا تھے - انہون نے تو آزادی کا قافیہ یہانتک بند کر رکھا تھا کہ کوئی ان کی تاریخ بھی نہین لکھ سکتا -

بعد ازان سلمان حکمران ہوے - گورن کے یہان کوئی سخت قید نہ تھی مگر کوئی شخص آزادانہ راے مہمات ملکی اور تہذیب اخلاق مین نہین ظاہر کرسکتا تھا - ان دونون سلطنتون کے اندر انسانون کی تہذیب اور شائستگی اور اخلاق مین وہی مضامین لکھے جا سکتے تھے کہ جنکی اجازت و رخصت بادشاہ دیتا تھا - اسلیے ان قیمتی علم ادب مین عالم خارجی کا اتنا بیان نہین پاتے جتنا کہ عالم خیالی کا - زیادہ اس مین تصورات مصنوعی اور خیالات اختراعی ہین - ادیب زیادہ تر خیالی

مضامین کے پیچھے پڑے رہے سوا سے چکنی چپڑی باتین بنانے اور جھوٹے بے اصل منصوبے باندھنے کے واقعات نفس الامری پر کم توجہ کی۔

اب اس زمانے مین انگریزی عملداری ہے۔ آزادی کا دروازہ ہمارے لیے کھلا ہے کہ جو چاہین سوچین اور جو چاہین کہین نکہین کوئی حلق کے لیے دربان نہین بٹھا کہ وہ گلا گھونٹ کر ہمارے خیالات کو باہر نہ نکلنے دے فقط اتنی قید ہے کہ ہم اپنی ذہانت اور عقل و فہم و خیال کو اور دونکے نقصان اور مضرت پہونچانے مین کام مین نہ لائین۔ بس یہی ہندوستان مین عملداری ایسی ہوئی ہے کہ ہم اپنے ملک کی شائستگی اور راستگی اور آسودگی و بہبودی کے جو خیالات دل مین سوچین انکو آزادانہ اور بے باکانہ طور پر انتہا تک دیدین جس سے کہ عوام تک ان خیالات کا اثر پہونچا دین۔ غرض اس تمہید سے یہ ہے کہ گورنمنٹ کے طرف سے کوئی روک ٹوک ہماری انشاپردازی کے واسطے نہین ہے اور انشاپردازونکے واسطے وہ قیدین نہین ہین کہ امور کارروائی فقط گھربار کی خوشیون اور تمدن کی نعمتون کا ذکر اتنا ہی کرین جتنا کہ مذہب اجازت دے۔ اس مین شک نہین کہ تصنیفات اس قید مذہبی کے ساتھ نہایت نفاست و بلاغت کے ساتھہ کی گئی ہین۔ مگر وہ زمانہ کی مصلحت کے موافق نہین اسلیے وہ کار برآری اچھی طرح نہین کرتین مذہبی کتابون کا شمار کرنا تو مشکل ہے انکے انبار کے انبار کتب خانون مین

موجود ہین - مگر اصل کتابین اور مول پستکین جو ہین وہ ہماری مادری زبان
مین نہین - ان کے ترجمے اور تفاسیر و شروح جو ہماری زبان مین ہوتی
ہین تو وہ ایسی تاریک اور باریک محاورون مین ہوتی ہین کہ وہ خواص
کی سمجھہ مین آتی ہین عوام کی فہم ان تک نہین پہونچتی - ان کتابون کا بڑا
احسان انسان پر ہے کہ وہ بڑی بڑی برائیون سے بچنے کی اور عمدہ اور
اعلے درجے کی نیکیون کی ہدایت اور تعلیم کرتی ہین اور جہان سب کو جانا
ہے وہان کا حال خوب بیان کرتی ہین اسلیے انسان انکو خوب کان لگا کر
سنتا ہے کیونکہ جہان آدمی کا جانا ہوتا ہے وہانکے حال سننے کا اشتیاق
بہت ہوتا ہے - مگر انسان کو اپنی ساری زندگی مین بڑی بڑی برائیون اور
نیکیونکے کرنے کا تھوڑا ہی اتفاق ہوتا ہے - وہان ان احکام کا اثر
کچھہ ہوتا ہے مگر روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے بُرے بھلے کامون مین جو زمانہ
کی مصلحت کے موافق کیے جاتے ہین انکے احکام کا اثر کچھہ عوام پر نہین ہوتا
گو مہابھارت مین لکھا ہو کہ جو زبان خدا کا نام نہ لے وہ مینڈک ہین جو
برسات مین ٹرّاتے ہین - جو ہاتھہ دان نہ دے وہ کاٹھہ کا کرچھا ہے -
جو کان نصیحت نہ سنے وہ سانپ و بچھو کا بل ہے - جو پاؤن حاترا کو نہ جائے
وہ درخت کا تنہ ہے - جو آدمی خدا کا خیال نہ کرے وہ گھوڑا گدھا ہے -
یا زندہ مردہ ہے - مگر مذہبی کتابون مین لکھا ہے کہ جھوٹ بولنے کی برابر

کوئی پاپ نہین - جو جھوٹ بولے گا اوسپر خدا کی لعنت ہوگی اور جہنم کے اسفل السافلین طبقے مین اور نرک کے پاتال مین پڑے گا مگر ان احکام کا اثر جو ہم پر ہو رہا ہے وہ عیان ہے - کیا یہ احکام مذہبی ہمکو جھوٹ بولنے سے باز رکھ سکتے ہین - ہرگز نہین - اگر وہ رکھ سکتے ہین تو ہماری بدنامی ساری دنیا مین جھوٹ کے سبب سے کیون ہوتی - کیون اس ملک مین جھوٹ اسقدر رواج پاتا کہ سچا آدمی ڈھونڈنے سے ملتا ہے - حقیقت مین اس ملک مین جھوٹ اتنا بولا جاتا ہے کہ اس سے کچھ نقصان نہین ہوتا اسلیے کہ جھوٹ سے نقصان تو جب ہو کہ کوئی اسکو سچ جانے - بس اب انشا پرداز کا جو اخبارون یا رسالون کے ذریعے سے تہذیب ملکی چاہتا ہے یہ کام ہے کہ اپنے اہل ملک کی حالت پر غور کرے کہ زمانے نے کیون ہمکو اتنا جھوٹ بولنے پر مجبور کر رکھا ہے اور کیا اس سے نقصان ہوتا ہے اور اس مجبوری کی قیدون سے کیونکر آزاد ہوکر بے تیدی سے فائدہ اوٹھا سکتے ہین اور مذہبی کتابون کے احکام کیون ہمپر اثر نہین کرتے - انکی بے اثری کا سبب کیا ہے - پس یہ عاقل - دانشمند - فرزانہ - انشا پردازون کا کام ہے کہ وہ ایسے مضامین لکھین کہ ان احکام مذہبی مین جان پڑجاے اور انکا اثر ہونے لگے اور عوام کو اس برائی سے نجات ہو - غرض جو واعظ ہمپر ون پر جلوہ افروز ہوکر آدمیونکو نہین سمجھا سکتے وہ اپنی تحریر سے

سمجھاوے تو انشاپرداز ہے ورنہ پھر کیا ہے۔ سفید کاغذ کا منشی لاکر نیوالا
بعد ان مذہبی کتابوں کے۔ اخلاق۔ حکمت۔ فلسفہ۔ تصوف۔ کی بہت سی
کتابیں ہیں (تصوف اعلے درجے کا ایک فلسفہ ہے) اور انکو بڑے زبردست
ارباب کمال۔ اور متبحر عالموں۔ اور فاضلوں۔ نے لکھا ہے۔ اور دلایل
ساطع اور براہین قاطع ان میں مندرج ہیں۔ اور بہت اچھی طرح بتایا اور
سکھلایا ہے کہ انسان کے نفس کی تکمیل کیونکر ہوتی ہے اور کسطرح رذایل سے
خالی اور فضائل سے معمور ہوتا ہے۔ نفس امارہ کی آفات و مہلکات سے
نجات پاتا ہے۔ اور نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کے پیدا کرنے کے طریقے
بتلائے ہیں۔ قوائے غضبی۔ ملکی۔ بہیمی۔ سبعی۔ کی بحاثیں خوب
لکھی ہیں۔ امراض روحانی کی تشریح اور معالج عمدہ عمدہ تحریر کیے ہیں اور
انکا اثر خواص پر ہوتا ہے۔ مگر یہ ایسے محاورات۔ و زبان میں مرقوم ہیں
کہ وہ عوام کی سمجھ میں نہیں آتے۔ بعض مسایل وہ دقیق اور باریک ہیں
کہ جو ان کے مصنف ہیں وہ بھی دو چار ہی دفعہ عمر بھر میں انکو سمجھے ہونگے
اور اس دو چار دفعہ میں بھی جسطرح ایک دفعہ سمجھے ہونگے اسطرح دوسری
دفعہ نہ سمجھے ہونگے۔ گو مختلف اوقات میں وہ ان مسایل کو لکھتے تو ضرور
انکے معانی میں اختلاف بیان ہوتا۔ غرض یہ مسایل عالیہ و خیالیہ روزمرہ
زندگی کے کاموں میں زمانہ کے موافق کام میں نہیں آسکتے۔ ان کے کہنے

آجکل کے معاملات کے جزئیات مین نہین استعمال ہو سکتے - بس آجکل
مضامین نگارون کا یہ فرض ہے کہ وہ یہ دیکھین کہ اس ملک کے قوا ے
نفسانی اور شہوانی وبہیمی - کیا کیا عمل اس زمانے کی مجبوری سے کر رہے
ہین اور وہ کیا کیا اپنے رنگ ڈھنگ دکھاتے ہین - بس انکو سمجھکر مضامین
عام فہم اور خاص پسند کنھین کہ وہ اہل ملک کو نفس کی شامتون سے بچائین
اور اگر یہ نہین تو پھر کیا مضمون نگاری ہے -

اب ان دو قسمون کی کتابونکے بعد قوانین و آئین ملکی کی کتابین ہین -
وہ ہماری مادری زبان مین بہت تھوڑی ہین - قوانین ملکی جرایم عظیم کا
انسداد کر سکتے ہین - اگر کوئی آدمی کسیکو قتل کر ڈالے تو قاتل کو رسی مین
لٹکا دیتے ہین - مگر صبح سے شام تک جو ایک آدمی دوسرے آدمی کو رنج دیتا ہے
اور زندگی تلخ کرتا ہے اور ناک مین دم کرتا ہے تو اسکا علاج قوانین
ملکی سے کچھ نہین ہو سکتا - بس مضامین نگار کا کام یہ ہے کہ وہ ایسے مضامین
سحر بیان لکھے کہ وہ ان برائیونکو دور کرین جنکا دور کرنا قوانین ملکی کے
احاطہ اختیار سے باہر ہے - وہ ہماری روزمرہ کی گفتگو اور حرکات مین
بتلائے کہ اگر ان راہون مین چلو گے توڑ سلے اور پتھر ایسے تمہارے
پاؤن تلے آئین گے کہ ٹھوکرین کھا کھا کے زمین پر اوندھے منہ گروگے
ان راہون کا صاف کرنا - پتھرون اور ڈھیلون کا اوٹھا کر ایک طرف

بڑے بڑے حجم کی کتابون کا ہجوم ان مضامین کا دیکھتے ہین جو شاعرون نے ہماری تفریح طبع اور دل بہلانے کے لیے لکھے ہین۔ اس مین شک نہین کہ بعض شاعران سحر بیان نے قوای باطنی کے بیان کرنے مین اور ان کے اثر سے جو افعال خارج مین سرزد ہوتے ہین یا خیالات مین پیدا ہوتے ہین ان کی بولتی چالتی چلتی پھرتی تصویر بنانے مین اعجاز کیا ہے اور غیض و غضب کا بیان ہے تو وہ غضب کا ہے کہ کوئی بات چھوڑی نہین جو غضبناکون پر اثر نہ کرتی ہو۔ اگر انتقام کا بیان ہے تو ساری اسکی وحشیانہ حرکتون کو آئینہ بنا دیا ہے۔ مگر یہ سب شاعرانہ مضامین ان حالتون کی نسبت ہین جنھین وہ پورے درجے کا اثر کرتے ہین۔ وہ روزمرہ کی زندگی کے کامون کے اندر کچھ اپنا اثر نہین رکھتے۔ انسان کو جو چھوٹی چھوٹی باتون مین غصہ آتا ہے اور وہ مقابلہ و مبارزہ و مخاصمہ مین اپنا جدا جدا رنگ دکھاتا ہے اور پھر خوشامد کا اثر جو انپر ہوتا ہے ان کے علاجون کا ذکر ان مین کچھ نہین ہوتا۔

عشق و محبت کا جذبہ ہر انسان کے دل مین کچھ نہ کچھ ہوتا ہے وہ زمانے کی ساری حالتون مین اپنا ایک ہی اثر کرتا چلا آیا ہے مگر اسکے قاعدے اور دستور بھی زمانہ کے رسم و رواج و عادت کے موافق مقرر ہوے ہین۔ کچھ قوانین نفسانی و شہوانی نے انہین نہین مقرر کیا۔ اس

شاعر عشق کی تاثیرات بیان کرنے مین سحر بیانی کرتے ہین مگر اسکے ساتھہ زمانہ کی رسم و عادات و حالت کو جو اسپر اثر کرتی ہے وہ نہین بیان کرتے۔ رشک و حسد کے مضامین کا بیان جو عشق مین ہوتا ہے خوب صفائی سے بیان کرتے ہین مگر عشقبازی مین جو روزمرّہ دلون کی چھوٹی چھوٹی باتین چٹکیان لیتی ہین اور تیر چبھوتی ہین ان کا بیان قلم انداز ہوتا ہے۔ اب مضمون نگار کا فرض یہ ہے کہ وہ پہلے اپنے روزگار مین دیکھے کہ روزمرہ کے کاروبار مین رشک و حسد سے لوگ کسطرح رنجیدہ خاطر ہوتے ہین۔ عشق کا تیر کیونکر کلیجون سے پار ہوتا ہے۔ ضعیف و قوی دلون پر اسکا اثر کیا ہوتا ہے۔ کیسی کیسی سازشین اور کارسازیان اپنے محبوب و مقصود کے حاصل کرنے کے لیے کرتے ہین۔ پھر ایسے مضامین لکھے کہ جنسے انکی برائیان اور بھلائیان پیدا ہون سب سے زیادہ ارذل تصنیفات ہمارے ملک کے قصے ہین جو بکثرت ہین گو وہ ہمارا دل بہلاتے ہین مگر اسکے ساتھہ ہی خرابیان پھیلاتے ہین۔ وہ ہمکو یہ خوب سکھاتے ہین کہ بدکاری کی محبت مین ساری ہماری مسرت ہی اور برے کامون سے نفرت کرنے کی برابر کوئی مضرت اور حماقت نہین۔ جن لوگون نے ناٹکون اور قصونکو یہ سمجھا ہے کہ وہ قوم کی اصلاح اور فلاح کرتی ہین وہ بڑی غلطی مین پڑے ہوئے ہین۔ تاریخ

خوب اچھی طرح شہادت دیتی ہے کہ تماشاگر۔ قصہ طراز کبھی مصلحان قوم میں سے ہوئے نہیں۔ ان سب کی تاریخ اور احوال کو پڑھئے تو سوائے عیاشی اور باشی رندمشربی کے ان سے کوئی نتیجہ نہیں پیدا ہوا اگر یہ تیر ان تحریروں کے نہ ہوں تو انکے باغ دبوستان سارے بنجر نظر آئے ہیں۔ ظرافت و لطیفہ سنجی جو عصیان و گناہ میں ہی داخل نہیں ہے وہ ہم میں ہنسی اور ٹھٹھے کرنے کی عادت ڈلواتی ہے جس سے کوئی غم اور رنج ایسا تو نہیں پیدا ہوتا جسکا خمیازہ عمر بھر بھگتنا پڑے مگر ضرور ان سے ہماری طبیعت گھنٹوں مغموم اور درماندہ رہتی ہے۔ یہ جو قہقہے کی آواز ان میں سننے کی آتی ہیں وہ حقیقت میں ایک مرض ہے کہ جس سے منہ کھل جاتا ہے اور دانت نکل آتے ہیں اور قاہ قاہ کی آواز نکلنے لگتی ہے۔ وہ کوئی مسرت و انبساط نہیں ہے کہ جس سے ہنسی آتی ہے۔

تھیٹر و تماشاگاہ کبھی مدرسہ و خانقاہ نہیں بن سکتے کہ جنسے تعلیم و ہدایت کی توقع کیجائے۔ ان میں وہ باتیں بیان ہوتی ہیں جو انسان پر روزمرہ گذرتی ہیں کوئی ایجاد و اختراع نہیں ہوتا۔ ان میں اوضاع انسانی اور اطوار بشر کی تصویر اتاری جاتی ہے کوئی ان کی اصلاح نہیں کیجاتی ہے۔

کچھ تعجب نہین ہے کہ وہ ہمارے اخلاق کو بد سے بدتر کر دین۔
اس تمام اوپر کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ ہماری مذہبی کتابین
نہ ہماری اخلاقی و فلاسفہ حکمت و تصوف کی کتابین نہ ہماری نظم و نثر کی
کتابین اسبات کے لیے کافی ہین کہ وہ ہمارے دکھہ رنج تکالیف کو جو زمانہ
کے موافق ہمارے روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے کامون مین پیش آتی
ہین دور کر سکین۔
زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے وہ ہر چیز کو مٹاتا رہتا ہے۔ ایک سی بات کو
وہ ہمیشہ قایم نہین رکھتا۔ پس انشا پرداز اور مضمون نگار وہی ہمیشہ کام کے
ہوتے ہین جنھون نے زمانے کی چال ڈھال دیکھکر اوسکے موافق انسانون
کی روزمرہ کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے کامونکو سنوارا ہے۔ جسسے انسان
کی تکلیف کم اور راحت زیادہ ہوتی ہے۔ اگر کوئی ہماری تحریر سے یہ سمجھے
کہ ہم احکام مذہبی کو بالاے طاق رکھتے ہین تو اوسکی غلط فہمی ہے بلکہ ہم تو
اپنا فرض سمجھتے ہین کہ مذہب کی اصلی احکام کو جو درحقیقت عبادات و اعتقادات
سے متعلق ہوتے ہین سب کامون پر مقدم جانین۔
غرض اس ملک کی اصلاح و فلاح ایسے مضمون نگارون اور
انشا پردازون کی جماعت پر موقوف ہے کہ انکے کلام مین فصاحت
بلاغت ہو اور انکی زبان مین تاثیر ہو۔ انکا مذاق سخن صحیح اصول پر مبنی ہو

اور بالطف وفرہ ہو۔ گو انکے مخالف بھی ایک گروہ ایسا ہو کہ وہ اپنی نکتہ چینی اور عیب جوئی و غلط نمائی ایسے شد و مد کے ساتھہ کرتا ہو کہ وہ ان لوگوں کے دلون سے بھلانا اور انکے نام کو مٹانا چاہتا ہو۔ دنیا مین دیکھتے ہین کہ کامو نکمو رونق مخالفت سے بہت ہو جاتی ہے۔

انسان کے مذاق سخن مین خواہ کیسے ہی انقلاب واقع ہون مگر جو مجموعہ سخن کہ فصاحت بلاغت ملاحت اور حلاوت رکھتا ہے وہ ہمیشہ سخنور کا یادگار روزگار رہتا ہے۔ جو عارف سخن کامل اوستاد گذرا ہے زمانہ جب اسکا نام لیگا تعظیم و تکریم سے۔ کوئی اسکے نام کو صفحہ دہر سے مٹا نہین سکتا۔ گو اسکے سیکڑون مقلدین کے کلام اور نام زمانہ کی لوح خاطر سے دہل جائین۔ مگر اس اصل امام کا نام نقش کالحجر رہتا ہے۔

جب اس ملک مین ایسے انشا پردازونکی جماعت پیدا ہوگی کہ وہ اپنے زمانہ کی حالت کے سمجھنے کی لیاقت رکھتی ہوگی اور یہ جانتی ہوگی کہ ہمارے زمانے مین کیا ہو رہا ہے اور اہل زمانہ پر کیا گذر رہا ہے اور انسان کی زندگی کے روزمرہ کے حالات پر پورا علم رکھتی ہوگی۔ جذبات انسانی کی وحشت سے واقف ہوگی۔ شائستہ قومون کی بھی تمام ناشائستگیون سے خوب ماہر ہوگی۔ وہ یہ خوب سمجھتی ہوگی کہ کہان بولنا چاہئے اور کہان چپ رہنا چاہئے کسطرح کسی چیز کو قبول کرنا چاہئے کسطرح انکار کرنا۔ علم و سخن سنجی مین یہ قدرت

اور ملکہ رکھتی ہوگی کہ وہ تمام فلسفہ وحکمت و مذہب کی کتابون اور کتب خانون سے علم کو نکالکر عوام کے جلسون اور سوسائیٹیون اور کلبون کے سامنے رکھدے اور ایسے مختصر مضمون لکھنا جانتی ہوگی کہ جنکو کاہل بے کار اور قلیل الفرصت بھی پڑہ لین اور سمجھ لین کہ کیا لکھا ہے اور ان مضامین مین حکیمانہ و فاضلانہ عالمانہ دقیق محاورون اور طرز بیان کو چھوڑیگی اور اسبات کو اول سمجھیگی کہ میرے اہل ملک کا اختلاط جو غیر قومون کے ساتھ ہورہا ہے وہ کیونکر انکی صحبت ہی ساری عمدہ باتین سیکھنے سے بالکل قاصر و حیا باپ دادا کی ایسی حماقتون کے بتلانے مین نہ ہوگی کہ انہون نے دانشمندون کے تہیارون اور لباسون اور اوضاع و اطوار کو ناپسند کیا تہا اسلیے وہ انکی اولاد کے حق مین بھی مضر ہین - ہمارے لیے وہ تہیار - لباس - اوضاع و اطوار مفید و بکار آمد ہین جنسے کہ وہ بیزار تھے - انہین بزرگون کی حماقت سے بہت سی جھوٹی بنیادین اور بے حیائی کی باتین خواص و عوام مین داخل ہوگئی ہین - انکو صحیح باتون پر علم نہ تہا - انکی اس لاعلمی نے اولاد کو یہ بُرا ثمرہ دکہایا کہ نہ دولت ہی نہ عزت ہی نہ حکومت ہے - بلکہ سراسر ذلت ہی - جب یہ سب باتین جمع ہونگی تو وہ ایسی حکیم بنیگی کہ جن امراض کے لیے تعلیم کا طبیب بہی دوا نہین تجویز کر سکا - وہ اسکا علاج کردیگی - اس جماعت کو ان باتون کیطرف توجہ کرنی پڑیگی - تجارت کو دیکہیے کہ ملک پر وہ کیا اثر کر رہی ہے - کس کس

قسم کی نئی خصلت کے آدمی وہ بناتی ہے۔ آزاد اور خودکاشت کے طریقے روز مرہ بڑھتے جاتے ہیں یا نہیں۔ زمانے میں مجالس و محافل و صحبتوں اور جلسوں کے کیا رنگ ڈھنگ ہیں ان میں آزادانہ رایوں کا باہم مبادلہ ہوتا ہے یا نہیں۔ عورت۔ مردوں میں اختلاط کی کیا صورت ہے۔ شادی و غمی کے رسوم میں کیا کیا برائیاں بھلائیاں ہیں۔ حصول دولت کے کیا کیا طریقے ہیں۔ ورثہ ترکہ کی تقسیم کرنے کے واسطے دھرم شاستر۔ اور شرع و فرائض کی تلاش میں کتنے آدمی پھر رہے ہیں۔ آدمیوں کے خصایل کے کیا طور ہیں کتنے عقل کی پابندی سے کام کرتے ہیں اور کتنے اپنی خواہشہائے نفسانی پر مرتے ہیں۔ قوائے غضبی اور نفسانی کے سبب سے کیا کیا حرکات لوگ کرتے ہیں۔ غصہ آدمیوں سے کیا کیا حرکات کراتا ہے۔ جنگی نوبت گناہ تک پہنچتی ہے۔ اور ہر غصے کی کیفیت کو دیکھیے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں کیسے کیسے انتقام کے جوش پیدا کر رہا ہے۔ اور محبت و مودت کے اثروں کو دیکھیے کہ کیسے کیسے دوستی کے جوش طبایع میں پیدا کرتی ہیں۔ آدمی کیونکر دوستی کا انتخاب بغیر غلطی کے کر سکتے ہیں۔ دوستی کے انواع کیا ہیں۔ ظاہری اور باطنی دوستی کی تمیز کیونکر ہوتی ہے۔ دوستوں کی باتوں سے

کیا کیا اذیتین اور مضرتین پہونچتی ہین - بدکارون - کاہلون - عیاشون - اور اوباشون کا یارانہ کیا نتیجہ دیتا ہے - اور نیکون کی صحبت کا ثمرہ کیا ہوتا ہے دوستون مین باہم مایوسی کیونکر پیدا ہوتی ہے - قصور نکے اثر دنکو دیکھیے کہ وہ کیسے طبیعتون پر ہوتے ہین - کتنے دیر یہ اثر ٹھرتے اور کیونکر مٹ جاتے ہین - لباس کے طرز مذاق پر غور کرے - مکانون کی آرایش اور لباس کی زیبایش کو دیکھیے کہ لوگون کے دلون پر کیا تاثیر کر رہی ہے -

شاید کیا بلکہ ضرور لوگ کہین گے کہ مین یہ کیا بک رہا ہون - جن باتونکو کہتا ہون ان مین سے کوئی علم اخلاق کے لکھنے والون نے چھوڑی نہین اور سب اخلاق کے جزئیات و کلیات بیان کر دے ہین مین ہی کہونگا کہ ہان انہون نے یہ ضرور علی العموم بیان کیا ہے کہ - غرور - حسد - انتقام وغیرہ ایسی برائیان ہین کہ جنکو خدائے تعالے ناپسند کرتا ہے جنکو جہنم کی آگ مین جلنا ہو وہ انکو اختیار کرے - مگر یہ بیان ہمارے زمانے کے موافق ایسا عام فہم نہین کہ وہ ہماری زندگی کے روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے کامون مین جو بکثرت ہمکو زندگی بسر کرنے پڑتے ہین کام آئین - سوائے اسکے جن کتابون مین ان کا بیان ہے وہ ہماری زبان مین ہین نہ ہمارے ہاتھ لگ سکتی ہین نہ انکے مضامین عوام کے دماغ مین سما سکتے ہین -

علم اخلاق اور مذہب کی کتابون کے مصنفون مین اور حال کے

مضمون نگارون مین بڑا فرق ہونا چاہیے کہ یہ زمانہ کے موافق سب باتونکو اسطرح لکھین کہ ایک ناسمجھ کی بھی سمجھ مین آجائین - حسد و رشک کا فرق - غرور و عالی حوصلگی مین تمیز - انتقام و عدالت کا تفاوت وغیرہ روزمرہ کے کامون مین بتلانا ان مضمون نگارون کا کام ہے - وہ اپنے زمانے مین بتلائین کہ فلان فلان نے یہ کام اس سبب سے کئے تھے اسلیے ان کے نتیجے یہ ہوئے - مثلاً ہمارے ملک کے اخبار ایسے ہین کہ انکے اڈیٹر ایسی ایسی لیاقت کے مضمون نگار ہین - ان مین سے بعضون نے شیوۂ بداختیار کیا ان کو عدالت فوجداری سے ایسی ایسی سزائین ملین کیا تعجب ہے کہ اگر ایسے طریقے کو وہ جاری رکھین گے تو سزایافتہ اڈیٹرون کی تعداد بے سزایافتون سے تھوڑے دنون مین زیادہ ہوجائے غرض وہ انسان کی اصل زندگی کا حال من و عن لکھین گے - اور جسطرح ان کے زمانے مین قوا غضبی - بہیمی - وسبعی - اپنے جلوے دکھارہی ہین - اسکی جو جو تصویر بنا ئینگے - وہ سارے امراض روحانی کی تشخیص کرکے اسکے سامنے درمان بھی بتلائین گے - مثلاً وہ لکھین گے کہ انتقام کی وجہ سے دونون جوانمردی اور نامردی کے کام آدمی سے صادر ہوتے ہین

اور یہ جوانمردی اور نامردی انکے دو وصف ہین کہ انہون نے انسان کو دو متضاد قسمون مین تقسیم کردیا ہے اور یہ دونون ہمسایہ ہین - ایسی ملی جلی رہتی ہین کہ انکے اندر امتیاز کرنے مین اشتباہ پیدا ہوتا ہے - پہلی شجاعت - انسان کو جھوٹی چمک دمک خوشنما چاپلوسی سے دور رکھتی ہے اور دل مین وہ جرأت اور ہمت پیدا کرتی ہے کہ زمانے کے رسم ورواج سے مقابلہ کرنے سے وہ نہین ڈرتی ہے - گو رسم ورواج زمانہ کا فرمانروا ہے کہ جسکے مقابلہ کرنا بڑے دلیری کا کام ہے - اور بہت ہی مشکل ہے کہ آسیر فتحیابی ہو - مضمون نگار کو بڑی توجہ اسی پر چاہیئے کہ وہ زمانہ کی مضر رسم و رواج کے مقابلے مین خم ٹھوک کر کھڑا ہوجائے - اور اسی کام مین نامور و مشہور ہونا چاہیئے - اگر وہ یہ کام نہ کرسکین گے تو وہ اپنی جھوٹی عزت کے خیالات سے اپنے تئین ڈبو دین گے - پھر کس منہ سے عوام کی تہذیب پر طعنہ زنی - اپنی بداعمالی کی معذرت یا حمایت کرینگے

امورات خانگی کے اوضاع و اطوار مین آمد وخرچ بڑے مدکا مضمون ہے اسپر بہت غور کرنا چاہیئے کہ کونسے خرچ ایسے ہین کہ جنکے کرنے پر ہم کو زمانہ کے رسم ورواج کی پابندی نے مجبور کررکھا ہے - لباس کی زیبایش مکانات کی آرایش - اسباب کی نمایش - دسترخوان کی الوان نعمت ان سب باتونکو سوچنا چاہیئے - سب آدمیون کو دیکھنا چاہیئے کہ ان مین

کرنے ایسے ہین کہ وہ درجے اور رتبے کا خیال بہت رکھتے ہین - بعض کو یہان تک اپنی وجاہت ظاہری کا خیال ہوتا ہے کہ وہ اپنے اور اپنے سے کم درجے کے آدمیون کے درمیان کوئی چیز مشترک ہی نہین رکھتے - بعض اپنی شرافت نسب وجاہت ہی پر مرتے ہین - کوئی اپنی شان و شکوہ کے دکھانے مین جان دیتا ہے - کسیکو یہی شوق ہے کہ اسکے چھوٹے چھوٹے کامون کی شہرت ہوتی رہے تو لطف زندگی ہی نہین موت ہے بعض آدمی پرانی باتونکو بہت عزیز رکھتے ہین اور ان کی طرفداری مین بڑا تعصب کرتے ہین - بعض رذیل ذلیل حالت کے آدمی تجارت کی بدولت دولت مند ہوتے ہین اور اپنا امیرانہ ٹھاٹھ جماتے ہین اور ساری شان شریف امیرون کی اپنے مکان - پوشاک - اسباب وضع مین دکھاتے ہین - جس سے امیرونکے ہاتھ مین تنگے لگتے ہین اور انکو دیکھ دیکھکے جلتے ہین - مگر یہ انکا جلنا حق ہے - اس تقلید مین اگر کوئی تیزی - نمود - بیہودگی - بیوقوفی نہین ہے تو ایسے کرنے مین کوئی گناہ نہین - مگر بعض ڈینگے نمود کے تیزی کے مارے اپنے مقدور سے باہر سے امیرون کی ریس کرکے اپنا ستیاناس مار دیتے ہین - اور اپنی ہنسی اڑاتے ہین - قمار بازی اور بادہ خواری کی بھی خبر رکھنی چاہیئے کہ ان دو برائیون سے جیسی ملک مین بدکاری پھیلتی جاتی ہے ایسے

اور برے کامون سے نہین - تیسک لکھد جوے کے قرضے کے . دے پہلے کو ادا کرنا بعض آدمی اصلی قرضے کے ادا کرنے سے اوسے افضل سمجھتے ہین - اس قرض کے نہ ادا کرنے کو بڑا گناہ اور ترک فرض اپنے مذہب مین جانتے ہین - ان دونون برائیون پر مذہب و قانون ملکی بے غرضی کا فتوے دے رہا ہے - ان دونون برائیون کی مذمت گو ہمیشہ سے چلی آئی ہے مگر اسکی حد مقرر کرنی نہایت ہی مشکل ہے - گو کوئی بداخلاقی و ناخدا پرستی ایسی نہین ہے کہ ذلت اور بے وقت تباہی سر پر نہ لاتی ہو مگر جن لوگون نے اپنا دل سخت پتھر بنا لیا ہے وہ سب کام اصول اخلاق کے خلاف کرتے ہین - اور تمام شائستہ قومون کے قوانین اور اخلاق و معاملات و عادات کو زشت و زبون ٹھہراتے ہین - غرور و بے حیائی نے ان کو پاک شہدا بنا دیا ہے - ان پر تو نہ دلایل عقلی و شرعی - نہ ذکاوت و فراست اثر پذیر ہوتی ہین - وہ تو چکنے گھڑے ہین کوئی بوند ان پر ٹھہرتی نہین مضامین نگارونکو چاہیئے کہ ان کی تحقیر حتے الامکان کرین - اور یہ جان لین کہ اس تحقیر کی تاثیر ان سنگ دل بے حیاؤن پر تو ہونے کی نہین - مگر ہان یہ حقارت و ذلت دیکھکر اور بہت سے آدمی جو بدکاریون مین شامل ہونے والے تھے وہ رک جائین گے ان سے بچ جائین گے - یہ حفظ

تقدم ہے

خلاصہ

اس تمام مضمون کا خلاصہ ان چند فقرون مین ہے کہ مذہب اور اخلاق کی کتابون مین جو کلیات لکھے ہین۔ انسان کے کامون کے جزئیات مین زمانہ کے موافق ہر زمانے مین کارگر نہین ہو سکتے۔ پس اخبارون اور رسالون اور کتابون مین جو انشا پردازی کیا کرین وہ تمام برائیون کو جو روزمرہ کے کامون کو بگاڑ رہے ہین اور ہمارے اوضاع و اطوار مین خرابیان کر رہے ہین اور طرح طرح کی تکلیف پہونچا رہی ہین وہ سب دور ہون اور وہ اسباب جمع کیے جائین کہ اپنے روزانہ کامون سے راحت و آرام دیرین ملے۔ ان سب باتون مین مذہب مقدم سمجھا جائے۔ جزئیات کے بیان مین کہین کلیات مذہبی سے انحراف نہ ہو۔ مذہب کی برابر کسی چیز کا اثر انسان پر نہین ہوتا۔ چاہیے کہ ان جزئیات کی اعانت کلیات مذہبی کرین نہ مخالفت۔ اپنی تحریرون سے لوگون کو دنیا کے جزئیات کی بربادیون سے نجات دلاؤ۔ اور مذہب کی کلیات سے عقبے کی راہ دکھاؤ فقط

راقم

محمد ذکاء اللہ

یوروپ مین اشاعت اسلام

آجکل برادران دینی کی توجہ یوروپ مین اسلام کی اشاعت کی جانب بہت کچھ مایل ہورہی ہے - اور بہت سے اخبارون اور مجلسون نے اس کار خیر کیجانب اپنی خاص توجہ مبذول کی ہے ایسے موقع پر ہم قدمے ورے سنے غرضکہ جو کچھ ممکن ہو تائید کرنے کے لیے حاضر ہین - اگرچہ اس رسالہ اور اوسکے اڈیٹر کو مذہبی مباحثون سے کوئی سروکار نہین - اور نہ اپنے اصول معینہ کے خلاف کوئی کام کرنا پسند کرتے ہین - مگر سابقین مصلحین مذاہب (خواہ وہ کوئی ہون) کے بعض تاریخی حالات پیشکش ناظرین کرتے ہین اور نتیجہ اونہین کی رائے پر چھوڑتے ہین - اس مضمون سے واضح ہوگا کہ اسلام کے پہلے یوروپ مین بت پرستی کے خلاف اشاعت عیسویت مین کسقدر تکلیف ہوئی اور پھر اوس عیسویت کو رفتہ رفتہ جو یوروپ پرستی تھی کیونکر زوال ہوا اور لوگون کی آنکھین روز بروز باوجود صدہا مصائب کے کیونکر کھلتی گئی مگر جس حد تک لوتھر اور اوسکے حواریون نے کارروائی کی وہ موجودہ اسلامی انگلستانی تحریک مین نقص سے خالی نہ تھی اور غالبًا اب وہ وقت قریب آگیا ہے کہ بقیہ نقائص بھی جلد دور ہوجائین اور تثلیث کی غرض سے یورپ توحید کے بارعب اور سچے اصول سے سرفراز ہو - اور جس امی لقب نے

یہ توحیدی چراغ گہری تاریکی مین جلایا اور ایک عالم کو منور کیا اوسکی تقلید کی توفیق ہو جو عین انصاف اور کانشنس کی ہدایت ہے۔

انجیل کی جرمنیون مین اشاعت

یہ کسیقدر حیرت سے معلوم ہوگا کہ آرش قلمی انجیلین پہلے پہل آئرلنڈ مین نہین ملین بلکہ سوئٹزرلینڈ اور جرمنی مین انجیل کے ابتدائی وعظ جرمنی مین آئرلنڈ کے باشندے تھے۔ چھٹوین اور ساتوین صدی عیسوی مین مجرد فقرائے خانقاہ نشینان آئرلنڈ کو مذہبی وعظ کرنے کا شوق ہوا۔ یہ واعظ خیال کرتے تھے کہ گویا اہل جرمنی باواز بلند اونکی جانب چلا رہے ہین کہ ہمکو (مذہبی) روشنی پہونچاؤ۔ اور تاریکی سے نکالو۔ بعدہ ان واعظون نے ایک ٹوٹے ہوئے کشتی پر جو چمڑے اور ٹہنیون سے بنی ہوئی تھی سوار ہوکر ڈانڈے مارتے ہوئے یا خود ہوا سے بہتی ہوئی انگلنڈ پہونچی۔ وہ انگلنڈ سے کشتی پر سوار ہوکر دریاے رائن اور شلڈ وغیرہ سے ہوتے ہوئے اوس مقام پر پہونچے جہان لوگ بالکل بت پرست تھے۔ اور اس مقام پر یہ مستقل سکونت اختیار کرکے سرگرم تعلیم و تفہیم ہوئے۔ سنہ ۵۹۰ء مین سنٹ کولمبس نامی ایک مادری

بادشاہ برگنڈی کے دربار مین حاضر ہوا۔ وہ آئرلنڈ سے انگریزون مین سکونت اختیار کی اور جب وہان سے بی اخراج ہوا تو بابیو واقع شمال اٹلی مین قیام کیا اوسکے شاگرد سنٹ گال نے سوئٹزرلنڈ کے ایک جنگل مین بود و باش اختیار کی اوسنے کانسٹینس نامی تالاب واقع بری جزیرہ وعظ کرنا شروع کیا اور جسقدر بت اوسکو ملے تالاب مین پھینک دے۔ ایک دوسرا آئرلنڈ کا باشندہ جزیرہ سکنجن واقع دریائے رائن مین مقیم ہوا۔ ایک دوسرے نے ایک غار مین رہنا اختیار کیا۔ اوسکے سوا ایک اور فنتن نامی تہا جسکو ہرن گرفتار کرکے بیلجیم لے گئے تھے وہ وہان سے بھاگ کر دریائے رائن سے ہوتا ہوا مقام رہیاؤس مین پہونچا۔ جہان بت پرستون کو راہ خدا کی تعلیم دینے مین مشغول رہا۔ اسیطرح فوین اور الٹن دو آئرش بھائی تھے جو دریائے میوز پر رہنے لگے۔ کلین رکالمین اور ٹاٹینن نے مقام اورزبرگ کو اپنا تعلیمی مرکز بنایا اور اسی مقام پر کلین شہید بھی ہوا۔ ایک شخص مسمے فرجیدین اور آگے تک پہونچا اور فرسی نے فرانسیسیون مین بمقام لیگنی جو پیرس سے کسیقدر شمال مین ہے وعظ کرنا شروع کیا۔

پس اسطرحسے تک جرمنی اور فرانس مین عیسوی مذہب کا

ہوا۔ سیکسن بت پرست تھے علے ہذا القیاس فریزی جو موجودہ ہالنڈ پر قابض ہیں بت پرست تھے۔

بعدہٗ سینٹ بونی فیس چند منتخب اور سرگرم آدمیوں کو ہمراہ لیکر براہ تری پورٹس متہ سے جرمنی پہونچا۔ اوسنے دیکھا کہ جرمنی میں بسقدر عیسویت ہی وہ بہت اوسنے درجہ کی ہے۔ پس وہ روما میں گیا تاکہ پوپ سے اختیار حاصل کرکے جرمنی گرجاؤں میں احکام جاری کرے اب اختیار مل جانے اور مقام میئنز کے ارچ بشپ ہوجانے اور پوپ سے بونی فیس یعنے نیکوکار کے لقب پانے پر وہ جرمنی واپس آیا اور اپنے وطن انگلنڈ سے مددگار طلب کیے۔ چنانچہ بہت سے مرد و عورت پہونچے اون لوگوں کو اسنے جابجا حسب موقع اصلاح و تلقین کیغرض سے مقرر کیا مقام گیسمار واقع ہسی میں ایک بڑا اور پرانا بلوط کا درخت تھا جو ڈونر ویتا کے نام سے مشہور تھا اور بت پرست اس درخت کی زیارت کرتے تھے۔ یہانتک کہ وہانکے نو عیسائی بھی اس درخت کو مذہبی خوف سے دیکھتے تھے اور وہانکے باشندوں میں اس درخت کی نسبت عجیب و غریب قصہ مشہور تھے اور اس درخت کی شاخوں کی حرکت سے جو آواز پیدا ہوتی تھی اس کے سننے کے لیے لوگ جایا کرتے تھے۔ ایک روز جبکہ بتقریب جشن ڈونر مذکور اس درخت کے نیچے بڑا ازدہام تھا۔ بونی فیس واعظ بالحاظ مجمع اور مسلح آدمیوں کے ایک تبر ہاتھ میں لیے ہوئے پہونچا اور ان بت پرستوں کے

بڑے مجمع کی پروا نہ کر کے اس درخت کو تبر سے کاٹنا شروع کیا وہانکے لوگ یہ حال دیکھکر بڑے اضطراب اور دہشت مین بہا گنے لگے اور یہ خیال کرتے تھے کہ اس بے ادبی کی عوض عنقریب باوڑی پر بجلی گر گی اور اوسکو جلا کر خاک سیاہ کر دے گی۔ جب تک درخت کٹکر نہین گرا بونی فیس باز نہین آیا جب وہ درخت کٹکر بڑے زور سے زمین پر گرا اوسوقت بت پرستون نے اپنے دیوتا کا ضعف دیکھا اور بلوط کے گرتے ہی بتون سے اونکا ایمان بھی پھر گیا۔

بونی فیس صرف وعظ ہی کا پابند نہین رہا اوسنے دیکھا کہ تا وقتیکہ ہاں جرمن کو تعلیم تہذیب نہ ہوگی اوسوقت تک وہ لوگ اچھے عیسائی نہ ہوسکین گے پس انہون نے مدرسے اور خانقاہین قایم کین منک (مجرد زہاد خانقاہ نشین) تعلیم دیتے تھے۔ یہ پادری نہ صرف کتاب پڑھاتے تھے بلکہ آب پاشی کرتے درخت کاٹتے۔ زمین جوتتے۔ تخم ریزی کرتے۔ میوہ دار درخت لگاتے اور مختلف تجارت کرتے تھے۔ جو لوگ عیسائی ہوتے جاتے تھے وہ پرسیٹ کے جھونپڑون مین آباد ہوتے جاتے اسطرح سے رفتہ رفتہ یہ نو آبادیان شہر کے برابر ہوگئین۔ جب بونی فیس بوڑھا ہوا تو اوسنے فریزین بت پرستون

ہمارے واعظین اسلام کو بھی جنھون نے دین برحق کے پھیلانے اور تو ان کی اشاعت مین قدم بڑھانے کا ارادہ کیا ہے بڑے بڑے مشکلات کا سامنا ہوگا جیسا کہ سابق مین ہوچکا ہے بادیان دین اور رہبران مذہب مبین سے امید کی جاتی ہے کہ راہ خدا مین ہر قسم کے کشت بشوق تمام برداشت کرین گے اور اشاعت دین مین وہی تدابیر مد نظر رکھین گے

مین انجیل کی منادی کرنی چاہی وہ بت پرست اوسی پر حملہ آور ہوئے اور ۵۵۵ء مین اوسکو قتل کر ڈالا -

مذہب رومن کیتھولک سی پروٹسٹ مذہب کا پیدا ہونا

دین عیسوے کے شیوع سے تمام یورپ مین مذہب کیتھولک نہایت قوت سے جاری رہا اور اس مذہب کے پیشوا جنکو پوپ کہتے ہین شاہانہ شان و شوکت سے مذہبی اور دنیوی حکومت کرتے رہے مگر سب سے پہلے جرمنی کے لوگ پوپ لوگ کے ظلم و ستم سے تنگ آ گئے تھے اور بادشاہ کی حکومت جو دنیوی حکومت سمجھی جاتی تھی بمقابل پوپ لوگ کے مٹی جا رہی تھی رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہونچی کہ دو یعنے پوپ اور بادشاہ کی مشترک حکومتون سے اہل جرمن تنگ آ گئے اور انواع اقسام کی ملکی اور تمدنی تکلیفین اور جان و مال کا نقصان اوٹھانا پڑا اور ذلیل غلامانہ حالت اوٹھانے اوٹھاتے بالآخر جرمنیونکو معلوم ہوا کہ کہ پوپ ہی مایہ فساد اور قومی اتحاد کا دشمن ہے اور پوپ پر اس الزام

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۵ - جبمین ہمارے سالقین کامیاب ہو چکے ہین - تمام یورپ مین قرآن کی منادی کرنیکے واسطے کچھ ایک دو واعظ یا رہبر کافی نہین ہین بلکہ سیکڑون ہزارون مسلمان راضخدا مین تارک الوطن ہوجاوین اور ہر ایک شہر مین اپنا قیام اور اپنی قبرین بنا لین تب کہین تثلیث کو توحید سے بدلنا ممکن ہوگا اسکے بعد خدا سے مدد مانگین اور یہ فقرہ ورد زبان و دل رکھین کہ النصر من اللہ والفتح تمام من اللہ تعالی -

لگانے کا باعث یہ تھا کہ جب کوئی بادشاہ دعوے سلطنت بنیلس اور سسلی کرتا۔ یا اپنے تئین وارث تخت لمبارڈی اور روسیہ ظاہر کرتا تو پوپ لوگو نہایت درجہ بے چینی ہوتی۔ کیونکہ اونکے قلب ملک پر علاوہ اور دعویداران وفرمانروایان سلطنت کے بادشاہ جرمنی کی حکومت قایم ہونے کا اندیشہ ہوتا اسلیے پوپ بادشاہ کے اس واجبی ارادے سے ہر طرح مخالف ومزاحم ہوتے وہ یہ نہین چاہتے تھے کہ شہنشاہون کے محکوم ہوکر رہین بلکہ وہ اون کی پوری مخالفت پر تلے ہوئے تھے اور چونکہ جرمنی کی ریاستین ایک دوسرے سے متفرق آباد نہین جہان ہر ایک شہزادہ خود مختاری کا دم بھرتا اور خود بہت سے بشپ اور ابٹ (مذہبی سردار) مختلف صوبون کے حکمران تھے اس طرحکی دینی اور دنیوی حکومت کے مشترک ہونے سے عوام الناس سخت تکالیف مین مبتلا تھے۔ چارلس اعظم نے بعض آرچ بشپ اور بشپ کو جو اعلے درجے کے بارعب رہنما سے مذہب تھے بعض مقامون کی حکومت اس غرض سے دے رکھی تھی کہ وہ بوقت ضرورت دوسرے چھوٹے چھوٹے باغی حکمرانون کے مقابلے مین بادشاہ کیطرف سے سینہ سپر ہونگے مگر بجاے اسکے وہ لوگ بھی پوپ ہی کا دم بھرنے لگے چنانچہ بہت سے آرچ بشپ اور بشپ اور دوسرے متوسط درجے کے مذہبی رہنما جنکو بعض مقامات کی مصلحتاً حکومت دیدیگئی تھی سب کے سب بادشاہ سے کوئی

واسطہ نہین رکھتے تھے بلکہ بالکل خودمختار تھے ہان تھوڑی سی متابعت برائے نام ضرور تھی - ان طوائف الملوکی سے بادشاہت صرف بڑے لفظون مین باقی رہگئی تھی اور کچھہ نہ تھا - اگرچہ اسوقت بھی برائے نام بادشاہ ریاستون کا افسر تو تسلیم کیا جاتا تھا لیکن ماتحت ریاستین خودمختاری کا علم بلند کیے ہوے تھین جس سے ناقابل برداشت حالت ہو رہی تھی - نہ انتظام تھا اور نہ قانون کی پابندی - آخر کار اہل جرمنی اس ناقابل برداشت تکلیف سے نجات پانے کی تدبیر سوچنے لگے - اور غوراً اس ملکی خرابی کو دور کرنیکا ارادہ مصمم کر لیا اور پوپ کی مخالفت اور مزاحمت کا آغاز کیا گیا - ارچ بشپ بشپ اور ابیاٹ (سرداران خانقاہ) جو پوپ کے طرفدار اور ہم آواز تھے اونکا یکبارگی خاتمہ کرنا چاہا -

اسوقت اتفاق سے پوپ کو روپیہ کی اشد ضرورت درپیش تھی اور پوپ کا یہ قصد تھا کہ رومیہ مین سنٹ پیٹر کا گرجا ایسا عظیم الشان تعمیر کرے جو دنیا بھر کے تمام گرجاون سے زیادہ باشان و شوکت ہو اور تمام عیسائی دنیا کا یہی قبلہ متصور کیا جائے اور سنے انڈلجنسی یعنی امرزش نامہ فروخت کرکے

نوٹ - پوپ نے روپیہ وصول کرنے کا یہ نیا اور کارآمد ڈھنگ اختیار کیا تھا کہ حسب حیثیت لوگون سے روپیہ لیکر انون کے گناہ تمام عمر کے معاف کر دیا کرتے تھے اس معافی نامہ کو انڈلجنسی کہتے ہین -

روپیہ جمع کرنے کی کارروائی شروع کی۔ اور اپنے مخصوص و معتبر آدمیوں کو
اس قسم کے امرزش نامے دیکر تمام عیسائی ملکوں میں فروخت کے لیے روانہ
کیا۔ چنانچہ جرمنی میں بھی ایک پوپ کا سفیر ٹیٹزل نامی پہونچا جو کسی خانقاہ کا
ایک گوشہ نشین عابد تھا۔ اس شخص نے یہاں بہت سے بخشش نامے فروخت
کیے اور اثنائے فروخت میں بے محابا اور بے تکلف لوگوں کی جہالت
اور ضعف اعتقادی سے کام نکالا۔ مگر اس سفیر کے بے تکلف اور ناجائز
باتوں سے واقفکار اور راست خیال لوگو نکو سخت صدمہ پہونچا۔ اس موقع
پر اسبات کا جاننا ضرور ہے کہ کیتھولک مذہب کے موافق جب کوئی شخص
کسی فعل قبیح کا مرتکب ہوتا ہے تو اسکے دو نتیجے ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ خدا کی
نظروں میں گناہ گار ہوتا ہے۔ دوم شخص مرتکب کو کچھ نہ کچھ جسمانی تکلیف بھی
دنیا میں ہو جاتی ہے۔ مثلاً۔ شراب پینے والا گناہگار ہی ہوتا ہے اور
جسمانی تکلیف یعنے دردسر وغیرہ میں بھی مبتلا ہوتا ہے بس کیتھولک مذہب
کی یہ تعلیم تھی کہ تمام گناہوں کے ساتھ اذیت بدنی وابستہ ہے۔ اور اگر
گناہگار کا گناہ معاف بھی کر دیا جائے تو تکلیف جسمانی ضرور قایم رہے گی
چاہے وہ تکلیف حین حیات میں ہو یا بعد الموت۔ پوپ کی یہ رائے

کہ گناہ کی معافی تین طریقوں سے ہونا ممکن ہے۔ اوّل توبہ کرنا۔ دوسرا اقرار کرنا۔ تیسرا اصلاح کرنا۔ اگرچہ معصیت کی تلافی توبہ سے ہو سکتی ہے اور خدا تعالیٰ گناہ معاف کر سکے گنہگار کو اپنی مہربانی میں لے سکتا ہے مگر تب بھی وہ شخص سزا سے بالکل مبرا نہیں ہو سکتا۔ پس پوپوں کا دعوے تھا کہ وہ گنہگاروں کی سزاؤں کو جو الہٰی ہے خود معاف کر سکتے ہیں اور یہ بخشش نامے اسی غرض سے نافذ ہوئے تھے۔ لیکن یہ بخشش نامے بشرائط چند عطا کئے جاتے ہیں یعنے سچے دل سے توبہ کرنا جسکی مکمل شرطیں انہیں کاغذ پر چھپی ہوئی رہتی ہیں یا ہاتھ سے لکھی جاتی ہیں غرضکہ پوپ کیطرف سے ایسے دعوے کے ساتھ بخشش نامے جاری کرنا حیرت انگیز امر تھا۔

وٹن برگ کے ایک درویش خانقاہ نشین نے جسکا نام مارٹن لوتھر تھا اوسنے آرچ بشپ مینز کو لکھا کہ بخشش نامے فروخت ہونے سے جاہلوں میں سخت نقصان پیدا ہوگا بعدہ اوسنے ۹۵ دلیلیں بخشش نامے کے خلاف لکھکر وٹن برگ کے گرجے کے دروازے پر اویزان کردیں اور بیان کیا کہ یہ دلیلیں برابر قایم رہینگی۔

یہ آغاز اوس بڑے جھگڑے کا تھا جسمیں تمام مغربی عیسائی دنیا بہت جلد شامل ہوگئی یہیں تک کچھ خاتمہ نہیں ہوا۔ لوتھر نے ایک نئی تعلیم جاری کی جو اپنی اشاعت میں ایسی ہی تیز رفتار تھی جیسے ڈنامٹ

جو یہ وہ زمانہ تھا کہ عیسائی مذہب میں بہت بڑا انشقاق اور تفرقہ ہوئی اور مذہب کیتھولک سے پراٹسٹنٹ پیدا ہوکر پہلا یہ زمانہ درخانہ نشین کے نام سے مشہور رہے۔

کیتھولک مذہب کی یہ تعلیم تھی کہ کسی شخص کے قطعی گناہوں سے اوسی وقت معافی ہوسکتی ہے جبکہ وہ سچے دل سے توبہ کرے۔ (۲) اسیطرح اقرار اور اعتراف ہو (۳) اور اصلاح اور قبایح مرتکبہ کا معاوضہ کرے۔ انسان کی گناہوں سے مخلصی باعث خوشنودی خالق ہے۔ پس انسان تمام عمر خدا پر بھروسہ اور اوسکی مہربانی پر اعتماد کرکے مخلصی کی فکر نہایت جانفشانی سے کرتا رہے۔ اور اصطباغ ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جو انسان کو تکمیل تک پہونچاتا ہے۔ اور یہ بھی چند شرطوں پر محول ہے۔ اور نجات بھی تا وقتیکہ انتہائی استقلال نہ ہو کسی شخص کے لیے قطعی نہین۔ پس مارٹن لوتھر جو بڑا مضطرب الحال اور پر آرزو شخص تھا اور کبھی اوسکو ان باتون سے تسکین نہین ہوسکتی تھی تا وقتیکہ اوسکو معافی مخلصی۔ اور نجات دوامی کا قطعی بھروسا نہ ہوجائے۔ اور چونکہ وہ اپنی برہم مزاجی سے خوب واقف تھا اسلیے اوسکو گنہگار ٹھہرنے اور بہشت سے محروم رہنے کا بڑا اندیشہ تھا پس وہ سخت مصیبت قلبی مین مبتلا تھا۔ لیکن ایکبارگی اوسکے دلمین چند ایسے خیالات جدید جاگزین ہوئے جس سے اوسکے اضطراب و مشکلات یکبارگی جاتی رہی وہ یہ بات سمجھ گیا کہ اگر کسی شخص کو بھروسا ہوگیا کہ وہ

معاف[1] کیا کیا یہ مخلصی[2] دیگئی - اور نجات[3] دوامی سے مالامال کیا گیا اوسکا
یہ خیال بجائے خود قطعی ہے - اوسنے اس اطمینان بخش خیال کا نام ایمان
رکھا - یعنے کسی شخص کے اپنے اچھے بُرے افعال کی پوری جانچ کا نام ایمان
ہے - اور اسطرح غیر اطمینان نجات کو مستقل اور قطعی نجات از روے فیصلہ
خود قرار دیا اور اوسنے مان لیا کہ اپنے ایمان کے زور سے مخلصی ہوتی ہے
اسمین بہ کسی شرط کی ضرورت اور نہ محرومی کا کوئی موقع باقی رہا - اس تعلیم
کی بہت دور تک اشاعت اور بڑی خواہش سے مقبول عام ہوئی اس تعلیم
کی رو سے اصطباغ اور مذہبی سرداروں کی ضرورت باقی نہین رہتی کیونکہ مدد
تو طالب امداد کو درکار ہوتی ہے نہ کہ مستحکم اور مستقل آدمی کو - لہذا اگر
اصطباغ اور سرداران مذہب کی ضرورت باقی نہ رہی تو بپتسمہ بھی بیکار ہے
آخو کار جرمنیون کی نظرون مین بپتسمہ کا قیام فضول ٹھہرا - اور اسبات کا
علی العموم بہت شک و شبہ کے ساتھہ چرچا ہوا کہ آیا جرمنی مین بپتسمہ ضروری
یا نہین - جہان وہ شاہانہ عیش و عشرت سے بسر اوقات کرتے اور مذہبی فرائض
بجاآوری مین غفلت کرتے - یا اسمنبصبی خدمت کو دوسرونکے سپرد
کر دیتے ہین - اگر ناظرین کو کبھی ملک واقع بالاے دریاے رائن مین
اتفاق سفر ہوا ہو تو مینز کے عبادت خانہ کے سنج رنگیلے پتھرون کے ستونون
پر تو نے آرچ بشپون کی یادگارین دیکھی ہونگی - اونکی تصویرین اسطرح

بنی ہوئی ہین کہ زرہ بکتر تو لباس ہے - ایک ہاتھہ مین تلوار ہے دوسرے ہاتھہ مین گلہ بانون کا ہک اونکے سرون پر مجتہدانہ ٹوپی ہے جسکے گرد تاج شاہی ہے اونکے ان یادگار تصویرون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اج بشپ کس قسم کے ہوتے تھے فی الحقیقت وہ پورے دنیا دی امرا کی سی زندگی بسر کرتے تھے - گھوڑون پر سوار ہوتے زرہ بکتر استعمال کرتے اور ازروے مذہب صرف مجتہدانہ ٹوپی دیتے - جرمنیون نے بشپون کی یہ کیفیت دیکھکر اونکو ایک ڈھکوسلا سمجھا اور کہا کہ یہ لوگ اپنے گلہ کی گلہ بانی نہین کرتے بلکہ بشپ کے پردے مین بادشاہی کرتے ہین اسوقت مذہبی تخالف بڑی ترقی پر تھا - پوپ لیو دہم نے سنہ ۱۵۲۰ء مین ایک بل یعنے فرمان نافذ کیا جسکی روسے لوتھر کو خارج از مذہب کیا اور کہا تو تک مذہب سے بالکل جدا کرکے ملحد قرار دیا - اور تمام عیسائی مملکتون اور حکمرانون کو اوسکے مسایل سے مطلع کیا اور تاکید کی کہ اوسکو گرفتار کرنا اور اوسکی تعلیم کا انسداد کرنا چاہیے

اوسی سال دسمبر کے مہینہ مین بوقت صبح لوتھر نے وٹنبرگ کے جنوبی پھاٹک پر لکڑیون کا بہت ڈھیر کرکے پوپ کے اعلان کو علی الاعلان نذر شعلہ کر دیا اوسنے یہ کارروائی جذامی ہسپتال کے قریب کی تھی جہان جذامیون کے آلودہ اور ملوث چہرے جلائے جاتے تھے ایسے موقع پر پوپ کے اعلان جلانے کا مقصد یہ تھا کہ لوگون کو زیادہ تر نفرت اور حقارت پوپ کے اعلان

کی ہر دوسرے روز لوتھر نے گرجا کے ممبر پر چڑھکر بیان کیا۔ کہ جو اعلان کل جلایا گیا وہ بہت خفیف بات تھی بہتر ہوتا اگر خود پوپ جلاکر خاکستر کیا جاتا یا کل حکومت رومیہ (ماتحت پوپ) جلادی جاتی۔

اس تہلکہ کو موقوف کرنے کے لیے شہنشاہ چارلس پنجم نے مختلف ریاستوں سے لوگونکو دعوت دیکر مقام ورمس مین جمع کیا۔ یہ عظیم الشان مجمع ۶ جنوری سنہ ۱۵۲۱ کو ہوا۔ لوتھر کو اوس مجمع مین طلب کیا۔ ریاستون کی جانب سی بڑی لمبی فہرستین شکایتون کی جو بہ مقابلہ پوپ تہین پیش ہوئین جنکی شنوائی اور تعمیل کی شہنشاہ سے استدعا تھی۔ لوتھر کا سفر ورمس بہت فتحمندانہ جلوس کے ساتھ تھا جہان پہونچتا ایک جم غفیر کہیر لیتا اور بڑے زور سے نعرۂ خوشی بلند ہوتا۔ جب ورمس پہونچا تو اوسکی سواری کے گرد بڑے نامی گرامی معززون کا جمگھٹا ہوگیا جب وہ مجمع مین داخل ہوا تو اوسنے اپنی رائے واپس لینے سے بالکل انکار کیا۔ شہنشاہ چارلس نے دیکھا کہ بہت سے روسا و شاہزادے خاصکر سیکسنی اور ہیسی نامی روسا رودالیان ملک لوتھر کے طرفدار ہین لہذا وہ مجبوراً لوتھر کے خلاف کوئی اعلان اوسوقت تک جاری نہ کرسکا جب تک کہ وہ مجمع سے اٹھکر چلا نہین گیا۔ چونکہ چارلس نے لوتھر سے پوری حفاظت کا وعدہ کر لیا تھا اسلیے چپ چاپ شاہی گارڈ کی محافظت مین روانہ کردیا۔ جیون ہی لوتھر نے ان

افسروں کو واپس کیا اور سکی حفاظت کو چند دوسرے روپوش سوار بھیجدئے جو اسکے دوست اور مہر پرست والی بیکینی کے بھیجے ہوئے تھے۔ ان محافظوں نے تو تہر کو دارشن برگ قلعہ میں پہونچایا جہاں ۹ مہینہ تک خضہ بسر اوقات کی۔

جب وہ یہاں اسطرح چھپا ہوا تھا اور سکا ایک شاگرد باغی لوگوں کو ہمراہ لیکر دشن برگ کے گرجے میں پہونچا جہاں ان باغیوں نے قدیم صلیب اور بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ ایسی کارروائیاں لوتھر کی خواہش اور پسندیدگی سے بھی تجاوز تھیں اسلیے وہ اپنی خفیہ گاہ کو چھوڑکر یکبارگی وشن برگ پہونچا اور ان بد انتظامیوں کا خاتمہ کیا۔

حسن

فوٹوگرافی

موجودہ زمانے مین اکثر احباب کی طبیعت کا رجحان فن تصویر کشی کے حاصل کرنیکی طرف پایا گیا لہذا راقم اپنے تجربات کو جو اسکے متعلق تھے ایک رسالہ کے پیرایہ مین قلمبند کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہے - اگر کہین غلطی رہجائے تو اوسکی اصلاح فرمائی جاوے

Plate　زمانہ سابق مین پلیٹ یعنی آئینہ تصویر کشی کے تازہ تیار کیے جاتے تھے اور اونکا ڈیولاپ یعنی ان تصاویر

Develop　کے آئینہ پر مصالح ڈالکر نمودار کرنا اوسیوقت ضرور سمجھا جاتا تھا اور اون کا رونکی انجام دہی کے لیے ایک چھوٹا سا تہہ خانہ بارہ ڈی کا ہونا جہین ذرا بھی روشنی باقی نمودار نہ ہوتی ہو ضرور تھا - مگر اب ڈرائی پلیٹ

Dry Plate　یعنی مصالحہ کے خشک آئینہ ولایت سے ایسے تیار ہوکر آتے ہین جنسے تصویر کا لینا بہت ہی آسان ہو اوسکو نہ ڈیرے کی ضرورت ہی نہ تازہ پلیٹ بنانیکی اسمین شک نہین کہ زمانہ سابق مین لوگ جو اسکا شوق

بہت کم کرتے تھے - انکو اسمین ہزار ہا دقتین پیدا
ہوتی تہین - اور جب سے کہ خشک پیمیٹ آنے لگے
ہزار ہا شخصون نے اس فن کے حاصل کرنے کا شوق کیا
ہے اور اونکو برابر کامیابی ہو رہی ہے - اسمین تین
ترکیبین ہین - بعض صاحب تو تصویر لیکر اسکو ایک ایسے
صندوق مین جسمین روشنی نجا سکے تصویر کو بند کر کے پیشہ ور
تصویر کش کے پاس روانہ کرتے ہین - اور بعض صاحب تو
اس خشک آئینہ سے تصویر لیکر آئینہ پر دو واٹ الگر چہانے
کے لیے پیشہ ور تصویر کش کے پاس روانہ کر دیتے
ہین اور بعض شوقین حضرات ایسے ہین کہ کل تصویر کشی
کا کام خود ہی انجام دیتے ہین - لہذا مین اس فن کے
رسالہ کو چند فصلون پر تقسیم کرتا ہون اور جس سامان کی
تصویر کشی کے لئے ضرورت ہوتی ہے اوس کو آخر
فصل مین تفصیل کے ساتھہ بیان کرون گا -

فصل اوّل

(آلہ عکس کا جانا)

یہ دو قسم کے ہوتے ہین بعض آلے تو ایسے ہین
کہ صندوق مین بند رہتے ہین - اور بعض آلے
خود صندوق نما ہین - جو آلے کہ صندوق نما ہوتے
ہین اونکے جانے مین کسیطرح کی دقت واقع نہین ہوتی
یعنے صندوق کو اوٹھاکر تپائی یعنی سہ پایہ پر رکھدیا جاتا
ہے اور جو ملسوت کہ صندوق کے نیچے کرفت کیلئے
بنا رہتا ہے وہ پھیر دیتے ہین - اور جو آلہ کہ صندوق
کے اندر رکھا جاتا ہے اوسکے بازو کے ملسوت کو دیکھ
بڑا کرتے ہین اور پھر تپائی پر جماکر نیچے کا ملسوت
پھیرتے ہین - سوا سے ان دو کیا مرون کے ایک
حال مین نیا کیمرا ایجاد ہوا ہے جسکا نام کوڈک کیمرا
ہے اور یہ بمبئی مین ٹریچر اونٹیس کی دوکان پر

ہدست ہوتا ہی - اس کیمرہ مین ساتھہ پلیٹ بھی ہوے
رہتے ہین - اور اس کیمرہ سے فوکس کے لینے مین
کسی قسم کی محنت نہین ہوتی اور آسانی یہ ہے کہ یہ کیمرا
ایک چھوٹے سے پاوگز ۱½ گز کے صندوق مین بند
رہتا ہے اور ایک گھنٹہ مین ۲۰ تصویرین اس کیا
سے آسانی کے ساتھہ کھیچ سکتی ہین گو اسکا ڈیولپ
وغیرہ کسیقدر مشکل ہی لیکن لارڈین ویل وغیرہ فوٹوگرافر
اس کام کو انجام دیسکتے ہین -　　Developer

فصل دوم

(تصویر کشی کا مقام اور وقت)

تصویر کشی کے لیے مقام اچھا تجویز کرنا چاہیے جو لوگ
کہ اسکا پیشہ کرتے ہین اور شوقین ہین وہ اس کام کے
لیے اپنے مکان مین ایک کمرہ آئینہ کا بناتے ہین
اور اسی مین نیلے رنگ اور سفید رنگ کے ململ کے
پردے دھوپ کی آڑ کے لئے لگاتے ہین کیونکہ

جب تک روشنی بند ہی ہوئی تصویر کھینچوانے والیکی
چہرے پر نہ پڑی گی اوسکا عکس برابر نہ اوترے گا
بعض کم متمول تصویر کش بانس کے ٹٹون کے مکانات
بنا کر نیلے پردے لگاتے ہین - اگر کسی مکان یا کسی
پہاڑ یا کسی دوسرے مقام کی تصویر لینی منظور ہو تو
ایسی حالت مین تصویر لینی چاہئے کہ آفتاب نہ تو سامنے
ہو اور نہ پشت پر کھینچنے والے کے ہو بلکہ دائین یا بائین
طرف ہو اگر کسی شخص کے مکان مین جاکر اوسکی تصویر
یعنے عکس کا لینا منظور ہو تو ہمیشہ آفتاب کا رخ چہرہ یا
جائے اور جس جانب مین کہ زیادہ سایہ ہو وہ جگہ
تصویر اوٹھانے کے لیے پسند کیجاوے مگر مصور کو
ضرور ہے کہ صبح کے وقت ۶ بجے سے ۱۰ تک اگر
تصویر لیجائے تو تصویر کھچوانے والیکی پشت مشرق
کی جانب اور منہ اوسکا مغرب یا مغرب کیطرف رکھے
بشرطیکہ مکان جسکے مقابل مین تصویر کھینچی جاوے
اسقدر بلند ہو کہ اوسکے سامنے آلہ رہ سکے آفتاب
کے شعاعین لینس کے منہ پر ہرگز ہرگز نہ پڑے

آسانی روشنی بچانے کے لیے ایک چھتری آلہ پر لگا
واجب ہی اور اگر شام مین ۴ بجے سے ۶ بجے
تک تصویر کا لینا منظور ہو تو اوسکے خلاف یعنے
پشت مغرب کیطرف اور منہ پورب کیجانب رکھی
تصویر کشی کے وقت کے لیے اکثر مبصر یہ بتلاتے
ہین کہ صبحکا وقت نہایت عمدہ ہی اور شام کیوقت
اگر ایسی ہی ضرورت واقع ہو تو تصویر لیجاے اور
اگر تمام روز ابر گھرا رہے اور وہ ابر سفید ہو تو ایسی
حالت مین ۱۲ بجے ہی تصویر لیجاے تو کوئی قباحت
مانع نہ ہوگی اور صبحکا وقت اسلئے بہتر سمجھا گیا ہے
کہ اسوقت خنکی اور روشنی بھی تیز رہتی ہے بعض
تصویر کش شب کے وقت برقی روشنی مین بھی تصویر
لیتے ہین

فصل سوم

(فوکس یعنے عکس کا قایم کرنا)

یہ ایک مشکل بات ہی تصویر کی عمدگی کا دار و مدار

Focus. فوکس پر رکھا گیا ہے۔ اگر فوکس خراب قایم کیا جائے
نہ تصویر اچھی اوٹھتی ہے اور نہ اسکو مصور کسی مصالح
سے درست کر سکتا ہے۔ اس کام کو نہایت ہوشیاری
اور احتیاط سے کرنا چاہیے اور اسمیں کسیقدر جلدی
نہ ہونی چاہیے حسب فصل اوّل اولاً تپائی پر کیمرا یعنی
Camera آلہ تصویر کشی کا جانا چاہیے جسکی تصویر لینی منظور ہو لینس
کا منہ اوسکی جانب کرنا چاہیے۔ سیاہ کپڑا جو علیحدہ
رہتا ہے اپنے سر اور کیمرا پر ڈالکر لینس کا منہ جو
ایک ٹوپی سے بند رہتا ہے کھولدینا چاہیے۔ اب
Focus Screen فوکس اسکرین یعنے اوندھا شیشہ جو کیمرا کی پشت
پر لگا ہوا ہے دیکھنا چاہیے اسپر شبیہ اوٹھی
دکھائی دیگی اور ایک پیچ کے آگے پیچھے گھمانے سے
تصویر اُس آئینہ پر نمودار ہوگی جب شبیہ بالکل
صاف دکھائی دینے لگے گی لینس کا منہ بند کردیا
Lens جائے۔ اور نیچے کا پیچ مضبوطی کے لیے گھما دیا
جائے۔

فصل چہارم

(تصویر کا لینا)

تصویر لینے کے واسطے آئینہ کا ڈارک سلائیڈ مین Dark slide
رکھنا ضروری ہوتا ہے - اسکے رکھنے کے دو طریقہ
ہین - ایک طریقہ تو وہ ہے کہ کا لی ڈیرے مین یا
یہ کہ بے روشنی کے حجرے مین ڈراک سلائڈ مین آئینہ
رکھا جاتا ہے اور دوسرا طریقہ وہ ہے کہ بکس کے
اندر ڈارک سلائڈ مین آئینہ رکھا جاتا ہے - اس
انتظام سے غرض یہ ہے کہ وہ جو ڈرای پلیٹ یعنی Dry Plate
سوکھے مصالحہ کے آئینہ ہین اونکو نزدیک روشنی کسی
قسم کی نہ لگنے پائے - اگر حجرے مین روشنی کرنی
منظور ہو اسکام کے واسطے سبز رنگ کے آئینہ
کی لالٹین کے اندر لیمپ یا موم بتی کی روشنی
درکار ہوگی ڈرای پلیٹ کو سلائڈ مین رکھتے
وقت اس امر کا لحاظ ضرور ہے کہ جس طرف مصالحہ

لگا ہوا ہے وہ نیچے رہے اور پشت جسکی چمک
زیادہ ہوتی ہے اوپر کی طرف رہے ڈارک ایڈ
کو سیاہ کپڑے سے آئینہ رکھنے کے بعد اوپن لیٹ کر کیمرا　Camera
کے نزدیک لانا چاہیے اور جو فوکس لیا ہوا ہے
اوسکو مکرر دیکھ لینا چاہیے۔ فوکس اسکرین یعنے　Focus Screen
اوندھے شیشہ کو کیمرا سے علیحدہ کر کے اوسکی
جگہ یہ ڈارک اسلائڈ جما دینا چاہیے اور منہ یعنے
لینس پر ٹوپی لگا دینا چاہیے۔ بعد ازاں ڈرپ
کا سر یعنے دوسری طرف کا ڈھکن جو کہ اوپر کیطرف
یا بازو میں کھینچنے سے نکل آتا ہے کھینچنا چاہیے
جبوقت کہ تصویر لینی منظور ہو لفظ تیار یا ریڈی　Ready
پکار دینا چاہیے تاکہ جسکی تصویر اوتر تی ہے وہ
بے حس و حرکت بیٹھ جائے اور اپنی جگہ ہوشیار
ہو جائے اسکے بعد لینس پر سے ٹوپی بہت آہستگی　Lens
سے ایک بازو کر لینا چاہیے۔ یہ امر تجربہ سے

دیکھا گیا ہے کہ جب عکس لیا جاتا ہے اوسمین وقت
کا مقرر کرنا ہر شخص تجربہ سے حاصل کرتا ہے چونکہ یہ امر
روشنی کی تیزی اور تیزاب کے شیشہ کی طاقت اور
لینس کی خوبی پر منحصر ہے۔ مگر تجربہ سے یہ دیکھا گیا ہے
کہ ایک سکنڈ سے دس سکنڈ مین تصویر اوٹھتی ہے۔
اگر عمدہ سامان اور عمدہ روشنی رہے تو ایک سکنڈ
مین تصویر اوٹھتی ہے اور اگر سامان کچھ خراب رہا
یا روشنی خراب رہی تو دیر مین

فصل پنجم

(ظہور تصویر)

جب کہ ڈارک اسلائڈ بعد انفراغ تصویر کیمرہ سے
علیحدہ کیا جاوے تو سیاہ کپڑا لپیٹ کر ڈارک روم Dark Room
مین لیجانا چاہیے اور وہان بعد دروازہ بند
کر دینے اور پردہ چھوڑ دینے کے ڈارک سلائیڈ
سے باہر نکالکر جو تصویر کہ آئینہ ہی اوسکو اولا

پانی مین ڈالنا چاہیے جبکہ اس کام کے لیے ایک
صاف چینی کے برتن مین طیار رہتا ہے یہ عمل اول
ہے ۔ اسموقع پر یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ آمینہ
ولایت ہی مختلف لوگون مثل الفورڈ وغیرہ کے تیار
کئے ہوئے آتے ہین اور اسکے ڈیولپی لاپنگ کے لئے Developing
بھی علحدہ ہین اور ڈیولپی لاپنگ سولیشن بمبئی کے کمسولٹن
کے پاس ملتا ہے وہان سے طلب کر کے استعمال
کرنا چاہیے ورنہ مکان پر حسب ذیل سولیشن برابر
وزن کر کے بنانا چاہیے ۔

(نمبر اول)

اسٹاک سولیوشن		Stock solution
پیروگیالک اسڈ	۱ - اونس	Pyrogallic acid
امونیم برومائیڈ	۶۰۰ گرین	Ammonium Bromide
بقیہ آب بقدر	۶ - اونس	

جب یہ سلوشن تیار ہوجاتے اوس وقت
۲۰ منم پیور نٹرک اسڈ ملانا چاہیے ۔ Pure Nitric acid
واضح ہو کہ یہ سولیوشن ایک عرصے تک کارامد رہسکتا ہے۔

(نمبر دوم)

Strongest Ligior Ammonia. عمدہ ترین لکر آمونیا جسکی قوت ۸۸۰ سے کم نہ ہو ۳ ڈرام

آب : یک پائنٹ Pint

اس سلوشن کو ایک کانچ کی شیشی مین کارک سے بند کرکے رکھنا چاہیے تو کچھہ عرصے تک یہ سلوشن کام دیسکتا ہے

(نمبر سوم)

سلوشن نمبر (۱) اونس

آب ۱۹- اونس

یہ سلوشن چند گھنٹے تک کارآمد رہے گا۔

واضح ہو کہ ڈیولپری لاپ کرنے کے لیے سلوشن نمبر ۲ و ۳ Develop ہموزن لیا جائے۔

اگر آئینہ پر ظہور تصویر کا اثر زیادہ ہو گیا ہو تو رکابی سے آئینہ فوراً نکالکر ایک یا دو قطرہ سلوشن نمبر ۳ اوسپر ڈالو جو سلوشن آئینہ پر سے بہکر رکابی مین گرے وہین گرنے دو اس عمل کے بعد جب آئینہ کو رکابی

مین رکھو تو زیادتی کا اثر جاتا رہے گا۔

جب سلوشن ڈالنے سے تصویر ۳/۴ حصہ نمودار ہوجائے اوسوقت سلوشن نمبر ۲۔ اگر ڈالو گے تو جلد نمودار ہوگی۔ پھٹکری کے پانی مین آئینہ کا ڈالنا فکسنگ کے اول و بعد ضرور ہے لیکن فکسنگ سلوشن مین کبھی پھٹکری یا دوسری چیز نہ ملائی جائے۔

Fixing

اور عموماً تو بعد عمل اول کے یہ عمل کیا جاتا ہے کہ شیشہ کو ایک چینی کی رکابی مین رکھکر تیزاب ذیل جو سابق سے بنا ہوا ہے ڈالنا چاہیے۔

(نسخہ)

(۱) سٹرک اسڈ Citric acid	آدھا ڈرام	
پیرو گیلک اسڈ Pyrogallic acid	۳ ڈرام	
آب مقطر	۱۲ اونس	

نسخہ مندرجہ بالا کو پیرو سلوشن کہتے ہین اور Pyro solution یہ سب سے پہلے شیشہ بعد پانی ڈالنے کے ڈالا جاتا ہے

امونیم برومائید	۳ ڈرام
لیکر امونیا	۶ ڈرام
اب مقطر	۱۲ - اونس

Ammonium Bromide
Liquor Ammonia

یہ نسخہ دوم ہے جسکو امونیا سلوشن کہتے ہین یہ نمبر دوم کا جو بعد پیر سلوشن کے ڈالا جاتا ہے یہ دونون سلوشن بوزن ایک ایک ڈرام نمبر (۱ و ۲) اول و دوم اوسمین ۲ - اونس پانی ڈالکر گلاس مین ملاکر شیشہ پر ڈالنا چاہیے مگر اولاً آدھے سے زیادہ اسطرح ڈالنا چاہیے کہ کل سطح پر یکسان گی ہوجائے ورنہ داغ پڑنے کا خوف ہے بعد ازان رکابی کو آہستہ آہستہ ہلانا تاکہ تیزاب شیشہ پر اوپر اوپر ہر پھیرتا رہے قریب منٹ یا آدہ منٹ کے شیشہ پر تصویر نمایان ہوگی اور سیاہ ہوجانا شروع ہوجائیگی جب کچھ سیاہ ہوجائے رکابی مین اوس شیشہ کو نکالکر سرخ روشنی کہ اوس حجرے مین رکھی جاتی ہے اوسکی طرف شیشہ کی پشت کرکے دیکھنا چاہیے اگر تصویر درست دکھائی نہ دے تو تھوڑی دیر کے واسطے

اوسی تیزاب مین ڈالدینا چاہیے - جب تصویر
بالکل صاف نظر آوے اور پیلاپن زیادہ نظر
نہ آوے فوراً نکالنا چاہیے بعد اوس کے
اس پلیٹ سے شیشہ کو باہر نکالکر پانی ٹوٹی Plate
کی دہار سے جسطرف کہ شیشے مین مصالحہ لگا ہوا ہے
ڈالنا چاہیے - جب اس سے فراغت ہوجاوے
دوسری رکابی مین جسمین پھٹکری کا پانی تیار ہو
ڈالنا چاہیے جو حسب ذیل مرکب ہوتا ہے -
پھٹکری سائیدہ دو چھٹانک - آب ایک آثار
ان دونون کو ملانے سے پھٹکری کا تیزاب تیار
ہوتا ہے جب شیشہ اس تیزاب کی رکابی سے
قریباً ۵ منٹ کے بعد دور کیا جاوے تو فوراً
شیشہ کو پانی سے صاف کرنا چاہیے - اب شیشہ
کو تیسری رکابی مین جسمین ہائپو سلوشن Hypo Solution
تیار رہے ڈالنا چاہیے اسقدر ڈالا جاوے

کہ وہ شیشہ ڈوب جائے اس تیزاب مین ڈالنے
سے شیشے کی پشت کی سفیدی یعنے پیلا پن کٹ
جا ئیگا اور جب پشت بالکل سیاہ ہو جائے تو
شیشہ نکال لیا جائے اور اس شیشہ کو ہات مین
لیکر ۵ منٹ تک برابر پانی کی دہار اوسپر چھوڑی
چاہیے بعدازان اوس شیشہ کو صاف پانی مین
چند عرصے تک ڈوبا ہوا رہنے دینا چاہیے بعدازان
نکالکر دھوکر خشک ہونے کے لیے جہان پر گرد و غبار
نہ ہو کسی چیز کے سہارے سے کھڑا کر دینا چاہیے
جب بخوبی خشک ہو جائے اوسپر روغن یعنے وارنش
ڈالنا چاہیے تاکہ چھاپنے مین خراب نہ ہونے پائے
وارنش ڈالنے کا یہ طریقہ ہے کہ اوّل آئینہ کو
صاف کوئلہ کی آگ پر اسقدر گرم کرنا چاہیے کہ ہاتھ
برداشت کر سکے بعد اسکے آئینہ کو بائین ہاتھ
مین پکڑ کر داہنے ہاتھ مین شیشہ وارنش کے
آئینہ کے درمیان اسقدر وارنش ڈالا جاوے
کہ وہ کل آئینہ پر پھیلنے کے لیے کافی ہو اوسکو

آہستہ سے آئینہ پر پھیلاتے ہوئے ایک کونہ پر لاکر
باقی کو شیشہ مین لینا چاہیئے آئینہ کو ہموار حرکت
دینا چاہیئے تاکہ وارنش کے خط نہ ہونے پاوین
اسکام کے لیے مشق درکار ہے کسی پیشہ ور مصور
کو اسکام کے کرتے وقت دیکھنا ضرور ہے ۔

فصل ششم

(کاغذ پر تصویر کا چھاپنا)

Duplicate　کاغذ پر تصویر کا چھاپنا بہ مقابلہ شیشہ ڈیوپلیکیٹ
کرنے کے نہایت آسان ہے اسکے واسطے چاندی
کا تیزاب چڑھا ہوا کاغذ جسکے بنانے کی ترکیب
نیچے لکھی جاتی ہے درکار ہوتا ہے اور اوسکو
Albumined paper　انگریزی مین البومنائزڈ پیپر کہتے ہین ۔ اوّل تو اس
کاغذ کے ٹکڑے شیشہ کرنا پ کے کاٹنا چاہئین ۔

اونکو روشنی سے بچانا چاہیئے اور ایک کاغذ کے
لفافہ مین رکھکر اوسکو سیاہ کپڑے سے لپیٹ دو۔
جب تصویر کا شیشہ بالکل سوکھ جاوے تو اوسکو
پرنٹنگ فریم مین رکھو اور اوسکے مصالحہ کے سطح کے
Printing frame
اوپر اور اوسکے اوپر اس کاغذ مین سے ایک ٹکڑا لیکر
جسکی چکنی سطح شیشہ کے مصالحہ کیطرف ہونی چاہیئے رکھو
اوسکے اوپر چار پانچ تہ سیاہی چٹ کاغذ لگا دو
تاکہ کاغذ شیشہ پر ہموار ہوکر لگ جائے۔ اب چوکٹھہ
کو باہر لاکر رکھدو۔ جب شیشہ پر روشنی پڑیگی
تو اندر کے کاغذ پر عکس آنا شروع ہو جاویگا
چوکٹھہ کو ایک دو مرتبہ کھولکر امتحان کر لینا چاہیئے
تاکہ کاغذ پر تصویر زیادہ سیاہ نہ ہو جائے اور
اوسکی ترکیب یہ ہے کہ چوکٹھہ کی آدہی طرف کے
ڈھکن کو کھولکر آدہی تصویر ایک مرتبہ اور اوسطح
آدہی تصویر دوسری مرتبہ دیکھہ لینی چاہیئے اگر کافی طور
سے سیاہی نہ آئی ہو تو پھر بند کرکے دھوپ مین

رکھدو - اگر آئینہ ہلکا یعنی گہری سیاہی نہ ہو
تو اوسکو سایہ مین رکھکر چھاپنا واجب ہی ورنہ
تصویر زیادہ سیاہ ہوجاویگی - اسیطرح جسقدر
تصویرین چھاپنی منظور ہون چھاپ کر اوسی کاغذ
کے لفافہ مین بندکرکے رکھدو - جب دس پندرہ
تصویرین چھپکر تیار ہوجاوین ایک بڑی رکابی
مین صاف پانی بھرکر ان تصویرونکو اوسکے
سطح پر اولٹا دینا چاہیئے اور ہاتھہ سے تھپ تھپانا
چاہیئے کل پانی سفید رنگ کا ہوجائے گا اس
پانی کو کئی مرتبہ بدلنا چاہیئے جب بالکل سفیدی
نکل جاوے تو تصویرونکو ٹوننگ سولیوشن مین
ڈالنا چاہیئے - اس سولیوشن بنانے کے لیے
یہ نسخہ ہے -

Toning solution

Solution

(نسخہ ٹوننگ سولیوشن)

کلورائد اف گولڈ　　۵ ڈرام یعنی ۵ گرین

Chloride of gold

Acetate of Soda　اسیٹیٹ آف سوڈا　۲-ڈرام

اب مقطر　۱۵-اونس

اسکو ایک روز پیشتر استعمال کے بنانا چاہیے اور کام
ہوجانے کے بعد شیشے مین بھر کر آیندہ استعمال کے
لیے رکھدینا واجب ہی جب ضرورت ہو تو صرف
سونے کا تیزاب یعنی کلورد اف گولڈ بمقدار
Chloride of gold. تصویرونکے ملاکر کام لانا چاہیے ایک تختہ کاغذ
کے لیے ایک گرین گولڈ سلوشن کافی ہوتا ہی
Gold Solution
تصویرین جسوقت دہوکر پانی سے نکالی جاتی ہین
اوسوقت سرخ رنگ کی ہوتی ہین اور ٹوننگ سلوشن
مین ڈالنے سے سیاہی شروع ہوجاتی ہے
جب تصویرین جائنی رنگ پر آجاوین تو اون کو
نکال لو اور پھر کئی مرتبہ پانی سے دہونا چاہیے
Toning Solution تاکہ ٹوننگ سولیوشن کا اثر جاتا رہے اسکے
Fixing Solution بعد ایک پیالی مین فکسنگ سولیوشن بھر کر
تصویرونکو اوسمین ڈالو اور قریب پندرہ منٹ کے
اوسمین پڑا رہنے دو اور ہلاتے رہو تاکہ علیحدہ اعلیحدہ

رہین اور مصالح کا اثر سب پر برابر ہو جب تصویرین
بالکل صاف نظر آنے لگین تب اونکو باہر نکالکر
خوب بہی طرح پانی مین دہونا چاہیے اور ایک
دوسری رکابی مین صاف پانی بہر کر رات بہر اونہین
پڑا رہنے دو صبح کے وقت پانی سے نکالکر سفید
سیاہی چٹ کاغذ مین داب کر خشک کر لو اگر تصویرون
پر ہائی لیٹے فکسنگ سولیوشن کا ذرا بہی اثر باقی
رہجاوے گا تو خشک ہونے کے دو ایک روز بعد
پیلی پڑجاوین گی۔

فکسنگ سولیوشن بنانیکی ترکیب　　Fixing Solution

ہائیوسلفائیٹ آف سوڈا	۴ اونس	Hypo Sulphite of Soda
آب	۲۰ اونس	

اسکو کام مین لاکر پہکد بنا چاہیے ہر وقت تازہ بنانا
چاہیے اب ان تصویرونکو چوکور کاٹکر کارڈ پر چسپان
کر لینا چاہیے۔ تصویرین چپکانے کے واسطے
ارارروٹ استعمال کرنا چاہیے۔

فصل ہفتم

(آلات و تیزاب جو کہ تصویر کھینچنے میں درکار ہونگے)

(۱) کیمرا لینس و تپائی		Camera, lens + tripod.
(۲) سیاہ کالیکو فوکس لینے کے واسطے	۲ ورقہ	Calico
(۳) بوتل خرد شیشہ و آب کے	۴ عدد	
(۴) ایضاً کلان	۴ عدد	
(۵) تانبے کا گلاس چار اونس کا	۱ عدد	
(۶) " ایک اونس کا	۱ عدد	
(۷) پرنٹنگ فرم	یک	Printing frame
(۸) رکابے خورد	۱ عدد	
(۹) ایضاً کلان	۲ عدد	
(۱۰) سرخ شیشے کی لالٹین	یک	
(۱۱) ڈرائی پلیٹ	یک درجن	Dry plate
(۱۲) البومنائزڈ پیپر	۳ تختہ	Albumenized paper
(۱۳) نائٹریٹ آف سلور	یک اونس	Nitrate of Silver

(۱۴)	تانبے کا گلاس دو اونس	اعدد
(۱۵)	ربڑ ماہ	اعدد
Pyrogallic acid	(۱۶) پائرو گیلک اسڈ	
Citric acid	(۱۷) سٹرک اسڈ	
Hypo Sulphate of Soda	(۱۸) ہائپو سلفیٹ اوف سوڈا	
	(۱۹) آب مقطر	
Ammonium Bromide	(۲۰) امونیم برومائڈ	
Liquor Ammonia	(۲۱) لیکر امونیا	
Cloride of gold	(۲۲) کلورائڈ اف گولڈ	۱۵ گرین
Acitate of Soda	(۲۳) اسٹیٹ آف سوڈا	
	(۲۴) ترازو معہ اوزان انگریزی	اعدد
	(۲۵) سیاہی چٹ کاغذ	۱۲ تختہ
Card	(۲۶) کارڈ تصویر چھاپنے کے واسطے	
Letter paper	(۲۷) شیشہ کے کیپ معہ گلیٹر پیپر	

عموماً تصویر کھینچنے کے شیشہ مفصلہ ذیل ناپ کے ہوتے ہیں۔

Cart de visite	کارڈ ڈی وزیٹ	۱۴ تختہ

Cabinet	کیبنٹ۔	۶ ½ / ۴ ¾
	عمارتون اور دیوار ونکے سلے	۷ ½ + ۵
Full plate	فل پلیٹ یعنی پوری ناپ کا ٹیٹہ	۸ ½ . ۶ ½

(۸ + ۱۰) و (۱۲ + ۱۵) (۱۶ + ۱۸)

(۲۴ + ۳۰) وغیرہ وغیرہ۔

Albumnised paper Solution

چھاپنے کا کاغذ جسکو انگریزے مین البومنائزڈ پیپر کہتے ہین اوسکے اوپر چاندی کا سلوشن لگایا جاتا ہی اوسکے بنانے کی ترکیب۔

Nitrate of silver

نیٹریٹ آف سلور	۱۴ اونس
اب مقطر	۳۰-اونس

Grain Dish

یعنے حساب ۶۰ گرین فی اونس آب مقطر اسکو ایک آئینہ کے ڈش یعنے رکابی مین چھانکر اوسکے اوپر کاغذ مذکورہ بالا کو جسطرف انڈے کی سفیدی کا روغن رہتا ہے۔ سلوشن آہستہ ڈالنا چاہیے

اور اوسکے کونو نپیر اونگلیونکے اشارے سے
ایک منٹ تک دبائے رہنا چاہئے تاکہ لپیٹکر
گول نہ ہووے بعد مین وہ خود پانی کے اندر
سے سیدہا پہیل جاویگا دو یا تین منٹ
تک موافق موسم سرما و گرما کے مسدس پر رہنے دینا
چاہئے اس عرصے مین ایک کونا اوٹھاکر دیکھنا چاہئے
کہ بلبلہ تو نہین آگیا اگر آیا تو اوسکو پھونک کر ہٹا دینا
چاہئے بعد ازان کاغذ کو آہستہ سے رکابی کے صاف
کنارے کے سہارے سے باہر کھینچ لینا چاہئے
پھر اوسکو سیاہی چٹ کاغذ کے اندر دبا کر نمی کو
نکالنا چاہئے اور ایک چھوٹی لکڑی کا جو کہ ایک
رسی مین لٹکا رہتا ہے اوسمین کنارے پر لگانا
چاہئے جب اچھی طرح سے سوکھ جاوے اوسکو
کاٹ کر حسب ضرورت کام مین لایا جاوے ۔

ناقم
راجہ مرلی منوہر

ہمکو مسیح سے محبت رکھنا اس وجہہ سے واجب نہین ہے کہ اُس نے اپنی زندگی ہماری بہتری مین صرف کی بلکہ اس لئے واجب ہے کہ ہمارے لئے اپنی جان قربان کر ڈالی۔

علاوہ ان صریح اعتراضون کے جو ہر ایک ایسی تعلیم کی رو سے جو کسی قسم کی معقولیت کا دعوی کرتی ہو اس خونی قربانی کے نسبت جو ایک رحیم و رحمان خدا کے لئے عمل مین آئے عاید ہوتے ہین خود اس قربانی کے خیال مین اس کی ایک ایسی تردید موجود ہے کہ جس کو رفع کرنا ناممکن ہے کیونکہ انسان کو زندگی بہت پیاری ہے اور خواہ اُسکو کیسا ہی قوی اعتقاد معاد کے نسبت کیون نہو تو بھی بنی نوع انسان کے کسی بھلائی کے کام مین اپنی جان قربان کر ڈالنا ہمیشہ ایک نہایت ہی قابل احترام اور دلیرون کا کام سمجھا گیا ہے اور بیشک ایسا ہی سمجھا جانے کے لایق ہے پس اگر مسیح فی الحقیقت خدا تھا اور وہ اسبات کو جانتا تھا جو اس نے ہمکو سکھائی ہے تو اس کا اپنی جان دیدینا ہرگز قربانی نہین کہا جا سکتا بلکہ صرف یہہ کہا جا سکتا ہے کہ یہہ ایک تکلیف دہ کام کا انجام بخیر تھا اور ایک اوی آسمانی حالت کیطرف بازگشت تھی جس سے اُس نے نزول کیا تھا۔

الغرض پروٹسٹنٹ لوگون نے گو اپنے مذہب کے زیادہ دلچسپ توہمات کی اصلاح کی مگر ان عجیب و غریب اور ناقابل فہم بلکہ ناقابل

قبول مذہبی مسئلون کو باقی رکھ لیا جو اخیر زمانہ کے یونانیون کے
خراب شدہ باریک ذہنون کا ایجاد ہین - ہم چاہتے ہین کہ وہ لوگ
جو ہمارے مذہب مین آئین اس عجیب وغریب مسئلہ کو نہ صرف عیسائیت
کا ضمیمہ سمجھکر مانین بلکہ خاص اسیکو عیسائیت سمجھین اور ہم ان مسائل
کو لوگون کے سامنے نہ ایسے سرگرم واعظون کی زبان کے ذریعہ سے
پیش کرتے ہین جو اُن مسکینانہ نکتہ چینیون پر عمل کرتے ہون جنکی کتاب
مقدس تعلیم کرتی ہے اور غریبون اور مظلومون کو تسلی دیتے ہون
بلکہ ایسے مشنریون کے وسیلہ سے پیش کرتے ہین جنکو ہر طرح کا آرام
حاصل ہے اور عمدہ تنخواہین پاتے ہین اور لوگون سے اس امر کے
خواہشمند ہوتے ہین کہ وہ ہمارے زمانہ حال کی اس سوسایٹی مین
داخل ہون جس مین ذات کا امتیاز نہایت ہی ہے اور انسان
کا اعزاز واقتدار صرف اسکی دولتمندی پر منحصر ہے - اس کیا یہہ کچھ
تعجب کی بات ہے - کہ اس قسم کی تعلیم سیدہی سادی اور مفلس اور تعلیم
یافتہ لوگون کو کم مرغوب ہو اور تعلیم یافتہ ہندو اس کو بالکل قبول نکرے
رسوم ودستورات کے معاملہ مین بھی ہم مسلمانون سے اب تک
بہت پیچھے ہین - ہم لوگون مین ایک روز افزون میلان آرایشی
وزیبایشی پرستش ، ورگانے بجانے اور رنگین کھڑکیون (گرجا
کی کھڑکیان مراد ہین) وغیرہ اور ایسی رسوم کیطرف ہے جو خداوند تعالیٰ

کے اس اعلیٰ درجہ کے تصور سے جسکا اظہار مسلمان اپنی سادہ طرز عبادت
مین کرتے ہین موافقت نہین رکھتا۔ ہم انسان کی مرغوبات رشوت کے
طور پر دیکر لوگون کو اپنے عبادت خانون مین بُلانے کی کوشش کرتے
ہین اور اس مین فی الجملہ کامیابی بھی ہوتی ہے لیکن اگر ہم اس کو
بہ تعمق نظر دیکھین تو یہہ طریقہ ایک معقول طور کی پرستش الٰہی کے
کسیطرح موافق نہین ہے۔ حق یہہ ہی کہ اگر ہم اور لوگون کو عیسائی
بنانا اور انکی اصلاح کرنا چاہتے ہین تو ہمکو پہلے خود اپنی اصلاح کرنی چاہئیے
اور یہہ اصلاح کا کام اُس حد سے بہت زیادہ بڑھکر کرنا چاہئے جہان
کہ اُسوقت ہوا تھا جسکو "ریفارمیشن" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
اول ہمکو اپنے بشپون۔ پادریون۔ مشنریون۔ اور عام عیسائی لوگون
کو عیسائیت سکھانی چاہئیے پھر البتہ ہم کافرون کو عیسائی بنانے کی
امید کر سکتے ہین۔ اسبات کے کہنے کی کچھ ضرورت نہین ہے کہ جن
مسائل مذہبی کے نسبت ہمکو اعتراض ہے، اُن مین سے کسی ایک
مسئلہ کو بھی ایک سیدھا سادہ آدمی مسیح کی زندگی کے اُن حالات
سے جو اناجیل ثلاثہ مین مذکور ہین نہین سیکھ سکتا۔ کیونکہ اُن مین
اس کو یہہ بتایا جاتا ہے کہ "صرف ایک ہی خدا ہے جو رحیم و رحمان
ہے اور جسکا حکم دنیا کے لئے یہہ ہی کہ انسان محبت و بھی خواہی کے
مسئلہ پر عمل کرے جو کل مسائل کا اصل اصول ہی اور یہہ کہ اپنی بری

خواہشون کو روکے اور اپنے بنی نوع سے مہربانی سے پیش آئے"
اور انسان کا مذہب حق بھی ہے - باوجود اُن تمام خوبیون کے جو اسلام نے
عیسائیت سے اخذ کرلی ہین ہمارا عیسائی مذہب اس صورت مین کہ جس
کی تلقین اسکے شروع مین کی گئی تھی اب بھی اپنے عجز و فروتنی اور ملائمت
اور بھی خواہی اور خیر اندیشی مین اسلام سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے اور مسیح
ایک محبوب ترین نمونہ اُن خوبیون کا ہے اور اُن معنون کے لحاظ سے
مسیح سے محبت کرنا بیشک ایک پسندیدہ اور ایسا خیال ہے جو انسان کیلئے
موجب شرف ہے اور جبکہ ہم "مسیح کی محبت" کے مسئلہ پر بڑا زور
دیتے ہین تو اگر اس محبت سے صرف یہی مراد ہوتی جو ہمنے بیان کی
ہے تو بہت ہی خوب ہوتا مگر غضب تو یہ ہے کہ اُس سے یہہ مراد بھی
جاتی ہے کہ ہمکو اس سے اسلئے محبت رکھنی چاہئے کہ اُس نے ہماری
خاطر اپنی جان قربان کر ڈالی -

مسیح کا سچا مذہب ایک ایسے زمانے مین اُتارا گیا جو طرح طرح کے
مذہبون اور فلسفون سے معمور تھا اور جو نہین اسکا مالک دنیا سے
سے ہارا ہر قسم کی لغویات اور مزخرفات سے اوسکو منڈھ دیا گیا اور
وہ لغویتین روز بروز یہان تک بڑھتی چلی گئین کہ اُن کا بالکل ستیاناس
ہوگیا - جب اتھاناس لس نے ایریس پر فتح پائی تو بہت سی باطل
پرستشین اور توہمات سب اطراف وجوانب سے مذہب کے ساتھ

چمٹا دئے گئے یہان تک کہ عیسائیت ایک ایسا ذلیل توہم بنگئی کہ اگر اسکو
اسکا بانی دیکھتا تو پہچان نہ سکتا۔ اسلام اصلاح یافتہ عیسائیت کی شکل میں
اور اس کی خرابیون کی نسبت اعتراض اور ایک زیادہ پاک مذہب کی
صورت مین جو پرانے پاک نمونون پر مبنی تھا اور جو قدیمی اصول حقہ کی
طرف ایک بازگشت تھی دنیا مین آیا۔ اگرچہ یہہ اس عیسائیت کیطرف جیسیکہ
ابتدا مین تھی ایک کامل بازگشت نہ تھی کیونکہ اس نے مسیح کی فروتنی
صلح پسندی اور عجز و انکسار کو پورا پورا اختیار نہین کیا اور وہ شاید اسنیوجہ
سے ہماری ناقص فطرت کیلئے زیادہ تر باعث میل و رغبت ہوا لیکن
جیسا کہ ہمنے پہلے بھی بیان کیا ہے اسلام مین بمقابلہ اس زمانہ کے
سخت توہمات کی پوری پوری معقولیت موجود تھی اسلئے اس کو ایک
بڑی کامیابی کا حاصل ہونا کچھ تعجب کی بات نہین ہے اور جن لوگون نے
اس کو قبول کیا اسمین بہت سے پہلے ہی ایک قسم کی حد سے گذرے
ہوئے پروٹسٹنٹ عیسائی تھے۔ مثلاً بعض ایشیائی فرقے اور ابسینیا کے
رہنے والے اہل یورپ اور گو اب ہم اس امر کا اعتراف نکرین مگر ہی
یون ہی کہ اسلام نے اس زمانہ کی تقریباً کل مہذب کرسچن دنیا اور کل
عیسائی ایشیا و افریقہ کو نگل لیا اور اپنے مین جذب کر لیا اور وہ خراب
مذہب جسکو غلطی سے عیسائیت کہا جاتا ہے یونانیون اور
رومیون کے اس سے گذرے بقیہ کے علاوہ جو قسطنطنیہ اور روما مین

موجود تھا صرف یورپ کے وحشیون یعنی قوم گاتھا اور روسیون وغیرہ کے پاس رہگیا جو اپنی کم عقلی کیوجہ سے اس قابل تھے کہ ستوہمانہ اعمال وافعال بجالائین اور اپنی قوم کے سردارون کے کہنے سے آیک لخت غول کے غول عیسائی ہوجائین۔ جب مسلمانون نے سلطنت متحدہ یونان وروم کے مہذب ملکون پر قبضہ کیا تو وہ اس سلطنت کی تہذیب وشایستگی اور علوم وفنون کے بھی وارث ہوگئے اور یہہ ہی وجہہ تھی کہ انہون نے دنیا کو نہ صرف ایک بہتر مذہب ہی عطا کیا بلکہ اس کے ساتھہ قوانین اور علوم وفنون اور لٹریچر سے بھی اُس کو بہرہ ور کیا حالانکہ ہمارے بزرگ اُسوقت تک بالکل وحشی تھے اور اسطرح پر اسلام کے دنیا مین قایم ہونیکے بعد ایک ہزار برس سے زیادہ عرصہ تک ہر ایک بات مسلمانون کی مسلسل ترقی کا باعث رہی اور وہ اب بھی دنیا کے کم تہذیب یافتہ حصون خصوصاً افریقہ مین ترقی کررہے ہین۔ یہہ ٹھیک ٹھیک کہنا بہت مشکل ہی کہ اسلام کیا ہے کیونکہ وہ ہمارے مذہب کیطرح جو تمامہ اناجیل ثلاثہ مین منحصر ہی صاف اور واضح طور پر ایک مختصر دائرہ کے اندر محدود نہین ہے اس لئے غیر مذاہب کے لوگ اسکا اندازہ صرف اس کے نتیجون سے کرسکتے ہین۔ چنانچہ اُس کی عام حالت تو بیان ہوچکی ہے اور کچھہ شک نہین ہے کہ وہ لوگون کی طرز زندگی

اور اُن کے چال چلن کے ظاہر اشایستہ اور معزز بنانے مین بہت موثر معلوم ہوتا ہی اور ایک بہت بڑی خوبی اُس مین یہہ ہے کہ اس مین نہ تو کچھہ مشکل مسئلے ہین اور نہ وہ شروع ہی سے لوگون کو ایسے اعتقادات پر مجبور کرتا ہے جو عقل اور ہر ایک انسان کی معمولی سمجھہ کے برخلاف ہون اور اسیوجہہ سے مسلمانون مین اپنے مذہب سے پھر جانے کا میلان بہت ہی کم ہے اور یہہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مذہب اسلام کے پیرو اس کی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرنے مین کچھہ شرم نہین کرتے (یعنے اس مین کوئی بات ایسی نہین ہے جو اُن کے لئے موجب شرم ہو) بلکہ مرد اس پر ویسا ہی علانیہ طور سے اعتقاد رکھتے ہین جیسے کہ ہماری عورتین عیسائیت کے نسبت پختہ اعتقاد رکھتی ہین۔ جو اخلاق اسلام نے تعلیم کئے ہین وہ عمدہ ہین اور جو لوگ اسلام قبول کرتے ہین ان کا اس برتاؤ کی بہ نسبت جو ہم عیسائی ہونے والون کے ساتھہ کرتے ہین بہت بڑھ کر برادرانہ اور مساوی طور پر خیر مقدم کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسلام مین عیسائیت کی سی فروتنی اور عجز و انکسار نہیں ہے لیکن یہہ خیال کرنا ایک بہت ہی بڑی غلطی ہے کہ وہ لوگونکو مسلمان بنانے والے مذہب کے اعتبار سے ایک جابر اور ایذا رسان مذہب ہے بلکہ برخلاف اس کے عیسائیون کے بہ نسبت مسلمانون نے ہمیشہ بہت زیادہ تحمل اور بردباری سے کام لیا ہے کیونکہ انہون نے

نہ تو لوگون کو ستا ستا کر اُن سے اپنا مذہب قبلوایا ہے اور نہ اُن لوگون کو جو مذہب کے اعتبار سے اُن سے مختلف ہون زندہ آگ سے جلا ڈالا ہے[1] اور باوجودیکہ عیسائی سلطنتون نے اپنی کل رعایا کو اُن کا مذہب قبول کرنے پر مجبور کیا اور اس طرح پر متحد مذہب والی قومین بنالین مگر مسلمان ہمیشہ اپنی رعایا کو آزادانہ اپنے مذہب پر قایم رہنے کی اجازت دیتے رہے بلکہ حال کے زمانہ مین بھی ترکون اور مغلون نے کم ہمتی سے اپنے درمیان غیر مسلم آبادی کو قایم رکھا ہے۔

عیسائیون کے مقابلہ مین مسلمانون کے بظاہر زیادہ شایستہ ہونیکا سبب غالباً شراب کی ممانعت ہے حالانکہ ہماری عیسائی آبادیون کی کم درجہ کی قومون کے اسقدر بڑے حصہ کی خرابی اور ذلت کا سبب شراب ہی ہے اور ہمارے مان شراب کی صرف ممانعت کا ہونا ہی نہین ہے بلکہ ہم اس کو اپنے سکریمنٹ (عشاے ربانی) مین استعمال کرکے ایک طرح سے متبرک بھی بناتے ہین اور شراب کو مسیح کا خون سمجھکر استعمال کرنا (جس کو ہم ایک غیر معمولی روحانی نکوئی قرار دیتے ہین)

نوٹ (۱) ایک عدالت مذہبی جس کا نام "انکیوریشن" تھا اس کے حکم اور فتوی سے ۱۴۸۱ء سے جو چند عرصہ تک قایم رہی چوتیس ہزار چھ بیس آدمی جلائے یا قتل کئے گئے تھے کہ وہ اس زمانہ کے موجودہ رومن کیتھلک مذہب کے پابند نہ تھے یا بت پرست یا یہودی یا مسلمان تھے۔ مترجم۔

نہ صرف ایک بہت ذلیل قسم کا توہم ہے بلکہ استعمال شراب کے مسئلہ کی نسبت کچھ سکھنے کی وقت کو بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے یہہ نہین کہا جا سکتا کہ مسلمان شراب نہین پیتے مگر وہ فی الحقیقت شاذ و نادر ہی اس کا استعمال کرتے ہین اور یہہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ اُن مین بیکار لوگ نہین ہے جو بہت سی برائیون مین مبتلا ہین خصوصاً وحشی خصال نیم مسلم قومون مین - لیکن حیثیت مجموعی کے لحاظ سے مہذب مسلمان ملکون کے لوگ بمقابلہ عیسائیون کے آبادی کے ظاہراً زیادہ تر معقولیت اور شائستگی اور عمدہ چال چلن رکھتے ہین - مسلمانون مین جو بُرائیان ہین وہ زیادہ تر ان زمانون کی بُرائیان ہین جن مین اسلام نے پختگی پکڑی اور ہماری جو خرابیان ہین وہ بہ نسبت ہمارے مذہب کے ہمارے زمانہ کی خوبیان ہین - اسلام کی نسبت جو عموماً ایک برا خیال پھیلا ہوا ہے وہ غالباً زیادہ تر اس خیال کی وجہ سے ہے کہ وہ تعدد ازدواج کا جو ابدہ ہے مگر اس بات کو کہان تک بار بار کہا جائے کہ نہ تو تعدد ازدواج خصوصیت کے ساتھ ایک اسلامی قاعدہ ہے اور نہ ایک جورو پر قناعت کرنا بالتخصیص ایک عیسائی قانون ہے بلکہ یہہ دونون رسمین اُن مذہبون سے بہت پُرانی ہین -

ازدواج کا معاملہ قدیم سے دو طریقون مین منحصر رہا ہے یعنی ایک تو معاہدہ کے طور پر جو مابین شوہر اور زوجہ کے ہوتا ہے شادی کا ہونا

دوسرا۔ صرف چند رسوم مذہبی کے ساتھ شادی کا عمل مین لانا اور اُسکا ناقابل الافتراق سمجھا جانا۔ پس اگر کوئی شخص اپنی جورو سے کسی حالت مین بھی قطع تعلق کا مجاز نہو تو وہ دوسری عورت کے ساتھ شادی کرنے پر عموماً کم مائل ہوتا ہے اور مذکورہ بالا طریقون مین سے مذہبی رسوم کے ساتھ ازدواج کا عمل مین آنا ایک نہایت پرانا آریا قوم کے لوگون کا طریقہ ہے اور ہم نہین جانتے کہ اس کی ابتدا کب سے ہے۔ یہہ طریقہ تمام قدیم آریا ملکون مین جاری تھا اور ہندؤن مین تو موت بھی اسکو قطع نہین کر سکتی (یعنے بیوہ ازدواج ثانی کی مجاز نہین)۔ اور معاہدہ کے طور پر ازدواج کا ہونا جیساکہ ہمکو معلوم ہے کل بنی سام یعنے یہودیون اور عربون وغیرہ مین مروج تھا اور یہہ ظاہر ہے کہ جو امر کسی معاہدہ کے ساتھ قرار پاتا ہے وہ کسی دوسرے معاہدہ کے ساتھ زایل بھی ہوسکتا ہے پس معاہدہ کے ساتھ جو ازدواج عمل مین آتا ہے اس مین طلاق کیلئے بہت بڑی سہولتین ہوتی ہین اور ہر ایک شخص کو اختیار رہتا ہے کہ اپنی پہلی جورؤن کو چھوڑ کر نئی بیویان کرلے اور ایشیائی ملکون مین مرد کو ایک ہی وقت مین معاہدہ کی شادی کے طور پر کئی بیویان کر لینے کا اختیار رہا ہے گو یہہ معاملہ فی الحقیقت شاذ و نادر وقوع مین آتا ہے۔ مہذب ممالک اسلامیہ مین جو یہہ طریقہ جاری ہے کہ زوجہ مہر کی ایک معقول رقم کے

ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور نیز یہہ کہ کتخدا عورتون کی جائداد شرعاً شوہر سے علیحدہ خود عورت کی ملکیت تصور کیجاتی ہے اس لئے مسلمانون کے لئے طلاق کی سہولتون کو بہت کچھ کم کر دیا ہے ہمکو معلوم ہے کہ اخیر زمانہ کے رومیون مین معاہدہ کے طور پر ازدواج کا طریقہ مذہبی رسوم کے ساتھہ شادی کے طریقہ پر غالب تھا بلکہ ازدواج کا رومن لا (یعنے رومیون کا مختص القوم قانون ازدواج) بھی ہوگیا تھا اور طلاق کے لئے اسقدر آسانی تھی کہ وہ عملاً ایشیائی طریقہ تعدد ازدواج کے برابر ہے ساتھا محمدن لا (یعنے اسلامی قانون ازدواج) بہت کچھہ وہی "رومن لا" ہے اور چونکہ عربون کے قدیم اور اُن کی بہ نسبت رومیون کے بیقدر قریب العہد قانون دونون بالاتفاق ازدواج کو صرف ایک معاہدہ قرار دیتے تھے اس لئے یہہ کچھہ تعجب کی بات نہین ہے کہ یہہ طریقہ ممالک اسلامیہ مین جاری ہوگیا مگر حقیقتاً مذہب سے اُس کو کچھہ تعلق نہین ہے بلکہ فی الواقع "رومن لا" بہت سے عیسائی ملکون مین بھی دخل پا گیا ہے چنانچہ زمانہ حال مین لوگ امریکہ اور اور ملکون مین طلاق کے معاملہ مین آسانی ہونے کے لئے زور دے رہے ہین جو قدیم مذہبی طور پر شادی کے طریقہ کے بالکل برخلاف ہے۔ ہم یہان اس بحث مین پڑنا نہین چاہتے کہ فی الحقیقت مسیح نے مذہبی طور پر شادی کی طریقہ کو

واجب قرار دیا ہے یا نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ کیتھلک چرچ نے کسی وجہ سے ہمیشہ اس طریقہ کو اختیار کیا ہے۔ یہہ کہنا ایک اپنی اپنی رائے ہے کہ طریقہ اچھا ہے مگر جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے زمانہ حال کے عیسائی ملکوں میں اس طریقہ پر قایم رہنا مشکل ثابت ہوا ہے جہانتک کہ صرف ایک عورت سے شادی کا کرنا اور طلاق کی ممانعت ایک عمدہ بات کہی جا سکتی ہے بیشک اس کا فخر قدیم عیسائیوں یعنی کیتھلک چرچ کو حاصل ہے لیکن یہہ طریقہ اچھا ہو یا بُرا مگر اتنی بات ضرور ہے کہ عیسائی چرچوں کا ازدواج کا منتخب قاعدہ مشنریوں کی ترقی کا مؤید نہیں ہے کیونکہ معاہدہ کے طور پر بیاہ کا طریقہ بہت سی ایسی قوموں کی عادت اور مذاق کے موافق ہی جو ایرین نہیں ہیں اور وہ ایک ایسے مذہب کو جو اس قسم کے طریقہ کو باقاعدہ بنا کر اس کو قانونی لباس پہنا دے بہ نسبت ایک ایسے مذہب کے زیادہ پسند کرتے جو اُن کو ایک ہی جورو پر مقید رکھے اور نہایت سخت طور سے جکڑ دے۔

تہذیب و شائستگی اور حکومت اور اختیار کے لحاظ سے جو تفوق مسلمانوں کو بہت سی صدیوں تک حاصل رہا ہے وہ اب اُن کے ہاتھ سے نکل گیا ہے اور وہ اب بالکل عیسائی قوموں کا حصہ ہے اور ہندوستان اور اور ملکوں کے نقشوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی تعداد میں اب ان کے ابتدائی زمانہ کی سی سرعت کے

ساتھ ترقی رک گئی ہے مگر باوجود اس ہر قسم کی فوقیت کے جو پروٹسٹنٹ عیسائیون کو بلحاظ ایک فرمان روا قوم ہونے کے حاصل ہے وہ پھر بھی کچھ نہین کر سکتے۔ ہندؤن کا عظیم الشان گروہ ابتک اپنے پرانے دستورات پر قایم ہے اور اُن مین سے جن لوگون نے تعلیم پاکر اپنے پرانے اعتقادات کو چھوڑ دیا ہے وہ مسلمانون اور عیسائیون دونون کے مذہب کی طرف ملتفت نہین ہوتے۔ پس عیسائیت اور اسلام کی ترقی کا اگر کچھ مقابلہ کیا جا سکتا ہے تو صرف اُنہین سیدھی سادھی قومون کے معاملون مین ممکن ہے جو اپنے اعتقادات مین زیادہ استحکام نہین رکھتین اور اُن مین اگر دیکھا جائے تو بے شبہہ غلبہ مسلمانون ہی کو حاصل ہے۔ افریقہ کی قومون کی عادات وخیالات مین کوئی بات ایسی نہین ہے جو خصوصیت کے ساتھ اسلام کے مؤید ہو بلکہ اس کے برخلاف وہ پرجوش طبیعت کے لوگ ہین اور جب کوئی قوم ایک بار اس مسئلہ کو کامل طور پر مان لے تو مسیح مصلوب کی محبت اور کفارہ کے مسئلہ مین ایک ایسی خاص بات ہے جو اُسکے معتقدون کے دلمین ایک خاص طور کی تاثیر پیدا کرتی ہے چنانچہ اس قسم کی طبیعت والے عیسائیون مین ایمریکہ کے حبشی سب سے بڑھکر ہین۔ وہ لوگ خانگی غلامی سے نکل کر مذہبی غلامی مین پڑنا اور رومن کیتھلک مذہب سے کسی قسم کا تعلق رکھنا نہین چاہتے۔ وہ مذہب

بہت کچھ ظاہری ارادی کا اظہار کرتے ہین اور اپنے خانگی تعلقات
مین ابتک بھی بہت بے قیدی ظاہر کرتے ہین - ہم یہہ نہین کہہ سکتے
کہ اگر اُن کو مسلمان بنایا جاتا تو اُن کی کیا حالت ہوتی مگر عیسائی ہوکر تو
جیسا کہ ہم دیکھتے ہین اپنی عقیدون مین وہ نہایت ہی کمزور اور دلی یقین
رکھنے والے ہین - یہہ بات تسلیم شدہ معلوم ہوتی ہے کہ افریقہ مین
مسلمانون کو بہت زیادہ اور ہمکو بہت کم کامیابی حاصل ہی اور باوجودیکہ
مسلمان واعظون کو کہین سے کسی قسم کی مدد نہین پہنچتی وہ اخلاقہ کے
مشرقی اور درمیانی حصون مین لوگون کے غول کے غول مسلمان بناتے ہین اور ہم
وہان کچھ بھی نہین بن پڑتا اور جنوبی افریقہ مین بھی یا انکہ وہان ہمکو حکومت
حاصل ہونے کیوجہہ سے ہر طرحکی فوقیت حاصل ہی اور فراخدلی کے ساتھہ مشنریون
کے ذریعہ سے بڑی بڑی کوششین کیجاتی ہین تاہم ہماری ترقی کی رفتار
سست اور مشتبہ ہی الغرض ہم اس مضمون کو جیسا کہ ہم نے شروع مین کہا ہی
اس قول پر ختم کرتے ہین کہ عیسائی اُس وقت تک کافرون کو عیسائی
نہین بنا سکتے جب تک کہ خود اپنے کو عیسائی نہ بنائین - اگر ہم
کسیطرح اس عیسائیت کی طرف رجوع کر سکین جو مسیح نے سکھائی
تھی تو اسلام کو کامیابی کا کوئی موقع نہین رہنے کا - مگر جب تک
ہم اپنے اُن مخصوص مسائل والے مذہب کا جو کسی انسان کی سمجھ
مین نہین آسکتے وعظ کرتے رہینگے اُسوقت تک میدان مسابقت

یہ ہمکو سبقت کی امید بالکل رکھنی نہین چاہیئے *

† اگر کسی طرح عیسائی اس عیسائیت کی طرف رجوع کرسکین جو حضرت مسیح نے سکھائی تھی جسکا ذکر اس آرٹیکل مین ہے تو اسلام کیلیے یہ نقصان کے بڑی کامیابی ہوگی کیونکہ وہ عیسائیت بالکل اسلام کے مطابق ہوگی۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ یَا اَہْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ یہہ خیال کرنا کہ اصلی عیسائیت اور اسلام باہم مختلف ہین محض غلطی ہے۔

پیر کو پیر جوانی دیتی ہے

پیر کو کرتا ہے یہہ روغن جوان

یہہ روغن قوۃ باہ کیلئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی جس سے پیران ہفتاد سالہ تک کو یکسان نفع ہوا ہی اسکی استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہی نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطر رنگ و پوست کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہی اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ وہ کسی سبب سے عارض ہون بجز خلقی مادرزاد نامردی کے اپنی معجز نما تاثیر سے رفع دفع کرتا ہی اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہی ترکیب کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہی قیمت فی شیشی پانچ روپیہ محصول ۴ر اور ہر ایک شیشی مین ایک تولہ روغن رہتا ہے۔

دوا عجیب یعنے نشۂ زمرد

زمرد کا کشتہ جو بجائے مناسب تیار کیا گیا ہی چہارحصہ چاول کے برابر خوراک ہوتی ہی قیمت فی خوراک ایک روپیہ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین بالفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہی **خواص آن** برائے قوۃ باہ اور تمام امراض متعلقہ اسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہون اور سوزاک کہنہ ہو خواہ جدید۔ دافع جریان منوی دماغ و اعضائے مبیضہ و رحم و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وہائی ہیضہ مین تو حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی یعنی کیسی ہی مریض کی حالت زوی ہو کر خراب ہو گئی ہو بالفضلہ صحت ہوگی۔ (**اکسیر حیات**) یعنے عرق نجاہ۔ امراض ضعف بصر و دماغ و صفاوی خون و انواع درد و اقسام تپ جزیا۔ چوتھیا تپ دق استسقا لمحال۔ آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی و بادی اور شراب خواری اور چاند و نو جوشکی و لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہین سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہی ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہوگی قیمت فی بوتل پانچ روپیہ محصول ایک روپیہ عہ۔ (**عجیب چیز**) تحلیل بواسیر خونی و بادی تجلا درد و مسہل کیلئے عجیب چیز ہی پہلے ہی روز ایک دو بار کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین حقہ مین بالفضلہ درد و مسہ بالکل دفع ہو جاتے ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۱ قیمت پانچ روپیہ محصول ۴ر **جہان نما** عرق کے لگانے سے آنکھون کی روشنی تیز ہے۔ پھولی۔ دھندہ۔ درد و سرخی چشم جملہ بیماریون کو دفع کرتا ہے قیمت پانچ روپیہ محصول ۴ر وزن عرق ۱ر ماشہ۔

بیمثل رنگ ڈھنگ ہی نادر خضاب ہی
گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہی

جیسی کہ عوام مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنی چھ تھے آٹھوین روز مہندی اگر باندہنا اور بعد دو تین گھنٹے کے پھر وسمہ لگاکر باندہنا اس مین قریب ۲ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہی اور بالون کے سیاہ ہونیکے سوا اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت - ظاہر ہی کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اُس سے سوائے نقصان اور کوئی فائدہ نہین جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہئی بجا ہی انہین دقتون کے سبب سے یہہ خضاب نایاب تیار کیا گیا جسقدر تعریف کیجائی بجا ہی ناظرین سے امید ہی کہ قیمت بھیجکر طلب کرین - اس مین کوئی مبالغہ نہین - تھوڑی تعریف اس کے اجزا کی ظاہر کرتا ہون دافع بالجوزہ خارشت سر ضعف دماغ علاوہ برین خوشبو مین بینظیر مثل کیوڑہ باعث درازی موء مفرح دماغ ہی بالون مین سختی نہین آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہی سیاہی مین بالون کو مقابل اصلی بالکل کرتا ہی دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہی کسی چیز کی باندہنی کی ضرورت نہین دوسری تیسرے روز لگانے سے بال مثل اصلی بالون کے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ کر سکیگا کہ یہہ خضاب ہے ایک بوتل مین ۳۰ روپیہ بمعہ ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہی قیمت فی بوتل عہ۲ علاوہ محصول نصف شیشی عہ۱ چہارم شیشی عہ۱ اس سے کم غیر ممکن ہی - میری شفاخانہ مین علاوہ اس کے ہر قسم کا علاج ہوتا ہی -

اطلاع ضروری - واضح ہو کہ بہت سی سندی خطوط یعنی سرٹیفکٹ جو صاحبان یورپین بہادران نے میری عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائی ہین اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شاید اور کارخانون مین نہ ہونگے چاہیئے طلب فرماکر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہی اور بغیر سفارش بہت ملکون کے سرٹیفکٹ موجود ہین آدہ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون نے اپنی شہرت کے لیئے سے خوشامد کرکے سرٹیفکٹ بنالیے ہین پس میری سرٹیفکٹ اور اُن حکیمون کے سرٹیفکٹون مین بڑا فرق ہی لازم ہی کہ پہلے سرٹیفکٹ منگاکر ملاحظہ فرمائین تاکہ دھوکا نہ ہو - ایک طویل فہرست بہتے ادویہ کی جو اخبار مین کنجایش طبع نہین رکھتی اور جس سے لطف زندگی تادم مرگ انسان قایم رہتا ہی قابل ملاحظہ ہو صاحب چاہین کارخانی سے طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی -

المشہر حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی

... غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور
جاری ہی ملتی ہین مفصل فہرست و سارٹیفکٹ ٹکٹ آدہ آنہ سی ملسکتی ہین۔ (طلا) مورا
نقص رگون کی رطوبت و بگاڑ دور کرتا ہی فی تولہ ۱۰ (سرپ) دافع نامردی رقت منی و
انزال احتلام دائمی قبض ضعف اعضائی رئیسہ معدہ تاریکی چشم درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات دافع
سی کمی شہوا ضعف جگر و سستی لاحق ہو دور کرتا ہی۔ فی بوتل ۱۰ (سوزاک و قرحہ) نیا ہو
۴۸ گھنٹہ مین اپنا اثر سٹرن ریم وغیرہ کو زائل کرتا ہی فی تولہ ۱۰۔ (ہیرا ئیل خوشبو
کو سیاہ رکھتا ہی نزلہ زکام ریزش درد سر ضعف دماغ و بصر کو مٹاتا ہی فی شیشی ۱۰۔ (ا
بلا منہ قی دوست دور کرتا ہی پھر پھوٹتا نہین دو ہفتہ لاوے۔ (کحل الجواہر) سرمہ مقوی ا
بینائی دافع نزول دو ہند جالا خارش پانی جانا ۳ ماشہ ۱۰۔ (عجیب الاثر سفوف
کا ہلنا کیڑا لگنا بد بو میل خون جانا مسوڑون کی خرابیان ۴ تولہ ۱۰۔ (حب بواسیر
خونی مسوڑون کی ٹیسین قبض کو مفید دو ہفتہ عطا۔ (حب ذیابیطس) بار بار آنا
دپیاس و کمزوری و لاغری کو دافع ہی۔ فی تولہ ۱۰۔ (حب قایم مقام) افیون و
ضرر و حرج نشہ چھوٹ جاوے فی تولہ ۱۰۔ (عرق ماء اللحم انگوری) مفرح معدہ خو
دماغ ضعف جگر و دل دماغ و معدہ۔ درد ستاپ تلی وجع مفاصل۔ لاغری ضیق النفس سر
بیقاعدگی ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل عطا۔ ۳ بوتل سی کم (روغن اعجا
بھنگندر تالو کا سوراخ خنازیر۔ بدگیڑی زخمون کے۔ کالی کھانسی۔ فی ایام حمل خسرہ چیچک کو جلا
ہی ۲ تولہ عطا۔ رسالہ دافع آتشک و سوزاک۔ رسالہ ہیضہ۔ رسالہ بواسیر۔ مفرات مسکر
رسالہ حافظ صحت سالانہ ۱۰ عطا ۱۰ ۹ ر ۹۰

المشتہر

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور۔

Ashu's Powder....

آشو کا سفوف

بنایا ہوا سفوف کامل طور سے مختلف قسم کی شراب پینے کی عادت کو چھڑا دیتا ہے قصور ہاضمہ بد ہضمی وغیرہ کو دور کرتا ہے حسب ہدایت مندرجہ اشتہار جو ہمراہ شیشی کے ہے استعمال کرنا چاہیئے قیمت فی شیشی ۴ے

ے۔ ٹی۔ کمرجی مقام بارناگور براہ کلکتہ سے ملتا ہے۔

The Great Oriental Medicament.

مشرقی اکسیر اعظم

ڈاکٹر جی۔ بی۔ شا کا سمرٹین ڈراپس

قوت باہ کو تقویت اور ترقی دیتا ہے معدہ۔ مثانہ۔ گردہ۔ پھیپھڑا۔ جگر کو مضبوط اور درست کرتا ہے

مفصلہ ذیل امراض کیلئے حکمی اثر رکھتا ہے اور بہت کچھ تعریف کے ساتھ سفارش کیا گیا ہے۔

دمہ۔ کھانسی۔ استسقا۔ کرم۔ ریت۔ بخار کہنہ۔ امراض جگر۔ اختلاج قلب۔ جگر ضعف اعصاب۔

دردسر۔ زخم اندرونی۔ تہہ نشینی ریت۔ پیشابی امراض جنسی۔ سوزاک۔ کہنہ سوزاک۔

رقت منی۔ کہنہ سوزش مثانہ۔ نزلہ۔

بیرونی استعمال سے ڈاکٹر جی۔ بی شا کے سمرٹین ڈراپس مفصلہ ذیل امراض کیلئے بے بہا

ثابت ہوئے ہیں جلا ہوا زخم۔ زخم کسی قسم کا ہو چھالے نہایت سخت زخم۔ داد۔ اپرس۔ فالج۔ برص

وجع مفاصل۔ نقرس۔ آتشکی زخم۔ اور جلدی بیماریاں گو کیسی ہی خراب ہوں۔ پوری ہدایت

ہمراہ رہتی ہے۔ قیمت ہر شیشی۔ ۴ے۔ عمدہ ۸ے۔ ۱۲ے

المشتہر

اے۔ ٹی کمرجی۔ مالک دواخانہ مقام بارناگور

متصل کلکت

A. T. Mo.

Barnagore via Cal

اشتہار

۱- اس رسالہ کی قیمت معہ محصول ڈاک سالانہ عہ۵

۲- کم آمدنی والون سے ..... لہ

۳- جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ عنایت فرمائینگے اُن کو ایک اشرفی نذر دیجائیگی

۴- دفتر میں مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہونچ جانا چاہئے۔

۵- ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

شرح وستخط

حسن بن عبداللہ المخاطب نواب عماد نواز جنگ بہادر۔

ذیل کی کتابین ہمارے دفتر میں موجود ہین۔

۱- ترجمہ تاریخ افغانستان مصنفہ بی اے۔ ڈاکر برسٹر ایٹ لا قیمت ... عہ۳

۲- بچون کی پرورش کے طور وطریقہ ڈاکٹر ہاروی صاحب کی کتاب کا ترجمہ جسکو مسماۃ بوڑدین صاحبہ نے کیا ہے اور انعام پایا ہے ۸/

۳- زراعت دکن مصنفہ حسن بن عبداللہ المخاطب نواب عماد نواز جنگ بہادر ۔

المشتہر

محمد عبدالصمد خان

منیجر

توپہ کا سانچہ حیدرآباد دکن

جلد دوم　　حسن　　نمبر ۷

جولائی ۱۹۳۶ء

مضامین

ہندوستان کی حرفت و صنعت قدیم - از نواب عماد نواز جنگ بہادر ..... صفحہ

النظر فی التاریخ ..... - از مولوی غلام الثقلین صاحب - دہلی - (اس مضمون کے صلہ میں ایک اشرفی نذر دی گئی) ۱۹

روزنامچہ سفر نیلگری ..... از جانب نواب منیر الملک بہادر معین الہام مالگذاری سرکار عالی ۱۴

سنکونہ کا بیان

قسطنطنیہ ..... از مولوی میر لیاقت علی صاحب سابق ایڈیکانگ ۱۴ الہام سرکار عالی ۹۶

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

نمبر ۵ حسن جلد دوم

نذر اشرفی

ماہ گذشتہ کے رسالہ کے میٹل پیج میں سرکتاب سے جناب شمس العلماء خان بہادر مولوی ذکاء اللہ صاحب ممبر آف دی الہ آباد یونیورسٹی کے نام کے مقابلہ (اس مضمون کے صلہ میں ایک اشرفی نذر دیگئی) کا لکھنا رہگیا ناظرین درست فرمالیں۔

اشتہار فروخت اسباب

حسب ذیل اسباب فروخت کے لئے موجود ہے جن حضرات کو مطلوب ہو مشتہر سے درخواست کریں۔

تانگہ	۱	سرنگ گھوڑا	۱
جوڑی یا بوگن کی	۱	گیا لوے سبز	۱
ہارنس جوڑی کا	۱		

کل الحمد للہ

اور دو عدد جوم یعنی درخت روشنی (۱۲ پونڈ کا اور دوسرا ۲۴ پونڈ کا) فروخت کے لئے موجود ہے درخواست پر قیمت سے اطلاع ہوگی فقط

جلد دوم حسن نمبر ۲

رسید زر

میخر شکریہ کے ساتھ اون حضرات کے اسمار گرامی درج کرتا ہے جنھوں نے زر چندہ سے اعانت فرمائی

نواب اعظم یار جنگ بہادر صوبہ شہر قمی	صلہ	منجنی گھونٹھہ پرشاد صاحب مددگار معتمد پولیٹکل	صلہ
میر ریاست علی صاحب	للوہ	نواب میر حیدر علی خان بہادر جاگیردار	للوہ
نواب فخر الملک بہادر	صلہ	مولوی ابو الحسن صاحب مہتمم دار سرکار نظام	للوہ
منشی ہمایت علی صاحب بہادر الہام سرکار بھوپال	صلہ	مولوی عبد الغفور صاحب وکیل جہ اول	موصلہ
مولوی سید احمد صاحب گورنمنٹ سبسٹنٹ شاخ اضلاع	صلہ	مولوی محمد محی الدین صاحب بہادر جہ اول صوبہ عربی	موصلہ
نواب فضیلت یار جنگ بہادر کمشنر انام	صلہ	مولوی انتظام حسن صاحب جائی دہلی	موصلہ
مولوی سید علی صاحب سررشتہ دار ڈپٹی کمشنر انام صوبہ شہر قمی	صلہ	جے راؤ جیو صاحب	صلہ
نواب نظام یار جنگ خانخانان بہادر	صلہ	نواب انتصار جنگ بہادر معتمد الگداری	وصلہ
رائے بہاگوت پرشاد صاحب مددگار عدالت ایجوکیشنل	للوہ	مولوی امین الدین صاحب دوم تعلقدار اندور	صلہ

ہندوستانی حرفت وصنعت قدیم

چونکہ ان دنون دیسی صنعت وحرفت کی طرف رؤسا وعمائد کا خیال زیادہ رجوع ہوا ہی اور اخبارات دیار وامصار نے اس جانب ایک نئی تحریک پیدا کردی ہی اس لئے کہ تعلیم مغربی سے کچھ حب الوطنی کیجانب عموماً رجحان ہوگیا ہی کہ اپنے ملک کی بہبودی دیسی حرفت وصنعت ہی سے ممکن ہی اور ملازمت کے صیغون میں جگھین زیادہ بھر جانے سے خیالات کا پلٹا وُ اس راہ پر آلگا ہی کہ آزادی کے ساتھ فارغ البالی سے بسر کرنا صنعت وتجارت وحرفت ہی پر منحصر ہی اور اس بات پر غور کررہے ہین کہ ہمارے ملک کی چند روز پہلے اس صیغہ کی کیا کیفیت تھی اور اب کیا ہی آئندہ کاربرآری کے وسائل مضبوطی کے ساتھ یہان کیسے اور کتنے موجود ہین - ملک کی دولت ملک ہی مین تقسیم ہوجانے سے کیسے کیسے فوائد ہین ہماری حرفت وصنعت کیلئے کیا کیا سخت رکاوٹین ہین ہمارے کون اور ہم کس کے محتاج ہین یہ سب باتین ہمین روزمرہ کے زندگی کیلئے نہایت ضروری ہین - اس مضمون صنعت وحرفت وتجارت کی تاریخی کیفیت نہایت جامعیت سے بطور احسن دکھلائی گئی ہی اس مردہ صنعت کو زندہ کرنے کی جانب خیرخواہان ملک اپنا خیال رجوع کرین - اور اس بات کا فیصلہ کرین کہ صنعت جدیدہ اور قدیمہ بحالت مجموعی کیونکر ہندوستان مین اب جاری ہوسکتی ہی

سولھوین صدی مین فرنگی تجار سواحل ہند پر پہنچے تو انھون نے ہندو اور مسلمان دونون کو ایسا ہی لائق شائستہ اور مہذب پایا جیسے اپنے اہالیان ملک کو۔ عمارت سازی۔ سوتی اور ریشمی پارچہ بافی۔ زرگری و فن جواہری مین باشندگان ہند اسوقت سب پر سبقت رکھتے تھے سوتی کپڑے کا رواج ہندوستان مین قدیم الایام سے ہے روئی کے کپڑے اور اسکا بننا واقعہ مہابھارت کے پہلے سے تھا۔ اہل یونان پنبہ بافی کو سندن لکھتے ہین۔ جس لفظ کا ماخذ وہ ہی سندھ ہے جیسا انڈس اور انڈس سے انڈیا نکلا ہے۔ اسی طرح ایک سفید سوتی پارچہ کو کیلیکو کہتے ہین جو کالیکٹ واقع ساحل ملابار (مدراس) مین پہلے پہل تیار ہوا تھا۔ کتاب پیریپلس کے مصنف نے کئی قسم کے سوتی کپڑون کا ذکر کیا ہے جو تجار تا دوسرے ملکون مین جاتا تھا مارکوپولو پہلا عیسائی سیاح کھمبات کی روئی اور مکرم (کتان) کی بہت تعریف لکھتا ہے مختلف اقسام کے پارچے جو ہندوستان کے مختلف مقامون مین تیار ہوتے ہین انکا بالتصریح بیان کرنا مشکل ہے لیکن ان مین سب سے مقدم ڈھاکہ کی ململ ہے جو کسی زمانہ مین نہایت شہرت یافتہ تھی اور اب بھی فرمائشاً تیار ہو سکتی ہے مگر جو نفاست اس زمانہ مین تھی جبکہ ڈھاکہ مسلمانون کا پایہ تخت تھا وہ اب نہین ہے اور انکی حرفت کی اعلیٰ ترقی اور انتہائی کامیابی اس سے ثابت ہوتی ہے کہ ۱۲۶ قسم کے مختلف الانواع اوزار مستعمل ہوتے تھے

بہترین ململ سادہ بنی جاتی ہے لیکن ریشم کی رنگین بوٹیاں دوسری قسم کے کاریگر ڈالتے ہیں تھوڑی تھوڑی مقدار میں ململ مقام سریل متعلقہ ضلع پٹرہ میں تیار ہوتی ہے۔ اور سانتی پور ضلع ندیا ابتک اپنی قدیم عزت بہت عمدہ ململ کی قائم رکھی ہوئی ہے مدراس میں عمدہ پارچے اب تک تیار ہوتے ہیں۔ ارنی کی ململ جس کو فرقہ نیر سامل ملابار والے بنتے ہیں مچھلی پٹم کی چھینٹ ورگاپٹم کی پنچم پنچم یعنے ۱۲۰ سوت کا پارچہ نیلور کی نیلی سلمپر ہیں۔ بنگلور میں قدیم شاہی پارچہ بافوں کی اولاد اب تک ہے وہ خاص قسم کے پارچے بننے میں مشہور ہے۔ جو سرخ اور سیاہ قدیمی طریقے پر چھاپا کرتے ہیں۔ احاطہ بمبئی میں۔ احمد آباد۔ سورت۔ بھڑوچ۔ میں عمدہ چھاپے کی ساڑیاں تیار ہوتی ہیں جو گجرات کی مہر کے باعث ہیں۔ پونا۔ ایولا۔ ناسک۔ دھاڑوار میں پہلے سوت رنگ کر کپڑا تیار کراتے ہیں جو اقوام مرہٹہ کے استعمال میں بکثرت آتا ہے پارچہ باف اکثر ریشم اور سوت ملا کر پارچہ بنتے ہیں اور بہت بیش قیمت اشیاء ریشمی یا زریں کناروں کے ساتھ تیار ہوتی ہیں۔ ممالک متوسط میں چاندا۔ اور ہوشنگ آباد سب سے بڑے شہر ہیں جن میں پارچہ بافی کا کام ہوتا ہے۔

ریشم بافی کا معمولی پیشہ ہر مقام میں پایا جاتا ہے۔ ہندوستان بھر میں صرف بنگال ہی ایک ایسا مقام ہے جہاں ریشمی کیڑوں کی

پرورش ہوتی ہے اور وہ پرورش جو شہتوت کے درختوں پر ہوتی ہے
سرسبزی کی حالت میں ہے اب تک لٹسر جو نیم پرورش یافتہ ریشمی کیڑوں
سے حاصل ہوتا ہے ریشمی ذخیرہ میں زیادہ معاون نہیں ثابت ہوا۔
ریشم اور سوت کے بننے والوں میں مابہ الامتیاز فرق یہی ہے
کہ ریشم باف بخلاف بنبہ بافوں کے دیہات میں نہیں رہتے بلکہ انکی
صنعت و حرفت کا مرکز شہر ہی ہوتا ہے۔ ریشمی پارچے دو قسم کے ہوتے
ہیں۔ اول وہ کہ جس میں خالص ریشم ہو۔ دوم وہ جس میں ریشم اور
سوت ملا ہوا ہو۔ ان ہر دو قسم کے پارچوں پر سنہرا اور روپہلا کام
ہوتا ہے۔ مخلوط ریشمی پارچوں کو مشروع یا صوفی کہتے ہیں جسکا مطلب
یہ ہے کہ از روے شریعت اسلامیہ کل مسلمان اس قسم کے پارچے
استعمال کرنے کے مجاز ہیں بخلاف خالص ریشمی پارچوں کے کہ اس کی
ممانعت ہے۔ مخلوط ریشمی پارچے بکثرت بنے جاتے ہیں اور پنجاب
سندھ۔ آگرہ۔ حیدرآباد دکن۔ تنجور۔ ترچناپلی۔ واقع مدراس
اس کی ساخت کی خاص جگہیں ہیں۔ خالص ریشمی پارچے سادہ بنے
جاتے ہیں یا اعلا درجہ کا ابنر کام ہوتا ہے۔ فل کمخاب وغیرہ کے۔
اس قسم کے پارچے خصوصیت سے بنارس۔ مرشدآباد۔ احمدآباد
ترچناپلی میں تیار ہوتے ہیں۔ اور ان پر نگارگاہ۔ چاندتارہ۔
مرشد (آب نقرہ) سورگلا (گردن طاؤس) منقش ہوتے ہیں۔

چھاپکے ریشمی پارچے پارسی اور گجراتی عورتون کے لیئے سورت مین تیار ہوتے ہین - اورنگ آباد کے ہمرداور مشروع زمانہ حال مین نہایت عمدہ اور بہ نسبت کلون کے پارچہ کے زیادہ پائدار بھی ہوتے ہین -

کارچوبی کام ریشمی - اونی - سوتی چرمی اشیاء پر کیا جاتا ہی کارچوبی کام کا بھی جولاہون کی طرح چھوٹا کرگا ہوتا ہی جس مین بنایا جاتا ہی یا ہاتھ سے نقش یا لیس بنا کر بعد کو سوئی سے ٹانک لیتے ہین وہ مشہور جوغہ جو اندنون انگلستان مین کثرت استعمال سے بجائے ڈریسنگ گون کے مستعمل ہوتا ہی - پٹو - یعنی اونٹ کے بال سے بنا جاتا ہی اور جس پر کارچوبی کا کام کشمیر - پنجاب - سندہ مین کیا جاتا ہی - کشمیری شال جو اتنک نہایت عمدہ اور قیمتی ہوتا ہی خود کشمیر یا لودہیانہ و دیگر مقامات پنجاب مین تیار ہوتا ہی جو کوہ ہمالیہ کی ایک خاص قسم کی بکریون کے نرم بال یعنے پشمینہ سے بنا جاتا ہی - ملک پر بھی ڈھاکہ پٹنہ اور دہلی مین ریشم اور کلابتون کا کام ہوتا ہے سندھ اور گجرات مین جو رنگین ریشم و زرین کام ہوتا ہی وہ اپنی جنس مین خصوصیت رکھتا ہی گجرات مین چرمی کامون پر بھی کارچوبی کیجاتی ہی شاہی جلوس وغیرہ سے معزز موقعون پر گھوڑے اور ہاتھیون کی جھولین چھتر اور چھاتے مخمل کے نکلتے ہین جس پر بہت شان و شوکت سے گلبرگہ اور اورنگ آباد کا زرین کارچوبی کام ہوتا ہی

تخمیناً بیس برس کا زمانہ گزرا کہ خلد آشیان نواب سر سالار جنگ بہادر مرحوم نے پانچ یا پانچ ہزار روپے کے ہاتھیون کی جھول گلبرگہ مین تیار کرا

لندن بھیجے تھے جو میرے نظر سے گذرے تھے - انکی چمک دمک آنکھوں سے حیرگی پیدا کرتی تھی اور نیز سابق کے - گائیکوار بڑودہ نے ایک چادر بنوائی تھی جس مین موتی اور بیش قیمت جواہرات عربی نقش و نگار کے ساتھ ٹکے ہوئے تھے جس کی مجموعی قیمت اکیس کروڑ روپیہ بیان کی جاتی ہے چونکہ نہایت قیمتی اس مین جواہرات لگے ہوئے تھے اس لیے اس پر لطافت سے نظر پڑتی تھی اور جب دھوپ مین کھولدیا جاتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ تمام قوس قزح کا یہی مخزن ہے نقش و نگار کی نفاست سے بہت بھلا اور دلچسپ معلوم ہوتا تھا -

قالین دو قسم کی ہوتی ہین - سوتی اور اونی - سوتی کو دری اور شطرنجی کہتے ہین جو یقیناً ہندوستانی ایجاد ہے - اور خاصکر بنگال اور شمالی ہندوستان مین بنی جاتی ہین - دریان عموماً سفید ہوتی ہین ان پر خطوط اور پٹیان سیاہ سرخ اور نیلی بنائی جاتی ہین اور گاہ گاہ چھپے اور قسم کے نشانات چوکور یا گول بنا دیا کرتے ہین - اونی کو غالیچہ - اور قالین کہتے ہین - غالیچہ اصل مین ایران اور ترکستان سے آئے ہین جہان ابتک نہایت عمدہ و بہتر تیار ہوتے ہین - مسلمانونکی فتوحات کے ساتھ اس کا بھی یہان رواج ہوا - اس کے بننے کا یہ طریقہ ہے کہ اسکی تہ مضبوط سوتی خواہ کتانی دھاگے کی ہوتی ہے اور زیادہ محنت اور عقلمندی سے رنگین چھوٹے اون کے بٹے

ہوئے دھاگے اس طرح ان مین چسپان کئے جاتے ہین کہ ان کے دونون کونے اوپر نکلے رہتے ہین بعدہٗ ان کونون کو جو نکلے رہتے ہین سطح سے برابر کتر دیئے جاتے ہین اور جو لائن رنگین یا نقش بننے سے بچاتی ہو اس کو اوزار سے کوٹ کر مسطح کر لیتے ہین۔ اس حرفت کے بڑے تاریخی مواقع ہندوستان مین کشمیر۔ پنجاب۔ سندھ۔ آگرہ۔ مرزاپور۔ ورنگل۔ ملابار۔ مچھلی پٹن ہین مچھلی غالیچے بنارس اور مرشدآباد مین اور ریشمی تنجور۔ اور سلیم مین تیار ہوتے ہین۔

لندن کی نمائشگاہ واقع ۱۸۵۱ء مین بہترین ہندوستانی قالین ورنگل سے گئی تھی۔ یہ مقام حیدرآباد سے ۱۰۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس قالین مین بے انتہا دھاگے قریب قریب مسلسل ترتیب دیئے ہوئے تھے یعنے تقریباً ایک مربع فٹ مین بارہ ہزار دھاگے تھے اور یہی اس کی بڑی اور خاص صنعت تھی۔ رنگت مین مساوی اور نہایت لطیف معلوم ہوتا تھا اور یہی ایک نمونہ تھا جس مین ریشم نہایت ہی عمدہ قابل اطمینان طریقہ سے بنا گیا تھا۔ قیمت بھی علی ہذا القیاس بڑھی چڑھی تھی یعنے سو روپیہ فی مربع گز مگر زمانہ حال مین ہنگنڈہ اور ورنگل کے قالین مین انگریزی خام رنگ۔ ڈالنے سے اس کی قدر کم ہو گئی ہے انگریزی رنگ جیسا کہ دیکھنے مین خوش نما ہوتا ہے ویسا پائدار نہین ہوتا سال حال مین مین نے دیکھا کہ بہت سے قالین تیار ہو کر یہان سے مدراس اور

لندن کو بھیجے جاتے ہیں مَیں نے چند قالین سوتی ریشم ملا ہوا خود بھی بُنوایا اور اپنے دوستوں کے واسطے بھی خرید کیا مگر سب میں قدیم رنگ ڈالا گیا تھا۔

سونا چاندی اور جواہرات بوجہ قیمت اور رنگت کے ممالک ہند میں ہمیشہ سے زیورات میں صرف ہوتے رہے یہاں تک کہ وسط ہند اور کوہ ہمالیہ کی جنگلی وحشی قومیں سونا چاندی پیٹ پاٹ کر گلوبند اور بازو اور ہسلیاں بناتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پیچیدہ گھاس اور پتیوں کے نمونے پر پہلے پہل طلائی زیور کثرت سے بنائے گئے اور عام معمولیت حاصل کی ابتدائی نمونے اس قسم کے ہیں کہ طلائی موٹے تار پھولوں میں گندھے ہوئے ہیں۔ گجرات میں ایک دوسری قسم کا آرائشی زیور محراب نما علیحدہ علیحدہ مرصع بنتا ہے۔ یہ سونے کا ٹھس یا کھوکھلا شش پہل یا ہشت پہل بنا کر سرخ ریشم میں گوندہ لیتے ہیں۔ ترچناپولی۔ کنک اور کشمیر میں رنگین مرصع زیورات قابل شہرت بنتے ہیں۔

تمام جنوبی ہند میں جو زیور رواج عام پسند ہے۔ اس کو سوامی کہتے ہیں جس پر ہندو دیوتاؤں کی تصویریں بنی رہتی ہیں یہ مورتیں یا تو زیور ہی میں بنائی جاتی ہیں یا علیحدہ بنا کر میخ یا اور ذریعہ سے اوپر لگا دی جاتی ہیں۔ ترچناپولی کے زیوراتِ خاص میں انگریزی چڑیا اُتارنے کے لیے کچھ خرابی پیدا کر دی گئی جب ۔ گا۔ نمازِ تحریر طلائی ہوتا ہے اور

پہونچیان لچھے سانپ کی شکل مین تیار ہوتی ہین کٹک مین چاندی کا دانہ
پچلاز یور جس شکل وصورت کا قدیم مین اہل یونان اور حال مین اہل لٹا
پہنتے ہین - عموماً چھوٹے لڑکون کے ہاتھ سے تیار ہوتا ہے کیونکہ وہ
اپنی تیز نظر اور تیز دستی سے نقرئی تارون کو عجلت اور درستی سے ٹھیک
موقع پر جما دیتے ہین - کشمیر مین طلائی زیور زیادہ سرخ سونے کا بنتا
ہے اور یہی امتیازی رنگ مشہور ہے اسکی چمک دمک اور اس کا نقش
و نگار نہایت دلفریب ہوتا ہے - کچھ کے نقرئی زیور جو خاص طور سے
ہنوڑون سے تیار کرتے ہین وہ اگرچہ اب وہین کے تصور کیے
جاتے ہین لیکن بنیا و ڈچ لوگون سے ہے ایسے ہی کام لکھنؤ اور ڈھاکہ
مین بنتے ہین اور رنگ آباد مین مینا کاری کا کام نہایت قابل تعریف
تیار ہوتا ہے پاندان عطردان مینا کاری کے جو یہان بنتے ہین دور
دور تک اس کی قدردانی ہوتی ہے - کارچوبی مین سناری کا کام بہت کام
آتا ہے - سونے اور چاندی کے تار گرمی دیکر تیار کرتے ہین اور یہ کام اس
نفاست اور عمدگی سے ہوتا ہے کہ روپیہ بھر چاندی مین ۸۰۰ گز تار نکلتا ہے
قبل اس کے کہ کارچوبی کے کام مین آئے اکثر ریشم مین اس کو بٹ
لیتے ہین - اور سنہرے روپہلے پارچون کے لیئے ان تارون کو کوٹ کر
چپٹا لیتے ہین تاکہ اس کا تار اور ریشم یا سوت کا بانا مناسبت سے چپک
[illegible] جیسور واقع راجپوتانہ اور جنڈ

دکن میں اس طرح کیا جاتی ہے کہ ململ پر نقرئی اور طلائی اوراق سے گل بوٹے چھاپ لیا کرتے ہیں بیش قیمت جواہرات بہت فضول خرچی سے ہندوستانی جوہری برتتے ہیں۔ جن کو بجز چمک دمک کے اس کی صفائی یا تکارتی قیمت کا بہت کم لحاظ رہتا ہے لیکن جو سلیقہ ہنر اور دلفریبی کی حالت ہندوستانی جوہری جواہرات جڑانے میں عام اس سے کہ کسی زیور میں ہو یا ہتھیار اور زار میں دکھلاتے ہیں وہ سب سے بڑھ کر نہایت اعلے درجہ کی ہوتی ہے۔ پرنسپ آف ویلز کے جیپوری ذخیرہ میں ایک کنگھی کے بالون کی تھی جس کی سرسری بیان سے یہاں کی مرصع اشیاء کی حقیقت قیاس کیجا سکتی ہے کنگھی میں سونے پر جیپوری مینا کیا ہوا تھا۔ اس پر لعل و زمرد جڑھے ہوئے تھے۔ اس کے سرے پر بڑے موتیوں کی ایک قطار قوس نما مسطح تھی اور ہر ایک کی نوک سبز کانچ کے دانہ کی تھی جو اوپر نکلی ہوئی تھی۔ اس کے نیچے ایک دوسری قطار چھوٹے موتیوں کی تھی جو سبز اور سرخ طلائی مینا کاریوں کے بیچ میں تھی جن کی نشست نہایت خوبی اور قابلیت سے کی گئی تھی۔

اس کے نیچے ایک اور قطار چھوٹے چھوٹے موتیوں کی تھی جس کے نیچے بہت سے چھوٹے چھوٹے موتیوں اور جواہرات کی قطاریں گنگی کی طلائی دنداسیکے اوپر تھیں۔

سپاہیوں کے لوہاروں کا خاص کام تو آلات زراعت کا نانا کرنا ہوتا ہے لیکن [illegible]

مین جہان قدیم دارالحکومتین تھین نجاری نہایت ہنرمندی سے کیجاتی ہے
اور زار و ہتھیار جنگلی کی ساخت ہمیشہ معزز پیشہ قرار دیا گیا ہے اور ہندوستان
مین اس اعزاز نے بہت ترقی کی تھی جو ابتک بالکل پامال نہین ہو گئی ہے
مقناطیسی کچالوہا جو عموماً ریگ کی شکل مین ملتا ہے اس سے ایک قسم کا فولاد
کو ملہ نکلتا ہے جو دنیا مین بہترین ہے - تلوار کے پھل پر معجزانہ پانی چڑھایا جاتا ہے
اور نام معہ تاریخ کندہ کیا جاتا ہے - کبھی کبھی ابھرے ہوئے نقش شکارگاہ
کے بنائے جاتے ہین اور کبھی مثل آرہ کے دندانہ دار بناتے ہین
توڑے دار بندوق اور دوسرے آتشین جنگی اوزار پنجاب اور سندھ
کے اکثر شہرون اور مونگھیر واقع بنگال اور ویزاگرم واقع مدراس مین
بنائے جاتے ہین - زرہ بکتر جس کی ایجاد ایران سے ہوئی ہے
ابتک کشمیر - راجپوتانہ اور کچھ مین بنائے جاتے ہین - احمدنگر کا خود
مشہور ہے - اسلحہ ناری و تلوار وغیرہ دونون مین سنہری پھول پتیان
ڈالی جاتی ہین اور جواہرات مرصع کیجاتی ہین اصل یہ ہے کہ بخلاف اور
ایشیائی ملکون کے ہندوستانی اسلحہ مین مابہ الامتیاز فرق یہ ہوتا ہے کہ
اوراق طلا چڑھائے یا چپان کیے جاتے ہین اور جواہرات بے تکلفی
اور بے پروائی سے چڑھائے جاتے ہین - لوہے اور فولاد پر اس
قسم کا کوفت خاصکر کشمیر - گجرات - اور سیالکوٹ مین ہوتا ہے - اور طریقہ
سونے کے پرت جماتے اور گل دیتے

بناتے ہین۔ مینہ بھی خود بہکنڈہ واقع ریاست نظام عالیمقام مین مختلف قسم کے ہتھیار تیار کرتا ہے یہان کی عباسی بعینہ ایران کی عباسی کا مقابلہ کرتی ہے یہان کا کوناسمندر کا لوہا نہایت مشہور ہے یہان کے کاریگر تلوار کے قبضون پر بھی عمدہ مینا کاری کرتے ہین۔ بدری کا کام مقام بدر مین جو کسی زمانہ مین بہمنیون کا دار الحکومت ہونے کی عزت رکھتا تھا ہوتا ہے جو اب ممالک محروسہ نظام خلد اللہ ملکہ مین شامل ہے۔ اس مین عموماً تانبے پر چاندی کے ورقون سے پھول پتیان بناتے ہین۔ بدری کا کام اب تک بدر مین عمدہ حالت مین ہے۔

دیہاتی ٹھٹھیرے مثل دیہاتی لوہارون کے روزمرہ کے ضروریات کے ظروف بناتے ہین ان ظروف مین جو صکرا اور سب سے زیادہ مروج لوٹا ہے جو بالعموم صفائی مین کام آتا ہے۔ لوٹے کی شکل اور جس وضع سے کہ اوائل مین نقش و نگار کرتے تھے وہ آج تک بدستور قائم ہے۔ ایک لوٹا جو اب انڈین میوزیم (ہندوستانی عجائب خانہ لندن) مین ہے اور بمقام کولو۔ بودہ کے ایک غار سے کھود کر نکالا گیا تھا۔ کم سے کم پندرہ سو برس کا ہے اور جس کی نسبت بیان ہے کہ شہزادہ سدہرتا بڑے بڑے جلوس مین ہمراہ لے جاتا تھا شمالی ہندوستان مین بنارس سب سے زیادہ مشہور تانبے اور پیتل کے ظروف بنانے مین ہے۔ جہان صرف مانگی استعمال کے ظروف نہین [illegible] ملکہ تھا[illegible] گنڈی

نشانات بھی بنائے جاتے ہین اسی طرح جنوب مین مدورا تنجور شہرت پذیر ہین - اور مغرب مین پونا - احمد آباد - ناسک - خاص بمبئی مین تانبے کی معتد بہ مقدار ہی جو دوسرے ملکون سے آتی ہی اور لیسیون کے ہاتھون برتن بنتے ہین -

شوالون - کی گھنٹیان عمیق اور صفائی آواز کے لیئے مشہور ہین بہت سے شہرون مین ٹھٹھیرے کسی نہ کسی خاص صنعت سے موصوف ہوتے ہین یعنی ان مین کچھ ترکیب آمیزش دوسرے دھاتون کی عمدہ طور سے معلوم ہوتی ہی زیور و آرائشی اشیاء کی ساخت کی خاص ترکیبین جانتے ہین کبھی کبھی چاندی پیتل مین ملائی جاتی ہی اور کبھی کبھی تفاقیہ سونے مین - بدری یعنے تانبے پر چاندی کے کام کا بیان اوپر ہو چکا ہی ضرورت اعادہ نہین - اس حالت مین جس دھات پر بدری کا کام ہوتا ہی وہ تانبا - سیسہ اور ٹین کا مجموعہ ہوتا ہی اور نوشادر شورہ نمک اور توتیا - محلول و مخلوط مین غوطہ دے کر سیاہ کر لیتے ہین مراد آباد - واقع ممالک شمال و مغرب اور پھلوارہ واقع ریاست اودے پور مین پیتل پر ٹین چڑھایا جاتا ہی اور منقش گل بوٹے سیاہ زمین پر جو ایک مصالحہ سے جسمین لاکھ ملا رہتا ہی تیار ہوتی ہی بنائے جاتے ہین پرنیا واقع ملک بنگال مین ایک قسم کا بدری جست اور تانبے کا ملتا ہی اور اس پر نقرئی پھول بوٹے بنائے جاتے ہین - پیتل بلکہ گھنٹے والی دھات کے ظروف جو مرشد آباد مین بنتے ہین اور ازنام کھاگرئی -

شہور ہین اُن کی شہرت صرف مقام مخصوص مین محدود نہین رہی کیونکہ اُس مین چاندی کی مقدار بہت زائد ملی رہتی ہے۔

جولاہون کے کرگہ بعد کمہارون کی چاک ہندوستانی قدیم تہذیب وشائستگی کی نشانی ہے۔ زمانہ نامعلوم سے کمہار دیہی آبادی کا جزو نا جاتا ہے۔ مٹی کے ظروف اعلےٰ اور ادنیٰ یعنے کھانے پینے کے برتنون سے لیکر بڑے بڑے ظروف غلہ رکھنے کے تمام دیہات مین بنائے جاتے ہین علاوہ برین چھوٹی ندیون مین جب پانی اُبلجاتا ہے تو مٹی کے چند مٹکون کو یکجا باندہ کر کشتی کا کام لیتے ہین۔ اگرچہ اس قسم کا حرفہ تمام ہندوستان مین ہے لیکن بہت کم ایسے مقامات ہین جہان کے ظروف شہرت کے درجہ پر پہنچے ہون۔ چینی برتنون کی طرح پختگی ہوتی ہے اور نہ قدیم یونانیون کیطرح نقش ونگار ہوتا ہے۔ مٹی تو بعض مقامون مین اچھی ہوتی ہے لیکن پھر بھی وہ مٹی ہی کا برتن ہوتا ہے یعنے جلا وغیرہ دیکر مٹی کے عیب کو دور نہین کرتے۔

سندہ جنوبی اور پنجاب مین اس پیشہ ظروف سازی نے اعلیٰ درجہ حاصل کی ہے کیونکہ بہت کچھ ہنرمندی دکھلائی جاتی ہے یہ صنعت اور ہنرمندی سلمانون کی ایجاد کی ہوئی ہے۔ سندہ کی کمہارگری دو قسم کی ہے اوّل نقشی اینٹ مع بنانا دوم خانگی ظروف تیار کرنا۔ ہر دو حالت مین رنگ ایک ہی ہوتا ہے یعنے مختلف قسم کے رنگین۔ چمکیلے۔ معمولی نقش ونگار ہوتا ہے۔ حرکہ بعد اوّل

خوبصورتی سے رنگ آمیزی کرتے ہین فرشی ٹیٹ بظاہر اسی نمونہ کے ہین جیسے ایران و روم مین بنتے ہین اور جو قدیم ویران مساجد اور مقابر مسلمانان مین اب تک پائے جاتے ہین سندھ کی ہنرمندی اور صنعت اب تک مقامات سید پور - ببری - حیدر آباد - کراچی - ٹھٹھہ اور حالا مین جاری و ساری ہے -

فرشی ٹیٹ اور ظروف گلی لاہور - اور ملتان مین بھی تیار ہوتے ہین - مدورا کی ظروف سازی بھی قابل ذکر ہے کیونکہ وضع مین خوبصورتی اور رنگ مین شوخی اور خوبی پائی جاتی ہے -

سب سے پہلے کی نقاشی اور بت تراشی قدیم پالی ورل کی خانقاہون مین جنکا تعلق اہالیان بودہ سے تھا پائی گئین - نقاشی مین جو حسن خوبی وسلیقہ رومیون اور یونانیون سے اہل ہند نے مستخرج کیا تھا وہ اب تک عمدہ قسم کی بت تراشی مین پایا جاتا ہے - جب برہمنی مذہب کا ہندوستان مین پھر زور ہونے لگا تو بت تراشی مین نقصان پڑنے لگا - موجودہ ہندو مین بہ نسبت حسن و خوبصورتی کے مذہبی جزو بہت تسلیم کیا گیا ہے - لیکن جیپور اور آگرہ مین سنگ مرمر اور دوسرے پتھرون پر خوبصورت نقش و نگار اب بھی بنتے ہین

گجرات اور دوسرے شہرون مین جہان چوبی مکانات تعمیر ہوتے ہین ان کے حصہ پیشین عمدہ نقش و نگار سے تیار ہوتے ہین - آبنوس - صندل - کھٹا [illegible] کام آتی ہین - صندل مغربی کھاٹ

واقع ملک کناڈا اور میسور سے آتا ہے۔ مگر صندل پر عمدہ کام سورت اور احمد آباد
مین ہوتا ہے۔ سترہوین صدی کے نمونہ نقاشی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا
ہے کہ اہالیان پرتگال نے سواحل بمبئی مین اس فن کو بہت قوی ترقی دی
تھی۔ لیکن ہندوستانی چوبی نقاشی آج کی نہین ہے یہ زمانہ دراز سے
قائم ہے۔ تاہم سنگی نقاشی جو زمانہ بودہ کی عمارتون مین تھی وہ بلحاظ وضع
اور آرائش چوبی نقاشی کے پہلے کی بات ہوتی ہے۔ ان دنون جو چوبی نقاشیان
علی العموم رائج ہین انمین سے بعض قدیم کی سنگ مرمر کی نقاشی یا دوسری
سنگین جھنجیرون کے نمونہ پر ہین جو نمونے زمانہ دراز کے اب تک بچے ہوئے
ملتے ہین ان سے قدیم نقاشی کا حال معلوم ہوتا ہے اور وہ بزبان حال پرانی
دستکاریون کے مظہر ہین۔

چوبی نقاشی سے ملی جلی ایک اور نئی حرفت اواخر گزشتہ صدی مین
یہان جاری ہوئی جس کو (بمبئی باکس) بمبئی کے صندوق کہتے ہین اس کا
ایجاد شیراز واقع ایران سے ہوا اور وہین سے ہندوستان پہنچا اس
مین باشکال مختلف ٹین کے تار۔ صندل۔ آبنوس۔ ہاتھی دانت اور
ہرن کے سینگ کے ٹکڑون کو یکجا سلسلہ وار خوبصورتی سے باندھتے
اور مجتمع کرتے ہین کہ گل بوٹے اور عمدہ شکلین بنتی ہین۔ ورکا ٹیم واقع
مدراس مین اس قسم کی اشیاء ہاتھی دانت اور سینگ کے ٹکڑون
سے بناتے ہین اور یورپ مین چرمی اوتارنے اور مطابقت ماننے کیلئے بھیجتے

ابھرے ہوئے کنارے بنائے جاتے ہیں - میں پوری واقع
شمال و مغرب میں چوبی صندوقوں میں پیتل کے تار
دوڑائے جاتے ہیں ہاتھی دانت پر نقاشی بہ خصوصیت
امرتسر - بنارس - مرشد آباد - اور بڑا دنگور میں ہوتی
ہے جہاں ہر وقت حسب فرمایش پالکی سے لیکر گنگھی
تک اشیاء ملسکتی ہیں - مٹی کی مورتیں زندہ کھال کیطرح
خاص کر کرشنگر - لکھنو - اور پونا میں بنتی ہیں

النظر فی التاریخ

آجکل یورپ کے بڑے بڑے مصنفون اور مدبرون کا قاعدہ ہو کہ جب وہ کسی مضمون پر کتاب لکھتے یا لکچر دینا چاہتے ہین تو اُسپر اسقدر زور دیتے ہین کہ گویا قوم اور ملک کے لیے اس سے زیادہ ضروری اور مفید چیز کوئی نہین ہے - ہر ایک مصنف اپنی قوم کو اُسکے طرف متوجہ کرتا ہے اور اُسے مضمون کی ضرورت کو ظاہر کرکے نیکنامی اور شکریہ کا مستحق بنتا ہے - راقم کا مطلب النظر فی التاریخ لکھنے سے یہہ نہین ہے بلکہ وہ ہندوستان کے لٹریچر مین مشہور و معروف رسالہ حسن کے ذریعہ سے تاریخ کی نسبت اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتا ہے -

مین اس مضمون مین کسی خاص ملک یا قوم یا برِ اعظم کی تاریخ سے بحث نکرونگا نہ خاص بادشاہون کے کارنامے بیان کرونگا - بلکہ نفس تاریخ کے مفہوم سے بحث کرکے تمام دنیا کی تاریخ کو دو حصون مین بیان کرونگا -

باوجودیکہ زمانہ حال مین تاریخ کا درجہ علوم و فنون مین ریاضی اور فلسفہ کی درجہ کے برابر سمجھا جاتا ہے - بلکہ بعض حالتون مین اُن سے برتر - لیکن ابتک تاریخ کی ترقی مسدود نہین

ہوئی ہمارے زمانہ مین علم کے تین شعب تاریخ - تذکرہ یا ترجمہ (بائیگریفی) اور مساحت آپسمین مل جلکر اسطرح یکسان ہوگئے ہین اور اٹھاروین صدی عیسوی سے مصنفون نے ان تینون کو ملاکر ایسے اعلی درجہ پر پہنچایا ہے کہ تاریخ کو فلسفہ علی کہنے لگے ہین - طب - فلسفہ - اور قانون کیطرح تاریخ کے بھی بیشمار سلسلے ہین - اور مورخون کی ایک گروہ کی تاریخ دوسرے گروہ کی تاریخ سے اسقدر مختلف ہے کہ جسقدر لٹریچر اور ریاضی آپسمین متضاد سمجھے جاتے ہین -

انگریز - فرانسیس - اور عرب - مورخون کے نزدیک تاریخ سے قومی زندگی پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے - اور سلف کے حالات دیکھکر خلف اپنی اصلاح کر سکتے ہین - گذشتہ قومونکی غلطیان دیکھکر اپنی غلطیان درست کر سکتے ہین - انکی خطائین انکو خطا سے بچا سکتے ہین اور عقلمندی اور حکمت کا سبق قدیم وحشی اور شایستہ قومون سے سیکھہ سکتے ہین -

جرمن کے حکیم کہتے ہین کہ تاریخ سے ہماری موجودہ پولیٹیکل حالت پر کچھ اثر نہین پڑ سکتا اور نہ اس سے ہمارے اخلاق اور عادات درست ہو سکتے ہین - بلکہ حقیقت واقعہ کے ٹھیک ٹھیک بیان کا نام تاریخ ہے *

ھیگل جرمن کا ایک بڑا مورخ حکیم تھا۔ وہ کہتا ہے کہ اور قومون کو تو تاریخ لکھنے کا شوق ہے اور ہم ہمیشہ یہی تلاش کرتے رہتے ہین کہ تاریخ کس طرح پر لکھنے چاہیئے ھیگل پھر تاریخ کی تین قسمین اسطرح کرتا ہے:۔

(۱) خالص تاریخ یعنے وہ تاریخ جس مین جو واقعہ اور امر آنکھون سے گزرتا ہے یا جو اورون سے سنا ہے اسکو بلا تغیر و تبدل درج کر دیتے ہین اور راوی کے کلام کو بجنسہ رکھتے ہین۔ اور اسکے مطلب مین دخل نہین دیتے +

(۲) وہ تاریخ جو غور و خوض سے لکھے جائے اور جس مین مصنف اپنی تمام لیاقت اس امر کی تحقیق مین صرف کرتا ہے کہ کونسا واقعہ تاریخی لحاظ سے درست ہے اور ان وجوہات کو جانچتا ہے جن سے بعض غلط واقعات مشہور ہو جاتے ہین۔

اس قسم کی تاریخ کا مصالح زیادہ تر پہلی قسم کی تاریخ ہوتی ہے جس قوم مین فلکٹر ھسٹری موجود ہو وہی اسکے مہذب ہونیکی کافی دلیل ہے

(۳) تیسری قسم کی تاریخ کا نام ہیگل نے فلسفتہ التاریخ رکھا ہے اس سلسلہ مین تاریخ کو ایکنوع کا فلسفہ سمجھکر اس سے نتایج استخراج

ہیگل جرمن کا ایک مشہور و معروف مورخ اور حکیم گزرا ہے جو ۱۸۱۸ء سے ۱۸۳۱ء تک برلن دار السلطنت پرشیا (جرمن) مین "تاریخ کے فلسفہ" پر لکچر دیتے رہے +

کیے جاتے ہین اور تمام واقعات کو ایک سلسلہ مین مسلسل کرکے اور انکو ایک سمجھکر اسباب اور نتایج سے بحث کیجاتی ہی اس دانشمند مورخ نے پھر ہر ایک سلسلہ کو مختلف شاخون مین تقسیم کیا ہے لیکن ہیگل کی رائے کو چھوڑکر یہان ہم یورپ اور ایشیا کے طریقہ تاریخ پر بحث کرنا چاہتے ہین۔

آجکل یوروپ مین جس طریقہ سے تاریخ لکھنے اور تاریخی واقعات کا کھوج لگانے اور پوشیدہ باتونکی تنقیح کرکے نہایت قرین قیاس اسباب بعض واقعات کے مقرر کرنے کا دستور ہی وہ بلاشبہ ہمارے ایشیائی تاریخ سے بہت برتر اور اعلی ہی حال کا مورخ جس مصالح اور ماخذ سے اپنی تاریخ کے مطالب کا استخراج کرتا ہے اور جس عالمانہ طریقہ سے اپنی تاریخ کا طرز تحریر مقرر کرتا ہی اور جو باتین عام آدمیون اور اچھی نظر سے دیکھنے والون کو صاف اور بدیہی معلوم ہوتی ہین انمین عمیق نظر سے دیکھتا ہے اس سے علمی دنیا مین اسکی قوم کی ترقی لیاقت اور شائستگی کا صاف ثبوت پایا جاتا ہی۔ اس قسم کی تاریخ سے قوم کے خیالات مین تازگی اور جوش قایم رہتا ہی اور تاریخ کے وسیع میدان مین غور و خوض کرنیکے لیئے ہمیشہ ایک وسیع میدان کھلا رہتا ہے اسی قسم کی تاریخون مین ہمیشہ اصلی اور علمی کتابونکی تعداد بڑھتی جاتی ہے

اور اس تاریخی الماری سے علم ادب یا لٹریچر کی ترقی کا اندازہ معلوم ہوتا رہتا ہے۔

پہلے زمانہ مین تاریخ لکھنے کا مصالح یہ تھا کہ واقعات کو خود آنکھون سے دیکھکر یا اورون سے سنکر (جو اکثر حالتون مین غیر معتبر اور بیہودہ شہادت ہوتی تھی) قلمبند کرتے تھے۔ اسیکو اُس زمانہ کی محدود ترقی کے مانند مورخ کہتے تھے +

ٹھیک ٹھیک حال معلوم نہین ہو کہ تاریخ لکھنے کا رواج دنیا مین کس زمانہ مین شروع ہوا ہے لیکن یہہ خیال کرتے ہین کہ چین سب سے پہلا ملک اور چینی سب سے پہلی قوم ہے جنکو تمام جہان مین یہ فخر حاصل ہو کہ انہون نے واقعات کے قلمبند کرنے کے فن کی تقریب کی ہے +

حضرت عیسٰی سے تین ہزار سال پیشتر سے شاہنشاہ چین کے حکم کے موافق ایک وزیر کا فرض تہا کہ جو واقعات تمام قلمرو مین واقع ہون انکو روزانہ قلمبند کرے اور ماہواری اور سالانہ رپورٹین تیار کرے + (۲)

(۲) چین دنیا مین سب سے زیادہ پرانی سلطنت سمجھی جاتی ہے اور جو حال اسکا پانچ ہزار سال پیشتر تہا جو اس زمانہ کی سرکاری تاریخون سے معلوم ہوتا ہو وہی انیسوین صدی کے آخر مین موجود ہے +

اسکے بعد سب سے زیادہ مشہور ملک مصر ہوا ہے جسنے قدیم زمانہ مین تہذیب مین بہت کچھ ترقی کی ہے لیکن ہمکو اسکی تاریخ کا کچھ نشان نہین ملتا اور غالبًا اس زمانہ مین کوئی مصری مورخ نہین گزرا - مگر موجودہ تحقیقات سے جنکا ذکر یوروپ کے طریقۂ تاریخ مین کرینگے اس زمانہ کا کچھ حال معلوم ہوا ہے -

ہندوستان کی شائستگی قریب قریب مصری کے ہمعصر پائی جاتی ہے بلکہ بعض مورخ اسکو مصر سے بھی زیادہ قدیم خیال کرتے ہین - ہندوستان مین بھی تاریخ لکھنے کا رواج نہین ہوا اور نہ واقعات کا کوئی معتبر رجسٹر مل سکتا ہے - خیالی راجاؤن اور مہاراجاؤن کی لمبی لمبی فہرستین موجود ہین مگر انکا اعتبار رامائن اور مہابھارت سے بھی کم کرنا چاہیئے - اسلیئے اس قدیم دنیا کو تاریخی لحاظ سے تاریکی مین سمجھنا چاہیئے +

ہندوستانی آرین قومونکو چھوڑکر اب ہمکو بنی اسرائیل کی سامی قومون پر نظر ڈالنی چاہیئے (جنکا زمانہ غالبًا حضرت عیسیٰ سے ایک ہزار سال اور آنحضرتؐ سے سترہ سو سال پہلے سے شروع ہوتا ہے) - مذہبی مورخونکے نزدیک یہودیون کی کتابین یعنی عہد عتیق دنیا کی سب سے زیادہ معتبر تاریخین ہین - لیکن بے لاگ اور سچی مورخون کے نزدیک انکے معتبر ہونے مین کلام ہے - اگرچہ

راقم کے نزدیک بائبل کا تمام حصہ کسی طرح پر تاریخی لحاظ سے صحیح نہین ہوسکتا لیکن اسمین بھی شک نہین ہوسکتا کہ انمین ایسے واقعات بھی بیان ہوئے ہین جنکا وقوع ضرور رہا ہے *

اب اہل چین اور اہل مصر اور اہل ہند کی بت پرست شائستگی اور بنی اسرائیل کی الہامی تہذیب کے بعد یونانی اور رومیونکی روشن اور اعلیٰ درجہ کی شائستگی شروع ہوئی جسمین حکمت فلسفہ توحید اور بت پرستی عجیب طرح سے ملی ہوئی تھی۔ درحقیقت تاریخ اسکو تاریخ کہنا چاہیے یونانیون مین شروع ہوئی اور ان حکمای نے دماغ حکمت اور فلسفہ سے روشن ہوا۔ آخر مین آکر تاریخی واقعات کے لکھنے کا ارادہ کیا۔ زنوفن۔ (جو ایک علمی حکیم اور بہادر جرنیل اور معتبر مورخ تھا لیکن سب سے بڑا فخر شاید یہ تھا کہ اسکو سقراط کے شاگرد رشید ہونیکی عزت حاصل تھی) نے دس ہزار یونانیونکی بازگشت کی تاریخ اس عمدگی اور اصلیت سے لکھی ہے کہ اسکو ہیگل کی پہلی قسم کی تاریخ کا نمونہ کہہ سکتے ہین رومیون نے بھی غیر الہامی شائستگی مین کچھ کم ترقی نہین کی بہ نسبت اہل یونان کی۔ لیکن اس زمانہ تک تاریخ نے عام علم ادب مین کوئی اصلی اور واقعی ترقی نہین کی۔ حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور چلے بھی گئے اور یورپ کے وحشی قومون نے سینٹ پال کی کوشش سے دین عیسوی قبول بھی کر لیا اور بہت سے مباحثہ کے بعد کئی سو برس گذرنے پر مسئلہ تثلیث جو فلسفہ افلاطون کا نتیجہ تھا مذہب عیسوی کے

اصول دین میں قرار پاگیا مگر روما کی سلطنت نے دین عیسوی کے ماتحتی میں کوئی بڑی ترقی نہیں کی - تاریخیں لکھی گئیں مگر اسدرجہ گری ہوئی -

سلطنت ایران یعنے پارسیوں کی سلطنت نے جو روما اور قسطنطنیہ کی سلطنت کے ہم پلہ اور معصر تھی معلوم نہیں تاریخ لکھنے کے لئے قلم اوٹھایا یا نہیں کیونکہ سکندر کے حملہ نے تمام تحریرات مذہبی اور تاریخی کو برباد کردیا اور یونانیوں کی عداوت سے انکا قدیمی حال معلوم نہیں ہوسکتا -

لیکن اب دنیا کی تاریخ میں ایک انقلاب عظیم ہونیوالا تھا اور قاعدہ کے موافق جس طرح صبح صادق کی روشنی سے پہلے تھوڑی دیر سیاہی نمودار ہوتی ہے اسیطرح نبی اسلام کی بعثت سے پہلے دنیا میں ہر قسم کا ظلم - تاریکی - جہالت - عصیان - طغیانی - اور بداخلاقی جہان میں چھارہی تھی - جو لوگ - تاریخ کو غور سے پڑھتے ہیں انکو یہ عقدہ حل ہوسکتا ہے کہ تاریخ کا اور دنیا کا زمانہ حال کب سے شروع ہوتا ہے -

مختلف لحاظ سے مختلف زمانوں کو زمانہ حال کہہ سکتے ہیں - طوفان نوح کے بعد کے زمانہ کو زمانہ حال اس حیثیت سے کہہ سکتے ہیں کہ اسمیں تمام طبقات ارض پر کوئی ناگہانی آفت نہیں آئی - یوروپ کے مورخ کالون - اور لیوتھس - کی اصلاح مذہب سے زمانہ حال لیتے ہیں کیونکہ اس زمانہ سے پوپ کے اختیارات سلب ہوکر ... کا زور

شروع ہوا ہی۔ لیکن مصنف کے نزدیک ۴۵۳ء سے صدیون پہلے یورپ کا بہت کم اثر یوروپ کی قومون پر رہا تہا۔
اسلئے تہذیب شایستگی اور کامل و حدانیت کی تعلیم کیلئے آنحضرت (علیہ وعلی آلہ السلام) کے بعثت سے زمانہ حال سمجہنا چاہیئے۔ یہ امر مذہب کی تاریخ مین مفصل بیان ہونا چاہیئے۔

الغرض یہہ بات تو تسلم ہی کہ اول اہل عرب نے یونانیون کے مردہ اور محدود علوم کو زندہ اور وسیع کیا۔ ہمکو تو یہان صرف تاریخ سے بحث ہی اور یہ بات مشہور ہی کہ دنیا کی قومون مین تاریخ کا سب سے زیادہ شوق عرب کو ہوا ہی۔ وہ جہان کے ہر گوشہ مین جس جگہ اپنی فتوحات کو پہیلاتے تہے اس مشوق کو بھی ہمیشہ اپنے ساتہہ لیجاتے تہے جس حد تک اونہون نے تاریخ مین ترقی کی ہی اسکا بیان آگے کرتے ہین۔

اس بات کو تسلیم کرکے کہ زمانہ حال کی تاریخ کی ترقی کے مقابلہ مین تمام عرب کی تمام مورخون کو سورخ کے لقب سے ملقب نہین کرسکتے لیکن اس زمانہ کے لحاظ سے انہون نے اعلی درجہ تک ترقی کی ہی۔

اہل عرب مین تاریخ کا ایک شعب (جو انسے پہلے دنیا مین کسی قوم مین نہین ہوئی اور نہ اوسکے بعد قومون مین پایا جاتا ہی) روایت کا سلسلہ تہا۔

٥ کوئی تاریخی واقعہ قلمبند کرنا چاہتے تہے تو اسکے ساتہہ

اپنی اطمینان اور آئندہ نسلون کے اعتبار کے لیے بیان کرنے والیکا نام بھی لکھدیتے تھے اور صرف بیان کرنیوالے ہی کی نام پر اکتفا نہین کرتے تھے بلکہ یہ بھی کہ اس بیان کرنے والے نے (جسکو انکی اصطلاح مین راوی کہتے تھے) کس سے سنا ہو اور اس سلسلۂ استفسار کو یہانتک پہنچاتے تھے کہ کسی ایسے معتبر اور مقدس نام تک منتہی ہو جس کے کلام مین کسیکو چارۂ کلام نہ رہے۔

اس طریقہ استفسار مین ہی مولف یا مصنف اس کلام کو اسیقدر وقعت دیتا تھا جسقدر راوی کی راست بیانی اور دیانت داری پر اعتبار ہو سکے +

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ طریقہ علم حدیث (۳) ہی مین محدود تھا۔ نہین بلکہ اسکو معمولی تاریخ مین بھی کام مین لاتے تھے +

پھر انہون نے اس تاریخی تنقیح کیلئے ایک اور علم ایجاد کیا جسکو وہ "رجال اور اسانید" کہتے تھے۔ اسمین ہر ایک راوی کی شخصی خصلت اور ذاتی تقدس پر اسکی اطلاع یا روایت کا اعتبار ہوتا تھا +

اب تک غیر قومون نے دوسری قومون کی تاریخ مین دخل ندیا تھا مگر عرب نے نہ صرف اپنی تاریخ لکھنے پر بلکہ یوروپ۔ ایشیا۔ افریقہ۔ ترکی اور خشکی جہان جہان انکی رسائی ممکن تھی اسپر تاریخ لکھنے کے لیے قلم اٹھایا ہے جس قوم کو انہون نے فتح اور جس کو فتح نہین کیا جس کسیکا جو حال معلوم

(۳) راقم مضمون کے نزدیک علم حدیث بھی ایک قسم کی تاریخ ہے +

ہوتا تھا حوالہ قلم کرتے تھے۔

اول وہ جس قوم کی تاریخ لکھنی چاہتے تھے اسکی زبان کو بہت احتیاط سے سیکھتے تھے اور وہان کی باشندون کی طرز معاشرت۔ رسوم و آداب زندگی کا۔ طالعہ کرتے۔ ان کے علما اور پروہتون سے دریافت کرکے انکے مذہبی اصول معلوم کرتے تھے۔ شاعرون کے کلام سے۔ افسانہ کی کتابون سے۔ بوڑھے بوڑھے آدمیون سے پرانی پرانی عمارتون سے اس قوم کا حال معلوم کرتے تھے۔ شہرستانی صاحب ملل و النحل اور حکیم ابو ریحان البیرونی کی تاریخ الہند اسی طریقہ سے لکھی گئی ہین + بیرونی لکھتا ہی کہ مین ہندوستان کے راجاؤنکی ایک فہرست کا ذکر سنکر غزنی سے قنوج تک آیا مگر ناکام گیا۔

اعلیٰ درجہ کی تاریخون مین بادشاہونکے زمانہ سلطنت۔ خانہ جنگون۔ بغاوتون کے علاوہ تاریخی اشخاص کی خصلت پر نکتہ چینی۔ طرز معاشرت۔ قوم کے علم و فضل کا حال۔ باغات عمارات شائستگی و تہذیب و علم ادب کی ترقی کا بیان مل سکتا ہی۔ علامہ ذہبی کی تاریخ۔ المقری کی تاریخ اندلس ابن خلدون کی تاریخ اور اسکا مقدمہ دیکھنے والا ان واقعات کی تصدیق کرسکتا ہی۔

اہل عرب مین روزنامچے یا تزک۔ سفرنامے۔ جغرافیہ بھی بکثرت ملسکتے ہین اور یہ بھی علم تاریخ کی شاخین ہین۔ تیمور اور بابر کے تزک (۴) ادریسی شریف ادریسی۔ ناصر خسرو۔ ابن بطوطا کے سفرنامے۔ ابوالفدا اور ادریسی

(۴) مسلمان ہونیکی حیثیت سے مصنف نے انکو عربون مین شمار کیا ہی۔

جغرافیئے دیکھنے والا معلوم کرسکتا ہے کہ ہمارے بزرگون نے کہان تک ترقی کی ہے۔

اہل عرب کی تصنیفات کو بر انصاف سے دیکھنے کے لیئے اسبات کا بیان کرنا بھی ضرور ہے کہ مورخ کو خیال رکھنا چاہیئے کہ کسقدر کتابین لاکھون انبار لگا لگا کر اسپین کے وحشی عیسائیون نے جلا ڈالین۔ کتنی لاکھ کتابین جنکی شاید دوسری نقل بھی کبھی نہ ہوئی ہوگی۔ خانہ جنگیون۔ خونریزیون۔ انقلابات سلطنت اور سیل تاتار نے برباد کین۔ ہندوستان کے مرہٹون۔ سکھون۔ جاٹون۔ اور پٹھانون کے اٹھارہوین صدی کی فساد اور لوٹ مار نے ہمارے لٹریچر کو کسقدر صدمہ پہنچایا ہے کسقدر تاریخین جاہل نسلون کی جہالت اور چھاپہ خانہ کے نہونے کے سبب سے تلف ہوئین۔ کیڑے کہا گئے اور غرق ہوگئین۔

اہل عرب نے تاریخ اور اوسکے مددگار علوم مین جو کارنامے کیے ہین انکا بیان چھوڑکر اب یوروپ مین اس علم کی ترقی کیطرف متوجہ ہوتے ہین اٹھارہوین صدی عیسوی کے شروع یعنی اورنگ زیب کی وفات سے یوروپ مین وہ ترقی ظاہر ہونے لگی جسنے اسکو ایشیا سے برتر اور اعلیٰ درجہ پر قائم کیا ہے اور تقریباً اسی زمانہ سے تاریخ بھی عمدہ طریقہ سے لکھنی شروع ہوئی۔

مین اس مقام پر انگلستان ہی کے مورخون کو ذکر کرونگا کیونکہ انہین سے

مجھکو زیادہ واقفیت ہے +

حال کی تاریخی طرز کا بانی مشہور و معروف مورخ گبن (اڈورڈ) تہا - اٹہارویں صدی کے ربع چہارم مین اسنے شہرت پائی ہے اور ابہی اپنی تاریخ لکہنی شروع ہی نہین کی تہی کہ مشہور ہوگیا تہا کہ گبن مسلمان ہوگیا ہے (ہ) اسنے ۱۲ جلدون مین سلطنت روما کے تنزل و زوال کی تاریخ لکہی - یورپ کا کوئی شائستہ ملک نہا جسمین اس تاریخ کا فوراً ترجمہ نہوا ہو - گبن پہلا مورخ تہا جسنے مسلمانون کے ساتہہ انصاف کیا ہے یہی بہادر شخص تہا جسنے ۹ - ۱۲ جلدون مین مسلمانون اور عیسایون کا مقابلہ کیا ہے -

گبن کے بعد یورپ کے اکثر مورخون نے یہی طرز اختیار کر لی اور گبن ہی کے طریقہ تحقیق و تدقیق کو پسند کیا - راقم کے نزدیک اگر ہندوستان کے مسلمان تاریخ کے فن مین کچہ کرنا چاہتے ہین تو انکو گبن ہی کا آسان عمدہ اور صاف راستہ اختیار کرنا چاہیے گبن کے بعد سے فی الحقیقت انگلستان مین اصلی اور عمدہ مورخ پیدا ہونے لگے - مالمسبری - ہلم - اور کارلائل سب کے سرتاج ہین -

لارڈ میکالے جس کی وفات کو تیس برس بہی نہین گزرے انگلستان کے مشہور نثارون اور مورخون مین گزرا ہے - اسکے - سایوبل سب سے زیادہ مشہور اور مفید ہین لیکن انمین وہ غریب مصنفون کی بہت ہنسی

(ہ) بوسول کی "لائف آف جانسن" اور لارڈ میکالے کا ریویو ملاحظہ ہو -

اڑاتا ہو اور اسی طرز سے اسنے انگلستان کی تاریخ لکھنی شروع کی جو ۶ جلدون
مین ناتمام رہی - اس زبردست اور ہردل عزیز مصنف کا بڑا عیب یہ تھا کہ وہ
اپنی پارٹی (جماعت) یعنی ٹوری کے سوا سب بادشاہون - وزیرون -
اور مصنفون کا ذکر نہایت حقارت اور تمسخر سے کرتا ہے اور عبارت کے
زور مین اکثر واقعات کی پروا نہین کرتا -

مکالی کا سنہ ایک اور بڑا حکیم اور مورخ ہوا ہے جسکی وفات کو
آٹھ سال ہوئے ہونگے -

یہ کارلائل ہے - اسکا طریقہ تحریر اور فلسفہ جرمن والون سے ماخوذ ہے مگر تاریخ
لکھنے مین اسنے عجیب و غریب طرز ایجاد کیا ہے جو نہ گبن سے مشابہ ہے
نہ مکالے کے مانند ہے - اس تحریر مین صرف و نحو کے قواعد کی بالکل پروا نہین
کرتا - اسکی سب سے اعلیٰ تصنیف فریڈرک شاہنشاہ پرشیا کی لائف
ہے جسکو مکالے نے بھی لکھا ہے -

کارلائل کی تاریخ نگاڈ ہنگ چونکہ ہندوستان کے باشندون کی طبائع
کے بالکل مختلف ہوا سلیئے اسکا بیان چھوڑکر اب مین یہ بیان کرتا ہون
کہ یورپین مورخ تاریخ کو کسطرح پر لکھتے ہین اور ہمارے مصنف اسکو کہانتک
استعمال کر سکتے ہین -

ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ اہل عرب تاریخ کو کسطرح سے لکھتے تھے
اب دیکھنا چاہیئے کہ اہل یوروپ نے اسکو کسقدر وسعت دی ہے -

یوروپ کا مورخ جب تاریخ لکھنے بیٹھتا ہے تو وہ اسکے لیئے کن چیزون سے کام لیتا ہے؟

سب سے زیادہ قدیم تاریخین اور واقعات کی فہرستین ہین (۶) جو ہمعصر مورخون نے کسی خاص زمانہ کی تاریخ کی بابت لکھی ہین - ان ہمعصر تاریخونکا آپسمین مقابلہ کیا جاتا ہے اور ان کے مصنفونکی لائف پر غور کرکے یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ آیا بعض اسباب سے اسکو واقعات غلط معلوم ہوئے ہین یا کسی خاص پولٹکل یا مذہبی فرقہ مین ہونیسے مصنف نے اپنی رائے بے لاگ ظاہر کی ہے یا نہین - پھر مختلف تاریخونکا مقابلہ کرنیسے سب سے زیادہ قرین قیاس اور غالب رائے قائم کی جاتی ہے - نہ صرف تاریخونکے بلکہ اس زمانہ کے سرکاری دفتر اور رجسٹر و سرکاری خط و کتابت کو - صوبونکی رپورٹون کو - دربار کے اعلان اور احکامات کو - عدالت کے فیصلون اور مذہبی مناظرون کو اگر اوس زمانہ مین کسی نے اپنا روزنامچہ لکھا ہو تو اسکو تلاش کرتے ہین اور غور و خوض سے نتیجے نکالتے ہین -

کسی خاص زمانہ - آدمی - قوم یا شہر کے تاریخ لکھنے کے لیئے پرائیویٹ خطونکو تلاش کرتے ہین مقامات جنگ کے ملاحظہ کے لیئے خود مورخ اس جگہ جاکر ہر لڑائی کی ٹھیک جگہ متعین کرتا ہے - اور نقشہ کھینچکر اپنے پاس

(۶) جو تاریخین کہ سنونکے موافق لکھی جاتی ہین مثلاً سنہ اول جلوسی مین یہ واقعات ہوئے جیسے الفد ناسخ التدیخ تاریخ خافی خان انکو مصنف فہرستین کہتا ہے بر خلاف تاریخ فرشتہ اور ابن خلدون کے +

رکھتا ہے - قوم کی تہذیب طرز معاشرت اور اخلاقی حالت کا صحیح صحیح اندازہ کرنیکے لیئے اس زمانیکی تصانیف علمی - قصہ کہانی اور افسانہ کی کتابون ڈرامہ ناول - لٹکچر - تقریرین - سیاحون کے سفرنامے نظر سے نکال سکتے ہین - لیکن جن قومون کے حالات ان تمام وسائل سے بہی معلوم نہوسکین اور اسنکے زمانہ سے انکے حالات بالکل تاریکی مین ہون تو انکا اس قوم کی زبان - رنگ خط و خال - عادات و اطوار و مذہبی افسانون کا مقابلہ اور قومون سے کرکے اور کوئی مشابہت دریافت کرکے کہوج لگاتے ہین موجودہ عمارتون کو دیکھکر انکی عمارت کی شہادت سے انکی بانیون کی تہذیب انتظام سلطنت - اور عظمت کا قیاس کرتے ہین -

جو طریقے کہ ہمنے تاریخ لکہنے اور واقعات کو استنباط کرنے کے بیان کیے ہین انہین یا ویسی ہے وسائل سے لاکف لکہتے ہین کیونکہ تاریخ کسی خاص قوم یا ملک یا عرض کی سوانح عمری ہوتی ہے لاکف کسی خاص شخص کی سوانح عمری کا نام ہے -

انیسوین ۱۹ صدی مین تاریخ نے اسقدر ترقی کی ہے کہ اب ان چیزون کی تاریخ بہی لکہی گئی ہے جو صرف ذہنی اور خیالی ہین اور جنکو ہم مجسم کرکے نہین دکہا سکتے یعنے جو عرض ہین - فی الحقیقت یہ تاریخ اور یہی تاریخ اس تمام پہلی تاریخ کا لب لباب اور خلاصہ ہے اور یہی آخر الذکر تاریخ ان تمام بیشمار تاریخون کا جو پہلی لکہی گئی ہین نتیجہ - گویا تمام

دنیا نے اب سے پہلے یہ بیشمار تاریخین اسی غرض سے لکھی ہین کہ وہ اس نئی قسم کی تاریخ کا امنیوین صدی مین مصالح ہین۔

یہہ تاریخین جیسے تہذیب کی تاریخ - علم ادب کی تاریخ - شاعری کی تاریخ - فلسفہ اور حکمت کی تاریخ - یوروپ کی دماغی اور عقلی ترقی کی تاریخ پکار پکار کر کہتی ہین کہ اب پرانی تاریخ اور نئی تاریخ مین وہی فرق پیدا ہونیوالا ہے - جیسا کہ چھکڑے اور ریل گاڑیمین - جیسا کہ حال کے جنگی جہاز اور جہنا کی بادی کشتیون مین - جیسا کہ قدیمی تلوار اور حال کے آلات حرب مین جیسا کہ قدیم بت پرستی اور تثلیث اور توحیدین۔

اب مین گویا اس مضمون یعنی النظر فی التاریخ کے دیباچہ کو لکھہ چکا ہون اور اصل مضمون کو جسکا اشارہ مین اسی مضمون مین کرونگا مین یا کوئی زیادہ لایق آدمی امید ہے کہ اسی زمانہ مین پورا کریگا لیکن اس مضمون کو بتانیسے پہلے مین قوم کے خیر خواہون کی خدمت مین اس رسالہ حسن کے ذریعہ سے ایک عرض کرتا ہون اور اس امر کی جانب متوجہ کرنا چاہتا ہون کہ جس قسم کی زندہ اور عملی تاریخ کا مینے ذکر کیا ہے اس سے ہماری زبان اور قوم کو کسقدر فائدہ ہو سکتا ہے۔

اسمین شک نہین ہے کہ ہماری (ہندوستانیونکی عموماً اور مسلمانونکی خصوصاً) قومی زبان اردو ہی ہے اور ملک کی زبان ہونیکی جو کچھہ طاقت اس زبان مین موجود ہے وہ ہندوستان کی کسی اور زبان مین

ہنین لیکن اس زبان مین اس قسم کی کتابین نہین ہین جنسے اس قسم کے
خیالات کی تقریب ہوتی ہے جو یورپین لٹریچر کے پڑہنیوالے پر کھل
جاتے ہین اسلیئے قومی خیر خواہوں کا سب سے اعلیٰ اور انتہائی فرض ہے
کہ جہان تک ہوسکے آئندہ نسلون کے لیئے ایک آسان اور عمدہ راستہ صاف
کرین اور جو لوگ انگلش لٹریچر سے فیضیاب نہین ہوسکتے انکے واسطے
اپنے لٹریچر کے درجہ کو اعلیٰ درجہ پر پہنچائین لیکن اب دیکھنا چاہیئے کہ
ہمکو کس قسم کے لٹریچر کی ضرورت ہے اور کس قسم کا لٹریچر موجود ہے
جو لٹریچر موجود ہے وہ نظم ہے جو تمام دنیا کے بدترین لٹریچر مین سے
ہے اور جس سے قوم کی مردانہ اور آزاد خصلت بنانیکی بنسبت قوم کو دیوانہ
بنانیکی زیادہ امید رکہنی چاہیئے۔ اگر ہمارے اردو لٹریچر کی تمام کتابین
جمع کیجائین تو انمین سے (۵۰) فیصدی یہی ناشدنی نظم ہوگی!
ان سے کیا فائدہ ہے اور اون کے معدوم ہونیسے کیا نقصان ہے
شاید اسکا جواب مدوجزر اسلام کے اس شعر سے بہتر نہو سکے کہ ؎
"جو کر جائین ہجرت جو شاعر ہمارے ✤ کہین ملک جنس کم جہان پاک سارے"
اب پہلے سوال پر غور کرنا چاہیئے کہ اگر موجودہ لٹریچر کافی نہین ہے تو
کس قسم کی کتابون کی ضرورت ہے۔ اسمین شک نہین کہ ضرورت ہے
لٹریچر سے مراد ریاضی۔ فلسفہ۔ طب۔ سائنس اور ہیئت نہین ہے
اور نہ یہان اس سے بحث ہے بلکہ علم ادب سے۔ مین بغیر

دلائل بیان کرکے اپنی ناچیز رائے ظاہر کرتا ہون کہ ہم کو نہ ڈراما کی ضرورت نہ ناول کی۔ قصے اور افسانے ہمکو بدنام کرنیکے لیئے پہلے ہی سے موجود ہین۔ اسلیئے اگر ضرورت ہے تو زبان مین زور صفائی اور روانی پیدا کرنے کے لئے ہسٹری۔ اور بایوگرفے (تاریخ و تذکرہ) کی ضرورت ہے یہ ایک ایسا دعوے ہے کہ اسکی دلیل خود دعوی مین موجود ہے اسلیئے اس امر کو فرض کرکے کہ قوم نے لائق اور نصیحت دینے والے آدمیون کی سوانح عمری اور اثر ڈالنے والی خیالات کو پاک کرنیوالی۔ ولیرانہ خصلت پیدا کرنیوالی تاریخ (جسمین حقیقتاً لائف بھی شامل ہے) کی ضرورت کو تسلیم کرلیا ہے۔ مین اپنے مضمون کا مقصد پیش کرتا ہون۔

تمام دنیا کی مختلف اور اصلی تاریخین دیکھنے سے انسان کے دل پر جو اثر پیدا ہوتا ہے اسیکو تاریخ کا نتیجہ کہنا چاہیئے اسلیئے جب تمام قومون ملکون باشندون کی مجموعی ترقی اور تنزل دیکھتے ہین۔ شخصی اور جمہوری نزاعین۔ بادشاہونکی آپسمین لڑائیان خانہ جنگیان۔ خون ریزیان۔ بغاوتین مشاہدہ کرتے ہین اور یکسان اسباب سے یکسان نتایج کے پیدا ہونے پر غور کیا جاتا ہے۔ قومونکے ملکی۔ مذہبی۔ مدنی۔ اور اخلاقی۔ انقلابات پر نظر کرتے ہین۔ کبھی اسمین فرانسیسی قوم کو اپنے بادشاہ اور ملکہ کو گنڈاسے سے اڑاتے

ہوے اور کبھی اسی فرانسیسی قوم کو ایک سپاہی نپولین کی شخصی حکومت مین قومونکو کچلنے کیلئے ہتیار تیز کرتے ہوئے دیکھتے ہین نمرود اور ابراہیمؑ کے مناظرے - رومن کیتھلک اور پراٹسٹنٹ کی خونریزیان - لبرل اور کنسرویٹیو کے فسادات سب کے سب مین ایک ایسی مشابہت پائی جاتی ہے کہ یہ خیال خود بخود دلمین پیدا ہوتا ہے کہ تاریخ کیا ہے اور اسکا کیا مقصد ہے +

مصنف کے نزدیک تمام دنیا کی تاریخ اور انقلابات کی اصل دو لفظونکے مفہوم ہین - تمام فسادات کسی نہ کسی طرح انہین دو لفظون کے اسباب تھے اور ہر تاریخی واقعہ انہین لفظونکا نتیجہ ہے وہ لفظ کیا ہین (۱) مذہب اور (۲) آزادی -

واعظون کے وعظ - حکما کے خیالات - سائنس والونکی تحقیقات مدبران سلطنت کی رائین - بادشاہون کے حملے - تاجرون اور مصنفون کی کوششین یا تو آزادی - اور مذہب کی تائید کے لیئے ہین یا انکی مخالفت کے لیئے - اگر یہ نہین تو وہ کچھ نہین ہین -

انسان کو مذہب سے کیا تعلق ہے - مذہب انسان کے دل کو مقناطیس کے کشش کے مانند کھینچتا ہے - فطرت انسانی لوہا ہے اور مذہب کشش مقناطیسی ہے -

مادہ کے لیئے جس طرح پر کشش ثقل ضروری ہے ایسا ہی انسان کے

لئے آزادی ہے اگر کشش ثقل کو مادہ سے نکال سکتے ہین تو آزادی کو انسان سے جدا کر سکتے ہین اسلیئے آزادی انسانی مرضی کے لیئے وہی شے ہے جو ثقل مادہ کے لیئے ہے۔

فریمین کا قول ہے کہ مذہب کا صحیح خیال اول بنی سام (یعنے عرب و یہود) مین پیدا ہوا اور آزادی کو آریین قومون نے ٹھیک سمجھا لیکن ہم اس خیال کو تسلیم نہین کرینگے کہ مذہب (توحید باری) کسی خاص نسل مین اور آزادی کسی خاص قوم مین محدود ہوئے ہین جو اصول ہمنے مقرر کئے ہین انکے موافق مذہب اور آزادی ہر فرد انسان کی روح اور مرضی کے لیئے لابدی ہین۔ اسلیئے بعض مقامی اسباب ہین جیسے قوم کی خاص صفات ملک کی حالت آب و ہوا۔ امید و خوف اور دیگر بیرونی اثر جنسے مذہب اور آزادی معدوم نہین ہوئے بلکہ انکی شکل بدلگئی ہے۔

[اگر مذہب اور آزادی کی تاریخ لکھی جائے تو انیسوین (۱۹) صدی کی دماغی ترقی مین بہت بڑی مدد ملیگی۔]

غلام الثقلین از دہلی

جلد دوم　　حسن　　نمبر ۷

روزنامچہ سفر کوہ نیلگریے

دیباچہ

میری طبیعت کچھ عرصہ سے بیمار تھی بفضلہ ڈاکٹر لاری کے معالجہ سے صحت تو ہوگئی مگر ضعف باقی تھا اس اثنا مین موسم گرمانے اور زیادہ طبیعت کو مضمحل کر دیا آخرکار ڈاکٹر لاری کے صلاح اور مشورہ کے بعد مین نے مناسب خیال کیا کہ باقی موسم تابستان کو نیلگری کے ٹھنڈی ہوا مین گذارون چنانچہ مین نوین (۹) رمضان ۱۳۰۶ھ ہجری کو روانہ ہوا اور ۱۲ شوال ۱۳۰۶ھ کو واپس آیا۔

چونکہ زمانہ حال مین اکثر ہمارے ملک کے نوجوان تعلیم یافتہ امرا اور افسر ایام گرما نیلگری اور مہابلیشور وغیرہ مقامات مین بسر کرتے ہین نیز بران نیلگری اور میسور بنگلور سرنگپٹن کے سفر مین بہت سے ایسے چیزین بھی دیکھی گئی ہین جنکے اس ملک مین جاری کرنے سے اہل ملک کو فائدہ ہوگا لہذا مین نے اپنے سفر کا روزنامچہ نفع عام کے غرض سے رسالہ حسن مین چھاپ دیا اور ان واقعات اور معاملات کو بھی درج کر دیا جو تاریخی عجائبات یا سود مند ہین والسلام

۹ ر رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ آیوم جمعہ

مین شب کے دس بجے حیدرآباد کے اسٹیشن پر پہونچا پلٹ فارم پر نواب محبوب یار جنگ بہادر نواب عماد نواز جنگ بہادر مولوی عبدالکریم صاحب ناظم ٹپہ خانہ راجہ سر نیواس راؤ مولوی علی حسن صاحب مولوی اقبال علی صاحب مسٹر اگہونا تھ پرشاد میر لیاقت علی خان وغیرہ بہت سے معززافسران سرکار موجود تھے قریب ساڑہے گیارہ کے ہماری ریل روانہ ہوئی اس ریل کی روانگی مین کسی قدر توقف کی وجہ یہ تھی کہ حضور پرنور کے محلات عالی سے چند حرم محترم ورنگل سٹرین پر رونق بخش بلدہ ہوے تھے باغ عامہ مین اونکے اوترنیکے لیئے دس منٹ تک ریل کو توقف کرنا پڑا جس سیلون مین مین سوار تھا اوس رزرو سیلون کو خود مین نے تیار کروایا تہا اس مین ہر قسم کے آرام کی چیزین موجود ہین میرے ہمراہی مین میر یوسف علی صاحب حکیم اور مولوی غلام رسول صاحب اور میر کاظم علی صاحب اور چند خدمت گار تھے مگر ہمارے ہمراہیون کے واسطے علیحدہ رزرو فرسٹ کلاس موجود تھی شب آرام سے کٹی صبح کے سات بجے واڑی جنکشن پر پہونچے یہان مولوی عبدالقادر صاحب مددگار صوبہ دار جنوبی موجود تھے - چھوٹی حاضری ہوئی کشن راو نائب جاگیرات چھوٹے بیگم صاحبہ بھی یہان تک ہمراہ رہے - نو بجے مدراس سیل واڑی پونچے ہمارا سیلون نظام اسٹیٹ ریلوے سے کہول کے مدراس میل کے قطار مین لگا دیا گیا ریل روانہ ہوی اور (۱۱) بجے

دریاے کرشنا پر پہونچی جسپر ایک مستحکم پل بنا ہوا ہے اور یہ پل آدھا جی آئی پی ریلوے کے علاقہ مین اور آدھا مدراس ریلوے کے علاقہ مین ہے چنانچہ پل نصف سرخ اور نصف سفید رنگ کا علامت کے لیئے رکھا گیا ہے دونون علاقون کی تمیز ہوجاتی ہے۔

یہہ دریا نہایت گہرا ہے اور اسوقت حالانکہ عین موسم تابستان ہے لیکن اوس مین پانی کا سیلاب موجود ہے۔ مگر ہنوز اس دریا سے ہمارے سرکار کو کوی نفع نہین پہونچتا اور نہ سرکار نے اس طرف توجہہ کی ہے سیری دانت مین کالا چبوترہ اور بعض دوسرے ایسے مقامات ہین جہان آسانی سے کم خرچ مین بند باندھ سکتے ہین جس سے آب پاشی بخوبی ہوگی اور نفع کثیر سرکار کو ملیگا۔ مجھے کوئی چار پانچ سال کے بعد ادھر آنیکا اتفاق ہوا ہے حال مین بسبب قیام فوج کنٹنجنٹ۔ جو رایچور سے تین میل کے فاصلہ پر ہے ایک اسٹیشن بنا ہے جسکا نام کنٹونمنٹ اسٹیشن رکھا گیا ہے اس اسٹیشن سے گذر کر ساڑھے گیارہ بجے ہم رایچور پہونچے۔ رایچور پہنچتے ہی پولس نے سلامی دی اور غلام امرا فتح شاہ صاحب اول تعلقدار اور شمشو میان صاحب مہتمم کوتوالی اور عبدالعلی صاحب منصرم سیوم تعلقدار اور امین رایچور وغیرہ اسٹیشن پر موجود تھے۔

برکفاست تیار تھا اور تعلقدار صاحب نے بھی اپنے باورچیخانہ سے باذائقہ طعام میز پر چنوادیا بعد اکل و شرب ایک بجے۔ سب سے مین رخصت ہوا

اور ہماری ریل چلی - راستہ مین دو اسٹیشن کے بعد دریاے تنگ بھدرا (تنبدرا) ملا اس دریا کا بڑا پاٹ ہے اور اس سے اراضی قریب و جوار کو بہت بڑا فائدہ پہونچتا ہے ہمارے سرکار مین اسکے کے نالے دہانات کی آبپاشی کرتے ہین موضع بحال تعلقہ برگرہ ضلع رایچور اسکے کنارہ پر بہت شاداب نظر آیا اس دریا کا پل بھی خوب مستحکم ہے - اسکے بعد راہ مین قلعہ اودھونی نظر پڑا جو دور سے بہت مضبوط دیکھائی دیتا ہے لیکن ویران ہے اسٹیشن پر بہت سی شطرنجیان طرح طرح کے رنگین اوسی ہی قصبہ کے بُنے ہوے دست فروش لئے ہوے بہت ارزان قیمت سے مسافرون کے ہاتھہ فروخت کر رہے تھے -

چار بجے دن کے گندکل جنکشن پر پہونچی اور یہان ہمراہیون نے چاے پیا گرمی نہایت شدت سے تھی اس جنکشن سے - بمبئی جانے والے بلارے - نندیال کے ریلین جدا ہوتے ہین آدھہ گھنٹہ ہماری ریل یہان ٹھہری اس کے ایک دو اسٹیشن بعد پنار ندی ملتی ہے اگرچہ اسپر ایک قدیم پل موجود ہے جس پر اب ریل گذرتی ہے لیکن یہان ایک اور جدید پل تیار ہو رہا ہے بلکہ قریب ربع کے تیار ہی ہو چکا ہے جدید پل کا کام نہایت استوار ہے اور یہ پل سہایہ دار بنایا گیا ہے - یہہ ندی بڑی چوڑی ہے مگر عمق مین اسقدر نہین ہے - اس سے اطراف واکناف کی دیہات کو پانی ملتا ہے +

قریب شام کے ایک اور ندی ملی جو تنگ بہار اسی کم نہین ہے لیکن خشک تہی جسکا نام چترتی ہے۔

اسپر بھی اوسی قسم کا ایک جدید پل بن رہا ہے۔

دہم رمضان ۱۳۰۶ھ یوم شنبہ

شام کے سات بجے تاڑپتری پہونچے اسکے دو اسٹیشن پہلے گتی کا قلعہ بھی دیکھا گیا یہ قلعہ بہت بڑا ہے غالباً کسی زمانہ مین نہایت کارآمد ہوگا۔ اسی قلعہ مین مظفر خان نواب مع زنول قید تھے۔ تاڑپتری مین ڈنر ہوا کہانا نہایت خراب تھا پنورنگم جو ہم سے پہلے بطور میر منزل نیلگری کو جا چکے تھے یہان ہی برف کا بندوبست کر چکے تھے ورنہ نہایت تکلیف ہوتی۔

دس بجے شب کے کڑپہ پہونچے یہانچاہیے۔ ہمراہیان اپنی اپنی فرسٹ کلاس مین چلے گئے مین تین بجے رات کے سو گیا۔

ابھی ہم سونے ہی نہین پائے تھے کہ کارڈ نے جگا دیا مینے گھڑی دیکھی تو پونے ساڑھے چار بجے تھے اور اسٹیشن اڑکو نم تہا شب کی بدخوابی گرمی اور ریل کے ہرج سے کوئی تین بجے تو سوئے تھے اسوقت کا جاگنا بہت ہی برا معلوم ہوا اگرچہ اسٹیشن ماسٹر واڑی نے ہمسے کہا تہا کہ یہہ ڈبہ مٹا پالم تک نہین بدلیگا لیکن وہ غلط تہا اور ڈبہ بدلنا پڑا بہرحال اوترے یہہ اسٹیشن بہت بڑا ہے فسٹ کلاس جنٹلمین کے اوترنیکے لیئے بالاخانہ نہایت وسیع بنا ہوا ہے جسمین زنانے اور مردانے الگ بڈروم (خواب گاہ) ہین یہان

تین ساعت قیام کرنا پڑتا ہے اگرچہ مدراس سے میل ٹرین گیارہ بجے آتی ہے لیکن گوڈس ٹرین مین رزرو ڈفسٹ کلاس ڈبہ اور سیلون سلسل کرایا گیا یہان برک فاسٹ کہایا کہانا اچہا تہا جب ہم راہی.... ہاتہہ موہنہ دہونیکے لیئے بالاخانہ پر گئے ایک ہاف کاسٹ عورت جو یہان کی نگہبان تہی مزاحم ہوئے اور کہا کہ بیڈروم صرف یورپین کے واسطے ہین نیٹو اور نہین سکتے لیکن جب اسٹیشن ماسٹر نے سنا تو معذرت کی - فی ایسم آٹہہ آنہ چارج تین ساعت کے لیئے کرایہ تہا آرام کی جاے ہے اور ہوادار ہے - علاوہ کرایہ مقررہ کے پانچ روپیہ اور انعام دیا گیا پنور نگم کے انتظام سے یہان برف ۸۰ پونڈ بنگلور سے آیا ہوا موجود تہا بعد برک فاسٹ کی ریل روانہ ہوی مدراس کے فسٹ کلاس ڈبے بہت خراب حالت مین ہین - مین نے وہان کے چند انگریزون کے زبانی سنا کہ وہ نظام ریلوے کے تعریف کرتے تہے - واقعی نظام ریلوے مین کئے درجہ اس سے زیادہ آرام ہے

رائچور سے گذرنے کے بعد اس مقام تک بالکل مرہٹواڑی کے اضلاع کا نقشہ تہا زمین آب وہوا پیداوار سب اوسی قسم کی ہے - وہ بیجے جلارپیٹ پہونچے یہہ بڑا جنکشن ہے یہان خاص ہمارے حکم سے لنچ تیار تہا - کہانا اچہا تہا - پونے تین کو پھر روانہ ہوئے - یہان سے بالکل طریقہ زمین آب وہوا بدل گیا اس نواح کی سرزمین بعینہ ہمارے وہانکے تلنگانہ کے سی ہے - یہہ قطعہ نہایت شاداب ہے اور آب پاشی

یہان کثرت سے ہوتی ہے ندی نالے اور باولیون کے پانی سے باغات ہوتے ہین - تمام جنگل سبزہ زار بنا ہوا تھا ارکاٹ ویلور وغیرہ بڑے بڑے شہر راہ مین ملے اور نہایت آباد حالت مین پائے گئے -

یازدہم رمضان ۱۳۰۶ھ یوم یکشنبہ

میسور با فراط اسٹیشنون پر ملتا تھا ڈنر رات کے آٹھ بجے سیلم مین کھایا راہ مین بارش بھی ہوئی - سخت گرمی تھی پسینہ مین شرابور ہو رہے تھے اب یہان ہم کو بنجر افتادہ اراضی نظر آئے داڑی سے سیلم تک کوئی بسوہ بھر زمین بھی نہین ملی یہان سیکڑون کوس زمین بنجر تھی - جلارپیٹ سے چڑھائی شروع ہوئی - گیارہ بجے کو ستور پہونچی اسی ضلع مین نیلگری واقع ہے - اس اسٹیشن پر اعظم علیخان فرخ نگری سے ملاقات ہوئی کہ وہ بھی نیلگری حسب الطلب نواب وقار الامرا بہادر جا رہے تھے - رات بھی گرمی کی شدت تھی صبح ساڑے پانچ بجے منا پالم پہونچے اب ریل کا سفر ختم ہوا سیلون بلدہ کو واپس کیا گیا -

نواب کفور رشید جاہ بہادر میل ٹرین مین آنیوالے تھے - منا پالم مین برک فسٹ کھایا دن کے آٹھ بجے چھ ٹانگہ کرایہ کے اول سے موجود تھے پونے نو بجے ہم سوار ہوئے اور نیلگری کے طرف چلے پانچ میل کے بعد چڑھائی شروع ہوئی - یہان قدرتی پہنس اور موز کے درخت کثرت سے جنگل مین بھرے تھے اور سب پیاری ناریل لونگ وغیرہ کے باغات

بہت تھے۔
پہاڑ کی چڑہائی کنارہ کنارہ چکر سے نکالی گئی ہے ۳۲ میل چڑہائی ہے عجیب لطف کی جائے ہے کئی کوس تک کی زمین زیر نظر رہتی ہے چونکہ چڑہائی زیادہ ہے اسلئے پٹہ کے ہر یا بو تین کوس ہی بدلتے ہین۔ کو نور تک یا بو خراب ملتے ہین لیکن من بعد یا بو اچھے ملتے ہین پانی پہاڑون سے بکثرت جاری ہے میوہ جات کے درخت قدرتی طور پر جنگل اور پہاڑون مین لگے ہوئے ہین۔ نصف پہاڑ کے چڑہائی کے بعد سردی شروع ہوتی اور کو نور سے خوب سردی ہوتی ہے کو نور خیلگری مقام سے گیارہ میل ہے یہان ٹفن کیا یہان کافی کثرت سے ہوتی ہے کو نور سے آگے سردی زاید ہے اس مین کافی ہنس اچھی ہوتی یہان ریڈ اور بلو گم کے درخت اور چاے بھی بہت ہوتی ہے ان کا راآمد چیزونکا مفصل ذکر آئندہ ہوگا کو نور سے مین پلنکن گاڑی مین روانہ ہوا جسمین ایک جوڑی جوتی ہوی تھی ڈہائی بجے بڑن فوٹ کو پہونچے جو میرا خریدا ہوا بنگلہ ہے بنگلہ سطح زمین سے آٹھ ہزار ایکسو فٹ بلند ہے اور احاطہ کے اندر کا قلہ کوہ آٹھ ہزار نو سو فٹ بلند ہے یہ پہلا ہی وقت ہے کہ مین نے اپنے فخریند بنگلہ کو دیکھا یہان سے حیدرآباد کو خطوط اور بعہ حمام و تبدیل لباس کے ٹیلگرام روانہ ہوے۔
پانچ بجے بگھی مین سوار ہو کر ہوا خوری کو پہلے تالاب پر گیا جسکا دو چھ میل کا ہے

اور جہان کشیتو نکا کلب ہے نواب وقار الامرا بہادر سے ملاقات ہوئی اونکے صاحبزادے اور افسر جنگ بہادر کے فرزند وغیرہ ہمراہ تھے چھ بجے تک وہان ٹہرا بعد بازار کے طرف سے ہوتے ہوئے شام کو مکان واپس آیا۔

(۱۲)

دوازدہم رمضان ۱۳۰۶ھ یوم دوشنبہ

صبح کو مین بسواری اسپ ہوا خوری کو گیارہ راہ مین ڈاکٹر یوسف علی اور غلام رسول وغیرہ جو گورنمنٹ گارڈن دیکھنے گئے تھے ملے اور میرے ہمراہ اوکس اور ہیڈم پاپل کی شاپ کو آئے۔

یتچی واڑی مین نواب خورشید جاہ بہادر ملے جو گورنر صاحب کی ملاقات کو جارہے تھے اور اوسی روز بعد ملاقات نواب وقار الامرا بہادر واپس مٹا پالم چلے گئے۔ دو بجے برک فاسٹ پر ہم نواب وقار الامرا بہادر کے مکان پر گئے وہ اسٹاک ہال پر اوترے ہین مکان بہت تنگ و چھوٹا ہے پانچ بجے سے پہلے ابر غلیظ آسمان پر آیا بجلی چمکی اور خوب بادل گرجے کسی قدر ترشح بھی ہوا۔ جب ابر ہٹ گیا پانچ بجے بعد ہم پولو گرونڈ کو گئے اقبال الدولہ بہادر ٹیم اور سیلگری ٹیم کا میچ (شرط) تہا۔ اقبال الدولہ ٹیم نے آٹھ گول بنایا اور سیلگری ٹیم بلنک رہا۔ سر چارلس ارنیفٹ اور لارڈ کونیمارا بھی بسواری اسپ آئے تھے ساڑے چھ بجے بعد مکان واپس آئے +

(۱۳) سیزدہم رمضان ۱۳۰۶ھ آیوم سہ شنبہ

آج مین اپنے خلاف معمول قریب بارہ بجے کے بیدار ہوا واقعی کل کی کسالت باقی تھی ایک بجے برک فاسٹ کھایا بعد کھانا کھانے کے برن فٹ (نام مکان) کو احاطہ کا چکر لگایا آج کسیقدر ترشح ہوا ملکہ اسی کا سلسلہ شب کے دس بجے تک رہا چار کے بعد سیر و ہوا خوری کو گیا۔ چرن کراس ہوٹیل۔ سلک ہوٹیل کو بھی دیکھا۔ یہان چاپی گئی۔ آج گورنمنٹ ہوز سے جواب ملا کہ پنجشنبہ کے روز ۱۲ بجے گورنر صاحب ملاقات فرمائینگے۔ مین ساڑے چھ بجے ہوا خوری سے واپس آیا۔ آج سردی بہ نسبت دو یوم گذشتہ کے کسی قدر زاید تھی۔ اس مقام پر ہر سہ شنبہ کو بازار ہوتا ہے آج بازار کا دن تھا ہفتہ بھر کا سامان و ترکاری اوسی روز خریدا جاتا ہے خاص پہاڑی اور جنگلی آدمی بھی آجکے روز خریدنی اشیا یا احتیاج کی واسطے آتے ہین رات کو آٹھ بجے ڈنر کھایا۔ آج تین پہر کو یہان گھوڑ دوڑ تھی۔ لیکن مین نہ جا سکا۔ چونکہ یہان نیلگری مین بہت سے مفید اور نفع بخش چیزونکی کاشت اور ساخت ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ ایسے چیزون کا رواج ہمارے ملک مین ہو اور اس سے اہل ملک کو فائدہ پہونچے لہذا میرا ارادہ ہے کہ ان تمام چیزونکی تکمیل تحقیق و تدقیق کرکے مشتہر کرون۔

چنانچہ اسوقت تک جو تحقیقات مین نے سنکرنا کی کی ہے شرح وار ذیل مین درج کرتا ہون ؎

سرکاری باغات سنکونا

نیلگری پہاڑ پر تین مقامون مین گورنمنٹ کی سنکونا اسٹیٹ ہین [1]اٹکمنڈ۔ [2]ندوالٹم۔ اور [3]پکارا۔ ہر اسٹیٹ کا اہتمام ایک سپرنٹنڈنٹ کے ذمہ ہے جو اپنے اپنے اسٹیٹ مین رہتا ہے۔ لیکن انتظامی کارروائی کل اسٹیٹون کے ایک شخص واحد کے زیر انتظام ہے جسکو ناظم باغات سنکونا وچراگاہ ومزروعات سرکاری کہتے ہین۔ اسکا مستقر اٹکمنڈ ہے اور گورنمنٹ کی صیغۂ مالگذاری کے ماتحت اور اوسی سے متعلق ہے۔ ہر اسٹیٹ مین ایک یا ایک سے زیادہ باغ ہے۔ ندوالٹم مین۔ ڈنی سن۔ کل گریشن۔ اور فیپیز۔ باغ ہین پکارا مین وڈ۔ اور ہیتھوکر دوڈابٹا مین چھوٹے چھوٹے باغات ہین جو اوسی نام سے مشہور ہین۔

جس مقام پر دوڈابٹا واقع ہے وہ سرکاری باغ کے عقب مین ایک عمیق جگہ ہے جسکو مسٹر سیکسا ٹوریس فی اور ڈاکٹر کلگ ہارن فی اسپند کیا تھا اور مسٹر کلینٹس مارکہم کی جو ہندوستان مین سنکونا کی کاشت کی بانی ہین منظوری ہوی تھی۔ یہ مقام سطح آب سے ۶۵۰۰ فٹ سے لیکر ۸۰۰۰ فٹ تک بلندی پر واقع ہے۔ موسم ۶۰-۷۰ درجہ پر رہتا ہے۔ ایام ڈسمبر جنوری۔ اور فروری مین اکثر سخت پالا پڑتا ہے اور جو درخت اراضی کی نشیب مین ہین انکو بہت نقصان پہونچتا ہے یہ مقام بہت خوشنما ہے سنکونا کا درخت جو مختلف حیثیتون سے پہاڑیون اور وادیون مین کئی قسم کی سبزی اس مین لہراتی ہوے دکھلاتی ہین عجیب خوش کن سمان پیدا کرتی ہین اور یہ حالت عموماً صبح کو وقت ہوتی ہے جبکہ آفتاب کی کرن پہونچتی ہے یہ سیر قابل دید ہے۔ دوڈابٹا مین تخمیناً ۶۴۳۸۰ درخت ہین جنمین غالب تعداد آفی سنالس قسم کی ہے +

باغ ندوا ٹم گوداپور گہاٹ پر ہی جس مقام کو سٹرا رکہم نے پسند کیا تہا - اسکا نشیبی حصہ کوہ گودالپور اور وینا د کی زیرین حصہ تک پہیلتا چلا گیا ہی - اسکا ارتفاع ۵ ہزار سی ۶ ہزار فٹ تک سطح آب سے اور موسم کی ابتدائی وانتہائی درجہ ۵۴ اور ۸۰ ہی اوسط بارش ۱۰۵ انچہ ہی - اس اسٹیٹ کے درختون کی تعداد ۴۵۸۶۲۳ ہی جنین خاص کر سکی سرس اور میگنی فولیا قسم کے زیادہ ہین لیکن آنی نس کے درخت ہی بہت ہین اسکے سوا اور اقسام کے سنکونا ہی لگائے جا رہے ہین -

پیکارا نخلستان وڈوڈا اور ہوکر کی باغات دریائے پیکارا کے دونون جانب ہین دریائے پیکارا کا مشہور آبشار اسی اراضی مین واقع ہی یہہ دریا بہت تنگ ہوکر اس نخلستان کے درمیان سے بہا ہی اور دونون جانب سی آبشار دکہائی دیتا ہی پہاڑون کے بلندی سطح آب سے پانچہزار فٹ سی لیکر چہہ ہزار دو سو فٹ تک ہی - تخمینہ کیا جاتا ہی کہ کل نخلستان کا رقبہ ایک ہزار سات سو اناسی سے کچہ زیادہ ایکڑ اراضی ہی اسمین سے غالب رقبہ مین زراعت ہوتی ہی -

کل درختون کی تعداد مجموعی ۱۹۳۸۲۶۸ ہی اور تقسیم حسب ذیل کیگئی ہی

وڈوڈا نٹا	۶۴۳۸۸۷
ندوا ٹم	۴۵۸۶۲۳
ہوکر	۵۹۹۷۰۷
ددوڈ	۲۳۶۰۵۱
	۱۹۳۸۲۶۸

کل خرچ تمام اسٹیٹو کا شروع زمانہ سی اب تک ۱۹۰۰۷۲۲ روپیہ ہوے اور اگر اسمین ساڑہے چار فیصدی سود ملا لیا جاے تو مجموعی خرچ ۲۹۳۴۰۲۷ روپیہ ہوتا ہے مجموعی آمدنی جو بذریعہ فروخت پوست تخم اور درختون کی حاصل ہوی ۳۳۳۳۵۰۱ روپیہ ہی پس خالص نفع بعد منہائی اخراجات ۳۹۹۴۶۴ روپیہ کا گورنمنٹ کو ہوا -

قطع نظر اون بیش قیمت باغون کے جو سرکار کے قبضہ مین موجود ہین۔
از روے تخمینہ ان اسٹیٹون مین سے ایک لاکھ رطل چہال روانہ ہوئی اور کل کے کل
مال مین بذریعہ ہراج اسی ملک مین فروخت ہوئی۔ دو قسم کے کلین جنکا نام (ڈٹس
ان گرین) اور (سٹرائن) ہم ندوا ٹم مین اسغرض سے قائم کیگئی ہین کہ سنکونا کی چہال پیس کر کر
فبری فیوج یعنی دوا دافع بخار بنائین اور جب ہمہ وجوہ اوٹیکمنڈ مین پہونچکر تیار کیجاتی
ہین تو مدراس کے ذخیرہ ادویہ مین بھیجدیجاتی ہے اور وہان سے بذریعہ مختلف دواخانونکے
تمام ملک مین تقسیم ہوتی ہے۔ شروع زمانہ سے مسٹر ولیم گراہم لیک آنریری زمانہ انتقال یعنی ۱۸۷۶ء
تک کل نخلستان کے اعلی منتظم رہے یہ شخص ہندوستان کے کل مشہور باغبانون مین
جو یورپ سے اس وقت تک طلب کیے گئے ہین ہوشیار تھا اور اونہی کے مستقل محنت
اور پائدار کوشش اور غیر زوال شفقت کا نتیجہ تہا کہ سنکونا کو ایسی عمدہ کامیابی ہوی
۱۸۷۶ء سے ۱۸۸۰ء تک کمشنر نیلگری کے ماتحتی مین انتظام نخلستان سنکونا رہا بعد
۱۸۸۳ء تک فارسٹ ڈپارٹمنٹ (سررشتہ جنگلات) کی نگرانی رہی۔
چونکہ یہہ بہت بڑی جوابدہی اور ذمہ داری کا کام تہا اور ایک ایسے شخص کی ضرورت تہی جو
پوری طور سے اپنا کل خیال اسی جانب متوجہ رکہے اور اس قسم کی کاموں سے پوری آگاہی اور کامل تجربہ
رکہتا ہو اسلیے مدراس گورنمنٹ نے سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا کے وزیر ہند کے لکہا کہ ایک
ایسے شخص کی جو اس فن کا ماہر ہو ضرورت ہے چنانچہ وزیر ہند نے مسٹر ام۔ اے لاسن پروفیسر
علم نباتات متعینہ یونیورسٹی آکسفورڈ کو ان نخلستانون کے انتظام اور نگرانی وغیرہ کیلیے نامزد کر کے بہیجدیا
تاکہ نباتات اور باغبانی کے متعلق علوم و فنون مین سنکونا کی پیچیدہ اور الجہے ہوئے

غور طلب مسائل آسانی سے حل ہون ایک کیمیاوی شخص کی بہی بہت ضرورت تہی اسلئے ہوم گورنمنٹ نے ایک سائنٹفک اناليسٹ (محلل ومرکب) کو منتخب کیا تا کہ کوئنولوجیٹ کا کام اپنے ذمہ لے یہہ عہدہ شروع ۱۸۶۸ء مین قایم ہوکر ٹوٹ گیا پہر ستمبر ۱۸۸۴ء سے دوبارہ قایم ہوا علاوہ انصرام دینے اپنے فرایض اور استعمال بیش قیمت تجربون کے جو زراعت واقعات سنکونا سے متعلق ہین (مثلاً سنکونا کے چہال کی کیمیائی ترکیب پر روشنی اور سایہ کا کیا اثر ہے۔ چہال پر پہپہوندی کا کیا اثر ہے۔ عرصہ دراز کی چہالون کا کیا نتیجہ ہوتا ہے سنکونا درختون مین مختلف قسم کی کہاد سے کیا حاصل ہے۔ بے ریشہ اجزا کا چہال مین ہونا۔ درخت سنکونا مین چونے کی مقدار وغیرہ وغیرہ) اب یہ آخری ہی گورنمنٹ کوئنولوجیٹ ہر قسم مزید علمی تحقیقات اور تحلیل وترکیب کیمیائی کی جانب متوجہ ہوا ہے یہ تحقیقات خاصکر اجزای نباتی کی ہے جو ملک مین بطور دوا کے مستعمل ہین اور تحقیقات اس تحقیقات کی یہہ ہے کہ اُن ادویہ نباتاتی کے موثر قوتون اور اجزا کو زیادہ وضاحت سے بیان کرے مثلاً جنسیا۔ سلوسٹر۔ سلانتھس سترا۔ وغیرہ وغیرہ۔

گذشتہ سال مین چند دلچسپ تجربے گورنمنٹ کوئنولوجیٹ نے دودا باغ مین کیے ہین جو نتایج اوس سے مستخرج ہوے وہ بلحاظ طوالت کلام کے قلم انداز کیا گیا یہان تک تو صرف نیلگری کے سنکونا کی کیفیت ہے یہان سے عام سنکونا کی تاریخی کیفیت درج کیے جاتی ہے جس سے عموماً سنکونا کا مکمل حال معلوم ہوگا۔

سنکونا کی مفصل تاریخ

واضح ہو کہ سنکونے کی ابتدا جنوبی امریکہ سے ہوی ہے اور یہ وہین سے بہت جگہہ پہیلا ہے۔ تاریخ پیرو مین جوزف وی جیو بیان کرتا ہے کہ ۱۶۳۸ء مین ایک جیسوئٹ جو ملاکوٹس مین بخار سے مبتلا ہوا ملک پیرو کے ایک درخت کی چھال سے اچھا ہو گیا۔ ۱۶۳۹ء مین کونٹس اناآف سنکن۔ لیما مین جہان وہ اپنے شوہر والسرائے کے ساتھہ گئی ہتین بخار اور جاڑے مین مبتلا ہو گئین۔ ڈان جوان لوپز ڈی کنی ریز ڈی کونٹس کے معالج جو اڈی ویکا کے پاس کوئن کوئنا درخت کی چھال کا سفوف ایک پلندی مین بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ چوتہای) (بخار چہار روزہ) کیلئے یہہ دوا مجرب ہے۔ چنانچہ اوس دوا کا استعمال کیا گیا اور کونٹس جنکی عمر ۶۲ سال کی تہی بالکل اچھی ہو گئین ۱۶۴۰ء مین کونٹس جب اپنے شوہر کے ساتھہ اسپین واپس آئین تو اس دوا کو بہی ہمراہ لائین اسلیئے اسکو کونٹس پارک (چھال) اور کونٹس پوڈر (سفوف) کہتے ہین اور لنائیس نے عرصہ دراز کے بعد باعزاز کونٹس کل اقسام کے درختون کو جس سے کوئنائن پیدا ہوتی ہے سنکونا نام رکہا۔ فرقہ جیسوئٹ نے بعد اپنے ایام دورہ سفارت مذہبی مین اس دوا کی بہت اشاعت کی اور انکے اس سرپرستی کا عجیب مضحکہ انگیز نتیجہ پیدا ہوا کہ عرصہ دراز تک اوسکی استعمال کی مخالفت فرقہ پروٹسٹنٹ نے کی اور یون سمجھتے رہے کہ اسکا استعمال گناہ عظیم ہے ۱۶۵۹ء مین لوئی چہاردہم

نے انگریز ڈاکٹر سر رابرٹ ٹالبٹ سے کونائن بنانیکا مخفی طریقہ دو ہزار نقد۔ اور معقول وظیفہ اور خطاب دیکے خرید لیا۔ اس عظیم الشان بادشاہ کے وقت مین کونائن شراب مین ملاکر بعد کہانا کہانیکے پیتے تھے۔

انگریزون نے ہندوستان۔ لنکا۔ برہما مین اور ڈچون نے جاوا مین مختلف قسم کی سنکونا کامیابی سے باغون مین لگائے۔ ہندوستان مین مقامات ندی وٹم۔ پیکارا۔ کلہٹی۔ نکمند۔ پنے نیلگری اور بہت سے خانگی باغات مین سینرو دینا و۔ بابا بودین۔ بلیگیری۔ نگم پہاڑی سنا لنگا۔ وار جلنگ۔ دہرہ دون۔ اور سکم مین۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے بھی تخم اور پیاڑ فروخت کرکے اپنے ملک مین اشاعت دی۔ برہما مین قریب تونگو۔ اور نہان ٹونگھی مین لگائے گئے۔ اسیطرح خاصیہ پہاڑی پر سنکونا کے عمدہ قسمین یہہ ہین بولیویانہ۔ کلیسیا۔ کنڈامینا۔ کورڈی فولیا۔ لینسیفولیا۔ لیوکمافولیا۔ میگنی فولیا۔ میکرانتہا۔ نٹیڈا۔ آبلانگی فولیا آفی سنالس۔ اوواٹا۔ پہوویانا۔ پیرووینا۔ پرپوریا۔ سکی رُبرا۔ اسکروبکیولاٹا۔

تجارت کی رو سے سنکونا کے۔ مضمرۂ ذیل اقسام زیادہ قیمتی پائی گئین۔

آفی سنالس۔ سکی رُبرا۔ پٹامینس۔ نٹیڈا۔ کلیسیا۔

سنکونا کلیسیا کی اول نمبر کی چھال سے جو جنوبی امریکہ مین ملتا ہے کونائن بدرجۂ اوسط ۲٫۸ فیصدی نکلتی ہے۔ اور جو سی فیانا قسم کے

درخت سے صرف ۲ر۳ فیصدی - ایک قسم کے سنکونا سے جھاوا مین اون تخمون سے پیدا ہوتا ہے جسکو مسٹر لیجر نے بہیجا ہی ۱۰ فیصدی کونائن پیدا ہوتی ہے مگر جاوا اور لنکا مین تیرہ (۱۳) فیصدی کونائن نکلتی ہی - اور لیجر بابہ پودہون سے جو نیلگری مین پیدا ہوتے ہین ۱۱ فیصدی کونائن ہوتی ہی - درخت کے چھال نکالنے - بھگونے - اور پہر اوپر سے چھیلنے سے کونائن زیادہ نکلتی ہے - ۱۸۸۰ تک جو مقدار کونائن کی ہندوستان مین آئی وہ چالیس ہزار پونڈ کی دس ہزار رطل تہی -

مدراس مین حسب ذیل موازنہ آمد و خرچ کا کیا گیا ہی

سنہ	خرچ	آمد	منافع
۱۸۷۷	۱۱۸۷۴۲	۱۱۸۹۶	۲۱۸
۱۸۷۸	۱۳۴۲۲۸	۳۷۱۰۷۱	۱۳۶۸۴۳
۱۸۷۹	۱۴۴۱۶۹	۴۳۰۹۰۸	۲۸۶۷۲۹
۱۸۸۰	۱۵۶۷۰۸	۴۸۹۷۳۱	۳۳۳۰۲۳

کولمبیا واقع لنکا سے جون ۱۸۷۹ سے جون ۱۸۸۰ تک ۶۰۰۲۳۳۰ رطل کونائن اور ۹۵۹۰۲۰ رطل تمام دوسرے مقامات جنوبی امریکہ سے لندن بہیجی گئی - ہندوستان اور لنکا سے ۱۱۷۲۰۶۰ رطل روانہ ہوئی - جاوا سے امسٹرڈم مین ۷۰۰۸۸ رطل پہونچی - جمیکا سے ۲۱۴۴۰ رطل

روانہ ہوئی۔

سپٹمبر ۱۸۸۲ء مین مدراس کے سرکاری باغ مین جو چہال فروخت ہوئی اوسکی قیمت بمقابلہ ۱۱ جنوری کے حسب ذیل وصول ہوئی۔

چہال کی قسم	وزن پلندہ بحساب رطل	۱۱ جنوری قیمت	۴ سپٹمبر قیمت
ترہالائی	۱۰۴ - ۱۰۸	۳۴۳ - ۳۴۵	۳۵۲ - ۳۶۰
اصلی (اندرونی)...	۱۰۲ - ۱۰۷	۲۴۳	۲۴۵ - ۲۶۷
شاخ	۱۰۴ - ۱۱۱	اوسط	۶۰
اصلی سرخ	۱۰۲	۱۱۱ - ۱۲۰	۱۲۱ - ۱۲۶ ایک پلندہ ۱۰۰۰ رطل کا
ترکی ہوی سرخ چہال	۱۰۰	۱۴۷ - ۱۵۱	۱۵۸ - ۱۸۲
ایضاً	۱۰۲	ندارد	۱۷۰ - ۱۷۲
شاخ سرخ	۱۰۲	۷۳	۷۳
ایضاً	۱۰۲	۸۱½	۸۰

۱۸۸۱ء مین لنکا کے تقریباً تمام اضلاع مین سڑکون کے کنارے کنارے یا قہوہ کے درختون مین یا جہان قہوہ کے درخت تھے اور مرجہا گئے سنکونا کے درخت لگائے گئے ہین اور اضلاع مین توکل رقبہ اراضی مین قریب قریب درخت ہائے سنکونا قہوہ کے درختون مین قطار در قطار لگادئے گئے ہین

یتی نیتو تا ضلاع واقع جانب مغرب مین سنکونا کے درخت پائے جاتے ہین
سطح سمندر سے بلندی پر لگائے گئے ہین اور کلترا مین جو کلمبیا سے جنوب
جانب تقریباً (۳۰۰) میل پر ہے قریب قریب سطح سمندر کے برابر ہین
۱۸۵۱ء کے شروع مین سنکونا کی تعداد فرگسن کے تخمینہ سے ۵ کرور
سے (۱۰) کرور تک تھی۔ انمین سے سکی ربرا دستم کا نصف سے زاید ہے
بقیہ مین آفی سنالس کلیسیا۔ معہ اور اقسام مثلاً۔ لیجریانہ۔ پبی سلیس
ہین۔ لنکا سے سنکونا کی چھال جو گذشتہ گیارہ برس مین روانہ ہوئی اوس
سے معلوم ہوتا ہے کہ اول مرتبہ ۲۸۔ اونس قیمتی پچاس روپیہ کی ۱۸۶۹ء
مین گئی اور ترقی ہوتے ہوتے گیارہ لاکھ اسٹھ ہزار نوسو نواسی رطل
قیمتی بارہ لاکھ روپے ۱۸۸۰ء مین روانہ ہوی۔
سنکونا کی چھال مین مفصلہ ذیل خاص اجزا ہوتے ہین۔ کونا۔ سنکونا
ارا سینا۔ کونینڈیا۔ چنچونینڈیا۔ کونگ۔ ٹینک۔ کوی نو۔ کلاسیڈ۔
سنکونا سرخ۔ وغیرہ۔ اوریہ کی شکلون مین کونائن۔ چنچونی ڈائن۔
کونینی ڈائن۔ چنکونائن ہین پودے کی چھال سے مثل دارچینی کے کونائن
بہت عمدہ نکلتی ہے۔ سکم مین جو چھال نکلتی ہے اوس سے ایک دوا دافع بخار
فبری فیوج نامی تیار ہوتی یہہ دوا بالکل مثل کونائن کے موثر ہوتی ہے اور
بہت ارزان اور آسانی سے بنتی تھی۔ تخمینہ اخراجات فی اونس
(آدہی چٹانک) ۹ سر ہے۔

نیلگری پہاڑ مین تقریباً ہر قسم کے درخت سنکونا لگائے گئے ہین مگر اقسام ذیل کو ترجیح دی گئی ہے - سکی رسبرا - آفی سنالس - پبی سنس قسم لین سیولاٹا ۱۸۶۰ء مین لگایا گیا - نیلگری پہاڑ پر سب سے عمدہ قسم کے سنکونا سکی رُبرا اور آفی سنالس ہین جو باغون مین لگائے جا سکتے ہین - ۳۱ - مارچ ۱۸۶۲ء کو ۱۸۷۴ میکر انتہا - ۴۴ پٹا نیس ۹۶۱۳ ہاتھ بڑھ گئے اور منجملہ ۱۲۰ کے ۸ کار رہا جانا اور منجملہ ۱۵ کے ۵ سنتانی اقسام کے درخت ہائے سنکونا آخری سال مین لگائے گئے -

حساب پوست درخت اور روانگی از حسابی ۱۸۷۶ء تا ۱۸۸۲ء

باغات نیلگری	۱۸۷۶-۷۷ء	۱۸۷۷-۷۸ء	۱۸۷۸-۷۹ء	۱۸۷۹-۸۰ء	۱۸۸۰-۸۱ء	۱۸۸۱-۸۲ء
وزن پوست درختان	۱۰۳۳۴۱	۱۳۸۸۰۸	۱۱۴۳۲۰	۱۷۹۲۹۹	۲۴۳۲۴۵	۲۴۲۰۵۲
روانگی گلستان از فی درخت	۸۸۷۰۸	۱۴۶۶۳۲	۱۰۵۱۰۱	۱۷۳۵۳۹	۲۳۵۵۲۷	۲۳۲۴۶۷
روانگی بیل ڈپارٹمنٹ مدراس	"	۴۳۳۰	۳۵۱۱	۲۰۰۰	"	"
" " کلکتہ	"	"	۱۰۰	"	"	"
" " بمبئی	۹۵۲	۱۰۰۰	۱۵۰۰	۲۰۰۰	۲۰۰۰	۱۰۰۰
روانگی بمطلب سکانا دانی	"	"	"	۲۰	۵۰۹۶	۱۰۲۷۸
میزان	۹۹۶۰ طل	۱۵۱۹۶۲ طل	۱۱۰۲۱۲ طل	۱۷۷۵۵۸ گ	۲۴۳۲۳۶ گ	۲۴۲۷۴۵ گ

حساب خرچ - پیداوار اور آمد سرکاری باغات سنکونا واقع ہندوستان از حسابی سال ۷۶-۷۷ تا سنہ ۸۱-۸۲ع

کل خرچ	۵۹۶۳۰	۶۹۷۷۱	۷۳۶۸۸۲	۷۹۷۲۴	۹۶۱۰۵	۱۱۲۲۹۲
وزن پوست رطل	۱۰۳۲۴۱	۱۳۸۸۰۸	۱۱۴۳۲۰	۱۷۹۲۹۹	۲۴۳۲۴۵	۲۴۲۰۵۲
نرخ فی رطل بوقت فروخت	۱۰ آنہ ۶ پیسہ	۱۳ آنہ ۶ پیسہ	۹ آنہ ۶ پیسہ	سے ۶	۶ پیسہ	نامعلوم
آمدنی بابت پوست از انگلستان	۱۰۵۹۷۴	۳۴۲۷۲	۲۷۹۷۸۹	۳۲۱۹۶۳	۴۰۶۰۰۰	〃
مختلف آمدنی مقامی	۴۴۸۳	۱۷۴۷۹	۲۰۵۶۴	۲۱۵۵۲	۲۶۲۰۰	۲۴۸۴۴
بیسزان	۱۱۰۴۵۷	۳۵۸۷۵۱	۴۰۰۵۵۳	۳۴۳۸۱۵	۴۳۲۲۰۰	۲۴۸۴۴

سنہ ۸۱ء مین وار جلنگ کے کارخانہ سنکونا مین ۸۶۰۰ رطل فنبری فیوج اور ۳۴۸۵۶۰ رطل پوست نکلا۔

اس سال آمدنی ۸۰۲۹۰ روپے کی ہوئی کہ سرمایہ پر ۸ فیصدی منافع تقسیم ہوا علاوہ اوس فائدہ کے جو گورنمنٹ کو کوئنائن کی جگہہ پر فنبری فیوج ہسپتالون مین استعمال کرنے سے ہوا۔ ڈاکٹر کنگ کے تخمینہ سے اس فائدہ کی مقدار اس سال مین ساڑہے چار لاکھہ ہوی۔ یعنے جس قدر سرمایہ باغات پر خرچ کیا گیا اوسکا نصف یون حاصل ہوگیا۔

گورنمنٹ نے مقابلہ کے خیال سے تخمون کی تقسیم منسوخ کردی اور سنہ ۸۲ء مین

۱۱۷۱ پونڈ تخم مفت تقسیم ہوا۔
اس سے ۸۴۷ ایکڑ زمین پر کاشت ہوئی اور ۱۸۶۹ء کے خاتمہ پر ۶۷۷۳۵۰ درخت پائداری کے ساتھ رہے۔ باشندگان ہندوستان پر مسٹر کلیمنٹ مارکھم کا بڑا احسان ہے جنہوں نے انکے ملک مین سنکونا کا درخت پہونچایا جو منجملہ اعلیٰ درجہ کی نعمتون کے ہے وہ جنوبی امریکہ جاکر سکونت پذیر ہوئے اور ۱۸۶۲ء مین اپنا سفرنامہ از ہندوستان تا پیرو اشاعت کیا۔ جبکہ سنکونا کے تخم اور پودہون کے نگران سنہ ۱۸۸۰ء تک سنکونا کی ہندوستان مین عام شہرت اور عام مقبولیت ہوگئی۔
سکم مین کلیسیا سنکونا مختلف الاقسام ہوتا ہے جنکی حد اقسام پتی اور پھول پر منحصر نہین بلکہ چہال کے کیمیاوی۔ تراکیب پر۔ بعض اقسام سنکونا واقع سکم مین تقریباً ۸ فیصدی خالص کونائن ہوتی ہے حالانکہ دوسرے اقسام مین بہت کم کونائن ہوتی ہے۔ لیکن بیرونی طور سے کوئی بہت بڑا امتیازی فرق نہین ہے۔ اور جن درختون کے پھول اور پتیان سوکھنے سے فرق نہ تبلا سکین انکے چہال کی کیمیاوی طریقہ مین بڑا فرق پایا گیا۔ جاوا مین ڈچون نے کلیسیا کا ایک ایسا تخم لگایا ہے جسکا کوئی نمونہ جنوبی امریکہ سے نہین آیا۔ اسکی چہال جس سے کونائن نکلتی ہے نہایت عمدہ ہے۔ بعض ڈچون کے بھیجے ہوئے نمونون کو جب بذریعہ ترکیب تحلیل آزمایش ہوئی تو تعجب انگیز نتیجہ ۱۳٫۷ کونائن کا پیدا ہوا

یہہ درخت ان تخمون سے ہوے جنکو ڈچ گورنمنٹ نے مسٹر لیجر سے اور انہون نے ایک ہاف کاسٹ سے خریدا تہا - یہہ معلوم ہوا کہ اوسنے کہان پایا تہا کیونکہ وہ بہت جلد قتل کر ڈالا گیا - اور اسلیئے بولیویا کا وہ مقام جہان سے وہ تخم چنے گئے تہے آجتک معلوم نہوا مسٹر لیجر کے تخمون سے ۶۳۰۰ درخت پیدا ہوے اور اب تو اور بہی ترقی ہوگئی ہے یہہ کل درخت شکل وصورت مین یکسان ہین - ۲۵ فٹ بلند ۶ فٹ دور ۷ ۲ انچہ کا تنا ہے -

انکی ٹہنیان لمبی ہوتی ہین اور کسیقدر چہوٹے کٹ وہ رو اور نوکدار سرے ہوتے ہین - شاخین قطار در قطار مسلسل رہتی ہین - سنکونا کے درخت آب وہوا وغیرہ کی موافقت سے بہت بڑے ہوسکتے ہین - اور جنگل کے سب سے خوشنما درخت ہوتے ہین - پتیان لنچ متر ا چکیلی - اور شوخ سبز رنگ کی ہوتی ہین - قرمزی رنگ کی رنگین نمایان رہتی ہین اور گچہے کے گچہے لال لال پہول نہایت خوبصورتی سے آویزان رہتی ہین - اور قریب جوار کو اپنی خوشبو سے معطر کرتے ہین ڈاکٹر چوڈل نے ۱۹ قسم کے سنکونا بیان کئے ہین -

جنوبی امریکہ کے واقف کار دن نے سنکونا کو ازروے رنگ پوست تقسیم کیا مثلاً زرد - سرخ - تاریخی - سفید - وغیرہ وغیرہ زرد مین اقسام ذیل درجہ اول کے ہین کلیسیا - لین سیفولیا - کنڈامینیا

میکرانتھا - پیپی سینس - سرخ - نارنجی اور بھورے سے کم قیمت ہین - اور یہ سلسلہ ازروی کثرت و قلت شورکوئنائن کے ہے جو بجاے پوست کے وہ مین استعمال ہوتی ہے ایکہزار لیجر پانہ درخت ہاے سنکونا پانسو روپیہ کو آتے ہین اور اس قسم کے تخم کی قیمت فی اونس - (آدھی چھٹانک) ۲۲۶ پونڈ یعنے ۳۳۹۰ روپیہ ہوتی ہے - یہ تخم اعلی درجہ کے درختون کے ہین - عموماً ان کے مناسب ہے - پوست پیپی طریقہ جاری کیا گیا ہے اور جاوا مین اسکا اشتہار دیا ہوا ہے ۱۸۸۱ء کے فصل مدراس مین ۲۵۰۲۷۱ رطل بمقابلہ ۱۸۳۹۸۴ رطل سال سابقہ کے ہوی ۲۳۴۷۳۶ رطل لندن کی بازارون مین بھیجدیگئی اور ۵۰۹۶ رطل مدراس کی ایک دوکان مین اور ۲۰۰۰ رطل بمبئی کے میڈیکل ڈپارمنٹ مین - صرف ۸۴۳۹ پونڈ ذخیرہ مین بچرہے -

سنکونا کلیسایا پیرو کے پہاڑ انڈیز پر نیو گرانڈا - اور بلیویا مین ۵ ہزار سے ۶ ہزار فیٹ تک سطح سمندر سے بلندی پر ہوتا ہے اور ۴۰ فٹ تک بلند جاتا ہے اس قسم کے درختون سے زرد چھال اور بعض اوقات کرون بارک یعنے سب سے عمدہ چھال پیدا ہوتی ہے جس سے اعلی درجہ کی کوئنائن نکلتی ہے اسکے سوا سنکونی ڈاین بھی ہوتی ہے مگر شورچیزین کم پیدا ہوتے ہین - اور سکے سب اقسام سے ایک ہی قسم کی چھال نہین پیدا ہوتی - سکی ربراسے زیادہ شکل سے یہ قسم

ہوتی ہے اور آسانی سے پھیلتی بھی نہیں ہے۔

سنکونا فی قسم کا سنکونا نیوگرانڈا کے انڈین پہاڑی ۹ ہزار فیٹ بلندی تک ہوتا ہے جس میں کولمبیا کی سی نہایت عمدہ چھال ہوتی ہے۔

سنکونا کارڈی فولیا۔ اوسی پہاڑ کے ۶ ہزار سے ۸ ہزار فیٹ بلندی پر ہوتا ہے اور نہایت عمدہ چھال دیتا ہے۔ یہ سخت ہوتا ہے اور عجلت سے بڑھتا ہے۔

سنکونا ہکر لیانا۔ اس قسم کے درخت سے چند عمدہ نتائج برآمد ہوئے مگر جنکے ابتک غور سے آزمائش نہیں ہوئے۔ سنکونا لین سیفولیا۔ ڈاکٹر وڈل اسکو از قسم آفی سنالس قرار دیتے ہیں یہ ایسے مقام پر ہوتا ہے جہاں کا سالانہ موسم مثل روم کے برابر بلکہ سردی اور گرمی اوسی سے بھی کم ہو۔ اسمیں تجارت کے قابل پوست پٹایا ہوتا ہے

سنکونا سیکرانتھا۔ بولیویا اور پیرو کے پہاڑ کارڈلیرس پر ۶ فٹ بلند تک ہوتا ہے جس سے ہوا نوکو اور بہوریری چھال پیدا ہوتی ہے۔

سنکونا نیٹڈا۔ پیرو اور ایکویٹر (ملک خط استوا) کے پہاڑوں پر ۸ فیٹ بلند ہوتا ہے اور مثل سیکرانتھا کے اسکی چھال ہوتی ہے۔

سنکونا آفی سنالس۔ یہ قسم کنڈامینیا کی ہے نیوگرانڈا اور پیرو کے پہاڑ انڈیز پر چھ ہزار فیٹ سے لیکر دو سہزار فیٹ بلندی تک ہوتا ہے اور پیروین اور لگسا قسم کی چھال نکلتی ہے بمقابلہ اور اقسام کے

اسمین کونائن اور سنکونا ڈائن عمدہ نکلتی ہے۔ اسکو زیادہ تری سفر ہے انڈمیر پہاڑون کے آب وہوا خبراٹر کناری کے موافق ہے۔

سنکونا ٹیا لینسیس۔ اسکی قسم آفی سنالس کی ہے ۱۰ فٹ تک بلند ہوتا ہے اور پتا یا چھال نکلتی ہے بالای ہندوستان مین اس سے بعض اوقات خلاف تجربہ ۱۱ فیصدی نمک نکلا ہے۔ اور ۶ فیصدی کونائین۔ بقیہ حصہ کونئی ڈائن اور سنکونائن۔ یہہ قسم چھال کے لیے اپنے جنگلون مین بالکل کاٹ ڈالا جاتا ہے۔

سنکونا سکی رُبرا۔ یہہ درخت پیرو اور ممالک واقع خط استوا کے درمیانے کوہستانی ملکون مین ہوتا ہے۔ سرخ پیرو وین چھال نکلتی ہے اور کونائن اور سنکونا ڈاین عمدہ پیدا ہوتی ہے۔

اسکی بلندی ۴۰ فٹ کی ہوتی ہے۔ یہی قسم ہے جو کوہ بنگال مین کثرت سے ہوتی ہے اور ثابت ہوا ہے کہ سکم کے کل اقسام مین یہہ جنس نہایت منتخب ہے۔ اس قسم کے درختون کی چھال نہایت قیمتی ہوتی ہے۔ ۴ فیصدی نمک نکلتا ہے۔ میس کیلیا مین تجربہ سے معلوم ہوا کہ سکی رُبرا کی جب چھال چھیلڈالی جاتی ہے تو نیچے کے نئی چھال مین کیڑے لگ جاتے ہین۔ ان کیڑون کے مادہ درخت کے تنہ مین انڈے دینے کیلیے سوراخ کرتے ہین۔ اس سے نقصان بہت ہوتا ہے نہ صرف تنہ کو بلکہ جڑ مین بھی سوراخ کرتے ہین۔

سنکونا کی کاشت اور ساخت کے بہت سے رپورٹین اور کتابین
زبان انگریزی مین موجود ہین ہنوز ملکی لوگون نے اسطرف توجہ نہین کی ہے
میرے دانست مین اگر اہل ہند اسکی کاشت اور ساخت کرین تو بہ نسبت
ہندوستانیون کے زیادہ فائدہ حاصل کرین گے بشرطیکہ پہلے اس فن کو
علماً اور عملاً سیکھین اگرچہ سنکونا کے کاشت کے واسطے بلند پہاڑی زمین
زیادہ استعمال کی جاتی ہے مگر بعض ملکون مین سنکونا کی کاشت اوس
تمام اراضی مین بھی جو سطح سمندر سے پانچ سو فیٹ سے زیادہ بلند نہین ہوتی
ہے اگر ہمارے ملک مین بھی سنکونا کی کاشت کا امتحان کیا جاوے
تو خوب ہوگا عجب نہین کہ چندر، گمٹی کے پہاڑ کے نواح مین اگر سنکونے
کی کاشت ہو کامیابی ہو اس قسم کے مفید عام اور فائدہ رسان
امور مین اگر سرکار کے طرف سے مدد کا اقرار کیا جاے تو
غالباً بہت سے لوگ اس کا امتحان کرینگے اگر ایسے کثیر المنفعت اشیا
کے کاشت اور سنکونا کے ساخت مین کامیابی ہوگی تو بہت کچھ
رعایا اور سرکار کو بہ واسطہ اور بلاواسطہ فائدہ حاصل ہوگا - چنانچہ
حسن بن عبداللہ عماد نواز جنگ بہادر نے چند درخت استحاناً اپنے باغ واقع
منیرآباد مین لگائے ہین جو اسوقت تک عمدہ حالت مین موجود ہین -
اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس ملک کی آب و ہوا سنکونا کے درخت کے

واسطے کچھ مضر نہین ہے۔
یہ ایک مختصر بیان ہے جسکو مین نے لکھہ دیا ہے شایقین بڑے رپورٹ
اور انگریزی کتابون مین اسکا مفصل حال ملاحظہ کر سکتے ہین +

قسطنطنیہ

قسطنطنیہ دارالسلطنت ٹرکی کا دریائے باز فرس پر قدرتی خوبصورتی کے

لہ تاریخ تحفۃ السینہ قسطنطنیہ مطبوعہ ۱۸۸۸ء مین درج ہے کہ قسطنطنیہ کا قدیم رومی نام بوزن طینا تھا جسکو انگریزی مین بزن تین کہتے ہین۔

اس زمانہ مین استنبول یا اسلام بول اور آستانۃ العالیہ مشہور ہوا اسکی بنیاد ۶۵۶ برس قبل حضرت عیسٰی کے باد شاہ بزنس نے ڈالی تھی بعد ۳۲۸ء مین قسطنطین نے دوبارہ تعمیر کیا یہ شہر آج تک صرف دو بار مفتوح ہوا یعنی یکم تیر ۱۲۰۴ء مین جلیبیون نے اسکو فتح کیا۔ بار دوم ۱۴۵۳ء مین محمد ثانی نے فتح کیا۔

زمانہ قدیم مین بزن تین یعنی قسطنطنیہ ایک ماتحت حصہ سلطنت روسیہ کا تھا یہ مقام یورپی ٹرکی کے مشرقی حد پر واقع ہے جسکو ایشیائے کوچک سے بحیرہ باز فرس جدا کرتا ہے۔ عرض البلد اس مقام کا (۴۱) درجہ اور (۱۶) ثانیہ شمال ہے اور طول البلد ۲۸ درجہ ۵۹ دقیقہ ۴۰ ثانیہ شرقی ہے یہ شہر جو باز فرس اور گولڈن ہارن کے بیچ مین واقع ہے شمال غرب سے جنوب شرق تک ساڑھے تین میل طول مین اور ایک میل سے ۴ میل تک عریض ہے۔ تین دیوار و نجی شہر پناہ ساڑھے بارہ میل دور مین ہے اور فی الحال ۲۸ پھاٹک ہین۔

تمام شہر مین کثرت سے فوارے ہین اور دس میل پٹے ہوئے نہر سے تمام شہر مین پانی پہونچتا ہے۔ برف اور پالا ہی کبھی کبھی گرتا ہے۔ اس تختگاہ مین ۱۴۷ شاہی مسجدین اور ۳۲۲ معمولی مساجد ہین۔ (۴۰) اسلامی کالج۔ ۱۸۳ شفاخانے ۳۶ عیسائی گرجے اور کئی یہودیون کے معبد ۱۳۰ غسل خانہ ۱۸۰ سرائے ہین شہر کے

ساتھ اسطور پر واقع ہے کہ دنیا مین کوئی اور شہر اس قطرتی منظرون اور
مشرقی جانب سراگلیوی جو پہلے حضرت سلطان المعظم کا مرغزار تھا اسکی چوصدی وہی خیال
کیجاتی ہے جو قدیم زمانہ مین برنتین کی تھی - رقبہ اسکا ۳ میل مدور مختلف مقامات
پر فصیل سے گھرا ہوا ہے - اور بحیرہ مارمورہ تک وسیع ہے - یہ مقام بھی
مسجدون میناروں گنبدون محل خانون باغات اور سروکے درختون
جہنڈسے خوشنما معلوم ہوتا ہے - اندرونی احاطہ مین حضرت سلطان روم کا حرم
رہتا ہے دوسرے احاطہ مین خزانہ شاہی باورچیخانہ - اصطبل - دیوان خانہ - عدالت
اسلحہ خانہ ہے - جس عمارت مین کہ اسلحہ خانہ ہے وہ پہلے سینٹ آیرینس کا گرجا تھا
بیرونی حصہ مین ٹکسال - سرکاری محکمے اور کمزور ضعیف پنشن خوار لوگونکے رہنے کی
جگہہ ہے - شہر سے جب اس احاطہ مین آتے ہین تو ایک بڑا اور بلند پھاٹک ملتا
ہے جسکو آستانہ - باب عالی اور انگریزی مین سبلائم پورٹ کہتے ہین - رفتہ رفتہ
یہی پھاٹک گورنمنٹ عثمانیہ کا دوسرا نام قرار پایا یعنی اسوقت بجاے سلطنت
عثمانیہ کے صرف باب عالی کہا جاتا ہے ۱۸۶۳ء مین اس عظیم الشان عمارت مین آگ
لگ گئی اور تباہ ہوگئی - حضرت سلطان عبدالمجید نے جو نئے محل تعمیر کرائے وہ بحر
کنارہ باز فرس پر ۲-۳ میل سراگلیو سے اسی جانب ہے ۱۸۷۸ء مین ایک سخت
آتش زدگی سے پیرا کا بڑا حصہ جلگیا
بندگاہ گولڈن ہارن یا شاخ زرین جو سلطنت قدیم برنتین کے ایک مرتفع مقام پر واقع
ہے جنوب مشرق سے لیکر شمال مغرب تک سات میل ہے چار میل درمیان شہر اور جوار شہر گلاٹا
و پیرا واقع ہے عرض مین کہین ایک فرلانگ کہین چار فرلانگ ہے یہان خاص

و لفریب فضاؤن مین اسکے ہم پلہ نہین - اس شہر کے فراخ تمیز مین قدرت نے
بے بہا عطیہ ایسے موجود ہین کہ سیاحون کی نظر دنکو خیرہ کر دیا ہے -
اس شہر کے ایک کنارہ پر دریاے مارمورا دوسرے کنارہ پر بحر اسود
درمیان مین دریاے باز فرس تخمیناً (۱۵) میل طول اور عرض مین میل سے کچھ
زیادہ اور بعض جا نصف میل کے قریب بہتا ہے جسکے دونو جانب شہر
قسطنطنیہ لب دریا سے موزون بلندی تک مسلسل عمارتون اور عالیشان مسجدون
مین واقع ہے اور اس دریا کا عمق بڑے سے بڑا جہاز جانیکے لیے کافی ہے
اسمین جزر و مد نہین ہوتا لاکن درمیان مین ایک پانیکے دھار بعض وقت اس
زور سے پیدا ہوتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے دخانی کشتیین پار نہین ہو سکتین
دکلا ردول خارجہ کے جنگی جہازات اور سلطانی جنگی جہازات مناسب
موقع پر لنگر کیے ہوے ہین سوا انکے بیس ہزار کشتی اور کے سو دخانی
کشتیین کرایہ پر چلنے والے موجود رہتے ہین مگر مجموعی نظر اس دریا پر ڈالیے تو
معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے پانی کی جھیل ہے ورنہ تمام دریا ۱۵ میل کے
فاصلہ مین مختلف قسم کے جہازون اور کشتیون سے لبریز رہے اور جب کبھی

۴ قسم کے ہلکے خوشنما کشتیان ہوتے ہین جسکو کیف کہتے ہین یہ کشتیان اسباب
اور آدمیون کو اتارنے اور چڑھانیکے کام آتے ہین ۱۸۹۳ء مین ۲۹۹۴ جہاز و زنی ۴۳ لاکھ
بہتر ہزار ۹۷۰ ٹن کے اس بندر سے گزرے کشتیونکو دو پل گلاتا اور استنبول کو دو سیان اور ایک پل ایکسکو سے ملا ہوا موجود ہے -

تقریب مین پہریے اور جھنڈیان لگائے جاتے ہین تو گل لالہ کہلاتا ہوا دکھلائی دیتا ہے۔

شہر قسطنطنیہ تین حصونپر منقسم ہے۔ پہلا وہ قدیم حصہ ہے جو کہ اب اسلامبول کہلایا جاتا ہے گولڈن ھارن اور دریاے مارمورا کے بیچ مین واقع ہے جہانکہ عالیشان مسجدین اور خاص مسجد ایا صوفیہ قدیم عمارتین مشہور بازار اور باب عالی ہے۔ دوسرا حصہ گالاٹا یا گالش جہانکہ یونانی کثرت سے رہتے ہین یہ حصہ کسیقدر زیادہ اونچائی مین آباد ہے جسپر ایک مینار بنا ہوا ہے جہانسے شہر کے مدنظر خوب ہوتی ہے اور اسکے نیچے سے ایک ریل کے فاصلہ مین ہر منٹ کو ٹرین مسافرون کو ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ پر جو ملتی ہے۔ اس ٹرین کے گاڑیون کے ساتھ انجن نہین رہتا بلکہ دونو کنارون پر مشینون کے ذریعہ سے ایک حد سے دوسرے حد کے طرف کھینچی جاتی ہے اور اوس مشین مین اور ان گاڑیون مین ایک رسی نصب رہتی ہے اور رفتار مین وہ ہی تیزی ہے جیسے دخانی گاڑیون مین ہوا کرتی ہے۔ اور بعد اسکے پیرا ہے جہانکہ یورپ کے مختلف لوگ رہا کرتے ہین اور تمام یورپین سفارتین اور ہوٹلین سفیرونکے مکانات ہین اور یہ حصہ شہر کا مہذب حصہ سمجھا جاتا ہے اور اسی سلسلہ مین سلطان حال اور اخیر سلطان مرحوم کے مشہور حویلی دلمہ بقچہ ہے

---

۱ گالاٹا سے پیرا تک زمین کے نیچے ایک ریل گاڑی جاری ہے اس تحت الارض ریل کا فاصلہ صرف ایک میل کا ہے یہ ریل بھی اسی کمپنی کی ملکیت ہے جس نے استنبول مین کوئی میل تک ٹرامووے کی گاڑی جاری کیا ہے صرف ۱۸۷۳ء مین ۵۰ لاکھ مسافر اس ریل پر سوار ہوے تھے۔

اور اوسی آبادی سے ملتے جلتے دریا کے کنارہ کنارہ ایک ۰۰ میل آبادی ہے
تراخیانگ چلی گئی ہے جسمین باغات اور عالیشان مکانات ہین - تیسرا حصہ شہر کا
دوسرے کنارہ پر دریائے باز فرس کے مقابل مین اسلامبول اور گالاٹا کہ
ہے جسکو سکوترا کہتے ہین اور اخیر حصہ ایشیا مین واقع ہے -

شہر کی مردم شماری نو لاکھ سے کچھ کم ہے اسمین نصف سے
زیادہ مسلمان اور اکثر مسلمان اسلامبول اور سکوترہ مین رہتے ہین باقی تمام عیسائی
ہین - یونان - آرمینا - بلگیریا - کی قومین زیادہ ہین - آرمینین ان سب مین
تجار مالدار ہین - سوا ان معمولی باشندون کے اکثر بیاح - اٹلی - جرمن

جس حصہ مین پیرا محل قاسم پاشا - تفانا اور ترکی شاہی کتابخانہ مصر مین ہے اسلحہ خانہ اور وہ حصہ جو
کودی کے شمالی کنارے پر واقع ہے اوسکو سقوطرہ کہتے ہین -

قسطنطنیہ کی آبادی ۱۸۳۵ء مین ۷ لاکھ آدمی کی تھی اور ۱۸۶۲ء مین نو لاکھ ساٹھ ہزار آدمی کی ہوئی
اور ۱۸۷۱ء مین ۱۰۰۰،۱۴۰ چودہ لاکھ اکیاسی ہزار کی شمار کی گئی غالبًا اس حساب سے اسوقت
اس سے زیادہ ہوگی مگر اس مردم شماری مین پیرا گالاٹا سقوطرہ وغیرہ نہی داخل ہین -

فی الحقیقت تحفۃ السنیہ مین لکھا ہے کہ صرف ایک بازار مین زبان ترکی و رومی و عبرانی
وارمنی و عربی و فارسی و مسکوئی و یونہی و ہنگاری و ہولانڈی و نمساوی و ویرویانی ہولانڈوانی
و فرانسیسی - و انگریزی و اٹالی بولی جاتی ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے
اردو کے تقریبًا کل ایشیا اور یورپ کی زبانین یہان بولی جاتی ہین اور غالبًا ان تمام ملکون کے
آدمی یہان موجود ہین اور اکثر ان مین سے تجارت پیشہ ہین حسن

ہنگرین - رشین - پولش - فرنچ اور انگریز وغیرہ آتے ہین کوچون مین یہ تمام قومین پہرتی نظر آتی ہین اور کسی گلی مین سے گذرتے وقت چھ سات قسم کی زبانین بولتے ہوے سنے جاتے ہین - یہان اس کثرت سے سیاحونکی آمد و رفت رہتی ہے کہ بعض محلہ مین آپ مختلف ملکون اور شہرونکے لوگ پائینگے میرے زمانۂ سفر مین میرے ایک نئے دوست کے یہان پیرا مین دعوت مین شریک ہونے کا اتفاق ہوا قریب پینتیس آدمیون کے مہمان تھے - عزیز میزبان صاحب اسی حیرت انگیز مشاہدہ کے لیے کہا نے کے اخیر مین اپنے مہمانونسے کہا کہ "آپ لوگ براہ مہربانی اپنے اپنے نام کے کارڈ پر اپنے وطن کا نام تحریر فرمائے" ان کارڈس کو جمع کرنے کے بعد جو حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ تعداد بالا مین سے بیس (۲۰) بالکل غیر شہرون اور غیر ملکونکے رہنے والونمین سے تھے اور انمین اتفاقیون مین ایک مین ہندی بھی تھا - ان مختلف اقوام کی ملاقات کا شغف اون دخانی کشتیون مین سوار ہوتے وقت زیادہ آتا ہے جو گولڈن ہارن سے دریاے باسفرس مین ہر گھنٹہ کو مسافرون اور کاربار یونکو ایک جگہ سے دوسری جاے لیجاتے ہین اور اسی سوار ہونیکے مقام پر نرکی اخبارات ملا کرتے ہین کہا جاتا ہے کہ ان اخبارون مین وہی خبرین شایع ہوتی ہین جو باب عالی کی خواہش کے مطابق ہون - مختلف زبانون مین جو اخبارات شایع ہوتے ہین وہ خود گواہی دیتے ہین کہ یہ شہر مختلف قوم مختلف مذہب کا مرکز ہے اب اسی دارالسلطنت مین حسب ذیل اخبارات شایع ہوتے ہین -

زبان فرانسیسی مین روزانہ (۲) ۔ زبان انگریزی مین روزانہ (۱) ۔ زبان یونانی مین (۳)
تین بلگیریا کی زبان مین ہفتہ وار ۔ چھ ۔ آرمینہ کی زبان مین جسمین دو روزانہ ہیں
۳ ۔ ارمنی و روم کی زبان مین جسمین دو روزانہ ہے ۔ ایک یونانی و روم
کی زبان مین روزانہ ۔ نو ۔ خاص روم کی زبان مین جسمین ۳ روزانہ ہر
ایک با تصویر ہفتہ واری چھپتا ہے ۔ مفصل مین (۹) اخبار آٹھ روم
دوعربی باقی (۹) اور زبانون مین ۔ سوا اسکے آٹھ اخبارات بعض پولیٹیکل
مصلحت کے باعث باب عالی سے موقوف کردئے گئے ۔

یہان کی اکثر سڑکین پتھر سے بنی ہوئی ہین گاڑی چلتے وقت
ایک کریہہ آواز آتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ چند ہی منٹ مین گاڑی تفصیلہ
ہوجاوے گا لاکن وہ ترکی گھوڑونکو مارتے ہوئے اس زور اور بے خوفی سے
چلاتے ہین کہ الامان اس موقع پر اون کتون کا ذکر کرنا بھی خالی از
لطف نہ ہوگا جو لب سڑک اس آرام سے سوتے پڑے رہتے ہین گویا
کوئی بے فکر اور دنیا سے آزاد اپنے راحت بھرے کمرے مین سرشار سوتا
ہے قسطنطنیہ کے حالات مین یہہ ایک خاص اور ضروری تذکرہ خیال کیا جاتا
ہے اور حقیقت بھی یہی ہے یہانکے کتے بہت ہٹے کٹے ہین اور جماعتہ نیر
منقسم ہین اور ہر ایک جماعت اپنے کو ہر ایک کوچہ کا مالک سمجھتی ہے کسی
دوسری جماعت کا کتا اگر اونکی گلی مین آجاوے تو اس زور شور سے مقابلہ
ہوتا ہے کہ پیدل کا راستہ چند دقیقہ کے لیے بند ہوجاتا ہے ۔ اگر کوئی

شخص اون کتونکو مارے یا چمکائے تو راستہ چلنے والا ہی اون کا ہمدرد ہو کے لڑنے کو مستعد ہو جاتا ہے اور اونکا کوچون مین پڑا رہنا موجب برکت سمجھا جاتا ہے ۔

یہانکے مکانات کی وضع بمبئی کے عمدہ مکانات سے ملتی ہوئی ہے لاکن یہانکے اکثر مکانات کل لکڑے کے بنے ہوئے ہین اس لئے آگ لگنے کا بڑا اندیشہ رہتا ہے ۔ چنانچہ ۱۸۶۵ء مین ڈیمور کا پو کیطرف آگ شعلہ زن ہوئی تھی جسنے پانچوین حصہ شہر کو خاکستر کر دیا تھا ۔ آٹھ ہزار مکانات بیس مسجدین دو چرچ ایک بڑا حصہ حمامونکا اور بہت سی عالیشان عمارتین جل بھنکر ستیاناس ہو گئی تھین اس کا نقصان کئی لاکھ پونڈ کا تصور کیا جاتا ہے ۔ آگ معلوم کرنے کے لیے مختلف جاے پر بلند بلند مینارین بنے ہوئے ہین اور ان مینارون پر رات صبح سے شام شام سے صبح تک آدمی گھومتے رہتے ہین اور جس وقت اور مکان مین آگ لگی اوس کے قریب کے فیر اسٹیشن سے آگ بجھانے کا اسٹیشن کو ایک گولہ کے آواز کے ذریعہ سے اطلاع دیجاتی ہے اور سرخ جھنڈی سے پتا بتلایا جاتا ہے ۔ تب آگ بجھانے والی فوج نہایت سرعت سے پیرین اور کلہاڑی انجن لیئے ہوئے زرہ بکتر پہنے ہوئے اور سر پر خود رکھے ہوئے فی الفور جاے نشان دادہ پر دوڑتی ہین اور اونکے پاؤن اس زور سے زمین پر پڑتے ہین کہ گوچہ گونج جاتے ہین اور اس پر تسکے ساتھ اوس آگ کے بجھانے مین مشغول ہوتے ہین گویا آگ مین حرارت اور سوزش نہین

کسی مکان کو آگ لگ جانا قیامت کا نمونہ ہے - پیرا کے جس محل میں ہم اوترے تھے اوسکے شمال مکان کے اوپر کے حصہ میں کچھ دھوان معلوم ہوا تھوڑے ہی عرصہ میں محلہ بھر میں خبر ہوگئی کہ فلاں گھر کو آگ لگی ہے میں بھی دیکھنے کے لیے دوڑا گیا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک گھر میں آگ لگی ہے تمام محلہ میں رونا پیٹنا ہو رہا ہے مکان کے ہر درجے سے بچوں جوانوں بوڈھوں کے سر دریچوں سے نکلے ہوئے ہیں اور جس گھر کو آگ روشن کر رہی ہے اوسکی طرف نظر خوف سے دیکھتے ہیں اور جیسے جیسے شعلہ بھڑکتے ہیں ویسا ہی اون کا رونا اور دہاڑیں مارنا زیادہ ہوتا ہے -

یہاں کے مسلمان اور عیسائیوں کے لباس میں کوئی فرق نہیں ہے سب کے سب ایک ہی قسم کا لباس اور ٹرکی ٹوپی پہنتے ہیں - جو غریب لوگ ہیں نیلگوں کوٹ اور پائجامہ پہنے رہتے ہیں - نظر کبھی فرق نہیں کر سکتی کہ فلاں مسلمان اور فلاں عیسائی ہے اونکی معاشرت بالکل آزادانہ ہے مسجدوں میں اوسی کوٹ پتلون جوتے سے جاتے ہیں نماز پڑھتے ہیں مسلمان جو پابند نماز ہیں وہ اپنے جوتے پر ایک اور قسم کا جوتا مثل سلیپر کے پہنے رہتے ہیں[1] مسجد میں داخل ہوتے وقت وہ سلیپر نکال دیتے ہیں اور ننگے پیر فرش

[1] یہ غلاف ہے جو جوتے کے اوپر پہنا جاتا ہے + من

ادا کرتے ہین - سیاح یہی عموماً مسجدونکو اوسی آزادیکے ساتھ دیکھ سکتے ہین لاکن بوٹ پر اوسی قسم کا جوتا محافظ مسجد پہنا دیتے ہین اس قسم کے کئی جوڑ مشہور مسجدون مین رہتے ہین - فوجی افسر ہمیشہ ملٹری ڈریس مین اور تلوار لگائے رہتے ہین - یہ بات وہان معیوب سمجھی جاتی ہے کہ فوجی آدمی ہو اور تلوار نہ لگائے - ترکی بیگمات کا لباس نہایت پرتکلف ہوتا ہے جو فیاشن ایبل بیگمات ہین وہ شام کو ٹہلنے کے لیے گروہ کے گروہ نکلتے ہین اونکے لباس مین ایک لانبا گردن سے لیکے جوتے تک ریشمی برقہ رہتا ہے اور جس رنگت کا برقہ رہتا ہے وسنا چہری جوتا اکثر اوسی رنگت کا ہوتا ہے منہ پر ایک مہین سفید جالی کا نقاب ہوتا ہے اتنا باریک ہوتا ہے کہ چہرہ کی وضع بخوبی معلوم ہوسکتی ہے اس نقاب کو بشماق کہتے ہین آنکھین بالکل کھلی رہتی ہین - یہانکی مستورات نہ ہندوستان کی عورتون کے موافق اپنے لبون کو پان سے سرخ اور آنکھون بھوونکو کاجل سے سیاہ اور نہ یورپین عورتون کے مطابق گالون کو گلابی اور چہرہ پر سفیدی پھیرتی ہین - یہ وہ حسن ہے جو دنیا سے تکلفون سے خالی ہے اونکے فطرتی پیوائی سادی لباس سادی وضع مین جو بانکپن ہے اوسکو ہماری صنعتونکے زیور یا ہماری دستکاری آراستہ نہین کرسکتی - چہری جوان پری تمثالون کے ہاتھ مین ہے دھوپ اور باتی کے روکنے

ع - جب کوئی شخص سامنے سے گذرتا ہے تو اپنے چہرہ کے سامنے چہرہ کا پردہ کھینچ لیتی ہیں

کے لیے نہین ہے بلکہ اون نظرونکو روکنے کے لیے ہے جو اونکے جذبات کے سبب گھرے ہوکے پڑتی ہین ہمیشہ ان تمام کوشتیون مین بھی بیٹھ کے (ان کشتیون کو حقایق کہتے ہین دو یا چار سے زیادہ نہین بیٹھ سکتی اور دو یا چار ترکی چلاتے ہین) دریائے باز فرس پر نکلتی ہین - تمام کا وقت شفق کا کھلنا دریائے باز فرس کا قسطنطنیہ کے بیچمین سے آہستہ آہستہ نکلنے کے ساتھ بہنا اور ان بیگمات کا اس طرح نکلنا قدرتی تماشا معلوم ہوتا ہے بعض اعلے درجے کی بیگمات سے ملاقات کا موقع ملا اونکی لیاقتین تہذیب دیکھنے سے تعجب ہوا - فرنچ - انگریزی - عربی - اس طرح بولتی ہین جیسے اونکی مادری زبان ہے بعض بیگمات کو تمغہ مجیدیہ بھی سلطان سے مرحمت ہوا ہے جو بڑی بڑی تقریبون مین زیب گلو کرتی ہین -

جو لوگ قسطنطنیہ مین سیاحت کی نظر سے جاتے ہین سب سے پہلے حضرت سلطان المعظم کے دیدار سے مشرف ہونا چاہتے ہین اور وہ دیدار جمعہ کو نصیب ہوتا ہے جس وقت سلطان نماز کو جاتے ہین - یہ بڑا ہی پر اثر سماں ہے - بعض وقت سلطان اپنی حویلی سے بذریعہ کشتی مسجد ایا صوفیہ مین تشریف لیجاتے ہین - یہ خاصہ کی کشتی شوفیٹ لانی سپید رنگت اور طلائی حاشیہ کی ہے جسکو چھتیس ترکی چلاتے ہین اور مصاحبین وغیرہ دوسری کشتیون مین ہمراہ رہتے ہین - بنادر کے تمام جنگی جہازات سے شاہی سلامی سر ہوتی ہے - مگر اکثر اوقات اپنی محلسرا کے متصل مسجد مین

شہزادہ فرماتے ہین جو سوز سا فراس سواریکو دیکھنا چاہتے ہین اونکے
لیے اوس مسجد اور حویلی کے درمیان مین ایک بنگلہ بنایا گیا ہے اجازت
حاصل ہونے کے بعد وہانسے ورنہ گاڑیو پر سے دیکھا کرتے ہین
شایقین دس ہی بجے گاڑیان کرایہ کرکے آموجود ہوتے ہین ورنہ تھوڑی
دیر مین جایئے کا ملنا دشوار ہو جاتا ہے (۱۱) بجے سے فوج آنی شروع
ہوتی ہے (۱۲) تک حویلی اور مسجد کا پورا گھیرا کرتی ہے ۔ یہ پیدل و
سوار تقریبًا دس ہزار ہوتے ہین انکی وردی ہتھیار گھوڑے سب اعلیٰ
قسم کے ہین (۱۲) بجے موذن نے منار پر چڑھکر غزنی لہجہ مین گھومتے
ہوئے اذان دینی شروع کی ہزارہا مشتاق آنکھین محلسرا کے دروازہ پر
جمع ہوئی ہین ۔ لوگ اپنی اپنی گاڑیو سے نکلکر کوچ باکس پر چھپر مین لئے
چڑھ گئے ہین ۔ کیونکہ سوارونکی قطار نظر کو روک رہی ہے ۔ اوس بنگلہ پر
سے بھی بڑے بڑے زیوک اور شہزادیونکی گردنین دریچو سے
نکلی ہوئین سلطانی محل کیطرف موڑی ہوئی ہین ۔ پہلے بند گاڑی جسمین
دو زبردست مشکی گھوڑے جتے ہوے ہین اور جنکی باگین ایک قوی ہیکل
ترکی کے ہاتھ مین ہے جسکے بازو پر ایک دیو کے موافق خواجہ سرا
سیل و نہار بتلاتا ہوا بیٹھا ہے اور دو حبشی گھوڑے تھامے ہوئے ہین
نکلی اور مسجد مین داخل ہوئی معلوم ہوا کہ حضرت کی والدہ ماجدہ ہین ۔
دو منٹ ہوئے اوسیطرح دوسری گاڑی برآمد ہوئی تمام فوج نے

از دیاد عمر کی دعا نعرہ کے ساتھ دی معلوم ہوا کہ حرم محترم اور ولیعہد ہین - اد تنے ہی فاصلے کے بعد ایک کھلی ہوئی گاڑی نہایت شان و شوکت سے بہت آہستہ آہستہ جسمین سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ رونق افروز ہین چلی آتی ہے - آپ دبلے پتلے سیانہ قد مختصر موش و ریش رکھتے ہین سیاہ کوٹ پتلون زیب تن ہے بائین بازو پر ایک نقرئی تمغہ مجیدیہ جو کلدار روپے کی برابر ہے آویزان ہے معمولی تلوار کمر مین پڑی ہے سر پر سادی کلاہ رومی ہے چہرہ پر بشاشت ہے سلطانی اخلاق کے ساتھ - ترکی قاعدہ سلام کا دور سے یہ ہے کہ اپنے ہاتھ بوسہ دیکے پیشانی پر لگاتے ہین ہر سلام کا جواب دیتے ہوئے ہزار ہا زبانونسے دعا و سلامتی پکاری جاتی ہے اس حشمت و جلال سے لوگونکے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین آپ کے ساتھ اسی گاڑی مین دو افسر ہین کہ جنکی زرق برق فوجی وردیین آفتاب کی شعاعون کو دہندہا کر رہی ہین متعدد تمغہ اونکی تنومندی شجاعت اور بہادری بتلاتے ہین - ایک اونمین سے جنرل عثمان پاشا ہین ۱۸۷۷ء کی جنگ روم روس مین جنکی کارنمایان استقلال دلیری مثل روز روشن کے سب پر عیان ہے - دوسرے محمد علیشاہ ہین - اسی گاڑی کے دونو بازو پر ایڈیکانگ اور دوسرے فوجی اعلے درجے کے افسر قلل دور تک جو ۱۰۰ سے زیادہ ہونگے ہمراہ ہین اور گاڑی کے ساتھ نرم نرم

قدمون مین نہایت ادب کے ساتھ گردنین جھکائے ہوے چل رہے ہین اسیطرح سے گاڑی مسجد مین داخل ہوئی - سلطان المعظم گاڑی سے اترے ہین علما و فضلا شیخ الاعظم جو مسجد مین پہلے سے موجود تھے استقبال کیا اور دست انور کو بوسہ دیا - ایک بجا نماز سے فراغت حاصل ہوئی - فوج مجتمعہ داخلہ کے لیے بڑھنی شروع ہوئی - سلطان ایک کمرہ مین جو مسجد سے ملا ہوا ہے تشریف لائے فوج کا ملاحظہ شروع ہوا ڈھائی بجے تک یہ تمام فوج نظر انور سے گذری اب برخاست ہوئے - ایک مختصر گاڑی مین جو میل فٹن کی قسم مین سے ہے سلطان تن تنہا سوار ہوئے اور خود ہانکتے ہوئے داخل محلسرا ہوئے - کاش ہماری ریاستین بھی اسکی تقلید کرتین - یہی روز جبکہ سفراے دول یوروپ یا اعلے درجے کے لوگونکو شرف ملازمت حاصل کرنے کی اجازت ہوتی ہے - سلطان کا اسم گرامی عبدالحمید خان ہے ۱۸۴۲ء مین پیدا ہوئے اور سلطان مراد کے (جو سلطان عبدالعزیز خان کے جانشین ہوئے تھے) خلاء خلافت کے بعد ۱۸۷۶ء مین جلوہ افروز تخت عثمانیہ ہوے - ظاہرا آپ کی تندرستی نازک معلوم ہوتی ہے

سلاطین روم کا یہی طریقہ ہے کہ ایک سلطان کے معزول یا انتقال کے بعد انکا جانشین انکا بھائی ہوا کرتا ہے جو موجودہ بھائیون مین کلان ہو - چنانچہ اسوقت محمد رشید افندی ولیعہد سلطنت ہین جو ۳ نومبر ۱۸۴۳ء مین پیدا ہوے کہتے ہین کہ یہ ولیعہد نہایت لائق ہین -

اور تو آپ کے اتنے قوی نہیں ہیں جتنا کہ آپ اونسے کام لینا چاہتے ہیں
ملک کی بہبودی اور اصلاح کا بہت کچھ خیال ہے عہدہ دار افسر رعایا
آپ سے بہت خوش معلوم ہوتے ہیں ایشیائے خیالات کے مطابق
یہانکا ولیعہد اور شاہی خاندانکے اکثر لوگ بطور حراست کے رہتے ہیں
اونکی تعلیم ایسی نہیں ہوتی کہ وہ سلطنت کے فرائض اور ذمہ داریونکو
پورے طور سے اوٹھانے کے قابل ہوں ۔ لاکن اونکی طبعی تیزیٔ ان
فطرتی جودت و قوت تھوڑے ہی سے سہارے پر بہت کچھ اوبھر جاتی
ہے اور سلطنت کے کام چلانے میں پورے قابل سمجھے جاتے ہیں ۔
سلطان کے روبرو کسی عورت کو نقاب سے آنا جائز نہیں اور کوئی
عورت یا حرم سلطان سے پردہ نہیں کر سکتی خواجہ سراونکا بندوبست
ڈیوڑھی پر رہتا ہے خانگی انتظام کو یہی لوگ انجام دیتے ہیں اور
بہت منہ چڑھے ہیں ۔ یہانکے امراؤں کی سواری اور مکانات میں
ایشیائی شان و شوکت نہیں ہے بالکل مغربی لباس ہے ۔ ہر سال
۲۶ ۔ رمضان یعنے شب قدر کو سلطانی حویلی میں ایک رسم ادا
ہوتی ہے غالباً وہ رسم نئی نظروں میں مذموم معلوم ہو لاکن سلطنت میں
معمولی سالانہ جشن ہے ۔ حویلی دلہ بھنچہ میں جو ایک بڑا شاندار
اونچا گنبد ہے جسمیں تمام سنہرے کام اور سنگ مرمر کا فرش اور
دو منزلہ نشست کی جائے ہے ۔ جسکے ایک کوٹھہ دو منزلہ پر ترکی

نمبر ۲ حسن جلد دوم

عورتون کا بیان بجنا ہے دوشیزہ ترکیان نہایت حسین وجمیل مختلف ملکونکی جمع ہوتی ہین - انمین اکثر سرکشیا - ہنگریا - بلگیریا - ترکش - مصری پریوشون کا جھرمٹ ہوتا ہے - دنیا مین یہ وہ شہر ہے جہان قدرت کے بناؤ سنگار نے کوئی کسر نہین رکھی - اسکی ادنے سی کاریگری اپنی سادگی کا سماں دکھاکر ہماری صنعتون کو چاہین جس قدر کہ شے دکھائین سبکو خاک مین ملادیتی ہے - یہ قدرت کے نمونہ دوریکے نکل بھلائے جاتے ہین - کہا جاتا ہے کہ سلطان اس نمایشگاہ حسینان مین چکر لگاتے ہین اور جسپر ہاتھ رکھدیتے ہین وہ حرم مین داخل ہوتی ہے مجکو تمام دن اس مسرت مین قلعہ اور جنگی جہاز دنسے برابر سلامی سر ہوتی ہے

اسلامبول جو پہلا حصہ شہر کا ہے اسمین زیادہ اسلامیت معلوم ہوتی ہے قدیم طرحکا لباس - قدیم وضع کے مدرسے - نماز روزہ کی پابندی - حدود شرع کا خیال - قدیم اشیا کی دوکانین - ترکش حمام غلامون کا بازار - مقبرہ - مسجدین - راستہ وصفائی مین بھی شرقی طرز اسی حصے مین باقی ہے اور حصہ یوروپ کے طریقہ پر ہین - یہانسے چند میل کے فاصلے پر ایک جزیرہ ہے جسکو پرنس آئیلنڈ کہتے ہین یہ نہایت پرفضا دلچسپ مقام ہے اکثر تفریحًا لوگ جایا کرتے ہین اور دعوتین ہوا کرتی ہے - اسی جزیرہ کے قریب ۱۸۷۷ء مین انگریزونکے جہازون نے روس کو قسطنطنیہ کے محاصرہ کرنے سے روکا تھا جبکہ روسی فوج خشکی کے

راستہ سے قسطنطنیہ کی دیوار کے پیچھے پہونچ گئے تھے اگرچہ ترک انگلستان کی اس معاونت سے ممنون ہین لاکن یہ ضرور سمجھتے ہین کہ انگلستان نے مدد کرنے مین بہت دیری کی اور وعدہ کو وقت پر پورا نہین کیا کیونکہ یہ وقت اس حد تک پہونچ گیا تہا کہ عثمان بادشاہ گرفتار ہوگئے مختار بادشاہ کو ایشیائے کوچک مین ازک ملی قلعہ قرص چہن گیا ارض روم کا محاصرہ ہوا اوسوقت جنگی بیڑہ جہازات بحر اسود مین پہونچا۔ روسکی فوج اس قدر قریب آ گئے پر بھی ترکون کا یہ عقیدہ تہا کہ ہم بغیر کسی بیرونی طاقت کی مدد کے اپنی فوج دشمن کو شہر مین داخل نہ ہونے دینگے یہ درست ہے کہ جس استقلال اور ثابت قدمی بہادری جفاکشی وفاداری سے ترکی سپاہیون نے اپنے دشمن کا مقابلہ کیا اور اگر پہلے اپنے صوبون سے اونکو جنگ نہ کرنی پڑتی۔ اور سلطانون کا غزل وتعصب نہ ہوتا اور اندرونی انتظامات اطمینان کے قابل ہوتے اور بعض افسرونکی غفلت اور بے پروائی نہ ہوتی تو یہ نوبت ہرگز نہ پہونچتی مگر اسوقت مشکل تہا کہ بغیر بحری معاونت کے دشمن رک سکتا جبکہ زیر دیوار پہونچ گیا ہو۔ دنیا کی تاریخ مین ترکون کا یورپ پر قیام اپنا آپ ہی نظیر ہے۔ یہ اسلامی سلطنت یورپ مین تیئیس دانتون مین بمنزلہ زبان کے ہے اگر ان مین دلیری اور بیحد شجاعت بغیر آب ودانہ کے لڑنے کا مادہ نہ ہوتا کبھی کی یہ زبان دانتون مین پس جاتی اب بھی کسی ترک سے لڑائی کا ذکر کیجئے اور جب کبھی قسطنطنیہ مین یہ

تذکرہ کا اتفاق ہوا ہے تو دیکھیے اونکے جوشونکو اور اومنگونکو اور ولولونکو حالانکہ اخیر لڑائی کو زیادہ زمانہ نہین گذرا لاکن اونکی پرجوش طبیعتین اوسی قسم کی ہین اور ہروقت اپنے روسی دشمن کے خونکے پیاسے ہین انگلستان مین بہت سی کتابین بہت سے خیال ایسے بھی پائے جینگے کہ جنگی سرخی ترکس ان یوروپ ہے (ترکون کا قیام یوروپ کی حصہ مین) کہ جنھون نے اپنی کتابون مین انصاف کے حد سے تجاوز کرکے دل کے پھپھولے پھوڑے ہین اور نیچ علی کے سے خیالات باندھے ہین وہ ہرگز نہین پسند کرتے کہ اسلامی سلطنت کسی یوروپی حصہ مین رہے - مگر یہ نرا خیال ہے نہ وہ خیال پورے ہونگے نہ اسلام کا اخراج یوروپ سے ہوگا - اس چار سو برس مین جب سے کہ سلمانون نے قسطنطنیہ کو بزور شمشیر فتح کیا ہے کتنی مہمہ ہولی کتنی دفعہ لڑائی

تاریخ سراسین مسٹر گبن پروفیسر سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۶۶ء مین بعہد خلافت معاویہ سلمانون کی فوج قسطنطنیہ کی فتح کی غرض سے روانہ ہوئی تھی اور اس فوج مین حضرت حسین بن علی اور ابوسفیان اور ابوایوب وجوگان جنگ بدر اور احد بھی شریک تھے سلمانون کے جہاز ذکا پیرا قسطنطنیہ سے سات میل تک پہونچگیا اور یہ سلسلہ چھسات برس تک ہر سال جاری رہا آخر کار سنہ ۶۸۰ء مین صلح ہوئی حسن

رہی کیا کیا کوششیں اس کے جہین نے مین کی گئین کن کن سے مقابلہ رہا مگر آفرین ہے اوس قوم پر جنہون نے اپنے ملک اپنے مالک اپنے اسلام کے بچاؤ کے لیے اپنی جانین مال و متاع جورو بچون کو نثار کیا شاباش ہے اونکی شجاعت پر جنہون نے بادلون سے اُمنڈتی ہوئی فوجونکو تہ تیغ کرتے ہوئے ۱۱ھ میں پائے تخت روس تک پہونچ گئی جب کبھی کوئی طاقت ترک کی مدد بھی کی ہے تو وہ ایسے جیسے آٹے مین نمک ۵۶ھ میں کریمیا کی جنگ ہوئی تھی جسمین انگلستان اور فرانس نے مدد دی تھی فوج کا شمار ملاحظہ کر لیجئے کہ کیا نسبت تھی۔ کانگریس برلن جو آخر لڑائی کے بعد ۷۸ھ مین مجلس پرنس بسمارک ہوئی اور اس سے ترکون کو جو نقصان اوٹھانا پڑا یہ توقع نہ تھی کہ یہ حکومت اب سنبھلیگی مگر سلطان کی روشن دماغی بیدار مغزی مستقل انتظام سے اوس صدمہ کا اثر پورے طور

دوسرا صدی ساتھ سال بعد ہجرت عبدالملک خلیفہ پنجم بنی امیہ کے وقت ہوا مسلمہ سپہ سالار اور فرزند خلیفہ وقت نے قسطنطنیہ کو اپنے شدید محاصرہ سے مغلوب اور خراج گذار بنا کے اور خود تنہا قسطنطنیہ کی ہر گلی کوچہ مین سیر کر کے ایا صوفیہ سے جو آنحضرت نصارا کی گرجا تھا صلیب نصارا کو نکال فتح مین لگا کر واپس ہوئے خلفائے بنی عباس کے وقت مین بہت سے حملہ قسطنطنیہ پر ہوتے رہے آخرکار ۸۵۳ھ مین سلطان محمد خان ثانی کے ہاتھ سے قسطنطنیہ فتح ہوا اور قیصر روم قتل کیا گیا۔ حسن۔

پر نہین ہوا اہنی سلطان نے قسطنطنیہ کے اطراف اور بعض دریائے
مقامات مین عمدہ اور مناسب موقعون پر قلعہ تیار کرائے ہین اور بہت
سے پہلے قلعون کی مرمت کرائی ہے فوج اور توپ خانہ رکھتے ہین
وقت معینہ کے بعد کسی جہاز کو اوس دریا پر سے گذرنے کی مجال نہین
چنانچہ جس وقت ہمارا جہاز دریائے ڈارڈنیلز پر پہونچا یہان ایک
قلعہ ہے جہان سے قسطنطنیہ رات بھر کا راستہ تھا جہاز کے لنگر کرتے ہی
ترکی آفیسر موافق قاعدہ کے جہاز کو دیکھنے کے بعد آگے جانے کی اجازت
دی یہ وقت شام کا تھا قلعہ سے توپ چلی - جہاز کے کپتان نے
کہا کہ اگر اس توپ کے چلنے کے بعد ہم پہونچتے تو ہمارا جہاز کل صبح تک
یہین لنگر کیے ہوئے ہوتا - یہ توپ علامت اسکی ہے کہ اب کوئی جہاز
گذر نہین سکتا -

معاف کیجیے مین آپ کو قسطنطنیہ کی سیر دکھاتا دکھاتا
اچنبھین ایک اور ہی طرف نکل گیا تھا جسکے لیے بہت وقت درکار ہے
نہ اسوقت اوسکا موقع ہے اب قسطنطنیہ کے وہ مقامات بتا دیے جاتے
ہین جو قابل دید ہین تفصیل سے پھر ملاحظہ کر لیجیے گا وقت مختصر ہے -

(۱) بنچہ (حویلی سلطانی) بازار (یہ بازار کئی

مسجد ایا صوفیہ کی علیحدہ کیفیت ہمارے دوست سید لیاقت علی صاحب نے تشریح ارقام فرمانے کا
وعدہ کیا ہے اسلیے ہم کوئی نوٹ اس مسجد کی نسبت نہین لکھتے حسن

جلد دوم

حسن

نمبر ۸

اگست ۱۹۰۹ء عیسوی

مضامین

لکچر ترکی کے عام ترقی و شائستگی پر- از پروفیسر ویمبری (لندن) .... صفحہ ۱

آئین قیصری باب دوم ..... از شمس العلما خان بہادر مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب فیلو آف دی الہ آباد یونیورسٹی (دہلی) ۱۷

مین کیون مسلمان ہون- از مولوی محمد اصغر حسین صاحب کلکتہ ۴۱

دیباچہ سفرنامہ یورپ - از نواب فتح نواز جنگ بہادر بار سٹرایٹ لا ۵۷

بقیہ سفرنامہ کوہ نیلگری چار کا بیان } از عالیجناب معلی القاب نواب میر الکبیا بہادر معین المہام الامور سرکار عالی ۸۱

حیدرآباد دکن

مطبع حسن مین چھپا

لکچر

ترکی کے عام ترقی اور شائستگی پر

از پروفیسر ویمبری

(یہ لکچر لندن کے ایک بہت بارونق مجمع کے روبرو دیا گیا جسمین کثیر التعداد معزز انگریز فرزان اور پالیٹکل مبصرون کے علاوہ تقریباً تمام سفرائے یورپ تھے)

تمدن و طرز معاشرت

انیسوین صدی مین جو عظیم الشان تغیرات اور تبدیلیان ترکون کے طرز تمدن اور معاشرت مین ہوی ہین مین چاہتا ہون کہ ان تعجب انگیز غیر معمولی واقعات کو بیان کرون جس سے ہم سب لوگون کو تعجب ہوگا کہ ترکون نے کہان سے کہان تک ترقی کی اور انکے یہان جو وسط ایشیا مین ہین بالمقابلہ کیسی ابتدائی حالت شائستگی مین ہین باستثنائے سادگی اور غیر شگفتگی کے جو رسمیون کے چھوڑنے سے عیان ہے اور جو غالباً تقدیر پر بالکل بھروسہ کرنے یا مسایل صوفیہ پر چلنے کا نتیجہ ہے ترک عثمانیہ بالکل ہلوگون کیطرح یورپین ہین - پوشاک کے لحاظ سے وہ لوگ بجز ٹوپی کے مثل ہمارے ہوگئے - اعلی طبقہ کے لوگون کی غذا بھی یورپین اعلی طبقہ والون کی سی ہے - سیر و تفرج مین تو مجھے افسوس ہے کہ رسمیون کا ہمسے بھی بمبر بڑا چڑھا ہے کیونکہ بعض وقت ایسے تفریحی مشاغل مین مصروف ہوتے ہین جنکی اجازت قرآن مجید سے نہین ہے اور وہ وہی ہین جو انسانی زندگی اور صحت کو مضر ہین - زمانہ حال کے ترک ایسے تماشاؤن کو بہت پسند کرتے ہین جو فرانسیسی یا ترکی زبان مین ہوا کرتے ہین - وہ بہت شوق سے ہمارے

تہذیب کو دیکھتے سنتے ہین اور جس شائستگی اور ضروری تربیت اور تکمیل کو وہ لوگ عورتون کی سوسائیٹی مین ظاہر کرتے ہین اوسکے دیکھنے سے آپ لوگون کو مشکل سے یقین ہوگا کہ یہہ لوگ ایشیائی ہین اور اسکو تو آپ اور بہی مشکل سے مانینگی کہ یہہ وہی ترک کے اولاد ہین جنکے روبرو عیسائی یا یورپین کا نام لینا ہی غضب تھا۔ یہان تک کہ حرم مین جو فی الواقع ایشیای طرز معاشرت مین نہایت مذموم شے ہے بہت تبدیلی ہوئی اور ہو رہی ہے۔ بیشک یہہ بہت اچھا ہوتا اگر اس خراب طریقہ کا بالکل قلع قمع ہوجاتا لیکن تعلیم نسوان جو ترقی پذیر ہے اس کی اصلی اصلاح کریگی اور اس خوفناک قفل کی کنجی صرف لڑکیون کے عمدہ مدرسہ مین تیار ہوسکتی ہے۔ لیکن صدہا ایسے آثار پاے جاتے ہین جو خود بہت بڑی تبدیلی تبلا رہے ہین چنانچہ ترکی لیڈیون نے اپنے پوشاک مین ایک جدت پیدا کی ہے۔ میرے سامنے جو لباس ترکی لیڈیون کی تہی وہ ایسی بدشکل تھی کہ مثل ایک بوڑے کی بالکل بدنما معلوم ہوتی تھی۔ اب بجاے اوسکے یہن پتلا کا استعمال کرتی ہین جس سے کمر کا اندازہ ہوتا ہے اور خوبصورتی معلوم ہوتی ہے۔ برقع ناک سے ٹھوڑی تک ہوتا ہے اور بجاے زرد نیٹو فل اور بوٹون کے اب یورپین شوز (جوتا) استعمال کیا جاتا ہے۔ اب ٹرکش لیڈیان اسطرح شرمیلی نظرون اور جھجکتی ہوئی قدمون سے عام مجمعون مین نہین آتی جسطرح پہلے زمانہ مین آتی تہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ پوری آزادی کے دن جو بہت جلد آنیوالے ہین اوسکا یہہ آغاز ہے۔ ہلوگ یورپین اتنک اسی خیال باطل کی پیروی کر رہے ہین

کہ اسلام مین حرم کا حکم قرآن سے ہو اور اسلام ہی نے دونون فرقون مین سخت امتیاز قایم کیا ہے۔ لیکن حقیقت مین یہہ ہماری سخت غلطی تہی۔ قرآن مین کہین حقوق عورات پر سختی نہین کیگئی۔ چنانچہ اس ملک مین جب ضرورت حفاظت نسوان ثابت ہوئی جسکو چندہی سال گذرے تو ایک قانون سوسومہ حفاظت جایداد عورات۔ (وومنس پراپرٹی ایکٹ) نافذ ہوا حالانکہ اسلام نے ہزار برس پہلے یہہ ضرورت رفع کردی۔ کئی سو برس گذرے کہ مسلمانون کی عورتون کو اپنے مکانون مین پورے پردہ داری کے ساتہہ کامل آزادی رہی ہے۔ نہین نہین بلکہ تاریخ سے ثابت ہوا ہے کہ اسپین اور دوسرے مقامات مین عرب کی عورتون نے طارق کی ماتحتی مین فتوحات مین شریک رہین۔ حرم و کہنا صرف مسلمانون کی ایجاد نہین ہے یہہ کیفیت برہمنون اور بدہون مین بہی ہے بلکہ مشرقی عیسائیون مین بہی رواج ہے جسکو وہ اوسیقدر مضبوطی سے چلانا چاہیے جسطرح مسلمان یہہ صرف حرم ہی نہین ہے جسمین اسقدر تبدیلیان ہوی ہین بلکہ انکو سبب سے معاملات خانگی مین اصلاح ہوئی ہے جو مغربی تہذیب کا اقتضا ہے۔ مکانات۔ اسباب آرایشی وغیرہ۔ اور پوشاک اور آپس کا میل جول اعلی درجہ کے عثمانیون نے ایسا رکہا ہے کہ شکل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ وہی مشرقی لوگ ہین جنکے بہائی بندایران اور ہندوستان مین پائے جاتے ہین اور جنمین کونکشان اس تہذیب و شایستگی کا نہین پایا جاتا اگرچہ ہندوستان مین آپ کے تعلیم سے اس سے بہی زیادہ عمدہ نتیجہ پیدا ہوسکتا ہے لیکن یہہ بہی ملحوظ خاطر رہے کہ اس مہذبانہ رفتار مین

بارہا بڑے بڑے روکین ڈال دی گئین اور جو اسباب و قوت ترقی آلات تہذیب و تربیت کے تھے انکا استعمال جنگ اور جنگی ہتیار مین ہوگیا - اعلی الطبقہ مین جو مغربی علم و تہذیب مین کی ترقی ہوی ہے اوسکا اثر روز افزون ترقی کے ساتھ متوسط اور ادنی الطبقہ مین ہوتا جاتا ہے اور اگر صلح اور امن امان قایم رہا تو سلطان روم علوم کی ترقی مین بہت متوجہ ہونگے جسکی جانب ابتک افسوسناک بے پروائی رہی ہے

عالم تعلیم

سلطنت ترکی کے تعلیمات کا ذکر کرتے ہوے مجھکو سب سے پہلے یہہ ریمارک کرنا ہے کہ وہان ابتک قدیم اسلامی طریقہ طرز خواندگی جاری تہا جو غالب درجہ مذہبی لباس مین ملبوس تہا اور جو کیفیت کچھ کچھ ہماری مڈل ایجز لینے وسط ایام مین تہی - چونکہ تعلیم کا سلسلہ طالب علم کے سولہوین برس تک رہتا تہا تاکہ وہ قابلیت سے پڑھ سکے اسلئے پڑہے لکھے کی تعداد بہت کم ہوتی تہی اور عورتون مین تو بجز چند عالی خاندانون کے بہت کم رواج تہا - تیس برس کا زمانہ گذرا کہ یورپین علوم و فنون کی تحصیل برائے نام تھی اور جو لوگ کچھہ بہی فرانسیسی بول سکتے تھے وہ تاریخ جغرافیہ اور دوسرے علوم طبعی سے محض نابلد تھے -

اب ترکی مین تین قسم کے مدارس جاری ہین - اول مدرسہ صبیان یعنے مدارس تعلیم ابتدائی جسمین لکہنا پڑہنا - کچھہ دینیات حساب اور جغرافیہ بتلایا جاتا ہے اس قسم کے بہت سے مدارس سلطنت کے مختلف مقامات مین فی الحال

کھولے گئے ہین انمین سے بہت مشہور حیدریہ واقع شنکنک - جس المعارف اقدم استنبول - ضریف واقع سقوطری اور اسیطرح سمرنا - تراپزانی اور سلونیکا وغیرہ بیشمار مدارس ہین - اسکے بعد اعلی مدارس اداویہ ہین جنکو انگریزی مین کالج اور جرمنی مین جمنازیم کہہ سکتے ہین - یہان ترکی - عربی - فارسی جغرافیہ تاریخ علوم طبعی اور فرانسیسی پڑہائی جاتی ہے - صرف قسطنطنیہ مین ایسے کالج بیس ہین اور اور مفصلات مین سو سے زاید - اسکے علاوہ ایک قسم کے اور کالج ہوتے ہین جہان طلبا فوجی کالجون مین داخل ہونیکے لیئے تیار کیئے جاتے ہین - اس قسم کے مدارس قسطنطنیہ مین دس ہین اور چھ سو سے زاید طلبا تعلیم پاتے ہین مفصلات مین ان مدارس کی تعداد زیادہ ہے - حال مین بلکہ خاصکر موجودہ سلطان کے عہد مین تعلیمات کی بہت ترقی ہوی ہے اور قاسم پاشا کے مدرسہ مین ان طالب علمون کے لیئے بحری خدمت لینا چاہین انگریزی بھی پڑہائی جاتی ہے - وہان کے ای اسکول نرمالیسی لیسینر کے مقابل ہین - ان مین سے نمبر اول گلاٹاسرای کا کالج ہے جسمین ایک ہزار سے زاید طلبا زیر تعلیم ہین زبان فرانس لازمی ہے اور لاطینی - انگریزی - یونانی - اٹالی - جرمنی اور عربی تا بانمین سکہلائی جاتی ہین - اسکے علاوہ علوم جدیدہ کی بڑے شور زور سے تعلیم ہوتی ہے مثلاً طبعیات - نیچرل فلاسفہ - کیمسٹری - جیالوجی (علم طبقات الارض) وغیرہ اس قسم کے کالج مختلف صوبون کے اعلی شہرون مین کہولے گئے ہین - گلاٹاسرای کالج کے بعد ملکیہ مدرسہ ہے جسمین خدمات ملکی اور نظم و نسق کے لیئے طلبا کو سول سروس کی

تعلیم دیجاتی ہے - اس مدرسہ مین ملکی اور انتظامی یعنے جسقدر پولیٹیکل عہدہ
داروں کو اندرون و بیرون سلطنت مختلف قسم کا تعلق رکھنا پڑتا ہے تعلیم ہوتی ہے
اور چونکہ اس مدرسہ کے تعلیم یافتہ مفصلات مین اعلیٰ خدمات پر لازمی طور سے مامور
ہوتے رہینگے اسلئے وہان کے حسن انتظام مین بھی ترقی ضرور ہوتی رہیگی - سول
سروس کے مدرسہ مین پانچ مہینے ہین اور چھ سو طالب علم داخل ہین فوجی کالج
زیر اہتمام ون ڈی گولٹز پاشا اور زیکی پاشا تمام یورپ مین سب سے افضل
ہے - اس مین روسی زبان لازمی کر دیگئی ہے - اسکے سوا کالج آف لا یعنے
قانونی مدرسہ ہے جسمین عہادہ فرانسیسی اور علوم جدیدہ کے دیوانی فوجداری
تجارتی - بحری - (جہازی) اور ملکون کے باہمی قوانین سکھلاے جاتے ہین -
میعاد تعلیم چار سال ہے اور تعداد طلبا تین سو سے زاید - سول انجینیر - بحری عہدہ دار
اور ڈاکٹرون کے مخصوص مدارس ہین - مدارس طبی سے تمام فوج اور صوبون مین
فارغ التحصیل البتہ بھیجے جاتے ہین - ایک مدرسہ صنعتی بھی ہے جسمین تصویر کا
کام سکھلایا جاتا ہے دیکھو یہ وہی ملک ہے جسمین چند سال پہلے تصویر کشی
گناہ کبیرہ سمجھا جاتا تھا - لڑکیون کے مدرسے اسوقت تک بہت کثرت سے نہین
ہین مگر اس خیال سے کہ جہان عام مدارس مین لڑکیون کا بھیجنا نہایت درجہ
مذموم خیال کیا جاتا تہا وہان اسوقت کئی سو لڑکیون کا مختلف ابتدائی اور
اعلیٰ مدارس مین زیر تعلیم ہونا بہت بڑی کامیابی سمجھی جاتی ہے - اور ابھی چند
روز ہوے کہ سلطان نے ایک عمدہ معلمہ کو تمغہ سے سرفراز فرمایا - الغرض

تمام سلطنت مین تعلیم قریب قریب لازمی کے ہوگئی ہے اور وہ وقت دور نہین ہے کہ وہان کے تعلیم یافتہ کی تعداد یورپ کے اور ممالک کے برابر ہوجائیگی۔ یہہ ایک قدرتی بات تہی کہ عام تعلیم کے جدید طرز کا اثر قوم کے دلو پر اچھی طرح پڑے اور زبان دانی و ادب مین تبدیلی پیدا کرے۔

زباندانی اور ادب

جبکہ ہم یورپین کے نزدیک زبان اظہار خیالات یا تقریر و تعلیم کا آلہ سمجھا جاتا ہے مشرقیون مین اپنے مطالب کو بڑے پیچیدہ عبارت اور باریک نکات سے بیان کرتے ہین (اور اسلئے زباندانی اور ادب مین فرق ہے) ایسی عبارت کا لکھنا جو عام اور زود فہم ہو اہل مشرق بازاری اور قابل نفرت سمجھتے ہین اور اسلئے ایک مطلب کے لئے چار چار فقرے بیان ہوتے ہین اور پیچدار اتصالات گل وغیرہ مستعمل ہوتے رہتے ہین۔ تاکہ فقرہ خوبصورت اور مرصع ہو ترکون کا دستور ہے کہ لاکھون عربی فارسی الفاظ اپنے زبان مین بھرتی کرتے ہین بلکہ جس مقام پر خاص اپنے زبان کا لفظ صحیح طور سے کہا سکتے ہین وہان بھی غیر زبان کے الفاظ استعمال کرتے ہین اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ عثمانیہ ترکون کی زبان تین بالکل مختلف زبانون کی مرکز ہوگئی اور کسیصورت سے نپڑھے یا ادنے درجہ کے لوگون کے سمجھہ مین نہین آتی۔

بارہا مجھکو اتفاق ہوا ہے کہ مین نے اپنے ترکی نوکرون سے ترکی زبانین باتین

کین مگر اہلوگون نے بالکل سمجھا ہی نہین اور کسیقدر عمدہ زبان تو عام لوگون کے سمجھ سے باہر ہے۔ کتابین لکھی گئی مگر طبع نہین ہوئین اور وجود ایسے کتابون کا کالعدم ہے۔ پس اس معاملہ مین ایسی عمدہ اصلاح ہوی ہے کہ مجھکو سخت تعجب ہوا ہے۔ بجاے اسکے کہ بڑے بڑے فقرے لکھے جائین جو بعض اوقات دو دو صفحون تک پہونچ جاتے تھے اب چھوٹے چھوٹے جملون مین لکھتے ہین اور الفاظ عربی و فارسی کے جگہہ پر موزون ترکی الفاظ اس ترتیب و تصریف سے آتے ہین کہ غالب تعداد عوام الناس کی بخوبی سمجھتی ہے۔ اس جدت اور آسان طریقہ رائج پا جانے سے اخبارات نے بعجلت عجیلہ ترقی کی ہے اور جبکہ میرے وقت مین صرف ایک اخبار جریدہ حوادث نامی چھپتا تھا جسکو چند منتخب آدمی پڑھ سکتے تھے اب ترکون نے کئی روزانہ اخبار تک نکالے ہین جسکے ناظرین اوسیقدر زیادتی کے ساتھہ ہین جسطرح یورپ کے ممالک جنوب مشرق مین اخبار پڑھنے والے ہین۔ ہفتہ وار اور ماہوار اخبارات اور رسالہ بھی جاری ہین اور ہر دلعزیز لٹریچر روز افزون ترقی کے ساتھہ ادنی درجہ کے لوگونمین پھیلتا جاتا ہے۔ آپ لوگون کو صاف طور سے معلوم ہو سکتا ہے کہ علوم اسلامیہ مین خاصکر مذہبی جزو تھا جسمین دینیات تفسیر بیان منطق کی تعلیم تھی یہ سلسلہ تعلیم بجنسہ ہمارے یہان مڈل ایجز (زمانہ وسطی) مین مروج تھا۔ ہمارے علوم مغربی یعنے موجودہ علوم جدیدہ جس سے جدید شائستگی مراد ہے اوس زمانہ مین صرف بے توجہی سے نہین دیکھے جاتے تھے

بلکہ اپنے نفرت کی نگاہیں اُٹھتی ہیں - یہہ بات نہایت خوشی کی ہے کہ ترکون نے کامیابی کے ساتھہ اپنے قدیم تعصب اور خیالات کو کھو دیا جسکی بنیاد ہلوگ غلطی سے قرآن کی طرف منسوب کرتے تھے موجودہ سلطان کے عہد سلطنت مین ہمارے علوم جدیدہ کی کل شاخون کی ٹرکی مین خوب ترقی ہوئی اور مین اسبات کے کہنے مین مطلق مبالغہ نہین کرتا کہ جسطرح ٹرکی مین علوم جدیدہ اور علوم دینیہ کی ساتھہ ساتھہ تعلیم ہوتی ہے اوسکی نظیر یورپ کے کسی مقام مین نہین پائی جاتی پس آپکو موجودہ علم ادب کی کتابین عمدہ اور موزون زبان ٹرکی مین ترجمہ شدہ ملینگی ہان جابجا اصلی کتابون کا حوالہ دیا جائیگا جو بات کہ قابل لحاظ ہے کیونکہ اہل مشرق اسطرح اپنی سعادت سے اہل یورپ کا مقابلہ کر سکینگے -

بوعلی سینا ابن ظہر جاحظ خلیفہ وابن خلدون وغیرہ کی کتابین اور مخطوطین ہنوز اہل مشرق کے دلون سے جاتی نہین رہین - اگر انکو امانت - مہلت اور امن نصیب ہو تو وہ بجائے خود بہت ترقی کر سکتے ہین -

جس شے نے مجھے زیادہ متعجب کیا وہ یہہ ہے کہ موجودہ ترکی لٹریچر اس امر مین کوشش کر رہا ہے کہ ہلوگون مین سے نامور لوگون کی پبلک لائف کو جانچے اور ہمارے علما و فضلا کی حالات کو قلمبند کرے - چنانچہ مشاہیر نامی مجموعہ مین انگریزون کے نامور سیاحین - مدبرین - فوجی جنرل - حکما - صناع سیاح - انجنیر - تماشا گر وغیرہ کے تذکرے ملتے ہین - اور اما سیا یا دیا کے ترکون کو شکسپیر - گیرک - ڈارون - جیمس واٹ - ہربرٹ اسپنسر کی

کتابین اور اونکے تذکرے پڑھتے ہوے دیکھکر مجبوراً اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اونکی یہہ حالت غیر معمولی اور بالکل عجیب ہے۔ گذشتہ زمانے مین کسی مسلمان کیلئے یہہ بات ممکن تھی کہ وہ اپنا کچھہ وقت کسی غیر مسلم بے ایمان کے حالات پڑھنے مین صرف کرے جسکے لیئے اوسکا نام اعلیٰ سخت حرارت کا باعث ہوتا تھا جسطرح دیندار عیسائی مکریزی۔ بخاری۔ بیضاوی۔ جلال الدین رومی وغیرہ وغیرہ کا نام تک گوارا نہین کرتے۔ لیکن اب ایک عجیب تغیر تبدل ہوگیا ہے سخت تعصب اور بے ایمانی تو ہمیشہ خطرناک ثابت ہوی ہے لیکن اب خود غیر مذہبون نے اپنے مداح ملاؤن کو پایا ہے چنانچہ آپ کے مشہور کنین ٹیلر کے اہل اسلام بہت کچھہ معترف ہین میری راے مین یہہ بہت اچھی بات ہے کہ ایک دوسرے کی قدردانی کرے اور باہمی تعارف کا نتیجہ جانبین کا فائدہ ہے۔ ترکی کے جدید لٹریچر مین جو تبدیلی کیگئی ہے اوسکا ذکر کرتے ہوے یہہ بیان ضروری ہے کہ جو تبدیلیان حال مین کیگئی ہین انکا اثر صرف زبان تک محدود نہین رہا بلکہ اسی طرز تحریر اور عبارت مین اعلیٰ درجہ کی انشا پردازی اور مختلف علوم وفنون مین بحث کیجاتی ہے پرانے ترکی شاعری مین جو باتباع عربی اور فارسی کے تھی ہر ہر موقع پر بلبل شیدا کا نالہ باد صبا سے سرو چمن کا جھومنا عشاق سوختہ دل کے سینون سے دھوان نکلنا۔ اس ناپائیدار زندگی پر لعنت ملامت اور بہت سی اسیطرحکی فضول اور بے سروپا مبالغہ آمیز باتین جو ایشیائیون کے خمیر مین داخل ہوگئی ہین لکھی جاتی ہین یہہ باتین ترکون کے ساتھہ اوسوقت تک نہین جب تک وہ ایشیائی طرز و طریقہ

سے پیچھے ہوئے تھے۔ اور جب تک گذشتہ نقش قدم پر چلنا لازمی سمجھا تھا۔
جب انکو معلوم ہوا کہ علم و شائستگی کا آفتاب یورپ سے نہیں نکلتا بلکہ پچھم میں تو فوراً
وہ اوس جانب پھر گئے اور اپنے زندگی کے سنہلے طرز پر لگا دی جدید سامان تفریح و دلچسپی
کے مہیا کئے۔ پتلیاں فرق البتہ ترک ایشیائی لباس کیجگہ پر یورپین سادہ اور
کارآمد پوشاک اختیار کی۔ صرف کسیقدر ریخ کی یہہ بات ہے کہ فرانسیسیون کی
جو انکے وہان مقبول اسناد تھے قدم بقدم پیروی کی ہے لیکن یہہ ممکن
نہین ہے کہ فرانس کا جدید ترقی یافتہ لٹریچر ایسے قوم پر اثر نکرے جو مغربی
تہذیب کیجانب بہت کچھ جھک چلا ہے۔
بیشک یہہ بہتر ہوگا اگر ترک علمی رفتار مرانگریزی مفید علم ادب کیطرف خیال رجوع
کرین اور نمونتاً اپنے یہان جاری کرین اور پولیٹکس سے اپنے علم ادب کو خلط
ملط نکرین۔ لیکن ہمکو گون کو اس معاملہ مین زیادہ زور دینا نہین چاہیئے کیونکہ
خود ترکون نے اس جدید روش مین بہت کچھ ترقی کی ہے۔ حال کے
ترکی مصنفین مثلاً کمال بے شناسا افندی۔ فیا پاشا حامد بے سکرٹری
سفارت عثمانیہ لندن وغیرہ وغیرہ پر پورا پورا جدید روش کا اثر پہونچا ہے
اور انہون نے اس معاملہ مین بہت کچھ ترقی کی ہے۔ انکو اپنے ملک کی اعلیٰ
خدمت کرنیکا جوش ہوا ہے اور بعض انمین ایسے علمی قابلیت والے ہین کہ
نہایت افضل اور اعلیٰ یورپین قوم کے فخر ہو سکتے ہین۔ نہایت درجہ نگرانی
اور غور کرنے اور بار بار پیچیدہ مجلسون کے منعقد کرنے سے بالآخر وہ اسقدر کامیاب

ہوے کہ ملک کی خیر خواہی اور خود اعزازی خیالات کو بھڑکایا ہے جسکی ترکون
مین مثل جملہ مسلمانون کے سخت ضرورت تھی لیکن اگر اس خیال کی اسی طرح
پرورش ہوی اور ہدایت معقول ذریعہ اور طریقہ سے ہوی تو ایسے عمدہ نتایج
پیدا ہونگے کہ علم عقلاے یورپ دنگ ہوجائینگے خاصکر مدبرون کا وہ گروہ جو گمان
کرتا ہے کہ عثمانلیون کو صرف ترکون کی لاشون کو یورپ اور ایشیا سے باہر
پھینکدینا باقی ہے۔ اس امر کے بیان کی بہت کم ضرورت ہے کہ موجودہ
ترقی یافتہ جدید لٹریچر کی اشاعت سے مسلمانون کو عیسایئون کے ساتھ نفرت
کم ہوگئی اور آئندہ اور بھی کم ہوجائیگی اس تعصب اور اختلاف کی وجہ قرآن
مین ہے جیسا کہ علی العموم سمجھا جاتا ہے بلکہ عثمانلیون کا سلطنت روم کے ساتھ
پولیٹیکل برتاو ہے جو ہمیشہ جائز طور سے نہین ہوتا۔ اور جسکی وجہ یہی ہے کہ
تمام سلاطین کی بالاتفاق یہی خواہش ہے کہ جہانتک ممکن ہو سلطنت عثمانیہ
کے شاہی اقتدار کو صدمہ پہونچائیے۔ جب ترکون کو معلوم ہے کہ ہم عیسایی
انکو نظر محبت و التفات سے نہین دیکھتے تو انسے اس قسم کی امید رکھنی فضول
ہے۔ اگر ہم اس امر کے خواہشمند ہین کہ ہماری اصلاح دینا مین کارگر ہو تو
ہمکو ترکون کے دلو پر منقش کردینا چاہیئے کہ ہم ان مدبرین کے ہمراہی نہین
ہین جو مسلمانون سے مخالف راے رکھتے ہین بلکہ انکو اپنا بھای سمجھتے ہین۔

خاتمہ

اے میرے معزز لیڈیو اور جنٹلمنو۔ ترکی مین جو نمایان طور سے عام ترقی

ہوی ہے اوسکا یہہ خوش کن خلاصہ ہے جو مینے ابھی پیش کیا۔ اور ان واقعات کے روبرو جس سے کوی شخص انکار نہین کرسکتا ہلوگ اپنے دل مین خیال کرتے ہون گے کہ اس عام ترقی نے کیون ملک کی حالت مین ساتھہ ہی ساتھہ ہی بہتری پیدا نہین کی۔ اور سب سے بڑھکر یہہ بات ہے کہ ان باتون کے ہوتے ہوئے پھر سلطنت مین بظاہر انحطاط اور تعصب اور جکڑبندی کیون ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ مشرق مین ظاہری حالت سے حقیقت مین اصلی کیفیت نہین معلوم ہوتی۔ صرف وہی شخص نہین جو سرسری طور سے ملک کی سیاحت کرے بلکہ مدت دراز تک ایک یورپین کوٹھی مین قیام کرنے سے بھی اکثر اوقات حقیقت حال سمجھنے مین غلطی ہوجاتی ہے۔ علاوہ برین ایشیا اور یورپ کے اصلاح اور جدت پسندی مین بڑا فرق ہے جب ہلوگون نے اپنی جدید مہذب عمارت تعمیر کی تو زمین ہموار صاف اور بالکل خالی پائی برخلاف ایشیائیون کے کہ انکو اپنی جدید کوشش مین قدیم ترقی یافتہ اور نہایت وسیع و مضبوط مشرقی تہذیب کو ڈھاکر نئی عمارت کھڑے کرنی ہوتی ہے ان کو ایسے کھنڈرات اور آلودگیون کو دور کرنا ہوتا ہے جو محبوب قلوب ہورہے ہین۔ جب یہہ مشکل مرحلہ طے ہوجاتا ہے اور انکے قدیم نقش جو دلون پر مرتسم ہین رفتہ رفتہ مٹجاتے ہین تب نئی زندگی کی بنیاد پڑتی ہے اور ایسے خیالات کی کچھہ گنجایش ہوتی ہے جو پہلے نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ اب آپلوگون کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ ایشیا مین

کس بے سلیقگی اور بیدلی سے تبدیلیان واقع ہوتی ہین اور یورپ کے تجملی کا رروائیون سے کسقدر فرق ہے۔ آپ لوگ (انگریز) جو ہمارے جدید تہذیب کے سرتاج ہین اگر ذرا غور سے اپنے پڑوسی عیسائی اقوام کو ملاحظہ کرین تو بہت ہی بڑا فرق خاص ملک یورپ مین پائینگے۔ اگرچہ آرٹ اور سائنس کی بہت کچھ ترقی ہوگئی ہے مگر اب بھی ایک سے زیادہ عیسائی اقوام کو اوسی تاریک سوسائٹی اور تدابیر ملکی مین پائینگے جو گذشتہ زمانہ مین انکا حال تہا اور اسلئے تبھی کہ وہ ایشیای کہلائے جاسکتے ہین کیونکہ میری راے مین یورپین سویلزیشن کی شان شوکت بڑی بڑی فوج رکھنے مین نہین ہے بلکہ آزادی عطا کرنے اور بے روک ٹوک علمی اور دماغی جوہر کے آزادانہ اظہار مین ہے۔

پس اگر بہت سے ہماری ہمقوم اہل مذہب (عیسائی) انیسوین صدی کے بہتر مستفید نہین ہوسکے تو آپ کیون امید رکھتے ہین کہ ترک اس قدر جلد اپنے قادر ہوجائین اور کیون انسے کہا جائے کہ وہ یکبارگی مشرق سے پہلکر مغرب مین چلے آوین اور سیکڑون برس کی مسافت یکبارگی طے کرین آپ لوگون کی یہہ کہنے کی عادت ہوگئی ہے کہ ہم انتظاری کرتے کرتے اور اپنے تہذیب آموز کوششون کے نتیجہ کی راہ تکتے تکتے تہک گئے۔ لیکن یہہ آپ کی غلطی ہے آپ ان نتایج سے ناواقف ہین جو اس وقت سے دوست اپنی کامیابیت کو پہونچگئے۔ جو تخم چند عشرہ پیشتر بویا گیا تہا اوس سے جو نازک کونپل نکلی ہے آپ نے اوسکی پوری طور سے قدر نہین کی۔ میری

رائے مین سب سے بہتر یہی ہے کہ صبر اور انتظار کرین اور مجھکو کامل یقین ہے کہ ہماری موجودہ تہذیب ضرور بالضرور مشرق مین ترقی کریگی اور عثمانیہ ترک اور تمام مسلمانان ہندوستان کے سب سے پہلے مسلمان ہونگے جو ہمارے ترقی کے قدم بقدم چلینگے اور انہین سے یورپین علوم و فنون تہذیب و شائستگی کی اشاعت دور دراز اہل مشرق مین ہوگی۔

یہ میرا ایمان اور وثوق کامل ہے بجائے اسکے کہ اہل اسلام کو حوصلہ دیا جائے اور انکی اعانت کیجائے مین کسیطرح مسلسل الزام دہی اور بدنامی کو جو مسلمانون کیلئے کیجاتی ہے ہرگز پسند نہین کرتا۔ اور اس سے زیادہ مین اس گروہ مدبرین سے مخالف رائے رکھتا ہون جنکا سرمایہ ناز صرف یہی ہے کہ وہ ہر طرح کی دقتین جانفشان ترکون کی راہ مین ڈالنا چاہتے ہین اور ایسے قوم کی مضحکہ ملامت کرنیکو مستعد ہو جاتے ہین جنکا حال بہت ہی کم جانتے ہین۔ اس غیر منصفانہ برتاو سے صرف ہمارے تہذیب آمیز کوشش کو جھوٹا ہی نہین سمجھتے اور ہماری اغراض مین بٹہ نہین لگتا بلکہ ہمکو اپنی عام ترقی اور تہذیب کا اس سے خطرہ ہو گیا ہے کیونکہ حال مین جسقدر ترکون کی قوت مین انحطاط ہوا ہے اسی قدر یورپ کی عام امن و امان کا سخت خطرہ ہو گیا ہے۔ روس روم کے آخری جنگ کے بعد سے یورپ کی افواج سہ گنہ ہو گئی یہانتک کہ انگلستان کے محصول ادا کرنے والے جنکو مخصوص طور سے کبھی یہہ کہنے کا فخر نہین ہوا کہ "ہماری تمام قوم مسلح ہے" بہت کچھ اپنے شاہی مفاد کی محافظت کے لیے روپیہ دینے پر مجبور کئے گئے ہین اور

بجاے معمولی اشاعت تہذیب و شائستگی کے جسکے لئے وہ ہمچشم اقوام مین ممتاز تھے
اب اہل انگلستان کو جنگ اور خونریزی کے سامان بہم پہونچانے مین وقت صرف
کرنا پڑیگا - اے معزز لیڈیو اور جنٹلمنو یہہ نہایت ہی مناسب وقت ہے کہ ہم ان تعصب
انگیز اور غلط کاریون سے جو ابتک معاملات مشرق کی نسبت ہماری رہنما تہین
خیرباد کہین - انہین اسباب سے انگلستان جسکو پہلے تمام مسلمانان ایشیا دوست
اور محافظ مسلمانان کہتے تھے اب رفتہ رفتہ وہ روش اختیار کرنا چاہتا ہے اور
اس سلطنت کے مطابق کارروائی کر رہا ہے جسکو تباہ کنندہ سلام کہتے ہین - آپ کی مشہور
اور شاندار ملکہ جو زاید از پنج کرور مسلمانون پر حکومت کرتی ہین وہ اپنے اس رعایا کی جو
کل مین چھٹوان حصہ ہے علانیہ دشمن نہ بنیگی اور نہ اسے باشندگان انگلستان
جو اپنی اصول انصاف پسندی اور آزادی سے مشہور آفاق ہوا اس جنس قوم کی
دل آزاری جایز سمجھوگے - جو صرف تم سے رنگ مذہب مین جدا - نہین -
ہرگز نہین کیونکہ میری بات یقین کرو کہ جب تک تم اپنے شریفانہ اصول
انصاف و ہمدردی کو اپنا دستور العمل بنائے رکھوگے تمام دنیا مین عزت
و ہر دلعزیزی ہوگی اپنے نامور بزرگون کی بیش قیمت میراث قایم رکھنے
سے انگلستان صاحب عظمت - قوی اور خوش رہیگا -

آئین قیصری

سلسلہ کے لیئے رسالہ حسن نمبر ۳ جلد ۲ ملاحظہ ہو

باب دوم

ڈپارٹمنٹل سسٹم یعنے سررشتہای ملکی کا نظم و نسق

ہم نے باب اول مین یہہ بیان کیا ہے کہ سلطنت انگریزی نہ تو شخصی ہے نہ نوعی ہے نہ جمہوری ہے بلکہ وہ تینون سے مرکب ہے اسلئے اسمین تمام اغراض ملکی شامل ہین اور ہر فرقہ حکمرانی مین داخل ہے - وہ پادشاہ اور پارلیمنٹ کے دو ہوس یعنے دیوان اعلیٰ اور دیوان ادنے پر منقسم ہے - خاندان شاہی تمام خاندانون کا سرتاج ہے اپنا یہہ استحقاق رکھتا ہے کہ اس مین سے سورونی پادشاہ ہو خواہ مرد ہو یا عورت - جو امرا ایسے ہین کہ وہ مالک اراضی کے حیثیت سے امارت رکھتے ہین وہ پارلیمنٹ کے دیوان اعلیٰ ہوس اوف لارڈز مین اعتبار اور اقتدار رکھتے ہین متوسط درجہ کے لوگ اور پیشہ ور اور تاجر اور کشاورز جنکی کارپردازی سے سرمایہ زندگی سرانجام پاتے ہین اور جو اپنی محنت سے دولت ملک بڑہاتے ہین وہ دیوان ادنے یعنی ہوس اوف کامنز مین سارا اختیار اپنے مٹھی مین رکھتے ہین - پارلمنٹ کے دونو دیوان کا کام یہہ ہے کہ قانون بنائین - کاروبار سلطنت کے لیئے روپیہ فراہم کرین - برائے نام تو توضیع قوانین و آئین کا اختیار پادشاہ کو حاصل ہے - مگر درحقیقت علانیہ اقتدار منسٹری یعنی وزرا کو حاصل ہے جو پادشاہ کے نام سے اجرا قوانین

کرتے ہین - یہہ مجمع وزرا پارلمنٹ کے دونون دیوان کے منتخب ممبرون سے بنتا ہی - یہہ وزرا اپنے اپنے تمام کامون کے لیئے پارلمنٹ کے روبرو جوابدہی کے ذمہ دار ہوتے ہین جب پارلمنٹ کو ان پر اعتبار نہین رہتا تو پادشاہ کو کاروبار سلطنت کے لیئے مشیر اور وزیر انتخاب کرنے پڑتے ہین -

پادشاہ کو لیئے ضرور ہی کہ اس کا مذہب پروٹسٹنٹ چرچ اوف انگلنڈ کا ہو - اسکو صلح و جنگ کا اختیار ہی - جس مجرم کا چاہے جرم معاف کردے پارلمنٹ کے اجلاس کو ملتوی کردے - جب چاہے اس کو جمع کرلے - سکہ جاری کرے - خطاب دے - کوی قانون بغیر پادشاہ کی منظوری کے جاری نہین ہوسکتا - اصل یہہ ہی کہ پادشاہ کے سارے اختیارات وزرا کے ہاتہہ مین رہتے ہین اور انہین کی بدولت تمام کاروبار سلطنت چلتے ہین - پادشاہ کے نام سے وہ سلطنت کا کام کرتے ہین مذہبی اور دنیاوی ممبر پارلمنٹ کے دیوان اعلی مین بتفصیل ذیل ہوتے ہین -

انگلش آرچ بشپ	۲	انگلش بشپ	۲۴	کل ۲۶
		دنیاوی		
انگلش بورڈنی پیر	۲۸۷			
اسکوٹ لینڈ "	۴۳			

ائرلینڈ	۷۸
سکوٹ لینڈ کے منتخب ممبر پارلیمنٹ کیلئے	۱۶
ائرلینڈ کے "	۲۸
	۴۵۲

اس دیوان اعلیٰ کا صدر انجمن لارڈ چانسلر ہوتا ہے۔ سب سے اعلیٰ درجہ کی عدالت یہہ ہے۔ اس مین تمام محکمہ جات ماتحت کا اپیل ہوتا ہے۔ سوا اون قوانین کے جو روپیہ سے متعلق ہوتے ہین اور تمام قوانین کے مسودات کا آغاز اسی دیوان سے ہوتا ہے۔

دیوان ادنے کامن* ہوس کے ممبر کو تمام ملک کے قصبات و دیہات کی رعایا مین سے وہ لوگ منتخب کرتے ہین جو کچھ مالی اور تعلیمی حیثیت قدرے قدرے رکھتے ہین۔ اسکی تفصیل یہہ ہے۔

	انگلستان	اسکاٹ لینڈ	ائیر لینڈ	میزان
از مختلف اضلاع (کونٹی)	۱۸۷	۳۲	۶۴	۲۸۳
از شہر و قصبات (سٹی و بورو)	۳۰۱	۲۶	۳۹	۳۶۶
از دارالعلوم (یونیورسٹیان)	۵	۲	۲	۹
میزان	۴۹۳	۶۰	۱۰۵	۶۵۸

اس دیوان کے صدر نشین کو سپیکر (انجمن کی طرف سے تقریر کرنے والا) کہتے ہین۔ اسی کو بادشاہ تک تقرب ہوتا ہے جب پارلمنٹ جدید مقرر ہوتی ہے تو اسکے شروع سال مین ایک نیا سپیکر انتخاب ہوتا ہے۔ روپے سے جو متعلق قوانین ہوتے ہین ان کے مسودات کا آغاز کامن* ہوس مین

* ہوس آف کامنز۔

ہوتا ہے۔ اس لئے کہ رعایا ہی حقیقت مین ملک کی تنومندی اور شادمانی کا سرمایہ ہوتا ہے۔ وہ چشمہ دولت ہوتا ہے جس کی آبیاری سے ملک کی خشک سالی رفع ہوتی ہے۔ اسی کی خوش دلی کے نسیم سے ملک کا گلبن سرسبز و شاداب ہوتا ہے۔ غرض دولت کے خزانون کی کنجی اس دیوان کے ہاتھہ مین رہتی ہے۔ یون اسکا دباؤ بادشاہ پر بہی ہوتا ہے۔ ضرورت اور احتیاج کے وقت تو وہ دیوان اعلیٰ پر بہی غالب ہوتا ہے منسٹری یعنے مجلس وزرا کو کومن ہوس* بڑا سہارا دیتا ہے وہ بادشاہ کو یہہ مشورہ دے سکتا ہے کہ نئے پیر (امیر) کا جنکی تعداد کافی ہو مقرر کرے کہ جس سے ہوس آف لارڈز مین غلبہ آرا ان کی طرف ہو۔ اس قسم کی دہمکی اکثر لارڈ کے ہوس کو ہنر یت دلاتی ہے۔ اس سبب سے وہ کامن ہوس کی اطاعت کرتی ہین۔

توضیع قانون کا دستور یہہ ہے کہ مسودہ قانون کا آغاز اس دیوان مین ہوتا ہے۔ اور اس کے پاس ہونے مین یعنی نافذ یا اجرا ہونے مین ایک عرصہ لگتا ہے اول دفعہ صرف قانون کا مسودہ بغیر کسی مباحثہ کے پڑہا جاتا ہے اور اسکے چہپنے کا حکم ہوتا ہے۔ اسکی تفصیل سے ممبرون کو اطلاع دی جاتی ہے۔ اور اسکی اشاعت ہوتی ہے۔ پہر دوسری دفعہ پڑہنے کی تاریخ معین ہوتی ہے۔ مباحثہ اسپر ہوتا ہے اور رائین دی جاتی ہین کہ وہ اس پڑہنے کے بعد کو پاس ہوگا یا نہین۔

* ہوس آف کامنز

اگر پاس ہوتا ہی تو دیوان کے ممبر اس کے ہر فقرہ پر مباحثے کرتے ہین اور رائے دیتے ہین - پھر وہ ایک منتخب کمیٹی کے سپرد ہوتا ہے - جسکے ممبر انہین ممبرون مین ہوتے ہین جو اس ہوس کے ہوتے ہین جس مین مسودہ قانون پیش ہوا ہے - جو اس کمیٹی کا پریسیڈنٹ ہوتا ہی وہ بمنزلہ سپیکر کے ہوتا ہے - مباحثون کی قواعد وضوابط کی شدید پابندی اکارروائی کے وقت ذرا ڈھیلی ہوجاتی ہے - جب کمیٹی و قانون ترمیم وتغیر پاکر پاس ہوجاتا ہے تو اسکی اطلاع دیوان کو دی جاتی ہے جو اوس کے تیسری دفعہ پڑہنے کے لیئے تاریخ معین کرتی ہے - جب یہہ تیسری دفعہ پڑہ کر ایک دیوان مین پاس ہوتا ہے تو وہ دوسرے دیوان مین بہیجا جاتا ہے - اس دیوان مین بہی وہ سب مراتب طے ہوتے ہین جو اوپر بیان ہوئے - اگر اس دیوان مین کچہ اسکی ترمیم وتغیر ہوئی تو وہ پہر اس دیوان مین بہیجا جاتا ہے جہان سے آیا تہا - اگر اس نے اس ترمیم اور تغیر کو تسلیم کر لیا تو قانون پاس ہوجاتا ہے نہین تو پہر دونو دیوان ایک کنفرنس (یعنے اجتماع) کر کے اختلافات کا فیصلہ کرتے ہین -

جب یہہ بل یعنے مسودہ قانون دونو دیوان مین جس طرح اوپر بیان کیا ہے پاس ہوجاتا ہے تو پادشاہ کی منظوری ہوتی ہے اور پہر وہ ایکٹ بنجاتا ہے - پادشاہ یہہ منظوری بذات خاص دیتا ہے یا کمیشن کے ذریعہ سے - پادشاہ کبھی اس قانون کے منظور کرنے مین عذر

نہین کیا۔
پادشاہ کی صلاح کار اور مشیر وزیر جو پریوی کونسل کہلاتی ہے اسکے ہر ممبر کے اعزاز کے لیئے اسکے نام کے ساتھ رائٹ آنریبل کے الفاظ لکھے جاتے ہین پارلمنٹ کی مدت قیام سات برس ہے۔ عہد ۱۷۱۶ء سے چھ برس سے زیادہ کوئی پارلمنٹ کارفرما نہین رہی۔ جناب ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت مین تو کوئی پارلمنٹ پانچ سال سے زائد قائم نہین رہی۔
برٹش کولونی اور ان کے متعلقات اور مضافات مین تمام معاملات سلطنت گورنر اور اوسکی کونسل کے اختیار مین ہوتے ہین۔ وہ بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوتے ہین اور ایک سکریٹری اوف سٹیٹ لنڈن مین رہتا ہے۔ جو گورنر جنرل کونسل کا افسر اعلی ہوتا ہے۔ وہ کی بی نٹ کا ممبر ہوتا ہے۔ جو کولونی قدیمی ہین اور خوب آباد و شاد ہین انکی سلطنت کی بنیاد سیلف گورنمنٹ پر رکھی گئی ہے یعنے لیجس لیٹو گروہ (مجلس توضیع قوانین) ہوتا ہے جو رعایا کی طرف سے منتخب ہوکر مقرر کیا جاتا ہے۔
کینڈا مین اس قسم کی گورنمنٹ کی ایک مثال ہے جس مین گورنر جنرل کو اگزیکیوٹو پور (یعنے تنظیم و تنسیق ملک کے اختیارات) حاصل ہین اور ایک پریوی کونسل اسکی معاون ہے۔ جو پادشاہ کی طرف سے

مقرر ہوتی ہے۔ لیجس لیٹو کونسل مین دو ہوس ہین ایک سینٹ یعنی اپر ہوس (دیوان اعلیٰ) جس مین ۱۵ ممبر ہین جو گورنر جنرل اور اسکی کونسل کی طرف سے مقرر ہین اور دوسرا کامن ہوس* (دیوان ادنےٰ) ہے جس مین دو سو ممبر رعایا اپنی طرف سے پانچ سال کے لئے منتخب کرکے مقرر کرتی ہے۔ پھر لوکل گورنمنٹ مین جس مین لفٹنٹ گورنر مقرر ہین وہ اپنی اپنی توضیع قانون مختص المقام کے واسطے جدا کونسل رکھتی ہین۔ اس مین دو ہوس ہوتے ہین جنکی کیفیت اوپر بیان ہوئی آسٹریلیشیا کی کولونی مین اس قسم کا انتظام گورنمنٹ کا ہے لیکن لیجس لیٹو کے اپر ہوس (دیوان اعلیٰ) ہین ممبر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوتے ہین۔

نیوزیلینڈ ۔۔۔ نیو ساوتھ ویلز۔ کوئینس لینڈ۔ مین سے ہر ایک کولونی مین گورنر ہوتا ہے اور اسکے ساتھ ایک ایکزیکیوٹو کونسل ہوتی ہے جسکے چار یا پانچ ممبر ہوتے ہین۔ ایک لیجس لیٹو کونسل جس مین پندرہ یا بیس ممبر ہوتے ہین۔ ان سب کا تقرر بادشاہ کی طرف سے ہوتا ہے مگر ایک دیوان ادنےٰ توضیع قانون کا ہوتا ہے جس کو رعایا انتخاب کرکے مقرر کرتی ہے۔ ساوتھ آسٹریلیا مین تمام کولونی کی رعایا لیجس لیٹو کونسل کے لئے ممبر انتخاب کرتے ہین۔ اور ٹیسمانیا اور وکٹوریا مین دولت مند اور

* ہوس آف کامنز۔

بڑے آدمی رعایا مین سے ان کو انتخاب کر کے مقرر کرتے ہین - باقی
اور سب باتین انمین یکسان ہین ہندوستان بارہ حصون مین منقسم
ہے - ایک گورنر جنرل اور وائس رائے ہوتا ہے - مدراس - بمبئی
جس مین ملک سندہ بھی داخل ہے ان مین سے ہر ایک مین گورنر
رہتا ہے اور اسکے ساتھہ ایک کونسل ہوتی ہے - بنگال - ممالک مغربی
جس مین اودہ شامل پنجاب ان مین سے ہر ایک لفٹنٹ گورنر رہتا ہے
بنگال اور ممالک مغربی مین کونسل بھی ہے - سنٹرل پراونس یعنے
ممالک متوسط - آسام - برہما مین سے ہر ایک مین چیف کمشنر رہتا ہے
اجمیر - برار - کورگ - اندمان - جزائر نیکوبار یہہ سب گورنر جنرل
کے ماتحت ہین ان مین ایک گورنر جنرل کا ایجنٹ رہتا ہے - لنکا یعنے
سیلون جو ہندوستان سے علیحدہ ہے - اس مین لوکل اور امپیریل
گورنمنٹ دونو شامل ہین مگر امپیریل گورنمنٹ کو غلبہ و ترجیح ہے -
گورنر اور اکزیکیوٹیو کونسل کے پانچ ممبرون کا تقرر بادشاہ کی طرف سے
ہوتا ہے لیجسلیٹو کونسل مین پندرہ ممبر ہوتے ہین - پانچ .....
اکزیکیوٹو کونسل کے ممبر اور چار اور ملازم گورنمنٹ اور چھہ ممبر غیر ملازم -
آئین قیصری کے سمجھنے کے لئے اوپر کی باتین ضرور یاد رکھنی چاہیئے
بغیر اُن کے بہت سے باتین اس کتاب کی سمجھہ مین نہین آئینگے -
(۲) حکام متعہد و غیر متعہد یعنے اہل قلم کا حال جو کہ سے نیٹڈ اور اُن کو نیٹڈ

کہلاتے ہین انتظام ملکی کا مدار اہل سیف اور اہل قلم پر ہوتا ہے - اہل تیغ ہی فتنہ و فساد کے خس و خاشاک کو اپنی قہر و غضب کی آگ سے جلاتے ہین اور آسایش اور آرام کا چراغ روشن کرتے ہین - اہل قلم ہی کے دانش کی آبیاری سے ملک کا گلستان طراوت پاتا ہے - اول ہم اہل قلم کا حال لکھتے ہین جنکے سپرد تمام کاروبار سلطنت کا رہتا ہے - سارے ملک کی شادمانی اور آسودہ حالی - خوشدلی انہین پر موقوف ہے - اہل قلم دو قسم کے کہلاتے ہین ایک کو سے نینڈ یعنے مستعہد دوسرے اَن کوی نینڈ یعنی غیر مستعہد - اسلئے ہم حکام مستعہد کی حکایت سناتے ہین کہ ان کا آغاز کیونکر ہوا اور اب انکا کیا حال ہے - وہ کس خوبی سے اس ملک کے اس انتظام سلطنت کو سنبھالے ہوئے ہین کہ کہین اسکی نظیر مشکل سے ملیگی جب سرکار کمپنی کی کارگاہ تجارت نے جون بدل کر بارگاہ سلطنت کی صورت مین اپنے تئین دکھایا تو ضرور ہوا کہ اسکے ملازمون کی بہی لیاقت جو تجارت کے فن حسب حال تہی وہ کاروبار سلطنت کے لئے موزون کی جاے - یہہ ملازم ایسے تہے کہ جنہون نے انگلستان مین بہی تربیت اور تعلیم اچہی طرح نہین پائی تہی اور جیسی تعلیم ان کی ہوی تہی وہ تجارت کے لئے تہی نہ حکومت کے واسطے - ان مین اکثر سوا نقل نویسی کے کام کے اور کوی لیاقت نہ رکہتے تہے الکاتب کالحمار کے مصداق تہے بہی کہاتے کے جوڑ میزان تین پانچ سات

پانچ کر کے لگا لیتے تھے۔ حکومت کے کاموں کی اوآر بھی ان کے کان میں نہیں پڑی تھی۔ یہہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ان میں ایک سے یہہ کہا جائے کہ تو تجارت کو ہاتھہ نہ لگا۔ اور ایک ضلع کا حاکم اور مجسٹریٹ بن جا۔ ہزاروں لاکھوں آدمیوں کے حقوق کا انفصال کر۔ دوسرے سے یہہ ارشاد ہو کہ تو کلکٹر بن اور تحصیل داگذاری کر۔ جو ایسے انجمٹے کا کام تھا جسکی سمجھہ میں اچھے اچھوں کی عقل حیران ہوتی تھی۔ تیسرے کو یہہ حکم ہو کہ ہندوستانی دربار میں رزیڈنٹ بن۔ چوتھے کو یہہ فرمایا جائے کہ سفیر بن کر ہندوستانی سرکار میں جا۔ بھلا کجا یہہ کام کجا سوداگری سلف کے بیچنے خریدنے کا کام۔ ان کاموں میں زمین آسمان کا فرق ہے جس دماغ میں کہ تجارت کے سود و زیان کا سودا ہو اس میں سلطنت کا خیال کہاں سے آئے علاوہ اسکے جو غلطی کہ لارڈ کارنوالس نے کی کہ گورنمنٹ کے کام کو کوئی ہندوستانی ہاتھہ نہ لگا وہی لارڈ ولزلی کو بھی مرغوب ہوئی تو بے ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کا سب سے پہلے یہہ کام تھا کہ وہ اپنے اسباب حکومت درست کرے۔ سو لارڈ ولزلی کو اپنے دماغ عالی سے یہہ تدبیر سوجھی کہ انہوں عالیشان مدرسہ بنام فورٹ ولیم کالج ملازموں کی تعلیم و تربیت کے لئے بمنظوری کورٹ آف ڈائرکٹرز کلکتہ میں قائم کر دیا۔ اور اپنی سیر چشمی اور تونگر دلی سے فقط طالب علموں کے کھانے کا خرچ

ماہوار پانچہزار روپیہ مقرر کیا اور انگلستان سے بڑے بڑے عالم فاضل تعلیم کے لیئے بلائے اس بلند خیال نے اس کالج کا مقصد و خیال سے کیا اول یہہ کہ ملازمون کی تعلیم انگریزی کی تکمیل ہو دوم ہندوستان کے حالات اور ہندوستانیون کے زبانون اور علمون اور رسم و رواج و آئین انکی قوانین کی تعلیم ہو۔ پہلا خیال تو سراسر غلط تہا اس لئے کہ ہندوستان مین انگلستانی تعلیم کی تکمیل کرانی گھوڑے کے منہ مین دمچی دینی اور دم مین لگام لگانی تہی بہلا انگلستان کا سا اسباب تعلیم و تربیت یہان کیونکر بہم پہونچ سکتا تہا۔ مگر یہان دوسرا خیال نہایت صحیح تہا کہ یہان دوسرے قسم کی تعلیم ہندوستان مین ہوسکتی تہی اس کا انگلستان مین کرانا کہ کوہ و طانگ سے چلنا سیکہتا تہا۔ وہان یہہ اسباب کیسے بہم پہونچ سکتا تہا کہ انگریز پنڈتون کے سبہا مین بیٹہے ہوئے باتین کرتے ہین۔ دہرم شاستر پڑہ رہے ہین اور سنسکرت زبان کی کتہا سن رہے ہین۔ مولویون سے فقہ اور شرع کا سبق لے رہے ہین ان کے پند و وعظ سے محظوظ ہو رہے ہین۔ بے تکلف ہندوستانیون سے زبانین بول رہے ہین۔ اور سیکہ رہے ہین۔ ہندوستانیون کے رسم و رواج و آئین قوانین خود بخود آئینہ کی طرح آنکہون کے سامنے چلے آتے ہین۔ گورنمنٹ انگریزی جو قانون اس ملک کے لئے بنائے اس کو بے محنت و مشقت سمجہتے ہین۔ کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اس خیال سے

کہ معلوم نہین ہندوستان کا اس کالج کے قائم رکھنے مین کسقدر روپیہ خرچ ہوگا۔ لارڈ ولزلی کو قطعی حکم بھیجدیا کہ مدرسہ برخاست کرو۔ اس حکم کے پہنچنے سے لارڈ صاحب کو نہایت رنج و ملال ہوا۔ ان کو اپنی اس تجویز پر وہ فخر و ناز تہا کہ فتح میسور پر نہ تہا۔ حکم کی تعمیل بمجبوری کرنی پڑی اسلئے حکم تو لکہا دیا کہ مدرسہ بند کیا جاے مگر اٹھارہ مہینے اس کو لیت و لعل مین رکہا اور مدرسہ کچھ نہ کچھ جاری رہا۔ اس عرصہ مین اپنے دوستون کو وادیلا کے خط لکہے۔ کورٹ آف ڈائرکٹرز کو تبلایا کہ خرچ سے نہ گھبراؤ راہداری کا ایک نیا ٹیکس لگاتا ہون کہ اس کالج کا تمام خرچ وصول ہو جائیگا۔ اسپر ڈائرکٹرز نے حکم بھیجدیا کہ فورٹ ولیم کالج کا فقط اتنا حصہ قائم رہے کہ اس مین ہندوستان کی زبانون کی تعلیم ہو۔ اور باقی ملازمان ہند کی تعلیم کے لیے ولایت مین ایک بڑا شاندار ہیلی بری کالج قائم کرلیا۔ کیا زمانہ تہا کہ ایک وحشیانہ ٹیکس سے تعلیم کا خرچ تجویز ہوتا تہا۔

غرض جب سے کہ سرکار کمپنی کے تجارت کے کارخانے سلطنت کے کارخانون سے بدلنے شروع ہوئے اور انتظام ملکی کے لیے ایسے ملازمون کی ضرورت پڑی کہ جنکی لیاقت اور استعداد اور اخلاق اور عادات اعلیٰ درجہ کے ہون۔ اور شرافت خاندان بہی اسکے ساتہہ ہو۔ تو اس وقت سے اس سرکار نے ان کی تعلیم و تربیت اور

انتخاب اور تقرر کے قاعدے مقرر کرنے شروع کئے اور ہمیشہ اس مین کچھ تغیر و تبدل کرکے عمدہ بناتی گئی۔ ظاہر ہو کہ ایسے گروہ نوجوان شرفا کا صاحب لیاقت جب تک نہین ہو سکتا تھا کہ اسکے لئے کوئی خاص ترغیب و تحریص نہ ہو۔ اسلئے اس سرکار نے اسکے ساتھہ ایک معاہدہ کیا جس مین اس گروہ کی امارت اور شروت کی صورت پیدا ہوتی تھی۔ خاص استحقاق ان کو ملکی خدمات مین دئے اور تمام اعلیٰ خدمات کا ٹیکہ انہین کو دیدیا۔ ان کی مدت ملازمت بھی دراز نہین رکھی کہ جس سے وہ اس ملک مین رہ کر گھبرائے نہین رخصت پنشن کے حقوق بھی ان کو فیاضی کے ساتھہ عطا کئے۔ سال بھر مین دو مہینے کی رخصت بلا وضع تنخواہ۔ پھر تین برس مین فرلو۔ اکیس ۲۱ برس کی ملازمت کے بعد پنشن دس ہزار روپیہ سال تنخواہین اونچے درجہ مین چار ہزار روپیہ سال سے لیکر بارہ ہزار روپیہ سال تک متوسط درجہ مین چوبیس ۲۴ ہزار سال سے لیکر تیس ہزار روپیہ سال تک پھر اعلیٰ درجہ کے خاص عہدے جنکی تنخواہ تیس ہزار روپیہ سال سے لیکر ایک لاکھہ روپے سال تک۔ ان مین سے دس فیصدی تیس ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ تنخواہ پاتے رہتے ہین۔ غرض اس سرکار نے ایسے معاہدے ان افسرون سے کئے کہ اسکی خواہش بڑے بڑے عالی خاندان نوجوانون کو پیدا ہوئی۔ ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام مدت تک ہیلی بری کالج مین رہا۔ اگرچہ یہہ کالج اس وقت سے اٹھ گیا ہو

جب سے کہ مقابلہ کا امتحان شروع ہوا ہے۔ مگر اب تک بعض دانشمند اس کا بڑے طرفدار چلے جاتے ہین اور چاہتے ہین کہ ایک پبلک سکول یا کالج مقرر ہو جائے جس مین انگریز اور ہندوستانی دونو ملکر تعلیم پاسکین اور قومی افتراق جیسے ملکی معاملات مین خلل پیدا ہوتا ہے کم ہو جائے۔ سوشیل اتحاد یولی نکل معاملات مین بڑا اثر رکھتا ہے۔ جب تک یہہ کالج قائم رہا اس مین عالی خاندان نوجوان جو ایک ہی تہذیبی کے چٹے بیٹے ہوتے ہیں ایک ہی چشمہ تعلیم سے فیض یاب ہوتے تھے۔ ایک ہی کارخانہ کے گڑھے ہوئے اوزار ہوتے تھے وہ ایک ہی جگہ سے یہان روانہ ہوتے تھے۔ سب ہم خیال۔ ہم حال اس غیر ملک مین آتے تھے اور آپس مین آشنا و دوست ہوتے تھے۔ اسلئے اول مین آپس کا اعتبار اور حسن ظن باہم بہت ہوتا تھا جو کام ایک ان مین سے کرتا تھا دوسرا اس کو اپنا کام سمجھتا تھا۔ غرض ان کا ہم لیاقت۔ ہم حالت اور متحد ہونا اس ملک کے حق مین زیادہ نافع تھا۔ جب سے مقابلہ کا امتحان شروع ہوا ہے ایسے حاکم یہان آتے ہین جو جزائر برطانیہ اعظم کے مختلف مقامات کے رہنے والے ہوتے ہین۔ آپس مین کوئی اتحاد نہین ہوتا۔ ایک دوسرے سے ناآشنا ہوتے ہین۔ ان کی عادات اور خصایل مختلف ہوتی ہین۔ غرض اس ملک کو وہ فائدے نہین حاصل ہوتے جو ہیلبری کی تعلیم یافتہ سول افسرون سے حاصل ہوتے تھے

مقابلہ کے امتحان پر بعض بڑے بڑے عالم جو یونی ورسیٹون کے
پروفیسر ہین معترض ہین کہ اسکے سبب سے یونی ورسیٹی کے تعلیم
مین خلل پڑگیا ہے تعلیم جن کو تشبیہ غذا سے دی جاتی ہے - ایسی غذا سے
فائدہ ہوتا ہے جو ہضم ہو جس سے وہ بدل مایتحلل کا بنے - یون کوئی غذا
ٹھونسی جاے اور وہ ہضم نہ ہو تو اسے کچھ فائدہ نہین - یہی تعلیم کا
حال ہے کہ جو غذا نامرغوب کی طرح ہضم نہ ہو اور اسکی جگالی کرنی کی اہلیت
نہ ملے اور اوپر تلی جو لے ٹھونسی جاے تو وہ کچھ اثر اپنا دل و دماغ
پر نہین کریگی - سول سروس کے امتحان پاس کرنے کے شوق مین
بچے بن سمجھے علمون کو ذہن مین بھرتے چلے جاتے ہین اور ایسے امتحان
پاس کر لیتے ہین کچھ اس پر خیال نہین ہوتا کہ یہہ علم ہم کو ہضم بھی ہونگے
اور علم سے جو اصلاح فہم ہوتی ہے وہ ہوگی یا نہین - مگر ان مظلومون
کی داد فریاد کو کون سنتا ہے انگلستان کی پبلک اپینین (عام راے)
یہہ ہے کہ مقابلہ کا امتحان ہو - وہان اس پبلک اپینین (عام راے)
کا کوئی مقابلہ نہین کر سکتا -

اسلئے کہدیا کہ اگر تمہاری یونی ورسیٹون کی تعلیم بگڑتی ہے تو تم اسکی
خود اصلاح کرو ہم اپنا قاعدہ نہین توڑینگے - یہی ایک طریقہ ہے کہ جسکو
کوئی نالایق افسر بھرتی نہین ہونے پاتا -

غرض سیکڑون نقائص ابتدار سلطنت انگریزی سے اس سول سروس کے

تعلیم و تربیت - انتخاب و تقرر کے باب مین چلے آتے ہین - اب بھی سول سروس کمیشن کی ایک بھاری رپورٹ وزرا انگلستان کے روبرو پیش ہے - دیکھیے وہ کیا فیصلہ کرتے ہین -

۱۸۵۳ تک تو سول سروس مین تقریباً کل انگریز ہی تھے صرف اس سن مین یہہ تجویز ہوئی تھی کہ تہائی یا پانچ چھ حصے انگریزون اور ایک چھٹا حصہ ہندوستانی - لارڈ ولٹن کے عہد مین قانون سول اسٹیٹیو ہند جاری ہوا جس کے موافق یہہ امر قرار پایا کہ نہین ہندوستان کے عالی خاندان نوجوان اس خدمت پر مقرر ہون - مگر اب بہت سے آدمی یہہ کہتے ہین کہ یہان کے عالی خاندان آدمیون کی تربیت و تعلیم ایسی نہین ہوتی کہ وہ اس خدمت کے فرائض کو کماحقہ ادا کر سکین اسلیئے قانون تبدیل ہونے کے قابل ہے - غرض یہہ مباحث ایسے طول طویل ہین کہ ان کی گنجایش ہمارے اس مختصر کتاب مین نہین ہے اس سول سروس مین سے ایک افسر اعلیٰ ضلع کا حاکم ہوتا ہے جس کا دوہرا لقب کلکٹر و مجسٹریٹ ہوتا ہے - اگر اسکی تمام منصبی کامون کے مجموعہ کو بالتفصیل دیکھیے تو اس دوہرے لقب سے بھی وہ سمجھ مین نہین آتے - کئی نام رکھے جائین تو شاید سمجھ مین آئین ضلع کا رقبہ تین ہزار میل سے لیکر گیارہ ہزار میل تک ہوتا ہے - جسکی آبادی پانچ لاکھ آدمیون سے لیکر بیس لاکھ آدمیون تک ہوتی ہے - اب

یہ ایک افسر ہوتا ہے جسکو اس قدر رقبے اور اتنی رعایا کی رکھوالی اور ہر قسم کا بندوبست کرنا پڑتا ہے ایک افسر انگریزی جو ہندوستانیون پر سلطنت کرتا ہے نہ اتنے گدھون پر کمہار اور نہ بھیڑ بکریون پر گڈریہ حکومت کرسکتا ہے اتنا بڑا کام اوسی ایک افسر سے سرانجام ہوسکتا ہے کہ جسکی جسمانی اور روحانی قوا نہایت قوی ہون - اس حیثیت سے وہ ضلع کا کلکٹر ہوتا ہے - کہ زمین کی سرکاری جمع تحصیل کرتا ہے اور تمام خراج اور ٹیکس خواہ کسی قسم کی ہون ان کو وصول کرتا ہے - زمین کا بندوبست اسکے ذمے ہوتا ہے - آبپاشی خواہ نہرون سے ہو یا اور ندی نالون سے اسکا انتظام اسکو کرنا پڑتا ہے اور پبلک ورکس تمام اسکے ماتحت ہوتے ہین - تمدن و تہذیب رعایا کی ذمہ داری اسکے ذمہ ہوتی ہے میونسپل کے کام - لوکل بورڈ کا انتظام - زراعت خبرداری تجارت کی نگہبانی - اس حیثیت سے کہ وہ مجسٹریٹ ہوتا ہے اوسکو سارے ضلع کے رعایا کی جان و مال کی حفاظت کرنی پڑتی ہے - چورون - ڈاکوؤن - رہزنون - بدمعاشون کی گرفتاری اور تمام اقسام جرائم کی تحقیقات پولس کا انتظام اوسکی امداد کے واسطے اسسٹنٹ کلکٹر و مجسٹریٹ اور ڈپٹی کلکٹر و سب ڈپٹی کلکٹر تحصیلدار پیش کار اور اونریری مجسٹریٹ ہوتے ہین اور عملہ مین اہل کار بہت سے ہوتے ہین اور ایک سول انجینیر مع عملہ کے ماتحت ہوتا ہے - جو سڑکون اور تمام اضلاع کی عمارات تعمیر و مرمت کرتا ہے - مگر ان سب ماتحت افسرون کے کامون کی جوابدہی اور ذمہ داری اسکے ذمہ ہوتی ہے - ان کلکٹرون ہی کا کام ہے کہ وہ ملک کی

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-1

نصف آمدنی وصول کرتے ہین اور سارے ملک مین امن وامان قائم رکھتے ہین رعایا کی تہذیب اور اور اصلاح تمدن اور تعلیم کرتے ہین۔

حکام ضلع اکثر ایک ضلع سے دوسرے ضلع کو تبدیل ہوتے رہتے ہین۔ کیونکہ ان کی ملازمت کی صورت ایسی ہی ہے۔ ترقی کا ہونا۔ قدیمی ملازمون کا ملازمت سے کنارہ کش ہونا۔ رخصت بوجہ بیماری۔ فرلو۔ وغیرہ ایسی ان کی ساتھ لگی ہوی ہین کہ انکی تبدیلی ایک ضلع سے دوسرے ضلع مین لازمی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک افسر کو اپنے ایک ضلع کا تجربہ حاصل نہین ہونے پاتا۔ اپنے ماتحت افسرون کی عادات اور طبایع کا علم نہین ہونے پاتا۔ عملون کی کارروایئون سے واقف نہین ہوتا کہ وہ دوسرے ضلع بدل جاتا ہے۔ جہان اوس ضلع سے بھی زیادہ اجنبی ہوتا ہے۔ ایک ضلع مین بعض نہایت نازک معاملات پیچ در پیچ اسکے سامنے پیش تھے کہ ابھی انکا فیصلہ کرنے نہ پایا تھا کہ دوسرا کام اجنبی کے لیئے امو جود ہوا۔ وہ سارے معاملات ناتمام رہے۔ برسون۔ وہ جھمیلے مین پڑے رہے۔ بعض عاقل و دوراندیش یہہ رائے رکھتے ہین کہ جب ہندوستان کی حالت ترقی و تہذیب سے بیگانگی تو سول سروس کے واسطے انگلستان کی بار مین جو بڑے کارگذار ہینگے وہ منتخب ہوکر یہان آیا کرینگے۔ اور ہو مہ گورنمنٹ انکو مقرر کیا کریگی۔ سول کے حاکمون کی مقرر کرنے کا جو طریقہ بالفعل ہے اسکے اچھے ہونے مین شبہ ہے۔ اب اسکا آخری فیصلہ ہونیوالا ہے۔

اب ضلع کے یہہ حاکم متعہد اپنی طبیعت کے موافق کسی صیغہ مال یا دیوانی فوجداری کو پسند کرتے ہین - اُسی صیغہ مین ان کی ترقی ہو جاتی ہے - وہ سول و سشن جج مقرر ہو جاتے ہین یا کمشنر مال - اور سول جج سے ہائی کورٹ کے جج اور کمشنر سے بورڈ آف ریونیو پر ترقی کرتے ہین - سول جج دیوانی کے مقدمات کے اپیل سنتا ہے جو اسکی ماتحت عدالتون سب جج اور منصفون کی عدالت مین فیصل ہوتے ہین - اور بعض ابتدائی مقدمات بھی دیوانی کے فیصل کرتا ہے - اپیل فوجداری ضلع کے مجسٹریٹون کے فیصلون کی سنتا ہے اور جو بہارے مجرم ضلع کے حاکم دورہ سپرد کرتے ہین ان کا فیصلہ کرتا ہے - کشنر کلکٹر کے کامون کی نگرانی کرتا ہے اور ان کے فیصلون کی اپیل سنتا ہے - جج کے فیصلون کے اپیل ہائی کورٹ یا چیف کورٹ مین ہوتا ہے - یہی عدالت ہائی کورٹ سب سے بڑی عدالت ہے - گورنمنٹ کے دارالحکومت مین ایک ہائی کورٹ یا چیف کورٹ ہوتا ہے کلکتہ مدراس - بمبئی - الہ آباد مین ہائی کورٹ اور لاہور مین چیف کورٹ ہے - یہہ اختیار اسی عدالت کو ہے کہ وہ برٹش رعایا یعنے وہ رعایا جو جزائر برطانیہ مین پیدا ہوے ان کو فوجداری کے مقدمات کی تحقیقات کرے اور فیصلہ کرے - جتنے اضلاع اسکے ماتحت ہین ان کے عدالتون مین جو مقدمات فیصل ہون ان کا اپیل سنے - وقانونون کی اصلاح اور اجرا مین بھی گورنمنٹ کی مددگار ہوتی ہے وشرکٹ مین جو سولیین ہوتے ہین وہ اپنے ساتھہ ولایت سے کوئی تجربہ وعلم ہندوستان مین نہین لاتے ہین بلکہ وہ یہین اپنی ملازمت کے عرصہ مین حاصل کرتے ہین - وہ انگلستان کے

بارمین یا ان کورٹ مین یہان آنے سے پہلے کچھ کام نہین کرتے - باوجود اس بات کے ان کے سامنے یہان جو مقدمات پیش ہوتے ہین وہ بڑے پیچ دار ہوتے ہین ہندون کے دہرم شاستر اور مسلمانون کے شرع کے دقیق مسائل ان مین ایسے شامل ہوتے ہین کہ ان کا فیصلہ کرنا نہایت دشوار ہوتا ہے اسلئے یہہ راے قرار پاگئی ہے کہ ہندوستانی دیوانی مقدمات کو بہ نسبت سویلین کے زیادہ عمدہ طرح سے فیصل کرتے ہین - زیادہ تر اختیار دیوانی مقدمات مین ہندوستانیون ہی کے اختیار مین ہے -

ہای کورٹ کی تفصیل یہہ ہے کہ

بنگال

ایک چیف جسٹس	تنخواہ چھہ ہزار روپیہ ماہوار
چودہ جج	تنخواہ ۱۶۶۶ روپیہ ماہوار

مدراس

چیف جسٹس	تنخواہ پانچ ہزار روپیہ ماہوار
چار جج	تنخواہ ۳۷۵۰ ماہوار

بمبئی

چیف جسٹس	تنخواہ پانچ ہزار روپیہ ماہوار
سات جج	تنخواہ ۳۷۵۰ روپیہ ماہوار

ممالک مغربی و شمالی

چیف جسٹس	تنخواہ پانچ ہزار روپیہ ماہوار

چار جج تنخواہ تین ہزار سات سو پچاس روپیہ ایک جج کی رسائی ہمیشہ خالی رہتی ہے

پنجاب

ایک چیف جسٹس تنخواہ چار ہزار روپیہ ماہوار

تین جج تنخواہ تین ہزار روپیہ ماہوار

ممالک متوسط اودھ مین سے ہر ایک مین

ایک جوڈیشل کمشنر

برٹش برہما مین

ایک ری کورڈر اور ایک جوڈیشل کمشنر

ہای کورٹ مین چیف جسٹس اکثر انگلستان کے بار سے بیرسٹر مقرر ہوتے ہین اور تمام ہای کورٹ کے ججون کا تقرر بادشاہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

حکام متعہد کا تقرر اور خاص محکمون و سررشتون کے لیے بھی یہی ہوتا ہے۔ جیسے سمندر کا کلکٹر۔ پریس پاکسٹم کا کمشنر۔ پوسٹماسٹر جنرل۔ نمک کا کمشنر۔ افیون کا کمشنر۔ اکونٹنٹ جنرل۔ آب کاری کا کمشنر۔ جنگلات کا دائرکٹر۔ اور متفرق صیغے ہین جن مین حکام متعہد کو توکل گورنمنٹ افسر بنا دیتی ہے جیسے کہ دائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن۔ محکمہ زراعت کا دائرکٹر۔ سمال کاز کورٹ۔ یعنے محکمہ خفیفہ کے بھی حاکم سولیین مقرر ہوتے ہین۔

ہم نے ابتک ان اہل قلم کا ذکر کیا جو کوی نیٹیو سروس یعنے حکام متعہد سے متعلق تھے ان کی تعداد فہرست مین کچھ اوپر نو سو ہے جن مین دسوین حصہ کے قریب ہیلیری

کالج کے تعلیم یافتہ ہین مگران کی تعداد ہر سال کم ہوتی جاتی ہو اور چند سال مین اسکی نوبت صفر پر پہونچ جائیگی - باقی سب مقابلہ کے امتحان مین پاس ہوکر مقرر ہوئے ہین - ان نوسو(۹۰۰) مین سے چند سو کے قریب بنگال و ممالک غربی شمالی اودہ و پنجاب و ممالک متوسط مین ہین اور مدراس مین ۱۵۵۰ - اور بمبئی مین ۱۴۰ ہر سول کا حاکم دو لاکھ آدمیون پر فرمان روائی کرتا ہے - ان حکام کی تنخواہ کا خرچ اس ملک کے ہر باشندہ پر دو پائی پڑتا ہے - جو لوگ یہہ راے رکھتے ہین کہ سویلین کی تنخواہ کم کردی جائے وہ بڑی غلطی پر ہین - اگر یہان انگریزون کی ضرورت ان عہدون کی واسطے ہے تو ضرور ہی کہ وہ اپنے کامون کے لایق سب طرح سے ہون - ان کی جسمانی قوا نہایت قوی ہون دیانت دار ہون - راست گفتار - راست کردار ہون - ان مین کم از کم متوسط درجہ کی لیاقت ہو - یہہ لیاقتین مفت اور سستی تو ہاتھ نہین لگ سکتین - ہر زان لبلت گران بحکمت - گورنمنٹ جب زیادہ تنخواہ نہ دے تو کون یہان ہندوستان مین آنا قبول کرے - یہان کام کرنا ایسا مشکل ہو کہ انگلستان کے تمام کالجون اور اسکولون کے وہ طالب علم اچھی طرح چلا سکتی ہین جو کہ ان مین لب لباب اور انتخاب ہون -

گورنمنٹ ہند تمام ملکی خدمات کے لیے ان کو لایق سمجھتی ہو - بعض دفعہ وہ ان کو ایسے کام سپرد کردیتی ہو جن کو وہ بالکل نہین جانتے - اور ایسے افسرون کے سر پر بٹھا دیتی ہو کہ جنکی ساری عمر اس کام مین بسر ہوتی ہو - اور اُن کی حسن خدمات سے ایسے جگہہ ہی وہ اچھی نتیجے پیدا کرلیتی ہو - بس ملازمون کی تنخواہ کی کمی کی صلاح

دینی اس ملک کے ساتھ دشمنی کرنی ہے۔

سویلین آغاز جوانی مین بڑے جوابدہی کے مناصب پر ہندوستان مین مقرر ہوکر آتے ہین وہ خوشی خوشی تن دہی کے ساتھ سخت قواعد کے پابندی کرتے ہین اور بندات خاص انتظام سلطنت کے بڑے بڑے بھاری کام ایسے لوگون مین بجالاتے ہین کہ جن کی زبان مذہب - دستور بالکل ان کی ملت - رسم و رواج سے مختلف ہوتا ہے جتنا کوئی مشکل کام ان کے روبرو آتا ہے اسکے سرانجام دینے مین وہ ہی استقلال اور ترقی کو کام مین لاتے ہین۔ اپنے حسن انتظام کے بے بہا فائدون سے یہان کی رعایا کو مستفید کرتے ہین وہ اپنی قوم کی نیکنامی کرتے ہین - جو سوا اس ادار فرایض منصبی کے اس ملک کے علم بڑھانے مین پرجاتے ہین - مثلاً کسی کو یہان کی زبانون کی تحقیقات کا شوق ہوگیا - کوئی علوم قدیمہ مین بال کی کھال نکالنے لگا - کوئی عمارات کہنہ اور آثار قدیم کے تفتیش کے درپے ہوگیا کسی کو علم جغرافیہ مین تفحص کی سوجھی - کوئی شکار کا ہوکا تجسس کرنے لگا - کوئی حیوانات نباتات - معدنیات کی تلاش مین رات دن ادھیڑبن کرنے لگا - تو اسکی زندگی یہان ایسی لطف اور مزہ سے گذرنی لگتی ہے کہ وہ انگلستان کو بھول جاتا ہے - ہندوستان اس کو زیادہ دل کش اور دل چسپ معلوم ہوتا ہے - اس کا چھوڑنا سخت ناگوار ہوتا ہے بعض سویلین ان علمون مین ایسے نامور گذرے ہین کہ ان کا نام قیامت تک قایم رہیگا - مگر جو سویلین ان اوپر کی باتون سے خالی رہتے ہین - ان کی ہندوستان کی ملازمت ایک بے لطف جلاوطنی ہے - مدت ملازمت ایک قیدگران حالت - ان کی دل لگی سوا اسکے یہان نہین ہے کہ وقت فرصت مین مئی نابے تکلف کام ہون اور خالی بیٹھے ہوے وقت کاٹا کرین -

اب یہہ تو ان اہل قلم کا بیان ہوا جو کوئی نینٹڈ سویلین یعنی حکام متعہد کہلاتے ہین۔ اب ہم تمو غیر متعہد اہل قلم کا ذکر سناتے ہین کہ یہہ اہل قلم پہلے ہندوستانی اور یورشین یا اینگلو انڈین یعنی وہ دوغلی اولاد جو سابق کے اہل یورپ کی۔ ہندوستانی عورتون سے پیدا ہوی تھی اکثر ان مین سے سرکاری دفترون مین کلرک یا ماتحت افسر اضلاع مین ہوتے تھے لیکن اب پچھلے زمانہ مین جب سلطنت انگریزی اپنی معراج پر پہونچی۔ اور ملک کی ترقی اور اسکے خزانون کی افشاں کی ضرورت پڑی تو یورپ سے غیر متعہد اہل قلم بلائی گئی۔ اور بڑے بڑے عہدون پر مقرر کئے گئے۔ گورنمنٹ کے سکرٹریٹ دفترون مین وہ مقرر ہوے۔ ایجوکیشنل ڈپارٹمنٹ یعنی شعبہ تعلیم مین مقرر ہوے۔ ٹیلیگراف۔ (تار) فورسٹ۔ (صیغہ جنگلات) آبپاشی۔ نہر۔ اسٹیٹ ریل وے۔ اور بہت سے سرکاری سررشتون مین وہ ملازم ہوے۔ بعض انمین سے ایسے صاحب لیاقت ہوتے ہین کہ وہ اپنی متعہد ہولین سے کسیطرح کم نہین ہوتے۔ وہ اپنے کام سے خوب آگاہ ہوتے ہین ان کی تعلیم بھی کچھ اپنے متعہد بھائی بندون سے کم نہین ہوتے۔

نمک۔ افیون۔ آبکاری۔ سٹامپ۔ جنگلات۔ آبپاشی۔ پبلک ورکس (تعمیر عمارات) تعلیم ریلوے ٹیلیگراف یہ سب محکمون مین عہدے پاتے ہین اور ان مین متعہد سول افسر اعلی مقرر ہوتے ہین۔ ان سب کے واسطے ہندوستانی دعوی کرتے ہین کہ ہم کو ملا کرین۔ ان سے زیادہ ہم ان کامون کو لیاقت سے سرانجام دے سکتے ہین فقط

محمد ذکا اللہ

مین کیون مسلمان ہون

اپریل سال گذشتہ مین ایک پرجوش و آزاد رائے حامی مذہب کی طرف سے ناظرین "نارتھ امیریکن ریویو" کو اس خیال کے بے بنیاد ہونیکا یقین دلایا گیا تھا کہ "قرآن کا قانون مردے کے ہاتھ کی طرح سرد اور اکڑا ہوا ہے۔ اور سین ملایت اوسی وقت پیدا ہوسکتی ہے کہ وہ ہاتھ کاٹ ڈالا جاوے" اور "مسلمانون کے خیالات کا پہلا قاعدہ یہہ ہے کہ تبدیلی کی گنجایش نہین" *

اردو مین ان خیالات کے پیش کرنیوالے کو بڑا افسوس ہے کہ تربیت یافتہ راقم کے حالاتِ مکان و زندگی کی اطلاع نہ مل سکی۔ پھر بھی ناظرین "حسن" کا شوقِ تلاش مین تمام تر مایوس ہوجانا اچھی بات نہین۔ اسلیئے ہم اونکو تمام و کمال تحریر پڑھنے کی ہدایت کرتے ہین:-

مین کیون مسلمان ہون

ایماندارون کی حفاظت اور ساونپر مہربانی کرنیوالے خدا کے بے انتہا رحمت تھی کہ مین ایشیائی اور مغربی علوم و ادب سے سرفراز ہوکر تلاش روشن ضمیری و صداقت مین دنیا کے ارد گرد پھرا۔

اطلاع و معلومات کی نہرین جو بڑے سرچشمہ صداقت سے اس وسیع عالم (یعنے دنیائے ظاہری) تک جاری ہین میری تازگی و شادابی روح کا باعث ہوین تب

* "فیوچر آف اسلام" (مصنفہ مسٹر ولفرڈ بلنٹ) مین باب "اسلام مین اصلاح" کا ابتدائی حصہ ملاحظہ ہو۔ محمد اہتمامین

مین مندرجۂ بالا کے جواب پر مستعد ہوا۔

جو سوال کہ اب سے ۳۰ برس قبل ایک نیم تعلیم یافتہ عیسائی نے آگرے کی ایک بازار مین وعظ کرتیوقت کیا تہا جسکو انگریزی انجیل پڑہنے کی حالت مین اکثر مین اپنے دل سے بہی کیا کرتا تہا۔ اور جو میرے دوران سفر یورپ و امریکا مین بعض پڑہے لکہے اور دانشمند لوگونکی زبان پر تہا۔ وہ اہم سوال یہی ہے۔ جو بیقراری اور بیتابی اس سوال نے مجہپر طاری کی خداہی کو اوسکا علم ہے۔

اپنے رسول کے اسم پاک کو لایعقل لوگون سے بزبان بے ادبی سنکر یا عیسائی مصنفین کی وہ عجیب وغریب غلط بیانیان پڑہکر جو اونکی مباحثہ انگیز تصانیف سے پیش کین فرط حمیت اسلامی سے بیچین ہوگیا ہون۔

افسوس! کہ مقدس جہاد کرنیوالونین قدیم تعصب دور نہین ہوا۔ اور ابہی تک (باانہمہ بیکسی) ایک صبر آمیز اطاعت کے ساتہہ اسلام کو فرمانروا عیسائیت کی اون باتونکا جواب دینا ہے جو اوسکی (اسلام کی) نسبت کی یا کہی جاوین۔

تقریباً ہر ایک مخالف اسلام تصنیف ایک تحقیقاتطلب دلکو خشک دریاے لامذہبی پر کہینچ لاتی ہے۔ اسلئے کہ انکے مصنف کتب الہامی پر بنائے مذہب وایمان کو پیر کے نیچے روندتے ہین اور شکوک وگمراہی پر اونکا اختتام ہوتا ہے۔

اثر یل سرسید احمد خان باشندۂ علیگڈہ (شمالی ہند) کی آزاد وحکیمانہ تعلیم کا یہہ نتیجہ نہ تہا کہ مین مدت تک دہریانہ خیالات مین مبتلا رہا۔ بلکہ لندن یونیورسٹی سے متعلق اسکولونکی تعلیم۔ اور خود لندن سوسائٹی کی اخلاقی حالت کسی شخص کا

عقیدہ کراماتی یا الہامی مذہب پر قایم نہین رکھ سکتی۔

یہ وہی دانا اور میرا ہمقوم معلم (انٹرپیل سرسید احمد) تہا جسنے کئی سال گذرے انجیل مقدس اوٹہاکر حضرت عیسیٰ کے یہ الفاظ پڑہے تہے کہ "خدائے تعالیٰ تمام انسانون کی عزت نہین کرتا۔ بلکہ ہر ایک قوم مین وہ شخص اوسکا مقبول نظر ہے جسنے ترس اور سچائی سے کام کئے ہین"

مینے مدتون مطالعۂ انجیل کیا لیکن کسی ایک بہی عیسائی معلم کی طرف سے اوس الہامی صداقت کا نشان نہین دیا گیا ہے جو بلاشبہ عجیب ہے۔ یہ ایک مسلمان ہی تہا جسنے مجہے عیسائیت کی وسعتِ مجموعی سمجہائی۔ اور آنحضرت کے مستثنیٰ اوصاف اور اعلیٰ اصول ذہن نشین کرائے جس سے بانی اسلام کے منشا و مقاصد بہ نسبت عیسائیت کے اصلاح شدہ معلوم ہوتے۔ اور محبت کئے جا سکتے ہین۔

"اوساکا" واقع جاپان مین مذہب بودہ کا تعجب انگیز طرز پرستش — "قاہرہ" مین درویشی رقص کی خوفناک گردش۔ ویلکن(۱) مین ترک و اعتشام کے مذہبی جلوس۔ لنڈن پروٹسٹنٹ گرجا ذکی پرشور آوازین ایسی ہی ہین کہ مین کعبہ کے طرز خدا پرستی پر ترجیح دیجاتا۔ یا پرخطر موج انکار مذہب کے پھیلنے سے مین آجاتا۔ لیکن انٹرپیل سرسید احمد خان نے میرے ہاتہہ مین ایک کنجی دیدی ہی

(۱) روسیہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے جو دریائے ٹیبر کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ یہان پوپ کا مکان۔ لائبریری میوزیم۔ عبادتخانہ۔ اور اکثر عمدہ عمارات ہین۔ مترجم

کہ نور صداقتِ باری تعالیٰ سے اختلاف مذاہب کے بند و تاریک کمرے وا اور روشن ہو سکتے ہین اور انسانی غلطیونکو دور کرینکے بعد صراط مستقیم بخوبی دیکھی جا سکتی ہے۔ بانیان اسلام و عیسائیت دونو اصلاح و انتخاب کرنیوالے تھے لیکن آخر کار دریافت ہو گیا تھا کہ نجات اور دلی آرام کا وسیلہ صرف خدائے پاک کی مرضی ہے (۱)

ہولی وار (یورپ کی مشہور مذہبی جنگ) کے بعد سے مذہبی تعصب اور قضیونکا تاریک ابر ہے جو مسلمانون اور عیسائیونکے مابین حایل ہے۔ اور یہی ایک چیز ہے جو روشنی کو روشنی کو روشنی ک

تبرکاً رکھی ہوی ہین - اور جنکی نسبت یہہ خیال نہین کیا گیا ہے کہ کسیوقت مین (جو بہت قریب ہے) نفرت کئے گئے مسلمان بے طرفدارانہ سماعت پر متوجہ ہون گے اور انکو دیکھینگے - تاہم ابی سینا - ابوالولید - ابوبا قر - غزالی کے دلون مین معرفت حق کو اعلیٰ درجہ کی تحقیقاتِ فلسفہ کے بعد بھی قایم رکھا -

عیسائیت کے چہرے کو مجلا کر نہوالا - رفتارِ علوم و ادب مین اقوام مختلفہ کی سرگروہی کرنیوالا اسلام ہی تہا اور اسی نے وہریانہ مذہب بودہ سے ہندوستان اور وسط ایشیا کو پاک کیا - وحشی و ناشایستہ فرقون کو سچے خدائے پاک کی پرستش سکہلائی اور انکے مالدار شہریونکی کوششون کو (جو بجائے سچائی کی اشاعت کے زبردست فریقی فوائد پر مبنی ہین) ناکام کیا - اور دعوے کرسکتا ہے کہ وہ ایک سو اسّی ملین بنی نوع کا عقیدہ ہے -

ہر جمعہ کا دن ہزارون شکرین خدا کو اسلام مین لاتا ہے اور یہانتک کہ خود مشنری بہی اسکے قایل ہین - سفید پوش عیسائیت قاتحانہ اخلاق و برتاؤ کے ساتھہ نہ تو مشرق مین اپنے وجود کو قایم کرسکی ہے اور نہ اپنے روحانی دعوون کے ساتھہ ایشیائی - "وحشیانہ صفت" اقوام کے موافق مزاج و حاجات ہے - مذہب اسلام کی تحقیقات جسقدر زاید کی جاویگی اوتنی ہی اون لوگون کی فرنگی اور قیسویت کو ترقی ہوگی جنہون نے اوسکی تعلیم اور اصول کی جانچ کی ہے -

"جان لوئیس برکہارٹ" جو سوئٹزرلینڈ کا پروٹسٹنٹ عیسائی - یورپ مین پہلا حاجی ہوا - (۱) مدتہاے دراز کی تحقیق سے مسلمان ہوکر رحلت کرگیا

(۱) ہمکو امید ہے کہ ایک دوسرے یورپین حاجی مسٹر الیف ایچ براون کی کیفیت اور اونکا ایک مضمون جو اسلام کی سوشیل حالت پر اونہون نے کچہہ زمانہ ہوا کلکتہ ریویو مین شائع کرایا تہا ناظرین سائنٹیفک گزٹ

اور قاہرہ مین دفن ہوا۔ "پال گریو" نے اپنے سفرنامۂ عرب مین بے انتہا تعصب صرف کیا تھا لیکن جو مضامین اونسے معاملات مشرق پر لکھے ہین اونمین اونکی رائے بہت کچھ تبدیل شدہ معلوم ہوتی ہے۔

"مسٹر باسورتھ اسمتھ" جو ایک بڑے عیسائی فرقہ کے عالم تھے اور جنہون نے بلحاظ ایک تعلیم یافتہ شخص کے مذہب اسلام کی تحقیقات کی تھی آخر کار مجبور ہوئے کہ سرور کائنات کو "پیمبر صادق" یقین کرین۔

تمام روئے زمین پر دو سو مسلمان بھی نہین ہین جو عیسائیت مین در آئے ہون۔ اور اتنے مسلمانون مین جو عیسائی ہوے ہونگے ایک بھی اپنے جدید مذہب پر قایم نرہا ہوگا۔

کہا جاتا ہے کہ اسلام تکلیف دیتا اور عذاب کرتا ہے۔ مگر بھائی صاحب ذرا ٹھہریئے! گھبرایئے نہین!!

مین "اسمتھ فیلڈ" گیا ہون جہانکہ عیسائی اپنے ہی برادران مذہب کے ہاتھون جلائے گئے تھے۔ مین "بوسٹن کامن" مین بھی رہا ہون جہان کو یکر[1] عیسائی پیوریٹن[2] عیسائیون کے دست مبارک سولی پر لٹکائے گئے تھے ؎

---

(۱) یہ لوگ ایک دوسرے کو آپسمین فرینڈ سے خاطب کرتے ہین ۔ مترجم

(۲) یہ وہ فرقہ مذہب ہے جسنے ملکہ الزبتھ کے عہد سلطنت انگلستان مین پرانی روایات وغیرہ سے انکار کر کے اصل عقاید عیسائیت کو برقرار رکھا تھا۔ اور لوگون نے نفرت سے اس فریق کا نام پیوریٹن رکھا ہے ۔ مترجم

جلوے میری نگاہ مین کوان و مکان کے ہین ۔ مجھ سے کہان پہنچے دل سے کہا نکے ہین
اور امر یکا مین بھی غور کرتا ہون تو صورت حسن[1] کو مذہبی آزادی نہین حاصل ہو۔

لیکن اسلام نے مذہبی آزادی کو نہین روکا ہی اور اس بات کے تو ہمارے عیسائی برادر بھی قائل ہین کہ جب مشرقی عیسائیون کے باشندون نے جو الوالعزم اور دلیر تھے بیت المقدس اور دمشق کو فتح کیا تہا۔ اور شام و فارس اون کے تحت حکومت مین آگئے تھے۔ تو عیسائیون کے ساتھ اونکا برتاؤ دوستانہ تہا اور قلیل شرائط سے اونکو زمین دی گئی تہی۔ اونکی حفاظت کے لیئے ہلکا ٹیکس باندھا گیا تہا اور ہمیشہ سرانجام رسوم مذہبی مین وہ آزاد رکھے گئے تھے۔

جب اسلامی فاتح خالد بن ولید نے دمشق کو عیسائیون سے لیا تب بھی اونھنے عیسائیون اور مسلمانونکو ایک ہی معبد مین نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی۔

مذہب اسلام "نیزے اور تلوار کا مذہب" بھی کہا جاتا ہے لیکن روے زمین پر کون مذہب ایسا ہے جسکی اشاعت فتوحات اور جسکا قیام سختی اور تعصب سے نہ ہوا ہو؟ وسط ایشیا کے ترکمان جسوقت مشرف بہ اسلام ہوے تھے تو عیسائی ممالک کے دہکا نیسے بہت زمانہ قبل اونھون نے باشندگان شام ہی کو دق کیا تہا۔

کامل مذہبی آزادی زمانہ حال کی ایجاد ہے۔ دنیاے سابق پورے طور پر اس لفظ سے آشنا نہ تہی اور اب بھی اس بات مین ذرا تامل ہے کہ آیا ایک سول میجسٹریٹ

---

[1] یونائٹڈ اسٹیٹس مین ایک شخص جو زنف اسمتھ نامی پنجمین اکثر کرامتون کا دعوی کیا تہا۔ اس دعوی کو تسلیم کرنیوالے "مورمن" کہلاتے ہین مترجم

بوسٹن کے ایک عیسائی باشندے کے اسلام قبول کرنے پر بے طرفدارانہ رائے دیگا یا نہیں؟

اکثر فرطِ عنایت سے یہہ ہی ارشاد ہوتا ہے کہ "اسلام مجموعہ بد اخلاقی ہے" یعنی معرکار و اجِ غلامی خلاف اخلاق ہے لیکن "وینیا" کی غلامی ایسی نہیں ہے۔ "بغداد" کی طلاق بڑی مخالف تہذیب ہے لیکن "چکاگو" (واقع یونائٹڈ اسٹیٹس) کی طلاق امر مستحسن ہے۔ بخارا کی تعداد ازدواج اعلیٰ درجہ کی بداعمالی و وحشت ہے مگر لندن کی سیمے پرستیان اور طبیعت داریان ایسی نہیں ہیں۔ اگرچہ یہہ امور اپنی جگہہ پر تسلیم کر لیے گئے ہوں کہ قسطنطنیہ کے مسلمان بلگیریا کے عیسائیوں سے بہت اچھے ہیں اور سلطان کے فوجی سپاہی (گو ایک سے زیادہ نکاح کرتے ہیں) اپنی پرہیزگاری اور غیر شراب خواری کی وجہہ سے عیاش برٹش ٹرجنٹ ہندوستان سے کہیں زاید قابل عزت ہیں۔ لیکن اسپنسر ہی اسلام ایسا ایم جوریل (مخالف اخلاق) مذہب ہے کہ مسٹر گلیڈ اسٹون یورپ سے نکلکر دو ریل بیگ و اسباب سفر اور بغداد پہونچانا چاہتے ہیں!۔

مخالف اسلام انشا پردازی کی بنیاد ہمیشہ اسی قیاس پر ہوا کرتی ہے کہ مسلمان ممالک مورلیٹی اور اخلاق میں عیسائی ممالک سے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

ہر ایک مسلمان اس قیاس کی واقعیت کو چند ہی ہفتوں کے قیام لنڈن پیرس اور نیویارک میں بخوبی دریافت کر سکتا ہے۔

غیر تربیت مسلمان بنظر اعلیٰ اخلاقی اوصاف کے غیر تربیت یافتہ عیسائیوں سے ہزار درجہ اچھے ہیں۔ اور اگر ہماری انتہائے شائستگی کی حالت میں موافق

فطرت اجازت نکاح و تلاق کوئی لامحدود اجازت ہو گئی ہے۔ تو خود عیسائی تعلیم نے اپنی آبادی کے بڑے بڑے مرکزون مین بدمستی و عیاشی کی اشاعت کی ہے۔ اسلیے بلورین مکانات مین رہنے والے عیسائیو ن کو اپنے ہمسایو ن پر پتھر پھینکنے مین سبقت نہ چاہیئے۔ یا جیسا ہمارے قرآن پاک مین ارشاد ہوا ہے کہ "ایماندارو! غلط بیانی سے باز رہو کیونکہ یہہ بڑا جرم ہے،، اپنے طریقہ پر غور کرنا چاہیئے۔ ڈر ہے کہ کہین اوپر کا حصہ بیان خارج از مضمون خیال کیا جاوے اسلیے مجھکو اصل سوال پر کہ باوجود واقفیت علوم مغربی۔ اور سیاحی دنیا۔ کسلئے مین آپ کو مسلمان کہتا اور امت محمد مین شامل کرتا ہون رجوع ہونا چاہیئے۔

ہمیشہ یہی سوال ہر ایک مقام کے تعلیم یافتہ مردون اور عورتون نے مجھ سے کیا۔ اور مینے اپنی پیچدار پگڑی۔ بلا بوتامون کے کرتہ اور پاجامہ سے زیادہ لوگون کو اسبات پر متعجب پایا کہ فصیح و بلیغ و اعظان عیسائیت کے سلسلہ ہا سے تقریر ایسی نہ تھی کہ مین ابتک قرآن پاک اور اوسکے احکام پر یقین کہتا ہا۔ چند سال گذرتے ہین کہ مین اپنے بزرگ باپ کی طرف سے وجود باری تعالی پر دلی یقین۔ اوسکی عبادات رحم و ہمدردی۔ خیرات کے ثواب۔ اور مقدس فرایض حج کا تمام عمر مین ایکبار ادا کرنا۔ ان پانچ ابتدائی اصول اسلام سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ اور ساتھہ ہی اوسکے یہہ مکمل و اہم اصول دین ہی میرے ذہن نشین کرا دیئے گئے تھے کہ خدا ایک ہے۔ اور کوئی اوسکا شریک نہین۔ اوسنے اپنی پاک مرضی کا اظہار مکمل طور پر آنحضرت سرور کائنات کے ذریعہ سے فرمایا ہے۔ اور

یہہ کہ انسان اپنی فطرت اور سب سے زیادہ خدا کے سامنے اون افعال کا جوابدہ ہے جو اوسنے دنیا مین کئے ہین - نوجوانی مین تو یہہ اصول میرے نزدیک محض خیالات سے تھے - اور ابتدا اُن اجزا کے مذہب اسلام کو عیسائی کتب مین پڑھکر مین نے اپنے عقیدہ مین جنبش پہی دریافت کی تہی - مگر تعلیم وسفر دنیا نے ان کی صداقت بخوبی ثابت کردی اور انسانی روح کی تربیت وصفائی کے لیئے جو باتین درکار ہین ین نے سب ان اصول مین پائین -

بلاشبہہ اسلام ایک مکمل و آخری مذہب ہے اور جب کہا جاتا ہے کہ محمد صلعم خدا کے رسول ہین تو کہنے والے کی نیت ہرگز یہہ نہین ہوتی کہ آنحضرت ہی خدا کے رسول ہین -

ہمارے مصنف و مورخ مانتے چلے آتے ہین کہ وجود اسلام کے قبل ایک لاکہہ ۲۴ ہزار انبیا گذرے جنمین سے ۳۱۰ خاص خاص مذاہب کے پیغمبر تھے - پس عیان امر ہے کہ بانی اسلام نے وحی والہام کی بابت کبہی وہ راہ نہین اختیار کی جو عیسائیون اور یہودیون کی ہے -

خود کلام مجید مین لقمان ہیبر - اور سکندر کے اون اوصاف کی تعریف کی گئی ہے جو اکثر پیمبرون سے مشابہ تھے - لیکن اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ افلاطون - سقراط - اور بودہ وغیرہ کو پیمبر مان لیا جاوے -

اسلام ہرگز مخالف عیسائیت نہین - سرور کائنات نے حضرت عیسیٰ کو پیمبر صادق تسلیم کیا - اور بے انتہا عزت کی جو ہر ایک صفحہ کلام مجید سے

ظاہر ہے۔ لیکن آنحضرت نے خود کو صرف خدا کا بندہ اور رسول کہا اور کسی اعلیٰ خطاب سے اپنے اسم پاک کو زینت نہیں دی۔

یہ صحیح ہے کہ بانی اسلام نے تثلیث کی تعلیم نہیں فرمائی۔ مگر سچا مسلمان جہانتک کہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ نور صداقت قبل پیدائش عالم موجود تھا۔ تثلیث کے ماننے والوں سے کہیں زیادہ خیال عرفت کے قریب ہے۔

آنحضرت نے عیسائیت کو ختم شدہ ہی نہیں سمجھا بلکہ حضرت عیسیٰ کی دوبارہ تشریف آوری دنیا سے تمام امت کو منتظر رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

کوئی اسلامی ملک نہیں ہے جسمیں عیسائیت کو وسعت و کامیابی ہوی ہو۔ کیلئے کہ اسلام ایک سادہ اور مشرقی طرز زندگی کے مناسب مذہب ہے اسنے اپنے پرفخر زمانہ میں خود کو قرطبہ اور بغداد کی شائستگی کے موافق حال رکھا۔ اور وسط ایشیا کی بت پرستی اور بداعمالی کے تنزل پر اسکی وسعت و ترقی کا آغاز ہوا۔ یعنی توحید و خدا پرستی کی ابتدا ہوئی۔

جو زبردستی عبادت مذہبی کے بارڈالنے میں انگلینڈ اور امریکا کی مشنریوں کی طرف سے عمل میں آئی یورپ کی تمام قومیں اوسکو بڑی نامہربانی خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ جدید عیسائیت طرحدار یورپین زندگی اختیار کرنیکے واسطے نہایت مناسب ہے۔ افسوس! حضرت عیسیٰ کے اصول (جو اپنے خیالات

و اخلاق میں ایشیائی تھے) تمام تر شاعرانہ کر دیے گئے ہیں۔

آنحضرت کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ نبی آخر الزمان تھے حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ کی رسالت صادق کی طرح (جنکی شہادت خود انہیں کی کتابیں دیتی ہیں) زبردست تاریخی ثبوت پر مبنی ہے۔ اسکے تلاش ثبوت میں ہمارے ناظرین مسٹر ارتھر گلن کی کتاب "اسٹوری آف دی سارسن" (Story of the Saracens) ملاحظہ فرمائیں جسمیں حضرت عیسیٰ کی پیدائش اور آنحضرت کی وحی کے حالات صحیح اور بالتشریح لکھے گئے ہیں۔

"محمد خدا کے رسول ہیں" یہ کلمہ کوئی فرضی اور خیالی بات نہیں ہے۔ وقت گیا جب بانی اسلام کو "فریبی" کہا جاتا تھا۔ خود یوروپین نکتہ چین سمجھنے لگے ہیں کہ محمدؐ کی تردید رسالت آخر کار عیسیٰ کی تردید رسالت پر مجبور کریگی۔

آنحضرتؐ کے عادات و اخلاق پر بھی احمق و جاہل لوگوں نے حملہ کیے ہیں۔ ڈین برینڈو" جسنے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان تک کی رسالت تسلیم کرنے میں ذرا بھی دقت محسوس نہ کی۔ آنحضرت کی بابت صریحی غلط بیانیوں کا مجموعہ ہے۔ نبی عربی پر خلاف راستی حملہ ہمیشہ عیسائی معلمین کے ضعف دلایل کی خبر دیتے ہیں۔

قرآن کی نسبت تو سر ولیم میور کا بھی اقرار ہے کہ ایک ایسی کتاب ہے "جو عالی و بلیغ اور صداقت سے بھری ہوئی ہے"۔ انجیل کی نظر ثانی بارہا کی گئی۔ لیکن مسلمان ۱۳ سو برس سے وہی ایک قرآن رکھتے ہیں جو اون کو رسول کی

دو برس بعد اون کو دیا گیا تھا۔ ریگستان کا باشندہ اوسکو ایک عجیب چیز جانتا ہے اور تعلیم یافتہ مسلمان خدائی بائبل کی قابل غور یادداشت خیال کرتا ہے وہ دنیا کی ہسٹری آف لٹریچر مین لحاظ ایک تاریخ ہونیکے بھی بے مثل ہے۔

انجیل کی نسبت یہہ امر دو صدیون بعد طے ہوا کہ وہ خدا کی کتاب ہے قرآن وہی ہے جو دو برس بعد ہی آنحضرت کے تسلیم کر لیا گیا تھا کہ الہامی یا وحی ہے قرآن پر اکثر مضحکہ ہی ہوا مگر جب روشنضمیری اور صداقت پر غور کر کے رائے دی گئی ہے تو ہمیشہ اوسکے عجیب ہونیکا اعتراف کیا گیا ہے۔

یہہ یقین یورپ مین دوامی ہے کہ اسلام ضد شائستگی اور انسانیت ہے اور یہی وجہ تھی کہ مسلمانونکی ایک نوآبادی (کالونی) امریکا مین قایم ہوتی اور جسکی نسبت یہہ امر یقینی تھا کہ یونائٹڈ اسٹیٹس باایںہمہ آزادیِ مذہب اوسکی روادار نہ ہوتی۔

مشنریون کی کوششون کو فیاض اسلام سے موید انہ رائے کی توقع ہو سکتی ہے۔ مگر لندن مین اگر ایک اسلامی مشن بھیجا جاوے تو غالباً تمام یورپ مسلح ہو کر مقابلہ کریگا۔

اسلامی خلیفہ پولیٹکل رفتار زمانہ پر نظر کر کے مشنریون پر رعایت اور اوسکی حفاظت کر سکتا ہے۔ لیکن کیا واشنگٹن کی کانگرس بھی کسی ایک مسلمان واعظ کو مستحق حفاظت و رعایت تصور کریگی؟۔

اسی قسم کے سوالات مینے اکثر کئے ہین اور جواب پایا ہے

کہ "جو کچھ ہو مگر اسلام ضرور رام مارل ہے"

ہمارا مذہب اسلئے مجموعۂ بد اخلاقی خیال کیا جاتا ہے کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنیکی اجازت دی گئی ہے۔ مگر کوئی شخص ایک فقرہ بھی اسکی شادی کی بابت انجیل کے کسی باب سے نقل کر سکتا ہے؟ سینے تو تمام انجیل چھانڈالی بجز اسکے کہ بشپ لوگوں کو صرف ایک نکاح پر قناعت کرنیکی ہدایت ہوئی ہے اور کچھ بھی اشارہ پایا نہین جاتا۔ فرقۂ پروٹسٹنٹ کے سینٹ لیوتھر نے "فلپ" کو دوسری شادی کی اجازت دی تھی اور کہا تھا کہ "اگر کوئی شخص دو سے زاید نکاح کرنا چاہیگا تو مین اوسکو منع نہین کرونگا اور نہ اوسکے اس فعل کو خلاف احکام خدا جانون گا"

اور پھر سدکردہ فرقۂ کیتھلک نے شاہ نپولین کو ایک ظالمانہ طلاق کی اجازت دی تھی۔ قرآن مجید نے بجاے تعداد ازدواج کی رغبت دلاکر اونکو چار تک محدود کر دیا ہے اور اوسمین یہہ قید سخت لگادی ہے کہ "اگر تم عدل نکر سکو تو ایک ہی کرو"

ایمان کی بات تو یہہ ہے کہ دنیا کے کسی مذہب نے وقوع فعل کو نہین روکا ہے اور کلکتہ کے مسلمانون سے زیادہ "تو چکاگو" کے عیسائی ایسے طلاق مین مبتلا ہین۔

ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک مین اب اس یقین کو ترقی ہے

کہ تعداد ازدواج احکام قرآن اور انسانی شایستگی دونونکی مخالف ہے۔ معزز مسلمان خاندانون مین طلاق ایسی قابل نفرت چیز خیال کی گئی ہے کہ کہین اوسکا وجود نہین۔

آنحضرت کی نسبت یہہ بھی مشہور کیا گیا ہے کہ آپ نے عرب کے متعدد خاندانون کو اجازت غلامی دی تھی۔ پہر بھی حضرت کے پورے ملک شام کے اجازت دینے سے بڑبکر نہین ہے۔ آپ نے قانونون مین اوسکے نیست و نابود کرنیکی فکر کی۔ لیکن اگلے انبیا کے کام مین بہت اندازی نامناسب تصور فرمائی۔ ہمارے عیسائی بھائیون کو تعجب ہوگا کہ انجیل مین لفظ "سلیو" (غلام) کا اطلاق "سرونٹ" (ملازم) پر بھی ہوا ہے۔

امریکا نے بڑی قتل و خونریزی کے بعد خود کو قید غلامی سے ازاد کیا ہے۔ لیکن نبی عربی نے پہلے ہی فرما دیا تہا کہ "جو ایک غلام ازاد کریگا آتش دوزخ اوسپر سرد ہوگی"

اونمین سے صرف ایک ہی صداقت کے حصول مین شایستہ عیسائیت کو انتہاے خونریزی کا سامنا ہوگا جنکو صدیان گذرین بانی اسلام نے فیاضانہ تقسیم کیا تہا۔ مذہب کی بیان کی ہوئی بہشت بھی ام مارل اور عیاشانہ خیال کیجاتی ہے۔ لیکن اسمین تو سرور کائنات کا منشا بجز تشبیہ کے اور کچھہ نہ تہا۔ اور اسکا بھی اقرار بیزلیم سیور کرتے ہین کیونکہ مشرق مین سوداے جستجو نے حقیقت رکھنے والونکا ہمیشہ

یہ یقین رہا ہے کہ وہ مجازی ذریعوں سے خود کو خدائی عشق و محبت میں محو کرتے ہیں اور اونکو روحانی خیالات کی صورت اکثر دنیاوی باتوں پر قیام پذیر ہوتی ہے۔ اور اسی کو وہ نزدیکِ حقیقت سمجھتے ہیں۔

الہام کی بابت فلسفیانہ ثبوت کی وقتوں سے تعلیم یافتہ عیسائی اور مسلمان دونوں آگاہ ہیں لیکن عقاید مذہب کی بے انتہا ضرورت پر مسلمان تاریخی شہادتوں اور روحانی تصدیقات کی طرف سے مجبور کئے گئے ہیں۔ اور سر نہیں اوٹھا سکتے۔ وہ سب سے زیادہ خدا کی مدد پر جیتے ہیں اور روزانہ عبادت میں جبہہ سائی کرکے استدعا کرتے ہیں کہ اُسے خدا ہمکو راہِ راست پر ہدایت کرے اور ان لوگوں کی راہ پر لا جسپر کہ تو مہربان ہے۔ ۳ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ مجھکو اتفاقاً حج ہوا تھا اور جوش اسلامی سے یہ صدا میرے لب پر تھی کہ "اے ذات پاک میں تیرے سامنے بیچارہ ہوں"۔ اوسی وقت میں مجھ سے کہا گیا تھا کہ رسوم حج قدیم وحشیانہ رسوم عرب کی باقی ماندہ نشانی ہیں۔ بجا ہے۔ اگر ہونگی تو قدیم یہودی عبادتخانوں کے مجسموں سے زیادہ وحشیانہ نہوگی"۔ آخر کار مخالف اسلام اقوام سے میل جول نے میرے دلمیں رسول اور خدا کی محبت چوکنی کردی ہے اسلیئے اور بھی لکھا جا سکتا تھا لیکن مختصر یہ ہے کہ "میں ایک مسلمان ہوں"، چونکہ میں نے اسلام میں اون بڑے روحانی راز کو پایا ہے جنکی آگہی انیز عرش صداقت تک رسائی ناممکن امر ہے فقط

مترجمہ
محمد اصغر حسین کلکتہ

ابن عباس
(از نارتھ امریکن ریویو)
اپریل ۱۸۸۸ء

دیباچہ
سفر نامۂ یورپ
مصنفہ
نواب مہدی حسین خان فتح نواز جنگ بہادر
مترجمہ
مولوی محمد عزیز مرزا صاحب۔ بی۔ اے و ایم آر اے۔ ایس۔ وغیرہ

ابھی چند روز کی بات ہے کہ ہمارے ہندوستانی دنیا کے اوس حصہ کے نام سے بھی مشکل سے واقف تھے جو سمندر کے اوس پار واقع ہے۔ سمندر کا سفر عام خیال مین کالے پانی سے مرادف تہا۔ یہ سچ ہے کہ اس صدی کے وسط مین بعض سخن طبیعتین رسم و رواج کی سد سکندری کو اپنے پر زور دی ہمت ہاتھون سے توڑ کر انگلستان پہونچین لیکن جو وہان گیا وہین کا ہو رہا واپس آنیوالون کے نام انگلیون پر شمار ہو سکتے ہین۔ اور سچ بھی ہے کوئی جانیکا نام لیتا تو کیونکر ایک طرف نوفطری دقتون کے خیال سے رونگٹا کہڑا ہوتا تہا دوسری طرف مذہبی خیالات تھے جو ایک قدم بہی آگے نہ بڑہنے دیتے تھے۔ انگلستان جانیکے یہ معنی تھے کہ انسان اپنے ذات برادری سے ہاتھہ دہو بیٹہے۔ اوس زمانہ مین جبکہ مغربی علم کی شعاعین ملک مین طلوع بہی نہوئے تہین کون شخص ایسے سخت نقصان کو گوارا کر سکتا تہا۔ جو لوگ کسی طرح انگلستان چلے بہی جاتے تھے وہ واپس آکر کچہہ ایسے

بجاتے تھے کہ گویا اس ملک کے باشندے ہی نہین اونہین کیا غرض تھی کہ وہ اپنے گرد و پیش گذرے ہوئے ہموطنون کو انگریزون کے اخلاق طرز تمدن اور طرق معاشرت سے آگاہ کرنیکی مصیبت مین پڑتے - اگر اس نظر سے دیکھا جاے تو یورپ کا ایک صرف ولچسپ سفرنامہ ملیگا کہ جو میرے دوست سر سید احمد نے ۱۸۶۹ء مین لکھا تھا لیکن اونکی توتعلیم سے ایسی لو لگی ہوئی تھی کہ اونہون نے اون چیزون کا بہت ہی کم خیال کیا کہ جو اونکی دلفریب مضمون سے متعلق نہ تھین علاوہ اسکے اس زمانہ کے سبب سے اب سے اور تب سے زمین و آسمان کا فرق ہو گیا ہے - جو چیزین کہ اوس زمانہ مین اونکی نگاہ مین حیرت انگیز اور دلچسپ معلوم ہوئی تھین اونسے اب ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے اسلیے اونکا حال اس زمانہ مین لکھنا تحصیل حاصل ہے -

انگلستان جانیسے میری اصل غرض یہہ تھی کہ دونو قومون کے دقیق اختلافات پر غور کرون اور اون وسیع تمدنی اور اخلاقی اصولون کو نگاہ بصیرت سے دیکھون کہ جنکے لحاظ سے انگریز اور ہندوستانی تمیز کیے جاتے ہین اور یہہ بھی دریافت کرون کہ آیا کوئی ایسا بھی طبقہ ہے کہ جسمین ہم اور وہ برابری کے ساتھہ ملسکتے ہین اور اگر ملسکتے ہین تو کس حد تک - میرا یہہ خیال بھی تھا کہ انگلستان کے رسم و رواج آئین و قوانین کا مطالعہ بھی عمیق نگاہون سے کرون اور اون لوگون کے درجہ کی نسبت راے قائم کرون کہ جو ہمپر حکومت کرنیکے لیئے آتے ہین - چونکہ مین بخوبی واقف ہون کہ بدقسمتی سے ہم انگریزون کی چال چلن طریقون کے ایجاد و ایسے ہی واقف

نہین ہمارے اور اونکے طرز خیال مین زمین و آسمان کا فرق ہی آپسکی غلط فہمیون سے انبار کے انبار لگ گئے ہین اور کچھ ایسی بارود کی سی خاصیت کتھوین کہ کسیوقت بھبک اٹھین تعجب نہین اسلیئے میرا ہمیشہ سے خیال ہی کہ ہر ہندوستانیکا جو ملکہ معظمہ کی وفاداری اور ملک کی ہواخواہی کا دم بھرتا ہی فرض ہے کہ انگلستان جاکر ان تحقیق مسئلون کا مطالعہ کرے اور اپنے علم کی روشنی سے اپنے ہموطنون کی تاریک غلط فہمیون کو دور کرے۔ اسوقت اگر مجھے افسوس ہی تو یہ ہے کہ کاش کوئی ایسا شخص اس کام کو اپنے ذمہ مین لیتا کہ جو بلحاظ اپنی درجہ اور لیاقت اور ذی حیثیتی کے مجھسے زیادہ اسکا مستحق ہوتا لیکن ہماری ایسی قسمت کہان جو کوئی ایسا عالیدماغ اس بار عظیم کو اپنے گردن پر لے اسلیئے مجبوراً یہ سمجھکر کہ ع قرعہ فال بنام من بیچارہ زدند۔ مین ہی اس پرانے مقولے پر ع کس نشنود یا نشنود من گفتگوئے می کنم۔ عمل کرتا ہون۔ اور امید کرتا ہون کہ میرے قابل ہموطن اور اپنے پرزور تحریرون سے میری رایون کی وکالت کرینگے اور اون باتون کو کر دکھائینگے کہ جو میرے دل مین ہین۔

مین نے انگلستان کی چیزون کو ایک معمولی پیش پا افتادہ متبع نظر سے نہین دیکھا ہی اور اسلئے مینے چھوٹی سی چھوٹی بات کے بیان کرنے مین بھی مضایقہ نہین کیا کیونکہ میری سمجھ مین صرف یہی ایک ایسا طریقہ تھا کہ جسکے ذریعہ سے مین اوس حالت کو اپنے ناظرین پر پیدا کر سکتا تھا کہ جو تجربہ نے میری دل پر کی تھی۔ مین بخوبی جانتا ہون کہ مجھ ایسے کس مپرسی ناچیز شخص کو روزنامچہ لکھنے سے کیا تعلق

لیکن تاہم مین خیال کرتا ہون کہ شاید اون لوگون کو جو کبھی انگلستان نہین گئے میری دانگی حالت کی زندہ تصویر دیکھنے اور میرے اون خیالات مین شریک ہونے سے کہ جو انگلستان اور انگریزون کے متعلق ہین کچھ نکچھہ فائدہ ہو رہی۔

انگلستان کی عام حالت پر ایک اجمالی نظر

خدا نے جیسا عظیم المرتبہ اس قوم کو بنایا ہے ویسا ہی عظیم الشان شہر لندن بھی ہے۔ شہر کا ہی کو ہی میدان حشر ہے نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا کی۔ گاڑیون کا تو ذکر ہی کیا ہے ریل مین بیٹھکر گھنٹون سن سن کرتے فراٹے بھرتے چلے جاو مگر پھر بھی ہر طرف لندن ہی لندن نظر آئے گا۔ سڑکین وسیع صاف ستھری بیچ مین ستونون پر ٹنگے ہوے ہین جنپر لکھا ہے "بائین ہاتھ" سڑکون پر عجب دلفریب سماں نظر آتا ہے لوگ ہین کہ اہلے کی طرح ٹوٹے پڑتے ہین خوبصورت خوشنما گاڑیان چمکتی جھمکتی بجلی کی طرح اور ہر آئین اور ہر گین چمکڑے بھی رینگتے گھسٹے لدے لدائے جا رہی ہین کرائے کی لمبی لمبی وکنٹین (آمنی بسین) مسافرون کو بٹھائی اوتارتی چلے جاتی ہین۔ لندن مین ہزارون محلے ہین مگر ہر مکان کا پتہ بے کھٹکے لگ جاتا ہے۔ اپریل تک سردی اور کہر کی انتہا نہین ہوتی۔ آفتاب مہینون اپنا جمال جہان آرا نہین دکھاتا نہین معلوم کس کو نے مونہہ چھپائے پڑا رہتا ہے۔ میری سمجھ مین تو اگر یہ ضرور آفتاب پرست ہونگے۔ اس زمانہ مین درختون کی ننگی شاخون پر ایک پتہ نظر نہین آتا لیکن ٹہنیون

شور وغل اور کامی لوگون کے پائے استقلال کو کوئی بلا نہین روک سکتی - سردی ہو کہر پڑے برف گرے مگر کیا ممکن جو آمد و رفت مین کمی ہو - کاروبار کی کثرت نے ہر شخص کے وقت کو قیمتی بنا دیا ہے - اگرچہ گاڑیون کی کمی نہین مگر پیادہ چلنے کا بہت رواج ہے سڑکون پر اکثر امیر آدمی پیدل جاتے ہوئے ملینگے - چونکہ ہزارون ہی پاپیادہ جاتے ہین اسلئے سڑک کے دونون طرف روشین بنی ہوئی ہین پھر کرائے کی آمنی بسین (یہ گاڑی ٹرمیوے کی گاڑیون کے طور پر ہوتی ہین صرف اسقدر فرق ہے کہ آمنی سڑک نہین ہوتین ہر طرف جاتے ہین کہین ایک لحظہ ٹہیر جائے جہان جانیکا قصد ہے اوسی جگہ کی آمنی بس موجود ہو جائیگی - بلکہ اس کثرت سے چلتی ہین کہ ٹہیرنے کی ضرورت ہی نہین ہوتی - ہر محلہ کی گاڑی کے جدی نگت ہے مگر اجنبی آدمی اپنی ناواقفیت کا دفعیہ کو چوانون سے پوچھکر کر لیتے ہین — آمنی بسون سے سستی کوئی گاڑی نہین - انکے بعد تہ زمین کے ریلین ہین جو ہر اسٹیشن سے چند منٹ کے بعد چھوٹتی رہتی ہین اور بالکل سطح زمین کے نیچے چلتی ہین - اسٹیشنون کی یہ کثرت ہے کہ لندن بھر مین کوئی مقام ریلوے اسٹیشن سے پانچ منٹ کے فاصلہ سے زیادہ نہین - تہ زمین کی ریلون کے علاوہ معمولی ریلین ہین جو اونچی اونچی پہاڑیون پر جنکی سطح مکانون کی چھتون کی برابر ہے چلتی ہین - لندن مین بیشمار ریلین ہین اور آپسمین مقابلہ بھی خوب ہے - ہر مقام سے دوسرے مقام کو جانیکے متعدد راستے ہین - گریٹ نارون (شمالی) گریٹ ویسٹرن لندن اینڈ نارتھ ویسٹرن - مڈلینڈ (درمیانی) گریٹ ایسٹرن

(مشرقی) سوتہ ایسٹرن (جنوبی مشرقی) سوتہ ویسٹرن (جنوبی مغربی) لنڈن بوا ٹمن اور سوتہ کوسٹ (ساحل جنوبی) لنڈن چیتھم اینڈ ڈوور نارتھ لنڈن اور بہت سے اور ریلوے کمپنیاں ہین - ان ریلون کے آخری اسٹیشن پینڈنگٹن یوسٹن کنگز کراس سینٹ پنکراس لورپول اسٹریٹ واٹرلو اسٹریٹ چیرنگ کراس لنڈن برج وکٹوریہ اور دوسرے مقامات ہین - اسٹیشن بلحاظ تعمیر کے بہی عالیشان ہین - بعض مقامات مین مثلاً وکٹوریہ مین کئی ریلون کا ایک ہی اسٹیشن ہے - اس لیئے مسافر کو بڑی پریشانی ہوتی ہے - پھر ہر اسٹیشن پر کئی پلیٹ فارم ہوتے ہین اسلیئے ٹکٹ لیتے وقت یہ بہی دریافت کر لینا چاہیئے کہ کونسے پلیٹ فارم سے سوار ہونگے - بڑے بڑے اسٹیشنون پر عجب ہنگامہ برپا رہتا ہے لحظہ بہر یہ حال رہتا ہے کہ ادہر ریلین آئین اور ادہر گئین - اگر آپ لنڈن اور اوسکے مضافات کے نقشے کو ملاحظہ فرمائینگے تو ریلون کا ایک اچہا خاصہ جال پہیلا ہوا نظر آئیگا - لنڈن اور اوسکے مضافات مین قریباً چھ سو اسٹیشن ہین - صرف کلیپہم جنکشن سے ہر روز چودہ سو ٹرینین گذرتی ہین مال گاڑیون کا ذکر نہین -

اسکے علاوہ کمپنیون[1] ہین چار پہیہ کی گاڑیان ہین - ہنسین ہین ہنسین دو پہیہ کی ہوتی ہین اور ایسی کشادہ ہوتی ہین کہ سیر و تماشے مین حارج نہین ہوتین چوکڑیان بہی بکثرت ہین اکثر بیرونی مقامات کی سیر کو اونین جایا جاتے ہین اور سرسبز کہیتون کے لہلہاتے ہوئے سمان دیکہکر زندگی کا لطف اوٹہاتے ہین بعض

---

[1] کرایہ کی گاڑیون کے نام ہین -

ایسے بہلے مانس بھی ہیں کہ ہیں تو شوقین مگر اتنا میسر نہیں کہ خود چوکڑیاں کرایہ کریں اسلیئے مالکوں کو کچھ دیکر انکنے کی اجازت لے لیتے ہیں۔ مالک بھی یہ سمجھتے ہیں ایک تو کوچبان کی تنخواہ سے بچے دوسرے کچھ پلے بھی پڑ گیا۔

لندن اور اوسکے مضافات میں متعدد باغات ہیں مثلاً ہائڈ پارک کنسنگٹن گارڈنس گرین پارک۔ رچمنڈ پارک کیو گارڈنس۔ اور زوالوجیکل گارڈنس (باغ حیوانات) وغیرہ وغیرہ۔ اکثر باغ نہایت خوبصورت خوشنما قابل دید ہیں درخت پھول پودے سب اپنی فطری حالت پر ہیں کہیں دست صنعت نے آثار بناکر کاری گری دکھائی ہے کہیں خوشنما تالاب اپنی سیمین سطح کی جھلک دکھا رہے ہیں۔ ان باغوں میں گاڑیوں گھوڑوں اور پیدل چلنے والوں کے لیئے علیحدہ علیحدہ سڑکیں ہیں۔ اوہر دن ڈہلا اور اتوار ہائڈ پارک میں جان پڑی ہزاروں نفیس گاڑیاں جنکے اندر وضعدار لوگ اور کوچ بکس پر کوچبان اور چپراسی خوش وضع وردیاں پہنے ہوئے بیٹھے ہوتے ہیں نکلتی ہیں۔ کبھی گاڑی گھوڑوں کی یہ کثرت ہوتی ہے کہ آمد و رفت بالکل بند ہوجاتی ہے۔ پیدل چلنے والوں کی تو یہ مجال کہاں کہ پولس کنسٹیبل کی مدد کے بغیر سڑک کے اس سرے سے اوس سرے پر چلے جائیں۔ سڑک کے دونوں طرف کرسیاں پڑی ہوی ہیں۔ ہر فرقہ اور ہر درجہ کے ہزاروں مرد عورت باغ کی شفاف پیدار و لفزار روشوں پر گلگشت کرتے پھرتے ہیں۔ اور تھک تھک کر کرسیوں پر بیٹھ جاتے ہیں مجکو بے اختیار اس سمان کو دیکھکر حکیم قاآنی کے یہہ اشعار یاد آگئے کہ گویا اوسنے

اسی موقع کے لیے لکھے تھے ؎

تو گوئی ساحت بستان بہشت وعدن را ماند — زبس غلمان وحور آنجا قطار اندر قطار آید
یکی برکف نہد لالہ کہ ترکیب قدح دارد — یکی برگل کند تحسین کہ رو بوئی نگار آید
یکی با دلبر سادہ بصحن بوستان گردد — یکی با ساغر بادہ بطرف جوببار آید
یکی بیند چمن را بے تامل مرحبا گوید — یکی بوید سمن را مات صنع کردگار آید
یکی بر لالہ پا کوبد کہ ہے ہے رنگ بے دارد — یکی از گل بوجد آید کہ بخ بخ بوئی یار آید
یکی بر سبزہ می غلطد یکی در لالہ می رقصد — یکی گاہی رود از خویش یکی گہ ہوشیار آید
بہر جا جشنی و جوشی بہر کامی قدح نوشی — نماند غالبا ہوشی چو فصل نوبہار آید

ہائڈ پارک کی دو لاکھ روپیہ وضعدار لوگ جو ہر شہسواری دکھاتے ہین - کیسے کیسے نادر جانور اور کیسے کیسے بانکے جوان نظر آتے ہین - اس ملک میں سائیس ہمارے ہندوستان کی طرح گھوڑے کی دم پکڑے یا پیچھے پراہتہ رکھے بھاگتے دوڑتے گھسٹتے نہین جاتے بلکہ آقا کے برابر دوسرے گھوڑے پر سوار رہتے ہین -

اتوار کے دن باغون مین بڑی چہل پہل ہوتی ہے - لندن کے تمام مزدوری پیشہ محتاج مفلس لوگ جمع ہوتے ہین - بعض لوگ ہوا خوری اور پر فضا سمان دیکھنے کی خاطر آتے ہین بعض اس غرض سے آتے ہین کہ بڑے بڑے جلسے کرین اور زور شور کے ساتھہ تمام مذہبی اور تمدنی اور سوشیل مسائل پر بحث کرین اور جوش کی زیادتی سے علم کی کمی کو پورا کرین چنانچہ ہائڈ پارک ..... اور کیو گارڈنس مین نفن کے کرے ہین جس مین دوستون کی دعوتین ہوا کرتی ہین میدانون مین دخانی کشتیان ہر وقت

پھرتی رہتی ہین۔ اکثر اتوار کے دن دوستون کے چھوٹے چھوٹے گروہ دریا کی ہوا خوری کو جایا کرتے ہین۔ بہت سے مقامات مثلاً ہیمپٹن کورٹ مین بہت ہی خوشنما ہے۔ لندن کے مضافات مین بہت سے دلکش دلربا مقامات ہین جہان اتوار کے دن ہر درجہ اور ہر فرقہ کے لوگ جمع ہوتے ہین۔

خالی دل بہلانے کے مقامات بھی بے انتہا ہین۔ تھیٹر کنسرٹ (جہان گانا ہوتا ہے) پکچر گیلری۔ (جہان تصویرین ٹانگتے ہین) میوزک ہال (جہان باجہ بجتا ہے اور گانا ہوتا ہے۔) عجائب خانے وغیرہ علیٰ ہذا۔ اور ہین بھی تو اس کثرت سے ہین کہ آپ مہینون لندن مین رہئے اور روز نیا تماشا دیکھئے کبھی ایک مقام کو دوبارہ جانیکی ضرورت نہوگی۔ سوائے اتوار کے ہر روز تھیٹر کھلے رہتے ہین۔ تماشائیون کی بھیر بھی یہہ کثرت ہوتی ہے کہ کئی دن پہلے سے ٹکٹ لئے بغیر چارہ نہین۔ "ڈیوڈ گیرک" کے ناٹک کا تماشا سات سو رات تک برابر ہوا مگر پھر بھی کوئی ایسی کمبخت رات ہوگی جو تمام روے زمین کے سیان بخین سونڈھے بھرے ہوئے نہون۔ سوانگ بھرنیکا فن اب نصف النہار کمال پر پہونچ گیا ہے اور فطرت انسانی کے فلسفہ سے مستحد ہوگیا ہے۔ مسٹر اردنگ۔ مسٹر ونڈھم۔ مسٹر ولسن بیریٹ۔ مس میری مور۔ مس میری انڈرسن عجیب وغریب کامین فن ہین۔ بلا مبالغہ اونہین یہہ قدرت حاصل ہے کہ ہنستے کو رولادین اور روتے کو ہنسادین تھیٹر مین جاکر انسان اپنی ہستی کو بالکل محو کر دیتا ہے اور سمجھنے لگتا ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اوسمین مین بھی شریک ہون۔ ٹائمز مین ہر روز صبح ہی کو دیکھ لیجئے کہ شام کو کونسا

تماشا ہونیوالا ہے - ہر معتبر اخبار کے ایڈیٹرون کے طبقہ مین بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہین کہ جنکا صرف یہہ کام ہوتا ہے کہ نغمہ و سرود ناٹکون پر نکتہ چینی کرین اون لوگون کو بڑا فائدہ یہہ ہے کہ بلا ٹکٹ ہر تماشے مین جا سکتے ہین -

اب مین مختصر طور پر بیان کرونگا کہ خود انگریز کیسے ہوتے ہین اور کن جسمانی اخلاقی دماغی اور سوشیل صفتون سے موصوف ہین جسمانی لحاظات سے عموماً قوی اور خوبصورت ہوتے ہین - اس اعتبار سے انگلستان کی عورتون کو فرانس کی عورتون پر بدرجہ اولے ترجیح ہے - مدرسون اور کالجون مین جاکر دیکھئے کیسے قوی چست و چالاک لڑکے نظر آئینگے صحت اور مسرت اونکی رگ رگ سے ٹپکتی ہے قریباً ہر انگریز کو کھیل کود اور جسمانی ورزشون سے سچی محبت ہے بہت سے لوگ بالکل (دو پہیہ کی گاڑی) جو پاؤن سے چلائی جاتی ہے) ہی کو آلۂ ورزش سمجھتے ہین اور بر اعظم یورپ مین اسی پر ہزارون کوس کا سفر کرتے ہین - بعض لوگ تو اس قدر شائق ہین کہ پکی ڈلی سی مقام مین بھی کہ جہان آمد و رفت کی کثرت سے تل رکھنے کی جگہہ بھی نہین ہوتی پر تکلف گاڑیان دوڑاتے پھرتے ہین - کرکیٹ - کشتی بانی - گھوڑے کی سواری بندوق اور کتون کا شکار یہہ سب اون کے غم غلط کرنیوالے مشغلے ہین سوشیل اعتبار سے بھی انگریز دنیا کے قومون مین بہت ترقی یافتہ ہین - جس مقام کو کہ وہ اپنا "گھر" کہتے ہین وہان امن عافیت خانگی خوشی کا مرکز ہوتا ہے اگر آپ کسی انگریز کے گھر مین جائین تو بی بی خاوند بچے (ساس سسرے بہن بہنوئی اکثر علیحدہ ہی رہتے ہین) سب کے سب

خوش حال معلوم ہونگے کونسے کونسے حقیقی مسرت کی بو آئے گی پیارے پیارے بچے
صاف ستھرے لباس پہنے ہوئے خوش خلیان کرتے پھرتے ہون گے مگر اون کی
خوش خلیان بھی سلیقہ سے خالی نہ ہونگی پیاری ننھی جانین اپنی والدین کی محبت کا
مرکز اور سارے گھر کی جان ہین۔ اونکو عموماً ایک علیحدہ کمرہ دیدیا جاتا ہے جب
والدین کام کرتے ہین تو وہ اوسمین کھیلتے کودتے رہتے ہین۔ مین ایک دفعہ ایک
دوست کے گھر گیا اونکی چھوٹی لڑکی جسکی عمر دس گیارہ برس کی تھی کمرہ مین کھیل
رہی تھی اوسنے دیکھتے ہی بڑھ کر نہایت تپاک سے ہاتھ ملایا اور پھر ایک شیرین
لہجہ مین کہا "اگر آپ ایک منٹ تنہا بیٹھنے کا مضایقہ نفرمائین تو مین اماں جان کو
ڈھونڈ لاؤن" ہندوستان مین اسی عمر کا کبھی ایسی خوش اخلاقی اور ایسے
تپاک سے پیش نہ آنا انگریزون کے بچون کو ایک عجیب فضیلت حاصل ہے وہ اونکی
تعلیم یافتہ اون کی تربیت ماں جیسی

انگلستان مین ہر درجہ کے لوگون کے مکانات اونکی حیثیت کے
مطابق نہایت خوبصورتی سے آراستہ ہوتے ہین۔ امرا کے مکانات جو دیہات
مین ہین وہ تو بالکل نمونہ بہشت ہین۔ انگریز امیرون اور ہمارے امرا کے
مکانات مین کوئی مقابلا نہین ہوسکتا۔ لنڈن مین مکانات عموماً کئی منزل
کے ہوتے ہین۔ سب سے نیچا قطع بطور تہ خانہ کے ہوتا ہے اوسمین باورچیخانہ
ہوتا ہے اور نوکر رہتے ہین۔ پہلی منزل مین عموماً کھانیکا کمرہ دوسرے مین
ملاقات کا کمرہ اور تیسرے اور چوتھی مین سونیکے کمرے ہوتے ہین پیرلیون

اور اندرونی راستون مین موٹی موٹی آواز کش قالین بچھے ہوتے ہین۔ سامنے کا دروازہ مقفل رہتا ہے۔ ملاقاتی گاڑی سے اُتر کر گھنٹی بجاتا ہے تو مامایا چپراسی اگر دروازہ کھولتا ہے اور اگر آقا یا میم صاحبہ خالی ہوتی ہین تو ملاقات کے کمرہ مین لیجاکر اوسکا نام پکارتا ہے۔ کیا اچھا طریقہ ہے آرام سب کو ہے تکلیف کسی کو بھی نہین۔

انگریز اجنبی لوگون سے نہایت ہی خوش اخلاقی اور فروتنی سے ملتے ہین اونکی کشادہ دلی مہمان نوازی خالص ہوتی ہے۔ دعوتون کے طریقے خاصکر دو ہین یا تو ڈنر یا "ایٹ ہوم" جن لوگون سے زیادہ ربط وارتباط ہوتا ہے وہ ڈنر پر بلائے جاتے ہین اور امیر لوگ ہر فصل مین دو ایک "ایٹ ہوم" دیتے ہین جو عموماً رات کے دس بجے سے شروع ہوتے ہین یہ جلسے بہت عالیشان ہوتے ہین انکے ذریعہ سے اکثر لوگون کو ایک دوسرے سے ملنے کا موقع ملتا ہے۔ ایک صاحب رتبہ میزبان اپنی مہمانون کی خاطر اپنی آرام و آسایش کو قربان کر دیتا ہے۔ اگر آپ کسی انگریز کے گھر مہمان رہین تو آپکو اپنے گھر سے زیادہ آرام ملے گا اور ذرا ذرا سی بات مین بھی آپکے آرام کا خیال رکھا جائیگا۔ جسقدر زیادہ رتبہ کا آدمی ہوتا ہے اوسی قدر خوش اخلاقی اور مہربانی سے پیش آتا ہے۔

تھیٹر اور دوکانین اور شرابخانے بلا مبالغہ بادشاہون کے محل معلوم ہوتے ہین اور بڑی بڑی ہوٹلین تو نہایت ہی عالیشان ہین۔

معلوم ہوتا ہے کہ انگریزون کی باریک نظری ہمیشہ انسان کے آرام و آسایش کے بحر ذخار علم کو مطالعہ کرتی رہتی ہے۔ مثلاً آرام کرسیان تشریح اعضاے جسم انسان کے لحاظ سے بنائی جاتی ہین اور بیٹھکر ہر عضو کو آرام ملتا ہے۔

انگریزون کو کلب کا بڑا شوق ہے۔ لنڈن مین بہت سے کلب ہین جنمین سے بعض بہت ہی محدود ہین۔ بڑی کلبون کی نسبت یہ کہنا اگر ناممکن نہین تو دشوار تو ضرور کہ کونسا کلب سب سے اچھا ہے کیونکہ ہر کلب کی کوشش ہی عمارات کی خوبی فرنیچر کی شوکت اور کھانونکی تعداد اور لذت مین دوسرے کلبون پر فوق لیجائے۔ بہت سے معزز کلبون مین جنمین اتھی چرچ ہی شامل ہے ممبرون کی تعداد محدود ہے ممبری کے امیدوارون کی ایک فہرست رہتی ہے جب کوئی جگہ خالی ہوتی ہے تو کمیٹی اون مین سے ایک شخص کو منتخب کر لیتی ہے۔

انگلستان مین درجہ کا بہت خیال ہے۔ خاندان شاہی ایک علیحدہ طبقہ ہے باوجودیکہ آزادی اور برابری کا خیال روز افزون ترقی کر رہا ہے مگر پھر بھی ہر شخص کے معبد دل مین اونکی پرستش ہوتی ہے۔ ملکہ معظمہ اور پرنس اور پرنسز آف ویلز بڑی محبت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین۔ اصل یہ ہے کہ اونکا اخلاق ایسا دلربا دلفریب جادو اثر ہے کہ ممکن نہین کہ کوئی شخص اونکی ملاقات کی عزت سے مشرف ہو اور محبت کا دم نہ بھرنے لگے خاندان شاہی کے بعد امرا کا درجہ ہے جو کہ ایوان سلطنت کے ستون اور عوام

اور اندرونی راستون مین موٹی سوٹی آواز کش قالین بچھے ہوتے ہین۔ سامنے کا دروازہ مقفل رہتا ہے۔ ملاقاتی گاڑی سے اُتر کر گھنٹی بجاتا ہے مامایا چپراسی اگر دروازہ کھولتا ہے اور اگر آقا یا میم صاحبہ خالی ہوتی ہین تو ملاقات کے کمرہ مین لیجاکر اوسکا نام پکارتا ہے۔ کیا اچھا طریقہ ہے اور آرام سب کو ہے تکلیف کسی کو بھی نہین۔

انگریز اجنبی لوگون سے نہایت ہی خوش اخلاقی اور فروتنی سے ملتے ہین اونکی کشادہ دلی مہمان نوازی خالص ہوتی ہے۔ دعوتون کے طریقے خاصکر دو ہین یا تو ڈنر یا "ایٹ ہوم" جن لوگون سے زیادہ بےتکلف اور تباط ہوتا ہے وہ ڈنر پر بلائے جاتے ہین اور امیر لوگ ہر فصل مین دو ایک "ایٹ ہوم" دیتے ہین جو عموماً رات کے دس بجے سے شروع ہوتے ہین یہ جلسے بہت عالیشان ہوتے ہین انکے ذریعہ سے اکثر لوگون کو ایک دوسرے سے ملنے کا موقع ملتا ہے۔ ایک صاحب رتبہ میزبان اپنی مہمانون کی خاطر اپنی آرام و آسایش کو قربان کر دیتا ہے۔ اگر آپ کسی انگریز کے گھر مہمان رہین تو آپکو اپنے گھر سے زیادہ آرام ملے گا اور ذرا ذرا سی بات مین بھی آپکے آرام کا خیال رکھا جائیگا۔ جسقدر زیادہ رتبہ کا آدمی ہوتا ہے اوسی قدر خوش اخلاقی اور مہربانی سے پیش آتا ہے۔

تھیٹر اور روڈ کانین اور شرابخانے بلا مبالغہ بادشاہون کے محل معلوم ہوتے ہین اور بڑی بڑی ہوٹلین تو نہایت ہی عالیشان ہین۔

معلوم ہوتا ہے کہ انگریزون کی باریک نظری ہمیشہ انسان کے آرام و آسایش کے بجز ذخار علم کو مطالعہ کرتی رہتی ہے۔ مثلاً آرام کرسیان تشریح اعضائے جسم انسان کے لحاظ سے بنائی جاتی ہین اور پنشنٹ ہر عضو کو آرام ملتا ہے۔

انگریزون کو کلب کا بڑا شوق ہے۔ لنڈن مین بہت سے کلب ہین جنمین سے بعض بہت ہی محدود ہین۔ بڑی کلبون کی نسبت یہ کہنا اگر ناممکن نہین تو دشوار تو ضرور کہ کونسا کلب سب سے اچھا ہے کیونکہ ہر کلب کی یہ کوشش ہی عمارات کی خوبی فرنیچر کی شوکت اور کھانونکی تعداد اور لذت مین دوسرے کلبون پر فوق لیجائے۔ بہت سے معزز کلبون مین جنمین اتھی نیم ہی شامل ہے ممبرون کی تعداد محدود ہے ممبری کے امیدوارون کی ایک فہرست رہتی ہے جب کوئی جگہ خالی ہوتی ہے تو کمیٹی اون مین سے ایک شخص کو منتخب کر لیتی ہے۔

انگلستان مین درجہ کا بہت خیال ہے۔ خاندان شاہی ایک علیحدہ طبقہ ہے باوجودیکہ آزادی اور ہمسری کا خیال روز افزون ترقی کر رہا ہے مگر پھر بھی ہر شخص کے سینہ دل مین اونکی پرستش ہوتی ہے۔ ملکہ معظمہ اور پرنس اور پرنسز آف ویلز بڑی محبت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین۔ اصل یہ ہے کہ اونکا اخلاق ایسا دلربا دلفریب جادو اثر ہے کہ ممکن نہین کہ کوئی شخص اونکی ملاقات کی عزت سے مشرف ہو اور محبت کا دم نہ بھرنے لگے خاندان شاہی کے بعد امرا کا درجہ ہے جو کہ ایوان سلطنت کے ستون اور عوس

انگلستان کے زیر ہین - اوسکے بعد متوسط درجہ کے لوگ ہین جو ملک کی قوت دولت اور دماغی رفعت کے مرکز ہین - سب سے آخر درجہ مزدوری پیشہ گروہ کا ہے - ہر درجہ دوسرے درجون سے بالکل علیحدہ اور خود مختار ہے اور اسی وجہ سے ہر شخص اپنی حالت پر قانع ہے اور اوسی مین خوش ہے - ایک متوسط درجہ کا آدمی کبھی کسی خاندانی امیر سے ملنے کی پرواہ نکریگا وہ اپنی حالت سے خوش اور اپنے کام پر نازان ہے - مختلف درجون اور فرقون مین ایسی پریشانی اوگڑبڑ نہین ہے جیسی کہ ہمارے یہان ہے اور اسی وجہ سے انگریز بے اطمینانی اور رشک وحسد کے موجزن طوفان سے امین ہین - مختلف فرقے ہی نہین بلکہ ہر شخص فرداً فرداً خود مختار ہے اگر کوی کسی کا محتاج ہے تو خود اپنی قابلیت اور کاردانی کا دست نگر ہے اور اسوجہ سے کوی کسی امیر کی امیدواری نہین کرتا جو بہت سے ناپاک خلامانہ خصلتون کی جڑ ہے - چونکہ صاحب اختیار لوگون کو ستائے جانیکا خیال نہین ہوتا اسلیئے وہ سب سے برابری کے ساتھ ملتے ہین - مین بعض ایسے لوگون کو جانتا ہون کہ جنکے برابر دروازے ہین اور اسیطرح مدتین گذر گئی ہین مگر ایک دوسرے سے واقف نہین - دوستی اور ملاقات سے بعض ذمہ داریان پیدا ہوتی ہین اگر انسان مین اونکی برداشت کرنیکی قوت نہو تو اس سے پرہیز کرنا ہی مناسب ہے -

ان چند لفظون سے تو انگلستان کی سوشل حالت معلوم ہوگئی ہوگی اب مین ایک نظر وہان کی دماغی ترقی پر ڈالتا ہون - تعلیم نے اسقدر ترقی کی ہے

کہ بیان کرنا مشکل ہی۔ ادنے درجہ کی تعلیم کی یہ کیفیت ہی کہ کوچبان سائیس ماما سب لکھہ پڑھہ سکتے ہین۔ جب کوچبان خالی ہوتے ہین جیب سے اخبار نکالکر پڑھنے لگتے ہین۔ اخبارات بہی بکثرت ہین۔ سولئے ٹائمز کے سب کی قیمت ایک ایک پنی (تین پیسہ) ہے۔ بعض کی تو لاکہون پرچے نکلجاتے ہین کیونکہ کوئی کمبخت ایسا ہوگا جسکو اخبار بینی کا شوق نہو۔ اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ انگلستان کے عام راے کی پارہ کی سی کیفیت ہی۔ ہزارون آدمی اخبارات کے لیڈنگ آرٹیکل پڑہتے ہین اور اپنی راے اونکی مضامین کی نسبت قائم کرتے ہین۔ وہ لوگ بہی جو نان شبینہ کو محتاج ہین اور چہتری لگائے پہرتے ہین وہ بہی تمام اہم پولیٹیکل مسائل کی نسبت قطعی فیصلہ کئے ہوتے ہین۔ حیثیت تو ماشاراللہ۔ آپکی یہ ہورہی ہے مگر ہائڈ پارک کی بنچ پر بیٹہکر اور ایک بڑا سا بہونڈا پائپ منہہ مین دبا کر پارلیمنٹ کے اخیر مباحثے اور دو کانون کے جلد بند کرنے غرض تمام تمدنی مسائل پر نہایت زور شور سے راے زنی کرتے ہین۔

خانگی معاملات مین بہی اخبارات بہت کام آتے ہین۔ اشتہارون کے بعض کالم محض اون لوگون کے لیئے مخصوص ہین جو نوکری کے خواستگار ہین یا مکان کرایہ لینا یا دینا چاہتے یا شادی کی فکر مین یا کسی یوسف گم شدہ کی تلاش مین وعلی ہذا القیاس علاوہ اسکے ہر مضمون کے لیئے علیحدہ علیحدہ اخبار ہین مثلاً بعض علمی ہین بعض گہوڑدوڑون ورزشون وغیرہ سے متعلق ہین بعض مالی ہین وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام اخبارون کا کام دفع الوقتی ہے۔ کلبون ہوٹلون

حماموں حجاموں کی دوکانوں وغیرہ میں اخبارات ایک شایستہ طریقہ سے ایک مقام پر رکھے رہتے ہیں اور جب آپ خالی ہوں تو ایک طرف بیٹھکر پڑھیئے اور وقت گذاری کیجیے۔ انگلستان میں وقت کی بڑی قدر ہے۔

اب میں چند لفظ انگلستان کے آئین و قوانین کی نسبت کہونگا۔ گورنمنٹ کے تین شعبے ہیں بادشاہ اور دو ہوس پارلیمنٹ۔ بادشاہ سلطنت کا مالک سمجھا جاتا ہے لیکن زمانہ گذشتہ کے مقابلہ میں اب اوسکے اقتدارات کچھ بھی نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی بادشاہ ابھی تک عام قوم کی نگاہ کا مرکز ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ گویا قوم مجسم ہے۔ ہر فرقہ کے لوگوں کو ملکہ معظمہ سے دلی محبت ہے اور گو کہ اونکا اثر براہ راست کچھ زیادہ نہیں لیکن معاملات سلطنت میں اسقدر دخیل کہ اوسکا اندازہ کرنا دشوار ہے۔

پارلیمنٹ کے دو ہوس ہیں۔ ہوس آف لارڈز اور ہوس آف کامنز جو عام طور پر بیت اعلیٰ اور بیت ادنےٰ کے لقب سے موسوم ہیں۔ بیت اعلیٰ کو امور ملکی میں چندان دخل نہیں۔ اوسکی ممبروں کی دو قسمیں ہیں ایک تو امرائے روحانی اور ایک امرائے دنیاوی۔ پہلے طبقہ میں کینٹربری اور یارک کے دو آرچ بشپ اور بیس بیس بشپ داخل ہیں۔ یہ لوگ اپنی حین حیات تک ممبر رہتے ہیں۔ امرائے دنیاوی کے کیے درجہ ہیں ڈیوک (جاہ) مارکوئس (امرار مع صفت خاص مثلاً عمدۃ الامرار) ارل (ملک) وائے کونٹ (دولہ) بیرن (جنگ)۔ اونکی تعداد پانچ سو کے قریب ہے۔ یہ اعزاز خاندانی ہوتا ہے

بعض خاندان تو بہت پرانے ہین لیکن زیادہ تر نئے ہی ہین کہ کئی منحوس سال ہوتا ہے جسمین دو چار شخص پولیٹکل ڈپلومیٹک یا فوجی خدمات کے صلہ مین یا کبھی حیرت کی بات ہے بہت دولتمند ہی ہونیکی وجہ سے طبقہ امرا مین داخل ہوتے ہون - گو کہ بیت الامرا بیت العوام کے درجہ کو نہین پہنچتا مگر معاملات ملکی مین اوسے بھی بہت دخل ہے - کوئی مسودہ اوسوقت تک قانون نہین ہوسکتا جبتک امرا اوسکو منظور اور بادشاہ پسند کرے - مگر بادشاہ کے پسند کا تو اب یہ حال ہے کہ کوئی مسودہ خواہ وہ کیسا ہی اہم ہو اس بات سے محروم نہین رہتا مگر بعض اوقات اون مسودون کو جو ہوس آف کامنز سے آتے ہین منسوخ یا انمین ضروری ترمیمین کردیتے ہین -

ہوس آف کامنز (بیت العوام) مین ۶۷۰ ممبر ہین - یہ لوگ رعایائے برطانیہ کے بڑے گروہ کے وکیل ہین - ہر مالک مکان کو ممبرون کے انتخاب مین رائے دینے کا حق ہے - ممبرون کے تین بڑے فریق ہین لبرل (آزاد) کنسرویٹو (قدامت پرست) اور آرش (دکلائے آئرلینڈ) بالفعل کثرت رائے کے لحاظ سے کنسرویٹو غالب ہین کیونکہ فریق لبرل کے ہوم رول یعنے آئرلینڈ کے انتظام اندرونی کے لیئے علیحدہ پارلیمنٹ قایم کرنیکی مسئلہ کی وجہ سے دو گروہ ہوگئے ہین - کنسرویٹو فریق کی پالیسی (حکمت عملی) بہت مجموعی یہ ہے کہ ملک کے آئین و قوانین مین کوئی ایسی ناگوار اور اہم تبدیلی نکیجائے کہ جو حالت موجودہ کی کایا ہی پلٹ دے - مسئلہ ہوم رول سے قطع نظر کرکے

کنسرویٹیوون اور لبرلون مین صرف یہ فرق ہے کہ کوئی کسی حد تک اصلاح و تغیر جایز رکھتا ہے اور کوئی کسی حد تک - ہوس آف کامنز مین تمام مسائل حکمت عملی اندرونی و خارجی پر بحث اور رائے زنی ہوتی ہے - اور ملک کی ضرورتون کے لحاظ سے روپیہ کی منظوری دی جاتی ہے - ہوس آف کامنز کا بڑا کام شکایتون کا سننا ہے - ہوس کی توجہ ان امور کی طرف وہ ممبر دلایا کرتے ہین جو گورنمنٹ مین داخل نہین ہوتے - وزرا کا انتخاب اوس فرقہ سے ہوتا ہے جسکی طرف ہوس آف کامنز کی کثرت رائے ہوتی ہے - ملکہ منظم غالب فرقہ کے سب سے نامور شخص کو بلاکر انتخاب وزرا کا ایما فرما دیتے ہین - بارہ وزرا کیبنٹ (مجلس شوریٰ) مین داخل ہوتے ہین اونہین کی رائے پر گورنمنٹ کی حکمت عملی مبنی ہوتی ہے کیبنٹ مین دونو بیوت کے ممبر شامل ہوتے ہین -

قوانین انگلستان مین اب بھی امارت کو بہت دخل ہے - ابھی تک ہوس آف لارڈز (بیت الامرا) ذی اختیار ہے ہوس آف کامنز مین ہی بہت سے ممبر بڑے عالیخاندان ہین لیکن جمہوری گروہ کی جیسی چلتی ہے ویسی کسی کی نہین چلتی مختلف قانونہای اصلاح انتخاب (رفارم بل) کا جو ۱۸۳۲ء اور اور زمانہ حال کی بابین منظور ہوے ہین یہ نتیجہ ہوا ہے کہ انتخاب کرنیکی قوت تمام ذکور مالکان مکان اور کرایہ دارون کے متعلق ہوگئی ہے - انتخاب عام عموماً چار یا پانچ سال مین ہوتا ہے گو کہ ممبری کی اصل میعاد سات برس ہے جس زمانہ مین کہ انتخاب ہوتا ہے عام رائے جلسون اور اخبارون کے

ذریعہ سے ظاہر ہوتی رہتی ہے جلسون مین یا تو گورنمنٹ وقت کی پالیسی کی تائید کیجاتی ہے یا اوسپر جرح کیجاتی ہے مختصر یہ ہے کہ جس فرقہ کے لوگ جلسہ مین ہوتے ہین اوسی قسم کی رائین ظاہر کیجاتی ہین - اس قسم کے جلسون کے قایم کرنیکا حق بڑی نعمت عظمیٰ سمجھا جاتا ہے - مقرر کو اسقدر آزادی حاصل ہے کہ گورنمنٹ کا تو ذکر ہی نہین ملک کے قدیم سے قدیم اور مقدس سے مقدس آئین مثلاً تخت و تاج ارکان مذہب وغیرہ کی نسبت وہ بے تکلف اوڑاتے ہین کہ خدا پناہ مین ہے گورنمنٹ عالیہ کے علاوہ مقامی گورنمنٹون کا ایک پیچیدہ سلسلہ ہے - اکثر شہرون مین کمیٹیان ہین اور شہر کا اندرونی انتظام اونہین کے سپرد ہے - ان شہرون کے باہر بہت سے منتخب شدہ گروہ ہین جو مقامی کامون کو انجام دیتے ہین مجلس محافظان (بورڈ آف گارڈینس) جسکے متعلق محتاج خانون کا انتظام ہے مجالس شوارع عام مجالس حفظ صحت وغیرہ وغیرہ - ایک نیا ایکٹ یعنے لوکل گورنمنٹ ایکٹ (قانون انتظام امور مقامی) ابھی پاس ہوا ہے اوسکا خاص یہ منشا ہے کہ مقامی امور کے انتظام مین جو بے ترتیبی اور فضول خرچی آج کل ہے وہ رفع ہوجائے یہ مجلسین اس لحاظ سے بہت مفید ہین کہ بہت سے لوگون کو اپنے ملک کے انتظام مین شریک ہونیکا موقع ملتا ہے - انگریز لوگ اپنے حاکم آپ ہین یا کم سے کم اگر تکلیف گوارا کرین تو اپنے اوپر حکومت کر سکتے ہین لیکن اکثر ایسی بدانتظامیان ہوجاتی ہین کہ جنکا باعث صرف یہ ہوتا ہے کہ اوس ضلع کے لوگ اپنے معاملات مین کافی دلچسپی نہین رکھتے - اسنے عموماً بددلی پیدا

ہوتی ہے۔ لیکن باوجود ان تمام نقائص کے جو کہ زیادہ تر اکلات انتظام سے متعلق ہین پردۂ دنیا پر کوئی اعلیٰ درجہ کے قوم اتنی آزاد نہین ہے جتنے کہ انگریز ہین۔ علوم و فنون نصف النہار کمال پر پہونچ گئے ہین انکی ترقی نے سحر و اعجاز کو بھی گرد کر دیا ہے کلون نے وقت اور محنت دونون مین بے انتہا کفایت کر دی ہے۔ شاہی دارالضرب اور سلح خانہ اور دوسرے بڑے بڑے کارخانون مین نہایت نازک نازک کامون کو کہ جو معمولی طور پر مہینون مین ہوتے تھے ہفتون مین ہوتے ہوئے دیکھکر سخت حیرت ہوتی ہے۔ دارالضرب مین چاندی سونا پگھلایا جایا ہے سانچون مین ڈھلتا ہے گول ٹکلیون مین کٹتا ہے خرخ پر چڑھتا ہے ٹہپہ لگایا جاتا ہے وزن کیا جاتا ہے اور جلا دی جاتی ہے مگر یہ سب کام بہت ہی تھوڑی دیر مین ہو جاتے ہین۔ ایسی ایسی سچی ترازو مین ہین کہ چاول کے سو ین حصہ کی کمی بیشی بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ اشرفیان ایک نلی کی راہ سے ایک کل مین ڈالی جاتی ہین پوری وزن کی ایک طرف جمع ہو جاتی ہین اور کم و بیش وزن کی دوسری طرف گرتی ہے ایک دوسری کل کے ذریعہ سے انکے ٹکڑے ہو جاتے ہین۔

ٹائمز یا کسی دوسرے معتبر اخبار کا چھاپہ خانہ علوم و فنون کی ترقی کی دوسری مثال ہے۔ کام کی کثرت کے لحاظ سے بہت ہی کم لوگ کام کرتے ہین ایک کمرہ مین ٹیلیفون اور تار ہین جو پارلیمنٹ اور تمام بڑے بڑے مقامات سے ملے ہوئے ہین ادہر تو پارلیمنٹ مین بحث ہو رہی ادہر تمام نامور مقررین کی

اسپیچین لفظاً لفظاً چھپ رہی ہین - بعض خود رو تار کی کلین ہین جو پیامات تار برقی کو کاغذ کے لمبے لمبے پرچون پر لکھدیتی ہین - کلبون مین بھی یہ کلین لگی ہوئی ہین اسلیئے انگریزون کو دینا کے ہر حصہ مین ہر واقعہ کی اطلاع اوسکے وقوع کے ساتھہ ہی ملجاتی ہے - چھاپہ کی کلین حیرت انگیز ہین ہر کل کے چلانیکے لیئے صرف ایک شخص کی ضرورت ہوتی ہے - رولر خود کاغذ کو کھینچ لیتا ہے - حروف پر سیاہی لگجاتی ہے کاغذ چھپتا ہے مڑتا ہے مناسب ٹکڑون مین کٹتا ہے تہ ہوتا ہے اور پرچہ گن بھی لیئے جاتے ہین - یہ سب کام خود بخود ہوتا ہے اور اسقدر جلدی ہوتا ہے کہ کئی ہزار پرچے چند منٹ مین تیار ہوجاتے ہین -

جہازون کی تعمیر کا مرکز گلاسگو ہے - یہ بھی ایک عجیب حیرت انگیز صنعت نما کام ہے - یہ بہنے والے عالیشان محل کنارہ پر بنائے اور کلون کے ذریعہ سے سمندر مین ڈالے جاتے ہین - مانچسٹر مین ایک عجیب حیرت مین ڈالنے والے طریقہ سے چھینٹ چھاپی جاتی ہے - خوبصورت چھوٹے چھوٹے نمونون کا عکس ایک آئینہ کے ذریعہ سے بڑھا کر دھات کی تختی پر لیتے ہین - ایک کل کے ذریعہ سے جسکا چلانا اسقدر آسان ہے کہ ایک خورد سال بچہ کے سپرد کیا جاسکتا ہے ان تصویرون کو حالت اصلی پر لاکر ایک رولر پر منتقل کرتے ہین - اسی طریقہ سے آناً فاناً پھول پتیون کی ایسی عمدہ نادر تصویر اوتر آتی ہے کہ جو انسان کے صناع ہاتھہ دنون اور ہفتون مین بھی نہ اوتار سکتے

جب رولر تیار ہو جاتے ہین تو بات کرنے مین کپڑے کے ہزارون گز چھپ جاتے ہین - دوسری کلین چھاپتی خشک کرتی اور رنگون کو جلا دیتی ہین اور بعض اور کلون کے ذریعہ سے لوہا لگتا ہے چمکایا یا ناپا کیا جاتا ہے اور پھر وہ کر ایسے گٹھے بنائے جاتے ہین کہ جو آسانی سے تھوڑی سے تھوڑی جگہ مین دور دراز ملکون کو پہونچ جائین - مجھکو شیفیلڈ مین مسرس برون کے سلاح سازی کے کارخانہ کو دیکھکر اور بھی حیرت ہوئی - لوھے اور فولاد کے تودے کے تودے گل گلا کر موٹے موٹے چادرون کی صورت مین منتقل ہو جاتے ہین اور اسمین آدہ گھنٹا بھی نہین لگتا اور نہ اتنی دیر ہوتی کہ جتنی ہمارے کمہارون کو مٹی کے کھلونے بنانے مین ہوتی ہے -

اخلاقی اعتبار سے انگریز عموماً ایماندار اور راست باز ہوتے ہین - یہہ اونکا قومی تمغہ ہے گو کہ بعض لوگ اس سے محروم بھی ہین - مگر وہ مستثنی ہین ایک دفعہ مین ایک کرایہ کی گاڑی مین تین سو روپیہ کی انگوٹھی رکھکر بھول گیا دو دن کے بعد خود گاڑی والا آکر واپس کر گیا - ایک اور ہوٹل مین انگوٹھی کھو گئی ایک ماما کو اتفاقاً ملگئی اوسنے فوراً مجھکو لاکر دیدی -

یہہ انگریزون اور لندن کی بے بہا خوبیون کا بہت مختصر اور سرسری بیان ہے - احیاناً کوئی یہ خیال کرے کہ مینے بیجا مدح سرائی کی ہے اسلیے مین بعض اور شہرون اور ملکون کا حال بھی لکھتا ہون جنکے دیکھنے کا مجکو اثنائے سفر مین اتفاق ہوا - سب سے پہلے پیرس کا حال سنئے - عروس البلاد پیرس

عجب دلچسپ خوشنما شہر ہے وہان کے بعض بعض مقامات بیشک قابل تعریف ہین - چوڑی چوڑی خوبصورت سڑکین ہین جنکے دونون طرف درخت لگے ہوئے ہین شمیس الی سر ہے جہان - روشنون پر درخت اپنی سبز نازکی بخش پتونسے سایہ کیئے ہوئین اور قسم قسم کے شرابخانے ہین اور رات کے وقت برقی روشنی مین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ؎

اگر فردوس بر روے زمین است ✤ ہمین است و ہمین است و ہمین است

بوئی ڈی بلون ایک باغ ہے جسمین بڑے بڑے عظیم الشان درخت اپنے تہ بہری شاخون کو پھیلائے ہوئے ہین - ہر طرف خوشنما روشین ہین اور تھکے ماندون کے لیئے جابجا بنچین بچھی ہوئی ہین - کسی طرف چھوٹے چھوٹے تالاب اور آبشارین ہین کہین پانی مین ہزارون مرغابیان گلگشت لگا رہی ہین - ایک خوبصورت چوک ہے جہان فوارین چھوٹتے ہین اور پتھر کی ہوش ربا تصویرین رکھی ہوئی ہین - اس مقام کا نام پلیس ڈی لا کنکارڈ کہتے ہین - پیرس کے یہ مقامات فی الواقع لاجواب ہین تمام شہر تاریخی اور فرانسیسیون کی فتوحات کی یادگارون سے بھرا ہوا ہے - ان لحاظات سے لندن بہت کم پایہ ہے لیکن محنت کارروانی تجارتی ترقی مین لنڈن سے ٹکر کھانا محال ہے - تجارت کے اعتبار سے لندن سے پیرس کو وہی نسبت ہے جو دیو کو باشتے سے -

فرانسیسی نہایت خلیق اور ملنسار ہوتے ہین پہلی دفعہ دیکھکر اجنبی شخص کا دل انگریزون کی بہ نسبت اونکی طرف زیادہ کھنچتا ہے - مگر وہ ظاہر پرست بہت ہین

آئین وہ متانت تدین اور مروت نہین ہوتی جو انگریزون پر ختم ہو غور کرنیکی بات ہے کہ وہ اپنے ملک کی انتظام اندرونی مین کیا خاک اڑا رہے ہین - ہر روز پارلیمنٹ مین شرمناک قضیے ہوتے ہین ذرا ذرا سی باتون پر ایک دوسرے سے لڑ بیٹھتے ہین گو کہ لڑنے والون کو شائستگی دینی کا مقام ہو کہ وہ اتنی ہوشیاری ضرور کرتے ہین کہ کسیکی چوٹ نہ آئے منتظمان ملک اپنی اپنی بڑائی کی تدبیرون مین مستغرق رہتے ہین اور بیغرضی کے نام سے واقف نہین انگلستان ممکن ہو کہ تمام خوبیون سے بھیا چاہیئے ولسا ارا آستہ نہو مگر انصاف یہ ہے کہ وہان کے لبرل اور کنسرویٹو دونون اپنے ملک کے سچے ہوا خواہ ہین - انگریزون کی حکومت جب کسی دوسرے ملک مین ہوتی ہو تو وہ ہمیشہ اپنی رعایا کی تعلیم و تربیت تہذیب و شائستگی اور فلاح و بہبودی کی فکر مین رہتے ہین اسکے برعکس فرانسیسی اونکو چاہ جہالت مین ڈالے رکھتے ہین - مینے یہ چند لفظ فرانس کی نسبت اس وجہ سے لکھے ہین کہ وہ ابھی تک دنیا کا شائستہ ترین حصہ اور اوسکا دارالسلطنت بہترین شہر سمجھا جاتا ہو - یوروپ کے دوسرے شہرون مثلاً ویس ٹیورن میلان فلاورنس نیپلز روم وغیرہ مین بھی خاص خاص باتین پائی جاتی ہین مثلاً کوئی اچھے موقع سے واقع ہو کوئی تاریخی واقعات اور عمدگی عمارات کے لحاظ سے شہرت یافتہ ہے کہین صنعت و حرفت کے عمدہ عمدہ نمونے موجود ہین مگر لندن کے سامنے سب گرد ہین فقط

بقیہ سفر کوہ نیلگری

(سلسلہ کے کیے نمبر، جلد ۲ ملاحظہ ہو ۔)

۱۴ رمضان ۱۳۰۶ھ روز چہارشنبہ

شب کو سردی کی وجہ سے آج مین ساڑے آٹھہ بجے بیدار ہوا دس بجے چھوٹی حاضری ہوئی اور ساڑے بارہ بجے برک فاست ہوا۔ تین بجے بعد کرنیل اور مسز پیل اور لیڈی سر الیور سینٹ جان رزیڈنٹ میسور سے ملاقات ہوئی سر الیور سینٹ جان اور مسز ہاڈسن مکان مین نہ تھے اسلیے کارڈ چھوڑ کر چلا آیا چھہ بجے بعد گھوڑے پر پولوگرونڈ اور تالاب کا چکر لگاکے سات بجے مکان کو واپس آیا آج سردی شدت سے ہے۔ ہمراہی باورچی عبداللہ کو کہ ضعیف ہے بخار آگیا ہے۔

برن ٹ مکان سطح زمین سے آٹھہ ہزار سوفٹ بلند ہے۔ اور اوسکے اندر پہاڑ آٹھہ ہزار تین سوفٹ بلند ہے اس بنگلہ مین اقسام کے رنگارنگ گل وبیل ہین۔ سنکونہ اور صندل اور کافور کے درخت بہی بکثرت ہین۔ تالاب مین پانی کم ہے اور جسقدر ہے وہ مہری سے اور زنگل کے کم ہوتا جاتا ہے بارش نہوئے یہان کے لوگونکا بیان ہے کہ امسال گرمی ہی مگر ہمکو تو ابہی سردی معلوم ہوتی ہے۔ تالاب مین چلانے مدراس سے کشتی چھوٹی منگوائی گئی ہے شاید آج آجائے۔ رات کو وسٹ[1] ہوا اور دو بجے بعد آرام کیا۔

۱۵ رمضان ۱۳۰۶ھ روز پنجشنبہ

شب بیداری کی وجہ سے ہم نو بجے بیدار ہوئے بعد حمام وغیرہ گورنمنٹ

---

[1] قسم کیل۔

ہوس ٹھیک بارہ بجے پہونچگئی تک ایڈی کانگ نے پیش وائی کی اور پریوٹ سکریٹری نے ملاقاتی کمرہ مین لیجاکر گورنر صاحب کو اطلاع دی صاحب معتمد آفس روم مین تھے وہین طلب فرمایا یہ مجرد دروازہ مین داخل ہوئیکے لارڈ کینیمارا گورنر مدراس نے نہایت تپاک سے پہلے آپ ہی اوٹھکر دروازہ تک بڑہے اور خیریت پرسی کی ہاتھ مین ہاتھ ملایا برابر بچیس منٹ محبت آمیز گفتگو ہوتی رہی۔ انہین لارڈ صاحب نے ہماری دعوت لندن مین کی تھی۔ بڑے بہامی کی مزاج پرسی بہی کی اور بلدہ کی فوج کی تعداد اور اقسام اقوام فوج اور کچھ مال گزاری کی کیفیت دریافت کیا اور فرمایا کہ آپکو یہان جو کچھہ مطلوب ہو بلا دریغ مجھسے مدد لیجیے مین بخوشی مدد دونگا اور یہہ بہی کہا کہ دعوتی کارڈ ۲۴ سی کے روز کا پہونچے گا آپ ضرور تشریف لائیگا بعد رخصت لینیکے دروازہ تک مشایعت کی۔ اور ایڈی کانگ نے گاڑی تک پہنچایا۔ وہان سے مین نے سر چارلس آربتھنٹ کمانڈر انچیف حشمت مدراس کے ملاقات کو گیا دس منٹ کی ملاقات رہی معلوم ہوا کہ یہہ فوجی آفسر مدبغ ہین معمولی سوال وجواب ہوے گویا آفیشل ملاقات ہوئی وہان سے نکل کے مین نے مسٹر شیشادری ایرنسٹر میسور کے ملاقات کو گیا وہان پہنچکے اپنے ملازم مسٹر سیبون کو کارڈ دیا سیبون زینہ کے قریب پہنچا تہا کہ ایک ہندو صاحب دہوتی باندہے ٹویٹ کا لانگ کوٹ جو بمنزلہ اوور کوٹ کے تہا پہنے ہوے سر پر سفید ململ کا کوئی چار رسی پٹکہ باندہے ہوئے موجود سیبون میرا یورپین ملازم یہ نہ سمجہا کہ یہی دیوان صاحب ہین بلکہ

ان کے سادہ مزاجی سے سمجھا کہ دیوان صاحب کے یہ کوئی ملازم ہین فی الفور کارڈ انہی کو دیا اور کہا کہ یہ کارڈ دیوان صاحب کو دین پس وہی صاحب جو درحقیقت خود دیوان تھے زبان انگریزی مین کہا کہ اہا نواب میر الملک بہادر آیئے آیئے یہہ کہتے ہوئے خود بڑہے اور گاڑی کے پاس آئے معلوم ہوا کہ یہی صاحب شیمشادری ایمبسٹر ہین اور نہایت لایق اور فہمیدہ آدمی یہی ہین کوئی دس منٹ ان سے یہی ملاقات رہی۔ آج برک فاست ۲ بجے دن کے ہوا بعد غذائے دو دوست کی بازی رہی۔ پانچ بجے منہ ہات دہوکر ہوا خوری کی غرض سے۔ بروم گاڑی مین پولو گرونڈ اور تالاب ہوتے ہوئے سالک ہوٹل پہنچا وہان اوتر کے سوڈا پیا سات بجے شام کو مکان واپس آیا آٹھ بجے ڈنر ہوا اور مسٹر مری اور مسٹر ورڈ کو کل کے برک فاسٹ کی دعوتی چٹھیان روانہ ہوین ڈنر کے بعد دو بازی دسٹ کھیلے گئے اور ۱۲ بجے استراحت ہوی۔

۱۶ رمضان سنہ ۱۳۰۶ آ روز جمعہ

آج نو بجے بیدار ہوا سردی بہ نسبت ایام گذشتہ کے کم ہے اگرچہ ہر یک بیڈ روم مین آتشدان موجود ہے لیکن ہمکو آج تک اوسکے گرم کرنیکی ضرورت نہوی۔ ٹہیک گیارہ بجے مسٹر مری ایجنٹ بینک آف بنگال اور مسٹر ورڈ جسکے انخارج ہمارا بنگلہ تھا اور انہین کے معرفت خریدا گیا تہا آئے ۲ تک اونسے مکالمت رہی سوا ۱۲ کو میز پر گئے قریب ایک کے کہانیسے فراغت ہوی یہہ لوگ ۲ بجے تک یہان رہے بعد ازان تبدیل لباس کرکے مع ڈاکٹر صاحب لینڈی سوتر کو

ملاقات کو بیبی ہوس گئے برابر ایک گھنٹہ وہان رہا یہہ لیڈی صاحبہ نہایت خلیق ہین اور اونکی فکر معاش نہایت اچھی ہے انکا ذاتی چار کا باغ یہان موجود ہے اور انکا بنگلہ یہان کے سب مکانات سے اچھا ہے انکا ارادہ ہے کہ اسکو فروخت کرکے لندن جائین لیکن قیمت مکان سعہ فرنیچر ۲ لاکھ سے کم نہین بتلاتین فی الواقع مکان نہایت اچھا اور فرنیچر اول درجہ کا موزون ہے۔ یہانسے ہم سہ ڈاکٹر صاحب اور سید غلام رسول صاحب اور میر فیاض علی صاحب اور پنور نگم فینسی بازار گئے۔ یہان کے موجودہ لیڈیون نے آج اور کل کیواسطے ایک فینسی بازار قایم کیا ہے۔ داخلہ کا ٹکٹ فی آدمی ایک روپیہ ہے۔ یہہ بازار اوسی کمرہ مین تھا جہان تھیٹر ہوا کرتا ہے۔ کمرہ نہایت وسیع ہے اسمین ہر ایک لیڈی نے اپنی اپنی دوکان علیحدہ لگائی تھی اور ہر قسم کے ارایشی سامان اور مٹھائی اور میوہ وغیرہ سے آراستہ تھی ہم ٹکٹ ایک لیڈی سے جو دروازہ پر کھڑی تھی لیکر داخل کمرہ ہوئے کمرے مین داخل ہوتے ہی سب سے پہلے ایک خوش لیڈی نے ایک ایک گلدستہ پیش کیا جسکی قیمت ممنونیت کے ساتھہ ایک ایک روپیہ ادا کیگئی پھر تو یہہ حال تھا کہ ہر ایک دوکاندار لیڈی اپنی اپنی طرف توجہ دلاتی تھی اور سب سے زیادہ لطف مٹھائی کے دوکانون پر تھا بہرحال دوسو روپیہ کا سامان متفرق دوکانات سے خریدا گیا۔ یہان گورنر صاحب اور کمانڈر انچیف اور سر الیور سینٹ جان وغیرہ سے بھی ملاقات ہوی گورنر صاحب اور مہاراجہ میسور بہت جلد واپس چلے گئے

اور کمانڈر انچیف صاحب اس بازاری جلسہ مین بھی تمغہ زیب سینہ کئے ہوئے تھے - ڈاکٹر گے جو میرے دوست ہین وہ بھی ایک دوکان پر ملے -
سر آلیور سینٹ جان نہایت خلیق افسر ہین بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے اور ڈاکٹر یوسف علی صاحب کو پہچانا اور کہا کہ مین نے تمکو نواب سر سالار جنگ کے اسٹاف مین گلبرگہ مین دیکھا تھا اور فارسی زبان بول سکتے ہو آغا سید علی صاحب شوستری کو بہت پوچھا اور کہتے تھے کہ مجھے چھ سال سے فارسی زبان بولنے کا اتفاق نہین ہوا ہے باین ہمہ فارسی خوب بولتے تھے ہم ساڑے چار کو اس بازار سے باہر نکلے - اور سیدھے مکان آئے - اسوقت مدراس سے قالین اور کرسیان وغیرہ جو برن فٹ مکان کے واسطے طلب ہوئے تھے پہونچے مکان کی آراستگی مین ایک گھنٹہ گذر گیا چھ بجے بعزم سلک ہوٹیل بسم سید غلام رسول اور ڈاکٹر صاحب کے روانہ ہوئے اور ارادہ تھا کہ آج بلیرڈ کھیلینگے لیکن اکو ڈک برج تک جو ہمارے بنگلہ سے شاید چار سو گز ہوگا پہنچے تھے کہ غلیظ ابر نمودار ہوا اور شدت سے پانی برسنا شروع ہوا اگرچہ ہم برودم گاڑی مین تھے اور پانی سے کچھ ضرر نہین تھا مگر دوسرے ہمراہیونکے بھیگ جانے کے خیال سے واپس مکان آئے - یہہ بارش صرف ہمکو تکلیف دینی آئی تھی جبکہ ہم گھر پہونچے پانی بند ہوگیا لیکن شام ہوگئی تھی اسلیئے باہر جانا نہوا ساڑھے سات بجے ڈنر ہوا - اور گیارہ تک وسٹ ہوتا رہا قریب بارہ بجے کے استراحت کیا -

۱۷ رمضان ۱۳۰۶ھ روز شنبہ

آج بھی آٹھہ بجے بیدار ہوا۔ شکار کے چندہ مین دو سو روپیہ دیا کیونکہ یہان کی یہ لازمی بات تھی اخبار ملاحظہ ہوئے ساڑھے بارہ کو برک فاسٹ ہوا اور بلدہ وغیرہ کو چند خطوط تحریر کیا۔ بعد برک فاسٹ قریب ۲ بجے سسٹر شیشادری۔ ایر۔ سی ایس۔ آئی۔ دیوان میسور بازدید کو تشریف لائے۔ آج کا لباس کچھہ مہذبانہ تھا قریب نصف ساعت کے مکالمت رہی اور یہہ قرار داد ہوا کہ یکشنبہ کے روز ہز ہینس مہاراجہ میسور کی ملاقات کو جائین اور دوشنبہ کے روز ۲ بجے مہاراجہ میسور ہمارے بازدید کو برن فٹ مکان مین تشریف لائین ۲ بجے سے ۴ تک دوبازی وسٹ کی ہوی قریب ۵ ساعت کے گھوڑے پر سوار ہکو فرن ہل تک گیا راہ مین سید غلام رسول اور ڈاکٹر صاحب اور میر فیاض علیصاحب جوڑی گاڑی بروم مین ہوا خوری کو نکلے تھے ملے اور ہم سب ملکر فینسی بازار کے مکان تک آئے معلوم ہوا کہ بازار بھی ختم ہوا اور بہت سے لیڈیان اور جنٹلمن واپس چلے آئے تھے۔ یہان میرے خود ہانکنے کی گاڑی محبوب خان لائے ہین سہ ڈاکٹر صاحب کے اس گاڑی پر سوار ہوا ساڑھے چھہ بجے مکان کو واپس پہنچا گیارہ بجے شب تک وسٹ ہوتا رہا کل کے روز جو سامان کہ فینسی بازار مین خریدا تھا آج آیا۔ ۱۲ بجے استراحت ہوی۔

۱۸ رمضان ۱۳۰۶ھ روز یکشنبہ

سات بجے بیدار ہوا آج دس بجے بمقیاس الحرارت ۷۵ درجہ پر ہے آج

اتوار ہے اسلیئے کل ۱۰ بجے سے یہان کے دوکانین بند ہین۔ نواب
نواب وقار الامرا بہادر کے برک فاسٹ پر دعوت تھی اسلیئے صبح کو کہین
جانا نہوا ٹھیک سوا بارہ کو نواب صاحب ممدوح تشریف لائے۔ جنکا انتظار
۱۲ بجے سے تھا ساڑے بارہ کو میز پر بیٹھے بعد فراغ از طعام دست کا ایک
گیم ہوا حسین مین اور اقبال الدولہ بہادر ایک طرف اور ڈاکٹر یوسف علیصاحب
و جنرل محمد اکبر صاحب ایکطرف تھے انہی موخر الذکر حضرات نے گیم جیتا۔ برابر ۳ بجے
نواب صاحب محتشم الیہ رخصت ہوئے مین منہ ہاتھ دہوکر کپڑے بدلا
اور ڈاکٹر صاحب کو ہمراہ لیکر چار بجے مہاراجہ صاحب بھادر میسور کی ملاقات کو
گیا گاڑی تک ایڈی کانگ اور پریوٹ سکریٹری سٹرمارٹن نے استقبال
کیا ملاقاتی کمرہ مین دو کرسیان صدر مین بچھی ہوئی تہین یہ مجرد داخل ہونے
کے مہاراجہ بہادر نے سر و قد تعظیم دیکر شیک ہنڈ کیا اور برابر کی کرسی پر بٹھایا
حضور پر نور کی مزاج پرسی فرمائی اور معمولی اخلاقی مکالمت کے بعد عطر پھول
پان دیکر رخصت فرمایا اور مشایعت بھی اوسی قسم سے ہوئی گاڑی مین
سوار ہوتے وقت پریوٹ سکریٹری نے کہا کہ مہاراجہ بہادر کل ڈیڑہ بجے
باز دید کو رونق بخش ہونگے وہانسے مینے پانچ بجے کے قریب نواب
وقار الامرا بہادر کے بنگلہ پر پوشاک بدلی اور سواری کے کپڑے پہنے
اور نواب صاحب معزز کے ہمراہ تالاب پر سیر کو نکلا سید غلام رسول اور میر
فیاض علی صاحب بھی بروم مین سوار ہوکر پونے چھ بجے تالاب پر پہونچے

یہان آٹھ دس کشتیون مین اکثر یورپین معہ پریوان فرنگ بعض مین ایک ایک جوڑا اور بعض مین دو دو جوڑی حسب مرضی تالاب مین چکرین لگا رہی تہی عجب سیر کی جاے ہی اور یہی ایک مقام بہت خوشگوار ہے چونکہ مین بہی اس کلب کا ممبر ہون ایک چہوٹی کشتی مین تنہا سوار ہوا اور خوب گشت ہوی اور نواب وقار الامرا بہادر بہی کشتی مین گشت کرتے رہے - الغرض ساڑے چہہ بجے تالاب پر نواب وقار الامرا بہادر سے رخصت ہوکر سیدہے سلک ہوٹیل کو گیا - بلیرڈ روم کہلوا کر ڈاکٹر صاحب کے ساتہہ ایک گیم سوکا کہیلا یہان مسٹر ڈرو سے ملاقات ہوی چونکہ روز یکشنبہ تہا یہانکے مقیم یورپین گرجا گئے تہے - ساڑے سات بجے مکان واپس ہوے آٹہہ بجے ڈنر ہوا - ۱۲ بجے آرام کیا شب کو بادخوابی بہی رہی - آج شب کو ۱ بجے تک بارش ہوتی رہی اس اثنا مین یہان کے چار کے طور طریقون کی دریافت کرتا رہا یہان کے چار کے باغات اکثر یورپین کے قابو مین ہین جیسا کہ سنکونا کی کاشت مین فواید ہین چار کے فواید بہی اس سے کچہہ کم نہین بڑے بڑے دولت کے ذریعہ جو ہندوستانیون مین افسوس ہے کہ خود اہل ہند اسپر توجہہ نہین کرتے خلاف اسکے اہل یورپ ہزارون کو سن سے یہان آکر ایسے سوداگر کا موتکو جاری کرتے ہین اور بڑی دولت کماتے ہین اب مین چار کی مفصل کیفیت بلا کم و کاست نقل کرتا ہون اور امید کرتا ہون کہ کبہی نہ کبہی ہمارے اہل وطن بہی اس سودمند زراعت کے جانب توجہہ کرینگے - فقیر راقم

چار کا بیان

زراعت اور انتظام

جسقدر تجربہ اسوقت تک حاصل ہوچکا ہے کہا جاتا ہے کہ انکے موافق انتظام غالب درجہ بہتر ہی ہوگا۔ پس ضرورت کے موافق قطع زمین تلاش کرکے سب سے پہلے سڑکون پر لحاظ کرنا چاہیئے۔

سڑک

اگر وہ قطع زمین کسی وادی کوہ مین واقع ہو تو سڑک بلند ترین مقام سے شروع ہونی چاہیئے اور رفتہ رفتہ اوسکا ڈھال نشیب وادی مین اسقدر لیجانا چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ ایک اور اٹھارہ کی نسبت ہو بعدہ متوازی سڑکین اوسی اُتار چڑھاو کی بنائی جائین جنمین باہمی سو گز کا فرق ہو جیسا وہان کے زمین کا اقتضا ہو بعدہ ان متوازی سڑکون کو آخر مین ملا دینا چاہیئے۔ اگر یہہ کام اچھی طرح کیا جائے تو آیندہ کے بہت سے تکالیف اور اخراجات سے پناہ رہے۔

پہلے پہل پوری حد تک سڑکون کا وسیع کرنا ضرور نہین چار میل کے چوڑائی غالباً برسون تک کیلئے ضرورت رفع کریگی لیکن یہہ مناسب نہو گا اگر سڑک پر جا بجا گڑھے کھود دئے جائین تاکہ یہہ معلوم رہے کہ پوری وسعت کہانتک ہے ان مقامون پر زراعت نہو۔ اسنے سڑک کی حد قائم رہیگی اگر ضرورت ہو تو اس سے زیادہ سڑکین اسقدر وسعت کے ساتھہ کھولی جائے کہ عمارات کا موقع موزون واقع ہو اوسی وقت اس امر کی بہی فکر رکھنی چاہیئے کہ اگر سڑک کے راہ مین کوئی ندی واقع ہو جائے تو کنارے کنارے پانی

بہانے سے فائدہ اٹھایا جائے۔

عمارات

چار کے باغات مین عمارات کا موقع منتخب کرنے کیلئے یہ خیال ضرور ہے کہ صرف دو ہی مجموعہ عمارتون کا ہو۔ بنگلہ دفاتر اور کارخانہ ایک مجموعہ مین اور محررون کی نشست گاہ۔ قلیون کی لائن اور مویشیون کے باندھنے کی جگہ دوسرے مجموعہ مین ہو۔ عمارت جہان بیٹھنے ضرور ہے کہ وہان آرام اور راحت جملہ متعلقین کا خیال رہے۔ اگر سرکین اسیطرح بنائی گئی ہو کہ اسمین سے کسی مین پانی بنیز زمین توڑے بہتا رہے تو سایہ دار مناسب جگہ عمارت بنانیکی ملجائیگی اگر ہوسکے تو عمارت لب سڑک نہر کے قریب تعمیر ہو کیونکہ اس سے پانی اکثر صاف رہا کرتا ہے اور جو نہر عمارت سے فاصلہ پر ہوتی ہے اوسکا پانی اکثر خراب رہتا ہے۔

جب موقع تعمیر مکان کا ملجائے تو تعمیر شروع ہو سڑک سے متصل بنگلہ ہو اور اوسکے پیچھے کارخانہ۔ اگر موقع ہو تو عمارتون کا مجموعہ مستطیل خواہ مربع ہو جو بہت موزون اور آرام دہ ہوگا۔ بشرطیکہ وضع وغیرہ درست ہو۔ اگر عمارتون کا مجموعہ اسطرح واقع ہو کہ سڑک پر نصف دائرہ بنجاے تو اور خوبصورت اور آرام دہ ہو۔

اگر عمارت اس وضع کی بنائی جائے تو کارخانہ کسی عارضی خیمہ یا جھونپڑی مین

ہوا ور جب اسکی تکمیل ہوجائے تو سڑک کے پیچھے عمارت اور باغ سے ملحق پودہ رکھنے کا مکان یعنے نرسری بنایا جائے۔ رقبہ کل احاطہ کا جسمین باغ۔ سڑک مکانات وغیرہ ہون ایک یا دو یا تین ایکڑ زمین سے زیادہ نہو۔ اگر پودہ رکھنے کا مکان اور دوسرے تعمیرات ٹھیکہ پر ہو تو بہتر کیونکہ پھر قلیون کی لائن کی جلدی نرینگی اطمینان سے تعمیر ہوگی۔

اگر کوئی گانو بدا کا لوگون کا ملجاے تو ٹھیکہ پر کام چلانے مین بہت آسانی ہوگی کیونکہ یہ لوگ ٹھیکہ کا کام بہت خوشی سے کرتے ہین اگر درمیان مین جنگل واقع ہو تو درختون کو نکال ڈالین اور زمین کو کنکر اور درختون کے جڑون سے خوب صاف کرین اوسوقت زمین پودہ رکھنے کے لیے تیار ہوجائیگی۔

پودہ رکھنے کا بیان

اس مکان کے گرد کٹہرا لگا دینا چاہیئے اور کٹہرے کے آس پاس ببری یا گلاب کی جھاڑیان ہون۔ اسوقت ہی بہت کم قلیون کی ضرورت ہوگی اگر بدا کا ملجائین تو بہتر ہے کیونکہ قلیون کی قطاردن کے بنانے مین سب مہلت ملجائیگی۔

پودہ رکھنے کے لیے مکان مسطح کھودنا چاہیئے کیاری درخت رکھنے کی پانچ فٹ اور راہ دو فٹ ہو زمین کے توقع کے لحاظ سے اختیار ہے کہ کیاریان چوڑی ہون یا لمبی کیاریان عمدہ طور سے برابر کرنی چاہیئے اور پتھر اور جڑ اندسے نکالکر

راکھ سے ڈھانپ دینا چاہیئے اور جب یہہ باتین ہوجائے اور سڑک بھی بنجائی اور پودھون کے لیئے مکان بھی تیار ہوجائے اور پانی کی نہر بھی درست ہوجائے تو تخم ریزی شروع کردینی چاہیئے۔

تخم ریزی

نیلگری پر چار کے عمدہ باغات سے فی الحال تخم بہت اچھے ملتے ہین۔ اگر موسم موزون ہو تو فوراً تخم لیلینا چاہیئے۔ پودہ رکھنے کے مکان سے یہہ دیکھ لینا چاہیئے کہ اسمین پہلے ہوے درختون کی کہانتک گنجایش ہوگی پس اوسیکے موافق زمین کو پیرخواہ آلہ سے خوب مضبوط کرنا چاہیئے زمین سطح ہو بعدہ تخم اوس سطح زمین پر بونا چاہیئے۔ تخم ریزی باقاعدہ اور تمام برابر ہو۔ دو تین انچہ دبیز گہاس یا سڑی پتی بچھادینی چاہیئے۔ گہاس برابر اور باقاعدہ بچھنی چاہیئے گہاس کی دبازت موسم کے موافق ہوتی ہے۔ برسات کے ایام مین گہاس ایک انچہ دبیز ہو بشرطیکہ خوب سڑے گرمی کے موسم مین دبازت کی زیادہ ضرورت ہے تاکہ دھوپ تخمون تک نہ پہونچے کیونکہ دھوپ ہونے سے تخم خراب ہوجاتے ہین۔ اگر گرمی کے ایام مین تخم ریزی ہو تو آنکی دیکھنے کے بعد ہی پانی سے خوب تر کرنا چاہیئے بعدہ دو ہفتہ تک کسی قسم کی فکر نہ کہانی ہوگی اسکے بعد دیکھنا چاہیئے کہ اگر کلد ہوچکا ہو تو فوراً نرسری مین لیجاکر پودہ لگادینا چاہیئے تجربہ سے معلوم ہوا کہ آدہ سڑے گہاس مین

پودہ کا لگانا بہتر ہے اور برسات کے شروع مین بھی پودے دوسرے جگہہ پر لگا دیے جائین کچہ زیادہ عمر ہونے سے پودہون کو زیادہ ضرر کا خوف نہین ہوتا جب تخمون سے کلا ہونے یا دوسرے جگہہ لگانیکے قابل ہون تو ہر کیاری مین دو آدمیون کو مقرر کیا چاہیے انکی پاس دندانہ وار کہیت کا ایک تختہ اور تخمون کا ایک ٹوکرا ہونا چاہیئے کیاری کے چوڑائی کے برابر تختہ کی لمبائی ہو اور عرض مین صرف دو انچ ہو اور چار چار انچہ پر دندانے بنے ہون۔ دندانہ کے مقابل سب بیچ بونا چاہیئے۔ تختہ کا کنارہ لائن پر بونے سے یہہ فایدہ ہوگا کہ کل درخت چاروں کے باقاعدہ مسلسل ہو جائینگے کیارون مین خاصہ ایک صف کا ہونا چاہیئے۔ یہہ ضرور ہے کہ پودہون کی نازک جڑین نہ ٹوٹین۔ مٹی کے ساتہہ ہونے پر تعلق اس خاص امر مین بیقرار ہے جب کافی تعداد پودہون کی لگ گئی تو پہر کسی قسم کی فکر باقی نہ رہیگی صرف کپاس کا دور کرنا اور کبھی کبھی پانی دینا ہوگا۔ بہت سے حالتون مین کم عمر پودہون کی محافظت ضرور ہوتی ہے اور آمد کاشت سے زیادہ آسان طریقہ یہ ہے کہ کیاریون کو چارون طرف سے کپڑا لگا دیا جاے اور اگر موسم مین کپاس کی ضرورت ہو تو پورانی کپاس کو نکالکر نئی کپاس درستگی کرنی چاہیئے اگر اسی اثنا مین کہیرا پڑے تو بہت احتیاط سے رات ہونے پر اس مقام پر سایہ کر دینا چاہیئے جب کاشتکار کو اس سے فرصت ہوگی تو مستقل بیکار خانہ کی فکر باقی رہیگی اور دو ایک برس کے بعد پودہون کیجانب توجہ پہریگی۔

قلیون کی لائن

اگر ممکن ہو تو بداکا لوگون کو ٹیکہ دینا چاہیئے کہ اسقدر کفایات کیلئے اس قدر رقم دیجائیگی بشرطیکہ مکانات تعلیٰ معمولی درجہ کے بنائے ہون نا ہموار پتھرون یا اینٹون سے مکان بنوانا اور کھپریل سے چھوانا بہتر ہے اسکا کفایتی نتیجہ آخر کو بہت مفید ہوگا۔

بنگلہ

ہر حالت مین وسعت عمارت کا انتظام کاشتکار چاہے کے رہنے اور وسعت مقام پر منحصر ہے جب بنگلہ تیار ہوجاے تو جو عارضی مکان کارخانہ کے مرتب تیار شدہ تھا اوسکو منہدم کردینا چاہیئے بعدہ کارخانہ کی تعمیر ہو اور جب کہ پہلے اوسکا نقشہ مرتب کرکے اچھی طرح غور کرلینا چاہیئے۔

کارخانہ

جب سے مجھکو چاء سازی کے اصول معلوم ہوے اوسوقت سے مینے گرم پانی کو گرمی پہونچانیکا ایک عمدہ ذریعہ خیال کیا مینے ابتک نہین سنا کہ کسی کارخانہ مین کامیابی کے ساتھہ اس سے کام لیا گیا ہو لیکن مجھکو یقین کامل ہے کہ اس طریقہ سے بہت سا بڑا فایدہ ہوگا۔ پانی ضرورت سے زیادہ گرم کیا جاتا ہے یہانتک کہ سنبر چاء بنانے سے جو پانی جلانے کیلئے حرارت پہونچای جاتی ہے وہ بھی بہت زیادہ ہوتی ہے اب ہم نہایت مفید اور کم خرچ طریقہ بتلاتے ہین جنمین پہلے خوبی یہ ہے کہ اگر اس طریقہ سے

عملدرآمد کیا گیا تو لکڑی کا کوئلہ جو اندنون نہایت قیمتی ہوگیا ہے بالکل بیکار ہوجائیگا۔ کل آلات بہونے اور گرم کرنیکے ایک دیگدان کے ایک سے گرم ہونگے خشک کرنے والی آلات اسطرح ترتیب دیئے جائینگے جو نہ صرف تیار شدہ چاء کو خشک کرین بلکہ چاء کو بھی گرم کرین جو نلون کے اوپر طاقون پر پھیلی رہین اور اسطرح ایام برسات مین بھی پتیان خشک ہوجائین اور جھوٹ موٹ ہوائی موسم مین جو مسلسل مشکلات پڑتی ہے وہ بالکل جاتی رہینگے۔ دوسرے یہہ کہ کارخانہ کے اندر نکلی دھول یا دھوان نہ جائیگا۔ اور اگر انتظام اچھی طرح ہوجائے تو کمردن کی تعداد مین تعمیری آلات مین اور محنت مین بہت کمی ہوجائیگی پائپ کی حرارت مین کمی بیشی حسب ضرورت کیجا سکتی ہے اور اسیطرح چاء کے جلجانیکا خوف نہین ہر قسم کے بوائلر مکانات اور دوسرے قسم کے عمارتون کے گرم کرنے کیلئے اب بنائے جاتے ہین۔ چنانچہ انگلستان کا کرسٹل پیلیس اور اعلیٰ درجہ کے گرجے اور دوسرے سرکاری عمارتین گرم پانی کے ذریعہ سے محرور کیجاتی ہین اور اسطرح عین ایام سرما مین مکانون کے اندر گرم ملکون کی حرارت قایم رکھی جاتی ہے چاء کے کاشتکارون کیلئے بوائلر (پانی گرم کرنیکا ظرف) نہایت مفید چیز ہے جو بغیر کسی قسم کی عمارت جدید کے موجودہ کے ساتھ قایم ہوسکتا ہے۔ اور چاہو اچھہ کا پائپ معہ اور ضروری سامانون کے بہت ارزان ہے اور کلان بوائلر سے مساوی درجہ کی حرارت قایم رہتی ہے۔

طشت جنمین دو تین نلیان پانی بہنی کی ہون حسب خاطر ہوا یا جا سکتا ہے
اوسکی نلیان باہم ایک دوسرے سے ملی رہینگی اور ان سب کا سلسلہ اصلی
بوائلر اور پائپ سے مسلسل رہیگا۔ صرف یہی ایک آلہ ہوگا جسمین پانی
گرم کرنے کے آلات) بنانیوالیکو تعلیم کی ضرورت ہوگی کیونکہ بطور خود
سمجھ لینا آسان نہین ہے۔ جسقدر حرارت پہونچانی کی ضرورت ہو اوسی
نسبت سے بوائلر ہی جسیم ہو اور پائپ کی طولانی بہی۔ کارخانہ کے ایک
مسقف مکان مین یہہ بوائلر معہ ایندہن کے رکہا جا سکتا ہے۔ پانی گرم ہوتی
ہے ملشتون مین اور پائپ کے ذریعہ سے تمام کارخانہ مین پہونچ جائیگا قبل
اسکے کہ بوائلر مین پہر گرم ہونیکے لئے واپس آئے اس انتظام سے چاہ بنانیکا
کمرہ مکمل ہو جائیگا کیونکہ ایک کنارہ پر چاہ ہونے کا ملشت پتیون کے رگڑ
نیکی نیز خواہ کل درمیان مین خشک کرنیکے پائپ ہر چہار طرف کمرے مین۔
اور بلندی پر دیوار مین رات کو سبز چاہ پہیلانیکے طاق۔ یہہ آخری انتظام
نہایت کم خرچ اور مفید ہی کیونکہ گرم پائپ کے ذریعہ سے کل ترتیون مین
جو طاقون پر رہینگی برسات کے ایام مین راتون کو حرارت پہونچیگی اور
چینیون کے طرز تیاری چاہ سے زیادہ مفید ہوگا کیونکہ اوس مین دہوان یا
خاک نہ پہونچیگی چہوٹے چہوٹے باغون سے مکرر ہے کہ یہہ طریقہ زیادہ
مناسب ہو حالانکہ مجہکو یقین ہے کہ وہان بہی اس سے بخوبی کام چلیگا۔
ایک کمرہ مین لوہے کے طشت ہوتے ہین جو اینٹ اور چونے کے چولہے پر

جمے رہتے ہین نیچے آنچ ہوتی ہے یا ہر طشت علحدہ علحدہ گرم ہوتا ہے اسمین
پتی رگڑنیکا میز بھی رہتا ہے۔ دوسرے کمرہ مین خشک کرنیوالی آگ لکڑے کے
کوئلون کی ہوتی جو چولہون یا انگیٹھون مین رکھی جاتی ہے اور کمرون مین
بند پتیان پھیلائی جاتی ہین اور کوئلہ و لکڑی جمع کیجاتی ہے اگر بہت ہی عمدہ انتظام
ہو تو یہی بہہ مکانات خاک آلود و۔ گڑبڑ سڑ براور دھوان دہار ہوتے ہین۔
اسمین شک نہین کہ بہت کچھہ اصلاح کی ضرورت ہے۔ انتظام اور طریقہ تیاری
دونون مین سخت محتاجی ہے۔
اسوقت جبکہ دفتر۔ بنگلہ۔ اور قلیون کے مکانات تیار ہو جائین گے اور کارخانہ
کا نقشہ مکمل ہو جائیگا تو نرسری مین درختون کی نشو نما اسقدر ہو جائیگی کہ
مستقل طور سے جہان زمین صحت کیگئی ہو لگا دی جاے یا زمین انکے لئے
درست کیجاے مگر چونکہ جنگل اور کپاس کی زمین کے ساتھہ خاص طور سے
خدمت کیجاتی ہے اسواسطے ہر دو کا بیان یہان مناسب ہوگا۔

جنگل

اگر ممکن ہو تو ٹھیکہ کے ذریعہ سے جنگل کٹوا کر جلوا دینا چاہیئے بدا کا قوم کے
لوگ بہت خوشی سے ٹھیکہ لینگے جہانتک ممکن ہو مانسون کے ختم ہوتے اس
کام کو شروع کر دینا چاہیئے جس مین کاشتکارون کو ایام قلبہ رانی تک برابر
مصروف رہنا پڑیگا اسوقت ایک معقول تعداد اوزار کی لینی ہوگی مگر بسا
اوقات بدا کا لوگون کے پاس انہین سے اوزار رہوتے ہین۔ بیتون کے چھانٹنے کا

چاقو اوسوقت تک لینا ہوگا جب تک کہ پودے زیادہ عمر کے نہون اگر موقع ہو اور یہہ سمجھہ لیا جاے کہ کارخانہ پورانے طریق پر چلایا جائیگا تو جنگل کی لکڑیون کا کوئلہ لینا چاہئیے اگرچہ اوسکے فی الفور استعمال کی ضرورت نہو کیونکہ کوئلہ سڑجانے والی چیز نہین ہے بلکہ اگر خشک جگہ مین موجود ہو تو بروقت کوئلہ سے اچھی قیمت آجاتی ہے جب زمین صاف ہوجاے تو درختون کے جڑون کو کھود کر نکال ڈالنا چاہئیے - اور اس کام کو اگر ممکن ہو تو گرمی کے موسم مین شروع ہو کیونکہ اکثر برسات کے ایام مین سنا کی جڑین کام کو خراب کردیتی ہین پانچ فٹ مربع فاصلہ سے چاے کے پودہون کا لگانا بہت مناسب ہے اس سے کم وسعت دینا مضر ہے آٹھہ برس کے درخت پالے گئے جنکا پھیلاو ۹ فٹ تہا اور اوسیقدر جڑ پھیلی ہوئی تہی بلکہ بعض حالتون مین اس سے بھی زاید اگر ۵ فٹ کم وسعت مین پودے لگاے جائینگے تو جو اعلیٰ درجہ کی زمین ان درختون کے نشو نما کی باعث ہوگی وہ بجاے ۸ برس کے بہت جلد گرجائیگی جس سے خود درختون کے نشو نما مین فرق آجائیگا - خراب زمین پر اگرچہ پہلے سال مین بنسبت زیادہ نکلین لیکن درختون کے زیادتی سے زمین کی بالکل قوت کم ہوجائیگی اور بہت ہی چند روز مین کھاد دینے کی ضرورت ہوگی حالانکہ اور حالت مین جلد کھاد کی ضرورت نہوتی -

کہونٹی گارڈنا

پہلے ایک طول لائن بچھا دینی چاہئے اور پانچ پانچ فٹ کے فاصلہ پر مضبوط کیڑا لگا دینا چاہئے اسیطرح ایک دوسرے لائن عرض مین بچھانی چاہئے جسکا زاویہ قایمہ ہو اور یہہ لائن سے اوسیطرح پانچ پانچ فٹ کے فاصلہ پر ہون - پس جب عرض اور طول کی لائنین ملینگی تو پانچ فٹ کا مربع بنجائیگا - جہان جہان اتصال طرفین کی لائن کا ہو وہان کیونٹی گاڑ دینا چاہئے مگر لائن خوب سیدھی ہون کیونٹیان مضبوطی سے گاڑی جائین کیونکہ زمین کھودنے سے پہلے عرصہ تک کیونٹیان اسیطرح رہینگی -

زمین کھودنا

زمین کھودنیکا کام ٹھیکہ پر دینا چاہئے مگر یہہ لحاظ ضرور ہے کہ ٹھیکہ وار بہت سلیقہ کے ساتھہ کام کرین ۱۸ انچہ کا خندق چار کے پودہون کیلئے کافی ہوگا اور جب اس مقدار کے خندق تیار ہو جاے تو انکو بند کر دینا چاہئے - جب یہ اڑے کے مغربی حصہ پر جنوبی مغربی موسمی ہوا اچھی طرح آجاے اور اسیطرح مشرقی حصہ پر شمال مشرقی ہوا اور زمین کافی طور سے تم ہو گئی ہو تو پودہون کے لگانیکا نہایت عمدہ وقت یہی ہے -

پودہا لگانا

چار کے پودہے لگانے مین تین گروہ کرنا چاہئے ایک مختصر مگر ہوشیار گروہ نرسری یعنے ذخیرہ مین درختون کا انہانا دوسرا گروہ لانیوالون کا اور تیسرا گروہ لگانیوالون کا ہو - ہر روز ایک آدمی دو سو درخت سے جنکی عمر

۲ برس کی ہو زیادہ نہ لگائے اگر زیادہ کی ہوس کریگا تو ممکن ہے کہ کام خراب ہو جاے یہہ دیکھہ لینا چاہئے کہ پودہون کی جڑین اوس تیار شدہ سوراخ مین آسکتے یا نہیں اگر زیادہ ہون تو تیز چاقو سے مختصر کرڈالنا چاہئے اور جسقدر گہرے پودے خیرے مین تھے اوسیقدر کرکے یہان لگانا مناسب ہے پودہے کے جڑکی مٹی آس پاس دو تین انچہ اونچے رہنے تاکہ زمین کے ڈہالو ہونے یا زیادہ پانی گرنے سے کچھہ نقصان نہو۔

سایہ

بیشک سایہ کرنا درختون کو مفید ہے۔۔ پودہے کے گرد اور اوسکے قریب مین فرن یا اور کوئی دوسرے گہاس سے جو قابل سایہ کرنے کے ہو لگا دینی چاہئے یہہ مناسب نہین ہے کہ پودے کو ایسا ڈہانپین کہ روشنی نہ پہونچے بلکہ آفتاب کی تیز دہوپ جو بعضے اوقات خاص وسط مالنسون مین ہوتی ہے رکاوٹ ہو۔

گراس لینڈ

جس زمین پر گہاس ہوتی ہے اوسکی زراعت و پرداخت جنگلات سے مختلف ہے۔ پہلے گہاس کہودنا چاہئے جسکا خرچہ فی ایکر دس روپیہ سے زاید ہوگا انگلستان مین بعض مواقع پر دس شلنگ فی ایکر خرچ پڑا ہے اگر زمین پر ہل چلا دیا جاے تو کام مین بہت آسانی ہوگی ایک اور منافع کی یہہ بات ہے کہ اگر ان ڈہیلون کو سڑا کر کیا دینا ہے تو بہت مفید ہوگی کیونکہ

ایک مقدار سیر کہاد کی کیت کی دو چند گوبر کے برابر ہوتی ہے علاوہ برین اوسہروہ دہیلے جب توڑ ڈالے جائینگے تو بعد کو حسب خاطر زمین پیدا ہوجائیگی ڈہیلون کو وہین سکہلانا یا اوسکے گہاس کو جلانا مقرر ہے جب زمین کہد جاسے تو جو طریقہ آیندہ ترتیب کا جنگل کے بیان مین مذکور ہوا وہی یہان کی جاے یہہ سمجہنا غلطی ہے کہ اس کہودنے سے آیندہ پودہون کے سوراخ بنانیکی ضرورت نرہجائیگی - پڑی پودہون کے قابل سوراخ ضرور بنانا چاہئے اور درخت لگانے کے ایام سے بنانا بہت تکلیف دہ ہوگا اس سطح اراضی پر دوسری جگہہ کی مٹی ڈالنا مقرر ہوگا - ڈہیلون کا مٹی کرنا اور بعدہ آفتاب اور ہوا کہلانا بہت مفید ثابت ہوگا -

گہاس پہیلنا

اگر پودہے لگائیے ایام مین باغات مین گہاس وغیرہ زیادہ اُگی ہون تو اوسکو فوراً صاف کرڈالنا چاہئے جب باغات ایک مرتبہ اسطرح صاف ہوجائینگے تو پہر چہہ روپیہ سالانہ فی ایکڑ خرچ پڑا کریگا -

انتظام درختان چار

اول - دوم - سوم سال

جب کوئی گہاس یا اور کوئی جو دوسرے پودہون کی قوت کہینچ لینا چاہین تو ایسی شے کو فوراً اکہاڑ کر پہینک دینا چاہئے -

اگر اسطرح کی احتیاط عمل مین لاے جاے تو درخت کے پانچوین سال تک

کاٹ چھانٹ کی ضرورت نہوگی - اوسوقت جو ضرورت بھی ہوگی وہ درختون کے خوبصورت اور باقاعدہ بنانیکے لئے کیجائیگی -

چھانٹنا

قاعدہ ہے کہ اگر عرصتک غفلت نہ کیجاے تو زیادہ کانٹ چھانٹ کی ضرورت نہ پڑے - اگر کم عمری مین وقت ضروری پر پتیون کو چٹکیون سے توڑتے رہین تو چاقو استعمال کرنیکی ضرورت لاحق نہو - جب وہ ایک معقول حالت تک ترقی کر جاتے ہے اوسوقت سے کانٹ چھانٹ برابر رہتی ہے جس سے شاخین بدنما اور ٹھٹھرے ہوے معلوم ہوتے ہین بہتر ہے کہ ایسے درختون کو بالکل کاٹ ہی ڈالین اور عمدہ موسم مین از سر نو ترقی دین جسکے لئے جنوری مہینہ بہت اچھا ہے -

کترنے کیلئے چاقو استعمال ہو نہ کہ قینچی اور اس امر کا خیال رہے کہ شاخ کا ٹھٹھرا ہوا آخری حصہ کترتے وقت شاخ کی سطح چوڑی اور برابر رہے - کیونکہ اسی سطح سے پھر کونپلین پھوٹینگے - اور آیندہ اوسکی زندگی کا دارمدار یہی ہوگا -

زینت باغ

جہانتک ممکن ہو باغ کو آرایشی اور نمائشی درختون سے آراستہ کرنا چاہئیے بیرونی اور سڑکون کے کنارون پر اسطرح لگائے جائین کہ خوبصورتی اور فایدہ دونو ہو - درخت اکاسیا تو باغ کے اندر جہان چاہے کے پودے ہون نہ لگانا چاہئیے - بان بلندی خواہ گھاس کے میدانون پر یہہ درخت اور یوکلپٹی جلانیکے لئے

لگائے جاسکتے ہین - مگر زینت کے لئے - بنپس - کپڑے سے اور اور بہت سے نمایشی درخت بلندی اور عمدہ اراضی پر جو سڑکے لئے موزون ہو لگائے جاسکتے ہین سڑکون پر سکونا - شفتالو - اور نارنگی وغیرہ کے درخت لگانے سے زینت اور فایدہ دونون ہے - لیکن کوئی درخت لگاے جاے شرط یہی ہے کہ انکی حفاظت خوب ہو کیونکہ سمبر ہی مین اکثر کہا جاتی ہے اور اگر نہین کہائین تو بہت نقصان پہونچاتی ہے -

سڑکون کے نشیبی حصہ مین کنارے کنارے گہاس لگا دینے چاہئے کیونکہ اس سے دو فایدہ ہے اول تو زینت ہو کی دوم پانی کے بہاو سے کنارے مسمار نہو جاینگے - اور گہاس والی زمین مین آخری حصہ صاف رکھنا چاہئے جبکہ سڑک بنی ہو اور جب زمین کھو دگئی ہو تو پہر گہانس جا لینا چاہئے -

باغات

کونور - کٹاگیری وغیرہ مین جہان باغ میوہ جات ہوسکتے ہین لگانا چاہئے لگاٹ - امرود - شفتالو - سیب - بیر - نارنگی - لیمبو - انار وغیرہ پانچہزار سے چہہ ہزار فٹ بلندی پر ہوتے ہین اور اگر ذری محنت زیادہ کیجاے تو انگور اور اسٹرابری اور راسبری وغیرہ بہی بخوبی پیدا ہو -

ترکاری اور پہول کے باغات بہی لگاے جاسکتے ہین مگر یہہ ایک ایسا معاملہ ہے جسپر بہت کچہہ رایون کا ردو بدل ہو گا کیونکہ مقامی کاشتکارون کی رغبت پر منحصر ہے -

طریقۂ تیاری

کالی چاء

کالی چاء بنانیکے لئے غیر محدود طریقے ہین - بہت کچھہ کاریگرون کی ہوشیاری اور موزونیت وقت وسعت کارخانہ اور آب وہوا پر منحصر ہے - اور اسلئے خود تیار شدہ چاء سے فرق رہا کرتا ہے جو کارخانہ کافی طور سے وسیع ہوتا ہے اسمین بکثرت اور انتظام درست رہتا ہے اوس مین چاء بنانیکے لئے سوم کی کچھہ پابندی نہین کیجاتی اور اگر یہہ باتین نہون تو تیار شدہ چاء کے اوصاف مین فرق ہو جاتا ہے کیونکہ وسعت کارخانہ - وقت اور حرارت کافی طور سے نہین ہوتی - چاء کے تیاری مین پہلا کام سبز پتیون کے جمع کرنیکا ہے - فصل کاٹنے کے پہلے پودہون کی عمر اور جملہ ضروری باتون کو دیکھہ لینا چاہیئے -

دو باتون کا لحاظ ضرور ہے اول یہہ کہ پتیان زیادہ نکلین دوم یہہ کہ درختون کے صحت وقوت مین فرق نہ آئے - اس معاملہ مین بہت سخت غلطیان ہو جایا کرتے ہین چاء کی پتیون اور جڑون کا برابر لحاظ رکھنا چاہیئے اگر پتیان زیادہ ٹوٹین تو جڑ کمزور ہو جائینگے اور پھر پتیان کم نکلینگے چین مین تین مرتبہ یعنے بہار - خزان اور گرمی مین پتیان توڑتے ہین - لیکن توڑنے کے پہلے وہ اوسکو بڑہنے خوب دیتے ہین - اہل چین کا اقرار ہے کہ موسم بہار مین جب وہ پیکو چاء کم عمر درختون سے توڑتے ہین تو آیندہ ترقی مسدود ہو جاتی ہے یہہ غلط ہے کہ زیادہ توڑنے سے زیادہ پتیان آئینگے -

زیادہ توڑنے سے ہر مرتبہ پتی کم ہوتی جائیگی۔

عورتوں کا ایک معتدبہ گروہ ۱۸ - ۲۰ پونڈ سبز پتیوں کو اکٹھا کرسکتے ہیں بعض تو ۲۹ پونڈ تک توڑتی ہیں لیکن ۲۴ سے ۲۸ پونڈ تک تو معمولی ہے۔ درختوں کی پیداوار اور عمر کے لحاظ سے پتیوں کے توڑنے کی اجوت بحساب پونڈ دینا چاہیئے۔ ایک شخص کا قاعدہ تھا کہ جیوں جیوں عورتوں کو اس کام میں مہارت ہوتی جاتی تھی اجرت میں کمی کرتا جاتا تھا یعنے آدہ آنہ فی پونڈ سے لیکر پاؤ آنہ سال کے آخر تک کردیتا تھا۔ پس جب عورتیں شام کو اپنی اپنی پتیاں لائیں تو ل کر دیکھنا چاہیئے کہ پتیاں سب عمدہ ہیں یا نہیں اگر موٹی پتیاں ملی ہوں تو مزدوری ضبط ہو تاکہ بار دیگر ایسا نکریں۔ اسکے بعد کپڑا یا بوریا پر پتلی پتلی برابر پھیلا دینا چاہیئے۔ موٹی پہلے سے خمیر ہو جاتا ہے۔ شام سے دوسرے صبح تک اسطرح پھیلی رہیں اگر آفتاب نکلے تو اور ہوا کھلانا چاہیئے یہانتک کہ نرم اور کناسے ہو برے ہو جائیں۔ اور اگر آفتاب برآمد نہو تو خاصکر برسات میں اندرون دروازہ عمل کریں۔ بڑے باغوں میں اسکا پورا سامان ہونا چاہیئے۔ خشک کرنے کے بعد اسقدر بھوننا چاہیئے کہ کرکراہٹ پیدا ہو۔ یہی کلی بلیشی نقصان دہ ہے۔ جب پتیاں نرم ہو جائیں تو میز پر بانس کی بوریا بچھا کر پتیوں کو رگڑنا چاہیئے۔ رگڑنا اسطرح ہو کہ پتیاں بغیر ٹوٹے ہوئے مڑ تڑ کر گول ہو جائیں۔ رگڑنے میں اکثر بے پروائی کرتے ہیں۔ عموماً کم عمر بچے اس کام کو اچھا کرتے ہیں۔ پتیوں کا باقاعدہ رگڑنا ضرور ہے کیونکہ مسلم اور برابر رگڑے جانے سے آئندہ پتیوں کی اچھی قیمت

آئیگی - خاص غرض رنگرٹنے سے یہہ ہے کہ پتیون پر سبز رنگ نمودار ہو یعنے اندرونی عرق پتیون پر نمایان ہو جاے - پتیون کی حیثیت سے وقت صرف ہوتا ہے بعض اوقات ایک شخص ۲۰ پونڈ تک گرتا ہے - بعدہ سایہ مین کپڑے پر ہلکی ہلکی پہیلا دینا چاہئے اور دن کے خاتمہ پر پتیون کو باندہکر صبح تک تو کرسی مین رہنے دین مگر بہت کسکر نہ باندہین اور ایسی جگہہ رکھین جہان آلہ تہرمامیٹر کی ستر درجہ گرمی ہے -

سردی یا گرمی مین پتیون کے رکھنے یا زیادہ و کم کسکر باندھنے سے اوسمین خمیر پیدا ہو جاتا ہے یعنے پتیون کے موقع کی حیثیت سے اوس مین کم یا زیادہ خمیر پیدا ہوتا ہے - اگر خمیر کا اچھی طرح انتظام کیا جاے تو صبح کو خوشگوار خمیری بو آجائیگی اور حقیقت بانجی رنگ اور حرارت پیدا ہوگی -

صبح کو تو کڑون سے پتیون کو نکالکر ہانگنون سے علحدہ علحدہ کرنا چاہئے اور بہوننے کیوقت حرارت پتیون کو ہوتی رہے - گرم اور نمی دور ہونے پر چاہین بناتاتی خوشبو آجائیگی - ہوا مین پھیلا کر پھر بہوننا چاہئے - اور تمام شب اور صبح کو بشرطیکہ آفتاب ہو پتیون کو تو آخر مرتبہ کویلی کی آگ پر بہوننے کو اٹہا رکھنا چاہئے بہوننے سے یہہ ضرور ہے کہ نہ دہوان لگے اور نہ جلجاے اگر گرم پانی کی حرارت پہونچانیکا طریقہ مستعمل ہو تو پتیون کا جلنا یا اوسمین دہوان لگنا ناممکن ہو -

اسوقت لکڑی کا کوئلہ جلایا جاتا ہے اور اسمین بہت احتیاط کرنی پڑتی ہے پتی کا آگ پر گرنا یا ادہ جلے کوئلہ کا پتی سے جانا دونون بدبو پیدا کرتے ہین جب دہوان نرہے اور خالص آگ روشن ہو تب چار کو احتیاط سے بہوننا چاہئے

پاو یا گھنٹہ کے بعد چاء کو اناء رخوب حرکت دینا چاہئے۔ جسقدر چاء ہوتی جائیگی اوسیقدر چلجانیکی قابل ہو جائیگی اسلئے آخر مین آگ ٹھنڈی کردینی چاہئے اسکے بعد چاء کو بحیثیت اقسام کانگو۔ سچانگ۔ پیکو آریخ کو علیحدہ علیحدہ کرڈالنا چاہئے۔ اگر چاء کی مختلف پتیان باہم ملگئی ہون تو تا اختتام فصل ذخیرہ مین جمع رکھین مگر یہہ کارروائی بہت کچھہ ان بازارون کی نگری پر منحصر ہے جہان یہہ چاء بھیجی جائیگی ہین۔ اسکے سوا اور بھی بہت سے طریقہ کالی چاء کے تیار کرنے ہین۔ مثلاً دھوپ مین سکھلانا۔ طشت مین آگ پر رکھنا۔ بھوننے کے پہلے رگڑنا۔ اور دوبارہ سہ بارہ بھوننے کے بعد رگڑنا یا سایہ مین خشک کرنا وغیرہ۔

لیکن کل طریقہ مین یہہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ جلد سکھلانے مین سبز چاء کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے اور خاصکر جبکہ خشک کرنیکی حرارت مصنوعی ہو یہہ سچ ہے کہ جسقدر عجلت کے ساتھہ چاء خشک کیجائیگی اوسی عجلت کے لحاظ سے چاء مین فرق ہوتا جائیگا۔ لیکن اور دوسرے عمل متعلقہ تیاری چاء سے اوسکی برائی رفع ہو سکتی ہے لیکن اگر چاء بہایت عمدہ ہوا اوسمین خمیر برابر سے اٹھایا گیا ہو بعدہ طشت مین فوراً رگڑی گئی ہو تو نسبتاً اس طریقہ سے چاء مین اصلی عرق پتیون پر نمودار ہو جائیگا اور اسلئے اوسمین سبز چاء کی بہت خاصیت پائی جائیگی۔

چاء کے علیحدہ علیحدہ کرنے مین دو طریقے اختیار کرنا چاہئے اول یہہ کہ جتنے وقت پیکو۔ سوچنگ۔ کانگو اور بوہیا پتیون کو علیحدہ کرین اور منتخب پتیون کو علیحدہ۔ اس کام کیلئے پتی چننے والون کا دو گروہ علیحدہ ہونا چاہئے نہایت آسان اور کم خرچ طریقہ

یہہ ہی کہ پتیون کو سوکھنے کے چاہیے اور بعد اوسکے نرم پتیون کو علحدہ کرنا چاہیئے اِس کام کیلئے دو چلمنون کی ضرورت ہوگی اور چلمنون کا سوراخ پتیون کے علحدہ کرنیکے لئے چوتھائی انچ سے لیکر آٹھوین حصہ انچ تک ہونا چاہیئے اگر ضرورت ہو تو اون کے درمیانی مقدار کی چلمنیں استعمال ہون۔ چھوٹی چلمنی سے ہلکو اور بڑی سے سوختک چالی جائیگی۔ مناسب ہے کہ عمدہ چاء پہلے چالی جاسے کیونکہ اگر اِسکے تہہ یہہ ملجائیگی تو دوسرے قسم کے چاء کے ٹکڑون سے بہت کم ملیگی

فلاوری پیکو

یہہ چاء نئی کوپل سے جو بڑھنے نہین پاتے حاصل ہوتی ہی اور اس چاء کے چننے مین بہت بڑی احتیاط کرنی چاہیئے اور حرف تجربہ کار اور ہوشیار عورتین دن بھر مین آٹھ دس اونس پتیان چن سکتے ہین اگر اس چاء مین کچھہ ملاوٹ نہو تو نہایت قیمتی ہوگی۔ ضرور ہے کہ ان کوپلون کی چننے کی اجرت فی اونس وہی ہو جو معمولی چاء کے فی پونڈ کی ہوتی ہی اس چاء کے چننے مین اسقدر دقت ہوتی ہی کہ یہہ اجرت بہت کم سمجھی جاتی ہی جسکے لینے مین عورتونکو سخت پس و پیش ہوتا ہی۔ اسکی مقدار زیادہ نہین ہوتی اور اسکو ایک عمدہ تحفہ سمجھنا چاہیئے نہ کہ بازاری بکری کیلئے۔ کیڑون پتیون کو رات بھر اور صبحکو دھوپ مین دس بجے تک تلی پتلی پھیلا رکھنا چاہیئے۔ تاکہ اسکا عرق اڑجاے اوسوقت وہ کرکری "کروم" ہوگی۔ بعد واو سکو ہلکی آگ پر بھون لینا چاہیئے اسکے رگڑنیکی ضرورت نہین کیونکہ دھوپ ہی مین کہنے سے اسکا عرق اڑجاتا ہے علاوہ برین کچھہ قدر تادہ سخت اور اگڑی ہوجاتی ہی۔ بعد بھونکے جسمین اسقدر احتیاط ضرور ہے کہ اوسکے سفید روئین ضایع نہون مایہ مین کپڑے پر ہلکی ہلکی پھیلا دینا چاہیئے اور اسطرح دوسرے صبح تک پھیلی رہین اسکے بعد دوایکروز تک دھوپ کھلانی چاہیئے درمیان مین ہاتھہ سے حرکت بھی ہوتی رہے آخر مین لکڑی کے کوٹہ پر اوسکو بھونکر عمدہ صندوقون مین بند کردینا چاہیئے کیونکہ اعلیٰ درجہ کی چاء مین بہت چاء پھپھوندی لگ کر خراب ہوجاتی ہے

سبز چار

سبز و سیاہ چار مین بہت بڑا فرق یہہ ہے کہ سبز چار کو بہت جلد خشک کرتے ہین اور سیاہ کو آہستہ آہستہ - سبز چا کو کارخانہ مین لاتے ہی خشک کرنا شروع کر دیتے ہین اور اسلیے اوسکے عرق اور رنگ مین کیمیائی تبدیلیان بہت کم ہوتی پاتی ہے - پتیون کے وزن ہونے بعد فوراً ہونکرات کو رگڑنا چاہیے اور اگر زیادہ محنت کا خیال ہو تو رنگ لانیکی فکر نکیجائے - ان پتیون کو رات کے ایک پتلی کاغذ پر پھیلا دینا چاہیئے اور صبحکو زاید دھوپ دکھلائے یا پھیلائے ہوئے ہون لینا چاہیئے - کالی چار کے گرم کرنیکی نسبت اس چار کو اس حالت مین زیادہ گرم کرنا ہوگا قبل اسکے کہ کافی مقدار عرق نکلجائے اور پتی ملایم ہو - اس کام کے آسانی کے لیئے طشت کو زیادہ گرم کرنا چاہیئے - جب پتیان کافی طور سے گرم ہوجائین تو بہت احتیاط سے رگڑنا چاہیئے اور اس امر کا خیال رہے تلخ عرق پتیون پر نمایان ہو - ایک بہت اچھی ترکیب یہہ ہے کہ پتیون کے رگڑنے کے بعد اونکو کسی چیز سے اچھی طرح دبانا چاہیئے تاکہ عرق خوب نمودار ہو اس دباو سے ان پیچیدہ پتیون کو کچھہ نقصان نہوگا اور خشک آسانی سے ہوگی اور یقیناً خوشبو بھی بڑھ جائیگی جب پتیان پورے طور سے رگڑی جائین اور عرق اچھی طرح نمودار ہوجائے تو دو ایک گھنٹے کیلئے کپڑے پر پتلی پتلی پھیلا دینا چاہیئے تاکہ جو کچھہ عرق ہو وہ بھی اڑجائے - اگر موسم برسات کا ہو تو پتیون کو سایہ مین پھیلا دینا چاہیئے - یہان اگر گرم پانی سے حرارت پہنچانیکا طریقہ جاری ہو تو

بہت فائدہ ہوگا۔ پائپ سینے نلیون کے ذریعہ سے پتیون کا عرق اڑجائیگا گو کوئی موسم ہو۔ اور اسطرح طشت پر گرم کرنیکی زحمت باقی نہ رہیگی جب پتیون کو اسقدر دھوپ مین رکھین کہ اوسمین کچھ کرکراہٹ آجائے تو اوسکو طشت مین ڈالکر برابر حرکت دین یہانتک کہ وہ بالکل خشک ہوجائے اور جب مقصد رنگ آجائے۔ چین کے سبز بے رنگ چار بطور نمونہ کے اپنے پاس رکھین اور جب حسب خاطر اپنے عمل ہوجائے تو طشت آگ پر سے علیحدہ کرلیا جاے۔ سبز چار کا طشت مین گرم کرنا نہایت سخت اور تکلیف دہ کام ہے کیونکہ ایک شخص دس گیارہ گھنٹہ تک چار کو حرکت دیتے ہوے قائم نہین رہ سکتا اور ناممکن ہے۔ اسلیئے تبدل و تغیر لازم ہے۔ بعض وقت مناسب خیال کیا گیا ہے کہ ایکروز صبحکو چار پانچ گھنٹے تک چار خشک کیجایا کرین اور دوسرے روز صبحکو رنگ پیدا کرنا چاہیے۔

پیداوار

نیلگری کے عمدہ منتخب موقع پر فی ایکر تیار شدہ چار دوسو پونڈ تیار ہوسکتی ہے بشرطیکہ زمین کھلی ہوئی نہو۔ سو ایکر زمین سے جسمین چار کی کاشت ہو بیس ہزار روپیہ سے لیکر تیس ہزار روپیہ تک نیلگری پر وصول ہوگا۔ اس رقم مین نہایت عمدہ طور سے کل کام درست و مرتب ہونگے موقع کے لحاظ سے کام کی اجرت مین کمی بیشی ضرور ہے اور ہر شے کا انحصار کاشتکار کے انتظام اور لیاقت پر منحصر ہے۔

نیلگری پر چار کا طریقہ برتا جاتا ہے۔ ایک ایکر زمین پر پانچ پانچ مربع فٹ کے فاصلہ سے درخت چار لگائے گئے اور ۱۷۵۰ ہوئے اگر بعض ناگزیر امور کا لحاظ کر کے اس تعداد میں کچھ تخفیف بھی کریں تو ۱۷۰۰ سے کم نہونگے۔

ایک قطع اراضی جسپر گھاس ہوا کرتی تھی اچھی طرح سے خدمت کرنے سے تیسرے برس میں ۱۴۹ پونڈ چوتھی برس میں ۲۳۵ اور پانچویں برس میں ۲۶ پونڈ چاء ۱۷۰۰ پودھوں سے نکلی۔

ایک موقع پر ایک ایکر زمین سے ۲۳۳ پونڈ تیار شدہ چار نکلی حالانکہ اوس اراضی پر برسوں پودے یونہی بے پروائی سے پڑے رہے اور دوسری فصل کاٹ کر لگائی گئی ہے جب بھی اسقدر چار نکلی اور یہہ اراضی وہ تھی جسپر گھاس ہوا کرتی تھی۔

ایک اور موقع پر جنگل کی ایک ایکر زمین سے جہاں مذکورۂ بالا کیطرح پودے برسوں سے یونہی پڑے رہے تھے ۲۹۰ پونڈ تیار شدہ چار ہوئی۔

بہر صورت یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایک عمدہ موقع پر اوسط درجہ دو سو پونڈ چار فی ایکر پیدا ہوگی اور اگر عمدہ زمین اور اچھا انتظام ہو تو چھ برس میں زمین پورے طور پر پیداوار کے قابل ہو جائیگی۔

چونکہ ساٹھ روپیہ فی ایکر سالانہ خرچ پڑتا ہے بشرطیکہ عمارت وغیرہ کل تیار ہو اسلیئے نیلگری پر پوری پیداوار والی باغوں کا انتظام کرنا بہت آسان ہے ہر طرح پر یقین کیا گیا ہے کہ نیلگری کی ایکر وہ پونڈ فروخت ہوگی۔

انگلستان مین بیلگری سے ایک مرتبہ چار کے چند نمونے بھیجے گئے تھے مگر اتفاق سے اوسمین کچھ ایسا نقص آگیا کہ وہ نمونے خراب ہوگئے اور اپنی واجبی قیمت نہ لا سکے۔

سبز چار کا نمونہ بہت بیفکری سے باندھکر ۱۴ میل تیاری کے لیے بھیجا گیا جس اثنا مین اوس مین بہت خمیر ہوگیا اور جب انگلستان مین اُن تین نمونون کی قیمت فی پونڈ ۲ شلنگ سے لیکر ۲ شلنگ ۴ پنس تک تشخیص ہوی اگر عمدہ نمونہ پہونچتا تو ۳ شلنگ ۳ پنس سے ۳ شلنگ فی پونڈ سے لیکر ۳ ۳/۴ (پونے چار) شلنگ تک قیمت لگائی جاتی +

جلد دوم　　حسن　　نمبر ۹

ستمبر ۱۹۰۸ء

مضامین

صفحہ

والنیٹر کی حیرت افزا تاریخ اور حیدرآباد	از نواب عماد نواز جنگ بہادر	
حنوط کی ہوئی لاشین	منقول از تصنیف مولوی خیر الدین خان محمود جنگ بہادر	۱۵
انتقال ملال مہاراجہ پرشاد بہادر پیشکار ...	از عالیجناب جبکشن پرشاد بہادر نبیرہ مرحوم	۲۳
دیباچہ سوانح عمری نواب سر لائق علیخان بہادر عماد السلطنت کے سی آئی ای	از رجب علی صاحب اڈیٹر "پنجاب ریویو"	۳۳
قومی تعلیم	از نواب عماد نواز جنگ بہادر۔	۵۳
بقیہ سفرنامہ نیلگری بیان قہوہ	از نواب معلی القاب منیر الملک بہادر معین المہام مالگذاری۔	۸۶
مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڈھ	ایضاً	۱۲۰

حیدرآباد دکن

مطبع حسن مین چھپا

والنٹیر کا حیرت افزا بیان

اور حیدرآباد

ملک کے واسطے یہہ ایک نیک فال ہے کہ عالیجناب مدار المہام سرکار عالی نے پھر رسالہ والنٹیر کے اصلاح کے جانب التفات فرمایا ہمارے ملک مین خصوصاً اور ہندوستان مین عموماً جابجا والنٹیر کے قایم ہونے کی فی الحقیقت شدید ضرورت ہے مگر افسوس ہے کہ جیسا کہ اکثر ہمارے ہم وطن اپنے اور ضرورتون سے بیخبر ہین ایسا ہی والنٹیر کی حالت سے بھی واقف نہین۔ گورنمنٹ قیصری جو دنیا کے سلطنتون مین نہایت دانشمند حکومت ہے بلاشبہ اپنی رعایا کو جب ایسی ضروری امر سے واقف اور ہمہ تن اسطرف مائل پائیگی تو بلا ریب نہایت خوشی سے والنٹیر مین بھرتی ہونے کی اجازت دیگی چنانچہ نظیر اُسکی بیان کیا جاتا ہے کہ جس زمانہ مین ہماری سرکار ابد پایدار **نظام الملک آصفجاہ** خلد اللہ ملکہ کے جانب سے والنٹیر کے رسالہ کے قایم ہونے کی تجویز ہوی تو گورنمنٹ قیصری نے نہایت خوشی سے اس تجویز کے ساتھہ اتفاق کیا۔ اب ہم حیدرآباد کے طرف متوجہ ہوکے والنٹیر کی فرایض منصبی اور مقاصد بیان کرتے ہین نظام والنٹیر کی معنی مجاہد جنگی معاون کے ہین مگر درحقیقت یہہ صرف جنگی فوج ہی نہین ہے بلکہ اپنی ذات اور اپنے سرکار اور اپنے ملک کے دلی خیرخواہ اور انکے ہر قسم کے کامون کے معین و معاون ہے۔

دنیا مین والنٹیر فوج کی ابتدا ۱۸۵۹ء سے ہے والنٹیر فوج علاوہ جنگی کامون کے اسوقت امور تار برقی پٹہ خانہ اور سگنل وغیرہ ابواب کو بھی انجام دیتے ہین اور نیز

کا ہاتھ بٹانے ریل وے اور پولیس اور محافظت راہ ہی ان کے ذمہ قریب قریب ہوتے کو ہے جو لوگ کہ صرف یہ سمجھ رکھے ہیں کہ والنٹیر فوج سے فقط جنگی امور متعلق رہینگے اور اسوقت سرکار کے حسن انتظام سے کوئی اندرونی دشمن یہاں ایسا نہیں ہے کہ جسکا دفعیہ والنٹیر فوج سے ہوسکے وہ غالباً غلطی پر ہیں بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ والنٹیر فوج صرف جنگی کاموں ہی کی معاون نہیں ہے بلکہ سرکار کے ہر قسم کے کاموں کے معاون ہو اور ہوگی۔

علاوہ اسکے جو قوم امور فوج کا مشق حاصل کرے بلاشبہ اسقوم میں مردانگی قوت جسمی اور قوت دماغی بوجہ احسن حاصل ہوتی ہے بلکہ یہاں تک اسبات کو عقلا تسلیم کر چکے ہیں کہ ایسے قوم کے اولاد بھی رفتہ رفتہ قوی العقل اور قوی الجسم ہو جاتی ہے چنانچہ اسبات کے ثبوت میں ہم مسلسل والنٹیر کا تاریخ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

فوج و النیٹر کی تاریخ

وزرائے دولت انگلستان جو قوم و ملک کے حامی اور نگران کار تھے جنگ واٹرلو کے بعد کچھ ایسے مطمئن اور بیحس و حرکت ہو گئے کہ بجز اندرونی اصلاح اور فریقی جھگڑوں کے تصفیہ کے اور کسی جانب خیال ہی رجوع نہیں کرتے تھے فوج بحری اور بری کی درستگی کیطرف کچھ بھی توجہ نہ تھی۔ انہوں نے تمام فوج کو گمراہی میں ڈال رکھا تھا اور صرف روپیہ پیدا کرنے اور عیش منانے کی ہدایت تھی۔ اس خواب راحت اور حماقت اثر سے قوم یکبارگی چونکی اور فوراً نہایت تیزی کے ساتھ متوجہ ہو گئی۔ جزیرہ برطانیہ کے دور دراز مقاموں تک اسکی تحریک پھیلگئی اور ہر دل متاثر ہو گیا۔ قوم کی یکبارگی جوش سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا عام رعایا اپنے گماشتہ پولیٹیکل افسروں سے بدلا لینے کے لئے دست بشمشیر ہو گئی۔ اہل سیف کی فراہمی کا غلغلہ تمام ملک میں پھیلگیا۔

اسوقت انگلستان کو جو زبردست خطرہ اپنے غیر محفوظی کا تھا اوسکو ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصرہ ہند کے شوہر سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا کسی انگریز نے قومی غیرت قایم کرنے اور بحری عظمت مضبوط رکھنے میں اُن سے زیادہ کبھی فکر نہیں کی۔

وہ ہمیشہ وزرائے ملک سے تاکید کہتے رہتے کہ اپنے ملک میں بری فوج کی قوت اور مضبوطی نہایت ضروری ہے۔ پر ان حکام با اختیار سے وہ اپنی تحریر اور اپنے دانشمند مشیر کے ذریعہ سے بالاستقلال مسلسل یہی کوشش کرتے رہے۔ ڈیوک

آف ولنگٹن اور لارڈ پامرسٹن کیطرح پرنس البرٹ شوہر ملکہ وکٹوریا ان حضرات سے خوب واقف تھے جو فوج کی کمی اور محافظت کی عدم موجودگی بلکہ دریائے ٹیمس اور اوسکے معبروں کے بے حفاظت رہنے سے تھا۔ پس ۱۸۵۸ء نہایت مبارک اور اطمینان بخش سال تھا کہ اہالی انگلستان نے اپنی کمزوریوں پر نظر کرکے والنٹیر فوج کی ترتیب دی۔

جسطرح ایک ملاح بعد ایک بڑے تاریک اور دیرپا طوفان کے آفتاب کی روشنی دیکھکر بے انتہا خوش ہوتا ہے اوسیطرح پرنس البرٹ شوہر ملکہ معظمہ نے اس عالم آشوب خواب غفلت کے بعد والنٹیر فوج کے مرتب ہونے پر اطمینان اور مسرت ظاہر کیا۔ بعدہ انہوں نے اوسکے قواعد اور نظم ترتیب دیا۔ جو ۲۵ مئی ۱۸۵۹ء کو محکمہ جنگ سے شایع ہوا۔ پرنس نے اپنی افسوسناک موت تک حتی المقدور اس جدید فوج کی مضبوطی اور دائمی قیام کیلئے بڑی کوشش کی اور یہی چاہتے ہو کہ ملک کے عام نظم و نسق میں اسکا بھی شمار ہو۔

فی الحقیقت ۱۸۵۹ء میں والنٹیر کا قایم ہونا انگلستان کے زبردست اور نہایت اہم تاریخی واقعات میں سے ہے اگرچہ ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ سلطنت سے لڑائیاں اور اصلاحی قانون وغیرہ وغیرہ کی دھوم رہی اور نہایت خوبی سے تمام دنیا میں ریل کا جال بچھ گیا اور تار سے زمین گھر گئی۔ ذلیل اور حقیر نوآبادیاں ترقی پذیر ہوئیں جمہوری خیالات نے بھی آہستہ آہستہ اپنا گھر کرلیا۔ بلاشبہ ان واقعات کا اثر قوم اور ملک کی بہبودی پر بہت کچھ

پڑا ہے مگر کسی ملک مین ایک بڑے فرقہ کو پوری جنگی قوت کا حاصل ہونا جو اپنی جان و مال و عزت اور ملک کو دشمن سے بچا سکے قومی عزت اور عظمت کی نشانیان ہین اور جو لوگ اس عزت کی قدر کرتے ہین وہ بیشک تسلیم کرینگے کہ والنٹیر کی تحریک تمام واقعات مصرحہ بالا کی نسبت قوم اور ملک کے لیئے بدرجہا افضل ہے۔ یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے کہ جو فوایدِ قومی تعلیم ملک کے لئے متصور ہین اوسیقدر فایدے دوسرے طریق مین والنٹیری سے حاصل ہوسکتے ہین یا یون کہنا چاہیئے کہ قومی تعلیم اور والنٹیری ہر ملک کے بہبودی کے لئے لازم و ملزوم ہے +

والنٹیری کا اثر تمدن پر

قبل اسکے کہ ہم والنٹیری کا اثر جنگی بیان کرین مناسب ہے کہ اوسکے تمدنی رخ کو بھی تو جانچین اور جو اثر انگریزون کی زندگی پر اس سے پڑتا ہے بنظر غور دیکھین یورپ کے اعلیٰ سلطنتون نے زبردستی سے رعایا کو فوج مین بھرتی کرنے اور فوجی خدمات کے دینے کا جو طریقہ نکالا ہے اور جو مثل قانون حال کے بھی طریقہ پشت بہ پشت مسلسل جاری رہیگا کچھ شک نہین کہ اوس سے لوگون کی آیندہ جسمی قوت قدرتی بناوٹ اور تندرستی مین ترقی ہوگی اس قاعدہ کے موافق تقریباً ہر جوان آدمی کو لازمی طور سے بچپن سرکار خوراک ڈریس اور مکان دیا جاتا ہے اور ابتدائی جوانی کے دو تین برس فوجی تعلیم مین بسر ہوتے ہین جس سے قواعد ذہنی اور مردانہ تربیت کا عادہ اثر

ہوتا ہے۔ بعد وہ نوجوان سپاہی نظم و تربیت کی عادت۔ افسروں کی متابعت۔ جسم کی صفائی اور وقت کی پابندی سیکھتا ہے۔ غرض اوسکو وہی تعلیم و تربیت ہے جس سے وہ بغرض ملک اور نیک رویہ باشندہ ہو۔ اوسکی طبعی ترقیوں کی طرف بہت خیال رجوع ہوتا ہے۔ جنلوگوں کی اسطرح تعلیم و تربیت ہوتی ہے نہ صرف وہ بھی تندرست اور صحیح سالم ہوتے ہیں بلکہ انکی اولاد بھی بہتر طور سے پلتی اور توانا ہوتی ہے۔ اور بمرور وہ ہڈیوں لازمی سلسلہ کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ قوم کی قوم جسمانی اور دماغی قوتوں سے مالا مال ہوجاتی ہے۔

فوجی مسئلوں کو اگر قطع نظر کیجئے تو بھی سیری دانست میں فوجی تعلیم کا سلسلہ ہر قوم کے لئے مفید ہے بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ سلطنت کا یہ فرض عظیم ہے کہ گو کتنا ہی خرچ پڑے ہو مگر ایک ایسی تربیت کا قایم کرنا ضرور ہے جس سے تمام قوم کے جسمانی و دماغی درست ہوتی ہو جس قوم کے آدمی قوی ہیکل۔ تندرست اور رگ پٹھے مضبوط اور خلقی کمزور ہوں تو اس بدنصیب قوم کو کیسی ہی ملکی آزادی ہو اور تمام عمر کتابی تعلیم دیجائے مگر کوئی فائدہ نہ ہوگا اور وہ فطرتی نقص کی تلافی نہ ہوسکے گی۔ یہ سچ ہے کہ تجارت اور صنعت سے دولت اکٹھا کرنا ملک و قوم کے لئے نہایت عمدہ بات ہے مگر قوم کے آدمیوں کا مضبوط۔ بہادر اور تندرست ہونا افضل ترین قومی اور ملکی دولت ہے۔

کسی ہندوستانی کو لیجئے جو ایک دو سو برس پہلے بہ پہلو آباد ہوں اور

تہذیب اور تہذیب مین برابر ہون انمین سے ایک قوم کو جرمنی فوجی قواعد
رنے دیجئے اور دوسرے کو اپنے حال پر چھوڑ دیجئے - پھر دیکھیئے کہ ایک
صدی نہ گذرنے پائیگی کہ اول الذکر قوم کے بچے قوی الجثہ اور رعنا اور وجیہ
ہونگے اور دوسرے قوم کی اولاد ایسی ہوگی جیسا کہ گنجان آبادی یا بخار زدہ
دیہات اور قصبات کے لوگ ہوا کرتے ہین -
یہہ سچ ہے کہ بمقابلہ ان ممالک یورپ کے جہان نوجوانان ملک سے جبری
فوجی خدمت لیجاتی ہے انگلستان مین والنٹیر فوج نے وہ ناموری اور
عزت پیدا نہین کی - تاہم جو کچھہ کیا اور کر رہی ہے وہ بہت کچھہ ہے - ملک
غیر مین جسقدر جبریہ فوجی خدمت سے فائدہ ہوا ہے اوسکا کچھہ حصہ انگلستان
کو بھی والنٹیرون کے بدولت حاصل ہوا - ۱۸۵۵ء مین فوج والنٹیر مین
تعدادی ۵۴۷۵۴ سپاہ نوجوان داخل ہوئے انمین سے ۷ ہزار سپاہیون
کی تربیت معمولی خواہ امدادی افواج مین پہلے سے ہوئی تھی - دوسرے
سال والنٹیرون کا داخلہ ۴۹۱۴۰ ہوا ان دونون سالون مین مجموعاً ۸۸
ہزار تربیت یافتہ جوان اپنے خانگی کامون پر واپس آئے اسوقت تخمینہ
کیا جاتا ہے کہ فی الحال انگلستان مین ۸ لاکھہ سپاہ ہین جو والنٹیر فوج
مین رہکر ضروری قواعد و تربیت سے فراغت پا چکے ہین اگر انمین ۲ لاکھہ ۳۶
ہزار ۷ سو ۵۲ سپاہ اور داخل کئے جائین جو حال مین شریک ہو کر قواعد
سیکھہ رہے ہین تو مجموعی تعداد قریب دس لاکھہ کے ایسے سپاہ کی

ہوتا ہے - بعدہ وہ نوجوان سپاہی نظم و تربیت کی عادت - افسروں کی متابعت - جسم کی صفائی اور وقت کی پابندی سیکھتا ہے - غرض اوسکو وہی تعلیم دیجاتی ہے جس سے وہ نیز خواہ ملک اور نیک رویہ باشندہ ہو - اوسکی طبعی ترقیوں کی طرف بہت خیال رجوع ہوتا ہے - جلوگون کی اسطرح تعلیم و تربیت ہوتی ہے کہ نہ صرف وہ بھی تندرست اور صحیح سالم ہوتے ہین بلکہ انکی اولاد بھی پورے طور سے چاق اور توانا ہوتی ہے - اور بمرور دہ پلٹن لازمی سلسلہ کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ قوم کی قوم جسمانی اور دماغی قوتون سے مالا مال ہوجاتی ہے -

فوجی مسلکون کو اگر قطع نظر کیجئے تبھی سیری دانست مین فوجی تعلیم کا سلسلہ ہر قوم کے لئے مفید ہے بہت سے لوگون کا خیال ہے کہ سلطنت کا یہ فرض عظیم ہے کہ گو کتنا ہی خرچ ہو مگر ایک ایسی تربیت کا قایم کرنا ضرور ہے جس سے تمام قوم کے صحت جسمانی و دماغی درست ہوتی ہو جس قوم کے آدمی قبلے - پست قد - اور رگ پٹھے ضعیف اور خلقی کمزور ہون تو اس بدنصیب قوم کو کیسی ہی ملکی آزادی ہو اور تمام عمر کتابی تعلیم دیجائے مگر کوئی فائدہ نہوگا اور وہ فطرتی نقص کی تلافی نہوسکے گی - یہہ سچ ہے کہ تجارت اور صنعت سے دولت اکٹھا کرنا ملک و قوم کے لیئے نہایت عمدہ بات ہے مگر قوم کے آدمیون کا مضبوط - بہادر اور تندرست ہونا افضلترین قومی اور ملکی دولت ہے -

کسی دو قومون کو لیجئے جو ایک دوسرے پہلو بہ پہلو آباد ہون اور

تہذیب اور تہذیب مین برابر ہون انمین سے ایک قوم کو جو منجی فوجی قواعد جانتی
رہنے دیجئے اور دوسرے کو اپنے حال پر چھوڑ دیجئے۔ پھر دیکھ لیجئے کہ ایک
صدی نہ گذرنے پائیگی کہ اول الذکر قوم کے بچے قوی الجثہ اور رعنا اور وجیہ
ہونگے اور دوسرے قوم کی اولاد ایسی ہوگی جیسا کہ گنجان آبادی یا بخار زدہ
دیہات اور قصبات کے لوگ ہوا کرتے ہین۔

یہہ سچ ہے کہ بمقابلہ ان ممالک یورپ کے جہان نوجوانان ملک سے جبری
فوجی خدمت لیجاتی ہے انگلستان مین والنٹیر فوج نے وہ ناموری اور
عزت پیدا نہین کی۔ تاہم جو کچھہ کیا اور کر رہی ہے وہ بہت کچھہ ہے۔ ممالک
غیر مین جسقدر جبریہ فوجی خدمت سے فائدہ ہوا ہے اوسکا کچھہ حصہ انگلستان
کو بھی والنٹیرون کے بدولت حاصل ہوا۔ ۱۸۵۵ء مین فوج والنٹیر مین
تعدادی ۴۷۵۴ سپاہ نوجوان داخل ہوئے انمین سے ۷ ہزار سپاہون
کی تربیت معمولی خواہ امدادی افواج مین پہلے سے ہوئی تھی۔ دوسرے
سال والنٹیرون کا داخلہ ۴۹۱۴ ہوا ان دونون سالون مین مجموعاً ۸
ہزار تربیت یافتہ جوان اپنے خانگی کامون پر واپس آئے اسوقت تخمینہ
کیا جاتا ہے کہ فی الحال انگلستان مین ۸ لاکھہ سپاہ ہین جو والنٹیر فوج
مین رہکر ضروری قواعد و تربیت سے فراغت پا چکے ہین اگر انمین ۲ لاکھہ ۳۶
ہزار، سو ۵۲ سپاہ اور داخل کئے جائین جو حال مین شریک ہو کر قواعد
سیکھہ رہے ہین تو مجموعی تعداد قریب دس لاکھہ کے ایسے سپاہ کی

پائی جائیگی جنہون نے دماغی اور جسمانی قوتون مین ترقی کی ہے اور جنکو والنٹیر کہتے ہین -

لاریب اس معاملہ مین شاہنشاہ جرمنی کو بدرجہا تقدم اور تفوق حاصل ہے جنہون نے اپنے ملک کے نوجوانون سے فوجی خدمتین لین اور انکے آرام و راحت جسمانی و روحانی ترقی و مسرت کیلئے کل ضروری سامان و مکانات ڈریس وغیرہ نہایت عمدگی سے مہیا کیئے اور تربیت دی - انگلستان مین جو کچھ والنٹیرون نے اوسی نمونہ پر کارروائی کی وہ بھی حسب حیثیت ضرور قابل قدر ہے جس سے قومی صحت و تندرستی مین بڑی ترقی ہوئی اور ہوگی یہہ فایدے نہایت بیش قیمت ہین جب ۱۲ مئی ۱۸۵۹ء کو محکمہ جنگ سے ایک اعلان والنٹیر فوج کے تقرر کے بارے مین جاری کیا گیا تہا تو لوگون نے اسقدر اشتیاق کے ساتہہ شرکت کی درخواستین کی اور اس زیادتی کے ساتہہ ائل پڑے کہ گویا سحر معلوم ہوتا تہا - انگلستان کے اعلی سے اعلی درجہ کے لوگون نے بہی افسریت کی خواہش کی - انمین سے بہت سے ایسے بہی تہے جو فوج مین پہلے خدمتین کر چکے تھے -

سنہ ۱۸۶۰ء کا موسم گرما ختم نہین ہوا تہا کہ ایک لاکہہ ۱۹ ہزار والنٹیرون کا نام درج رجسٹر ہوگیا - اوسی زمانہ سے پہر برابر نہایت مضبوطی کے ساتہہ یہہ قومی امتیاز کا قابل فخر پودا بڑہتا گیا - نومبر ۱۸۶۶ء مین اشخاص رجسٹر شدہ کی تعداد ۲۱۰۷۵۲ تہی جنمین سے ۲۲۰۴۲۹ تو اعدد ان و فارغ التحصیل ہی

خزانہ سرکاری سے ہتیار۔ پوشاک۔ اور گولہ بارود اس فوج کو دیجاتی ہے اور جب کیمپ مین ہوتی ہے تو ضروری سامان اور ڈیرے وغیرہ دیئے جاتے ہین۔ دریس اور مکانات اور دوسرے اخراجات فوجی کے لئے گورنمنٹ ایک لاکھ پونڈ ڈاشنگ سترہ سالانہ فی کس قواعدوان اور فارغ التحصیل کے لئے دیتی ہے۔

انگلستان مین جملہ مذکورہ بالا تعداد فوج کے ۱۴ ہزار ایسے گولندار ہین کہ اگر انکو توپخانہ باقاعدہ مین شریک کرکے کسقدر اور تعلیم ہو تو بلاشبہ اس قابل ہوجائینگے کہ جنگ کے وقت ساحل البحر کے فوجی توپخانون مین شریک ہوکر برابر کام دیسکین۔ تمام افواج ہمیشہ یومینری۔ اور والنٹیرین کوہی میدانی توپ (فیلڈ گن) نہین ہے امید ہے کہ ہم بہت جلد ہیشیا اور والنٹیر فوجون مین میدانی توپین دیکھینگے اور پرانے تعصب انگیز خیالات جو ہمارے رایل آرٹلری کے افسرون مین ہین یقیناً بہت جلد جاتے رہینگے۔

والنٹیر کی فوج اسوقت تار ٹپہ خانہ اور سگنل وغیرہ کا کام بھی دیتی ہے امید ہے کہ طبی کامون کے متعلق بھی انسے کام لیا جائیگا علاوہ برین ریل اور پولیس اور نگہداشت راہ وغیرہ کام بھی انسے متعلق ہوگا۔

بڑی تعریف والنٹیرون کی اسلیئے ہے کہ اوسمین ہر طبقہ کے لوگون نے حب الوطنی اور جوش قومی سے شریک ہوکر اسطرح کام کیا ہے کہ آج اونپر

پورا بھروسہ رکھہ سکتے ہین کچھ شک نہین کہ والنٹیرون کو شروع شروع
مین بڑے بڑے دقتون کا سامنا ہوا۔ انکی پنچ اخبارون مین برابر تضحیک
ہوتی تہی۔ بعض جھوٹے لطیفے اور قصے اونکے بدنامی کیلئے گڑہے جاتے
تھے اور جلسون مین اسپر قہقہہ لگایا جاتا تہا۔ فوج کے افسر باستثنائے
چندکے والنٹیرون کو عمراً نگاہ نفرت سے دیکھتے تھے۔ عسکری افسر جب
ملیشیا فوج کو پسند نہین کرتے تھے پھر اس جدید اور نوزائیدہ فوج
والنٹیر کو کب محبت بھرے آنکھون سے دیکھہ سکتے۔ اور یہہ ہی سمجھا گیا تہا
کہ اگر والنٹیر فوج مستقل طور سے قایم ہوگئی تو عجب نہین کہ فوج باقاعدہ
کسیقدر کم ہوجاے۔ جب والنٹیرون کی پریڈ پر قواعد ہوتی اور نئی
فوج کے قایم ہونے کی وجہ سے قواعد مین غلطی ہوتی (جو لازمی بات
ہی) تو عسکری افسر اور راہ گذر خوب مضحکہ کرتے اسیطرح انکی اور چال
ڈہال پر جو ابتدائی حالت مین جنگی نمونہ اور واقف کاری کے ساتھہ نہ تہی
افسران فوج ٹھٹھا کرتے تھے۔ اگر انسے کوئی کہتا کہ یہی والنٹیر کسی زمانہ
مین خوب ترقی کرینگے جیسے آج آپ قہقہہ لگا رہے ہین تو اوسکو وہ ہنسی
دلگی میں ٹال دیتے کیونکہ وہ تو سمجھے ہوے تھے کہ والنٹیر بچون کا
کھلونا ہے۔ انکا قیاس تہا کہ جس طرح کسی بغاوت کے فرو
کرنیکے لیے ایک جمعیت عارضی طور سے قایم کیجاتی ہے اوسیطرح
والنٹیر فوج کو بھی سمجھا ہے اور جب وہ ضرورت عارضی رفع ہوجائیگی تو

یہ عارضہ بھی جاتا رہیگا مگر انکا خیال غلط نکلا اور والنٹیرون کی عزت و عظمت روز افزون رہی -

منجملہ ان تین زمانون کے جنمین تخت انگلستان پر عورتون نے حکومت کی ملکہ الزبتھ کا نام اس لیئے روشن رہیگا کہ اون کے ایام سلطنت مین ہسپانیہ کا بیڑہ جہاز است جو انگلستان پر حملہ آور ہوا تہا تباہ ہوا اور ملکہ اون کی سلطنت اس غرض سے یادگار رہیگی کہ اسکے عہد مین انگلستان کی بحری قوت بہت ترقی پذیر ہوئی اور وزیر اسکا ولسلے سے ایک عالم ڈرتا تہا - ملکہ وکٹوریا کا زمان سلطنت بدین وجہ مشہور رہیگا کہ اسکے عہد سعادت مین والنٹیرون کی ایجاد ہوئی جو آج دس لاکھ تک موجود ہین -

فوج والنٹیر کی کوئی نظیر دوسرے ملک مین نہین ہے - اسکے آمدنی کے ابواب اسطرح پر ہین کہ جس قدر اسکا خرچ ہے منجملہ اوسکے تین حصہ (یعنے روپیہ مین بارہ آنہ) افواج باقاعدہ کے فنڈ سے ملتا ہے اور بقیہ اخراجات کے لیئے اہل ملک بطور عطیہ کے وقتاً فوقتاً دیا کرتے ہین جو اونکے حب الوطنی اور فوج والنٹیر کے مقبولیت عام کی دلیل ہے - پہلے کیطرح فوج باقاعدہ کے افسر اب والنٹیرون سے نفرت نہین کرتے بلکہ اونکی قدر کرتے ہین کیونکہ انہین کے گروہ سے باقاعدہ فوج کے لیئے اجیٹن اور تعلیم

دہندہ اسٹاف ملتا ہے۔ ہم شکر گذار ہین کہ فوج والنٹیر نے بہت سی ضروری ترمیمین کین اور فضول باتون کو قواعد سے نکال ڈالا۔

اسوقت والنٹیر فوج ہر حصہ ملک کے مقامی فوج مین شمار کیجاتی ہے جو پیدل اور سوار توپخانون مین تقسیم ہے۔ امید ہے کہ موجودہ ارتباط مختلف قسم کے پلٹنون مین روز افزون ترقی کریگا۔ والنٹیرون کے پاس اسوقت مارٹین ہنری رائفل ہین مگر کچھ عجب نہین کہ بہت جلد جدید نمونہ کے رائفلین انکو دیجائین۔

سنہ ۱۸۶۰ء مین نیشنل رائفل ایسوسی ایشن قایم ہوئی جو والنٹیر کی ترقی کی ایک دلیل ہے ملکہ وکٹوریہ نے خود اپنا نام اسکے ممبرون مین لکھا کر اوسکو بہت کچھ انعام دیا۔

پس ہمکو ہر صورت سے امید کرنی چاہیئے کہ اب حیدرآباد کی والنٹیر جن کی از سر نو زندگی ہوئی ہے اوسمین اہل ملک اپنے فرایض حب وطنی کے بجا آوری مین نہایت خوش دلی سے شریک اور مستعد ہون گے اور جس طرح انگلستان کے امرا و شرفا جوش حب الوطنی اور بہبودی قوم کے لیئے بکمال صدہا قایم ہو گئے ہین اسطرح ہمارے اہل ملک جنہون نے پہلے پہل نہایت خوشی سے اس نامور اور مشہور رسالہ مین حصہ لینے کی جد وجہد کی ہے اپنے حب الوطنی اور بہبودی قومی کا ایک ایسا نمونہ قایم کرینگے جس سے دوسرون کو جو اب تک کسی وجہ سے شریک نہین ہوے ہین ترغیب پیدا ہوگی۔ ہم شروع مین بیان کر چکے ہین کہ والنٹیر کوی ایسی فوج نہین ہے جس کو کسی قسم کا معاوضہ

نقدی ہے بلکہ یہہ فوج ملک کی مجسم عزت ہے اور چونکہ اسمین نامی مشاہیر اور اراکین خاندان شاہی اور معزز باشندگان ملک برضامندی خود شریک ہوتے ہین اسلیئے اسکے اعزاز اور ملکی فخر و امتیاز کے نسبت کسی قسم کا شک ہی نہین رہا ہے یہہ ظاہر ہے کہ بادشاہ اور ملک کی عزت و عظمت جنگی افواج کی عمدگی اور ترتیب و تہذیب پر منحصر ہے مگر چونکہ عام افواج مین پہلے سے تہذیب اخلاق کا سبق نہین دیا جاتا اور اونکی حالت ہی مقتضائے تعلیم و ترتیب شایستہ ماقبل شرکت افواج نہین ہوا کرتی اسلیئے اونکے چال چلن درست رکھنے اور جملہ امور متعلقہ کی درستی افواج والنٹیر کے پرتو سے ہوتی ہے جنکے ممبر شریف اور عالیخاندان ہونے سے مہذب اور شایستہ زندگی کا معتدبہ حصہ صرف کر چکتے ہین حقیقت مین والنٹیر فوج باقاعدہ افواج کی مصلح ہوتی ہے یا یون ہی کہہ سکتے ہین والنٹیر بجاے خود مصلح قوم ہے — امید ہے کہ جن امیدون سے والنٹیر از سر نو اس ریاست عظیمہ مین قایم ہوا ہے اوسکو وہ لوگ اپنے جملہ فرایض متعلقہ سے ثابت کرینگے — یہہ امر کسقدر فخر کے قابل ہے کہ خود ہمارے حضرت بندگانعالی ادظلہ العالی اس والنٹیر فوج کے آنریری کرنل ہین جیسا کہ ملکہ وکٹوریا والنٹیر کے مجلس مین بذات خاص شریک ہوکر سب سے پہلے ایک بندوق چلانے سے والنٹیر کی عزت افزائی کی اسطرح ہمارے حضرت بندگانعالی اس فوج کے

آنریری کرنل ہونے سے والنٹیر کی حرمت کو دوبالا کردیا اور نیز جیسا کہ
ملکہ معظمہ کے زمانہ مین والنٹیر قابل فخر یادگار ایجاد ہوا ہے
اسیطرح ہمارے ملک مین حضرت بندگانعالی کے عہد میمنت مہد
مین اس رسالہ والنٹیر کی یادگار اور ایجاد قابل فخر ہے۔

قدیم زمانہ کے حنوط کئے ہوئے لاشین

سنہ ۱۲۹۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۸۱ع مین قدیم زمانہ کے حنوط کئے ہوئے سلاطین کی لاشین شہر اتینس نواح مصر سے برآمد ہوے اسکی کیفیت یہہ ہے کہ شہر اتینس کا رئیس اعظم ابوالرونال نامی قدیم زمانہ کی نادر چیزین جو اوس شہر کے ویران زمینون اور قدیم کھنڈیرون اور عمارتون سے ملتی تھی لوگون کو دکھلاتا اور اونکو فروخت بھی کرتا تھا اور کبھی کبھی ایسی چیزین خود عوام کو بھی ملجایا کرتے تھین۔

اہل فرنگ جو ہمیشہ نادر چیزون اور قدیم اشیاء کے خواہان اور راہی جستجو مین رہا کرتے ہین اور اسکے تلاش مین تمام دنیا کی سیر و سیاحت کرتے پھرتے ہین شہر اتینس کی یہہ کیفیت سنکر اس شہر مین بھی آنے جانے لگے اور نادر قدیم فسون کی پرانی چیزین خرید کرنیلگے۔ سنہ ۱۸۰۰ع مین ایک شخص قوم فرانس کا رہنے والا اتینس کو گیا اور وہان بہت سی ایسی چیزین دیکھی کہ خود دار السلطنت فرانس کے عجائب خانہ مین موجود نہین ہر چند اوس شخص نے دریافت کیا کہ یہہ چیزین کہانسے ملتی ہین مگر اسکا اصلی پتہ نہ لگا۔ مگر اس شخص کو کہین سے ایک لٹھو ملا جسپر سنہ ۳۰ طوفان نوح کندہ کیا ہوا تھا پھر اوس فرانسیس نے اس لٹھو کو پیرس دار السلطنت فرانس مین لیگیا اور پروفیسر موسورس کو بتلایا انہون نے اوس خط کو باسانی پڑھلیا

لہ فرانس۔ انگلنڈ۔ اور جرمنی مین علم و فضل اور حکمت و ہنر و صناعت کے تعلیم کے سینکڑون

بعد اسکے خود پروفیسر کو اتینس جانیکا شوق پیدا ہوا۔ اور اسی غرض کیلے دو مہینون کی رخصت لیکر چار پانچ آدمیونکے ساتھہ مصر ہوتے ہوے شہر اتھنس پہنچا اور ابوالرونال رئیس اعظم کا مہمان ہوا۔ جب موسورس ان قدیم چیزون کی کیفیت دریافت کرنے لگا تو ابورونال سخت ناراض ہوکر موسورس کو شہر اتھینس کے ایک تنگ و تاریک حجرہ مین قید کر دیا اور تیسرے دن اُن کو کھانا پانی دیتا تھا۔ دو مہینون تک اونکو ایسی ہی مصیبت اور بے عزتی مین رہنا پڑا مگر کوی صورت رہائی کی نظر نہ آتی تھی آخر کار جب اپریل مین پیرس کے مدرسہ السنہ قدیم کے امتحان کا زمانہ قریب آیا تو پیرس کے حکامون نے مصر کے خدیو کو لکھا کہ پروفسر موسورس کی تلاش کرکے جلد روانہ کرو۔ مگر خدیو مصر اونکو مصر مین نہ پایا اور مصر بالا کے حاکم محمد کو لکھا کہ پروفسر مذکور کی تلاش کرین اور سنے بڑی کوشش سے دریافت کیا کہ کہین اوسکا پتہ ابوالرونال کے پاس لگا حاکم موصوف اوس رئیس کی سخت سرزنش کی اور کہا کہ ایسی بدچال سے یہہ ڈرتے ہے کہ کہین فرانس جنگ کو آمادہ ہوکر ہمارے شہر کو برباد نکردے۔ یہہ سنکر ابوالرونال نے معافی چاہی اور پروفسر موسورس اور اوسکے ساتھیون کو قید سے چھوڑ دیا۔ من بعد پروفسر مذکور نے مصر پہونچکر یہہ اشتہار دیا کہ جو شخص قدیم زمانہ کے قومون کے آثار کے چیزون سے

---

۱۲ اس مین از انجملہ پرانی زبانون اور پرانی خطون کی بھی تعلیم کیجاتی ہے اسی مدرسہ کے اسوقت کے بڑے معلم کا نام موسورس تھا +

کہا کرتی ہین اطلاع دیگا تو اوسکے پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - پھر
پروفیسر مذکور نے مسٹر ہارون اشبیلی کو جو شہر معرمین قدیم اور عجائب
چیزون کے پیدا کرنے اور تلاش کرنیکے مہتمم اور عجائب خانہ کے ناظم
تھے اسکام مین اپنا نائب مقرر کیا اور خود پیرس کو چلے گئے بعد چندروز
کے مسٹر ہارون اشبیلی کے پاس ابوالرونال کا چھوٹا بھائی آیا اور کہا
کہ اگر وعدہ کے مطابق انعام دو تو مین نہایت عجائب چیزونکا پتہ بتلادون
پھر مسٹر ہارون اشبیلی نے بلاتامل اسکو پانچہزار روپیہ دے دیا اور اپنے
ہمراہ پانچ آدمی اور لیکر ابوالرونال کے بھائی کے ساتھ اتھینس کو روانہ ہوا
اور وہان پہونچکر اوسنے اونکو ایک دن مہمان رکھا - صبحکو اونکے ہمراہ اتھینس
کے مغربی دروازے سے ایک ہولناک بیابان مین پہونچا وہان ایک
چھوٹا سا تالاب اور پہاڑ تھا اور نہ کوئی انسان اور حیوان دکھلائی دیتا تھا
پھر وہان سے بھی آگے چلے تو ایک ٹوٹا کنوان ملا اس سے بھی آگے
چلے تو ایک پہاڑی نظر آئی اسکے دامن مین ایک بہت بڑا پتھر رکھا ہوا
تھا اور وہ پتھر ایک غار کے منہ پر تھا جو پہاڑ کے دامن مین تھا - اور
اوس پہاڑی اور پتھر سے دو زنجیرین بڑی بڑی اندر ہی اندر ایسی
بندہین تھین کہ سوائے واقف کار کے اور کسی کو نہین معلوم ہوسکتا کہ
یہہ کس لیئے ہین اور کس چیز سے بندہی ہوئی ہین - مگر ابوالرونال کے
بھائی نے مسٹر ہارون اشبیلی کو ہمراہ لیکر وہان اترا اور کہا کہ ایک

بہاری سل اس پہر پر رکھدو جہان زنجیرین ہین پہر ابوالرونال کے بھائی نے پہاڑی پر چڑہکر زنجیرونکو ہلانے لگا اور اسی کے کہنیکے مطابق مسٹر ہارون اشبیلی نے پیچھے سے ان زنجیرونکو ہلاتا تہا چند جنبشون کے بعد وہ بہاری پہر غار کے منہ پر سے ہٹ گیا پچھلے پہاڑ کے دامن مین ایک اندہیرا غار بہت عمیق نمودار ہوا - ابوالرونال کے بھائی اور ہارون اشبیلی نڈر بے خوف اس غار مین اتر گئے بیس بیس گز کے لانبے وہان دو صندوق تھے اور ایک بڑا چرمی صندوق بھی تہا انکو ستو آدمیونکی مدد سے باہر نکال لائے اور کہول کر دیکہے تو چرمی صندوق مین خانہ داری کے اسباب اور صناعون کے اوزار اور ہتیار اور بہت سی پرانی اور قدیم سلاطینون کے سکے تھے - اور ہر ایک صندوق مین تیرہ تیرہ موم کی کشتیان اور ہر کشتی مین ایک ایک لاش حنوط[1] کئے ہوئے آلائش سے بالکل صاف وپاک دہری ہوی تہی - ان لاشون کے دیکہنے سے ایسا معلوم ہوتا تہا کہ کسی نے انکو پاک وصاف کرکے روغن لگائے اور سبز پتے اوپر جمائے رکہا ہے - علاوہ اسکے ایک سنگین گاڑی اور گہوڑا بہی وہین ملا - ان سب کو دس بارہ چہکڑون اور بہت سی مزدورونسے اہٹوا کر قاہرہ مین لائے اور پروفسر موسو رس کو تار پر اطلاع دیگئی - یہہ سنتے ہی پروفسر فوراً قاہرہ پہونچا

[1] یہ ایک قسم کا مرکب دوا ہوتا تہا جسکو مردہ جسمون پر لگاتے تھے جسسے جسم سڑنے اور گلنے سے محفوظ رہتے تہے +

چونکہ وہ پروفیسر السنہ قدیمہ اور پرانی حروف و خطوط سے خوب آشنا تہا ہر ایک سکہ کو بہت غور سے دیکہا اور بتلایا کہ یہہ سکہ فلان فرعون[1] کیوقت کا ہے اور یہہ سکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ کا ہے اور ہر ایک لاش حنوط کیئے ہوئے اور اوپر باریک حریر کے کپڑے لپٹے ہوئے اور سبز پتہ جائے ہوئے تہے۔ اور اون لاشون کے پشت پر ایک ایک پتہر کی تختی لگی ہوئی تہی۔ اونپر نادر نقش و نگار اور قدیم حرفون اور اگلے زمانہ کے زبان مین عبارتین کندہ تہین جو ان لاشون کی زندگی کی ایک مختصر تاریخ تہی پروفیسر موصوف تختیون کی عبارتون کو پڑہلیا اور بیان کیا کہ ان تختیون مین سے اکثر تختیان قدیم ایرانی[2] زبان مین لکہی ہوی ہین۔ یہہ لاشین بڑے بڑے پادشاہ اور اونکی بیگمون اور شہزادونکی ہین۔ انکے مرنیکے بعد قوم کے قدیم رسم و رواج اور بت پرستون کے مذہب کے دستور کے موافق بطور تبرک و یادگار کے حنوط کئے رکہے ہوئے تہے تختیون مین ہر لاش کی زندگی کا تہوڑا تہوڑا احوال اور سوانح عمری طوفان نوح کے سنہ کے حساب سے کندہ کیئے ہوئے تہے چونکہ اس زمانہ کے لوگ سنہ طوفان نوح سے بہت کم واقف ہین اسلئے اس

---

[1] اُس زمانہ مین فرعون مصر کے ہر پادشاہ کو کہتے تہے۔

[2] یہہ وہ عبرانی ہی جو محمد صلعم کے زمانہ مین قوم یہود کی زبان تہی اور یہی حضرت موسیٰ پیغمبر کیوقت بنی اسرائیل کے قوم کی زبان تہی۔

فاصل پروفیسر نے ان عبارتوں کے ترجمہ میں بجائے سنہ طوفان نوح کے سنہ قبل ولادت حضرت مسیح لکھ دیا۔ اور اوسکوق۔م۔ سے تبدیل کیا بعد ولادت مسیح کو۔ ب۔ ق۔

پہلے صندوق میں تیرہ لاشیں بادشاہوں کے بند ہوئے اور کرگدن بینے گینڈے کے چمڑے میں منڈھی ہوئی اور موم کے پتیوں میں لپٹی ہوئی موم کے کشتیوں میں دھرے ہوئے تھے۔

(۱) پہلی لاش۔ بادشاہ رہان ابن کارالاسل ۲۰۵۲ ق۔م۔

(۲) دوسری لاش۔ بادشاہ لکھوی ابن رہان ۲۰۰۲ مدت سلطنت ۵۰ سال۔

(۳) تیسری لاش سرتاج سلاطین بادشاہ کچیلو ابن لکھوی ابن رہان ابن کارالاسل نسل بست و یکم ۱۸۵۲ ق۔م۔

(۴) چوتھی لاش بادشاہ ستاینلو نسل بست و چہارم ۱۹۰۲ ق۔م

(۵) پانچویں لاش بادشاہ لحیفتہ ابن ساران کا چچا ابن دودم نسل بست و سیوم ۱۸۳۳ ق۔م

(۶) چھٹی لاش بادشاہ لڈلینا ابن پودیچ نسل بست و چہارم ۱۹۲۷ ق۔م

(۷) ساتویں لاش بادشاہ ہولم ہوٹو ابن کارک تالیسی مدت سلطنت ۷۰ سال ۱۸۷۷ ق۔م۔

(۸) آٹھویں لاش بادشاہ ڈی یونا ابن عبران قلی ساکلان ۱۶۰۷ء - ق - م
(۹) نویں لاش بادشاہ جنگک ابن لمسان نسل ہفدہم ۱۶۶۶ء - ق - م
(۱۰) دسویں لاش بادشاہ جرجرا ابن کرجان جی جہم کند ۱۸۰۳ء - ق - م
(۱۱) گیارہویں لاش شہزادہ لولوائی ابن بادشاہ جرجرا ابن کرجان جی جہم کند نابالغ ۱۸۳۷ء - ق - م
(۱۲) بارہویں لاش شہزادہ لمپتن ابن بادشاہ جہلک ابن لمسان نسل ہفدہم نابالغ ۱۹۱۹ء - ق - م
(۱۳) تیرہویں لاش شہزادہ جرجرا پا نیر فنین ابن بادشاہ لم فوتی فس ہاما نابالغ ۲۰۷۹ء - ق - م

دوسرے صندوق میں تیرہ لاشیں عورتوں کی ہر لاش حنوط کئے ہوئے اور اسی طرح پر جسطور پر کے مردوں کی لاشیں تھیں کشتیوں میں دھری تھی۔

(۱) پہلی لاش ملکہ سریوماتی کرسی بنت بادشاہ تی سالی زوجہ کرمنی ۲۰۵۶ء - ق - م -
(۲) دوسری لاش ملکہ ہیشرنی پاتی بنت بادشاہ لم فوتی فس بارا زوجہ ہولم ہوہو ۲۰۵۶ء - ق - م -
(۳) تیسری لاش ملکہ ترنیولی جدہ اعاظم نسل چہاردہم (۱۴) ۹۰۲ء - ق - م
(۴) چوتھی لاش ملکہ سری یای یوا سنی کی - فی بنت بادشاہ

کو اسان زوجہ شہزادہ جہانگ پاریل نسل دوازدہم ۱۸۰۰ ق م
(۵) پانچویں لاش ملکہ نرمی نالادان بیگم شہزادہ قمر نار دوم ۱۲۵۴ ق م
(۶) چھٹی لاش شہزادی کہنہا بنت پادشاہ فم ۱۲۵۶ ق م
(۷) ساتھویں لاش شہزادی لیتی پاپیاز زوجہ کرجان جی جہم کنند
۱۲۰۰ ق م
(۸) آٹھویں لاش شہزادی قمر سس برجی زوجہ شہزادہ لاتا ہشیرہ
بادشاہ اُرکنای نسل پنجم ۲۱۰۲ ق م
(۹) نویں لاش شہزادی دلل بنت شہزادہ لوکان نسل بستم
۱۳۴۴ ق م
(۱۰) دسویں لاش شہزادی کامت یانجی بنت شہزادہ لوتا نسل پنجم ۲۲۵۴ ق م
(۱۱) گیارہویں لاش ملکہ اُورنا پکم یارن نالانبا نسل چہارم از شاخ دوم ۱۹۳۴ ق م
(۱۲) بارہویں لاش شہزادی فت ہان شہزادی وَنی شہزادی لم ہاس
۱۴۴۷ ق م
(۱۳) تیرہویں لاش ملکہ لی لی با خانا بنت بادشاہ لورکس نا بالغ
نسل بست و دوم ۹۶۸ ق م

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

راجہ نذر بہادر پیشکار ملکہ کا انتقال

اللہ اللہ موت وہ شے ہے جو ہر ذی روح کے لئے امر لازمی ہے ایک دن سب کے لیئے فنا ہے۔ گوشہ قبر مین آرام کرنا ہے۔ دنیا و مافیہا سے اتہہ دہونا ہے۔ اس سے کسیکو نجات نہین۔ کسیکو ہمیشہ کے لئے حیات نہین۔ عجب حیرت ہے اور کیسی غفلت ہے کہ ہوشیاری نہین۔ عجب نیند ہے کہ جسکو بیداری نہین۔ یہہ وہ محویت ہے کہ استغراق سے بھی سبقت لیگئی ہے۔ یہہ وہ عالم ہے کہ جسکو آرزو نہین۔ یہہ وہ بیخودی ہے کہ خودی کی خبر نہین نہ تمنا ہے۔ نہ فکر ہے۔ نہ غم ہے۔ نہ حسرت ہے۔ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے۔ کہ جسکے ڈوبنے کا پتا نہین۔ یہہ ایسا سخت مرض ہے کہ جسکی دوا نہین۔ یہہ ایسی سخت بلا ہے کہ جسکی دعا نہین۔ کیا لڑکا کیا جوان کوئی اس سے نجات نہین پایا۔ سیکڑون شیر خوار آغوش مادر سے گہوارۂ لحد مین آرام کئے۔ اور ہزارہا نوجوان عروس لحد کے ساتہہ ہم آغوش ہوئے۔ اور ایسے بیخود پڑے ہین کہ کبھی اوٹینگے ہی نہین۔ خدا جانے کس قیامت کے نیند مین سوتے پڑے ہین۔ اور کس نشہ مین سرشار مست خواب مین از خود رفتہ پڑے ہین کہ سانس بھی نہین لیتے۔ کسی طرف آنکہہ اوٹہا کے دیکھنے کی قسم کہائی ہے۔ اون کے پس ماندہ ہزار اون طرحسے چلاتے اور پیٹتے ہین کہ دو دو باتین کرے۔ مگر اونہین کب اونکی پروا اور غرض ہے۔

کیسکی تمنا دل کا خون ہو جائے۔ اور آرزوئین خاک مین ملین۔ مگر انہین
اپنے کام سے کام ہے۔ اونکی حیثیت انسانی دیکھی جائے تو کیا چیز کم ہے
سب کچھ ہے۔ اگر حفظ صحت دیکھی جائے تو انہین ہم سے زیادہ ہے۔ مگر
افسوس بیخودی۔ کیسی پرلے درجہ کی بیخودی ہے۔ ہمارے آہ وزاری پر
ترس کہاتے ہین۔ نہ ہمارے درد آمیز باتین اس طرف متوجہ کر سکتے ہین
ساری دنیا اس سے عاجز ہو گئی۔ اچھے اچھے فیلسوف کا ہی زور چل سکا۔ اور
نہ عقل قابو پا سکی۔ کیا مزے مین ہین اور کس تماشہ مین مصروف ہین۔ جولوگ
انکی قسم کہائے ہین ؎

جو کوئی جاتا ہے پھر آتا نہین کیا عدم بھی دل لگی کی جا ہے

ہان یہہ حالت موجودہ سب کے لئے ہے۔ مگر جنہون نے اس دنیائے
فانی کو لات مار کر سامنے سے ہٹا دیے تھے۔ اور بے پروا بیٹھے تھے جنکو
ابتدا اور انتہا پر نظر نہ تھی۔ اور نہ بھلی بری کسی غرض رکھتے تھے۔ جسطرح
دنیا مین آئے تھے اوسیطرح سفر کئے ہین۔ اور جنہون نے کل کائنات کا
خلاصہ پا چکے ہین۔ اور خالی ہاتھہ چل بسے ہین۔ اور جنکی شان مین یہہ مصرع موزون
ہے۔ کان راکہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک۔ اونکے سب سے نرالے
ڈھنگ ہین۔ اور ہی مزے ہین۔ اونہون نے اس موت کو عین حیات
سمجھا۔ انخواب کو عین بیداری جانا۔ اس جدائی کو عین وصل تصور کیا۔
اونکو اس قیامت کا اطمینان حاصل ہے۔ کہ کسی کو بھی نصیب نہوگا۔ غرض

دنیا کے عجب معاملات ہین کہ اسکا بیان حیطہ تحریر سے خارج ہے۔ مگر یہہ مضغۂ دل جو پہلو مین مثال سیماب مچلتا پڑا ہے اسکی اور ہی حالت ہے۔ الامان اس دل پُر درد کا برا ہو جو انسان کو ہر ایک طرح سے مجبور کر رکھا ہے الحمدللہ کیا اسکا حال بیان کرون یہہ وہی دل ہے جسنے یوسف کو زلیخا کے چاہ الفت مین جھوک دیا۔ یہہ وہ ہی آفت جان ہے جسنے مجنون کو لیلا کے فرقت مین راہ نوردی کروایا۔ غرض جسکے ساتھہ رشتۂ الفت کا سلسلہ باندھتا ہے اوسپر سو جان سے فدا ہوتا ہے۔ لگاوٹ اسقدر بہاتی ہے کہ از خود رفتہ ہو جاتا ہے۔ آہ وہ وقت یاد آتا ہے اور صدمہ دلگداز سے سینہ بھر آتا ہے جب میرے جد مرحوم کا انتقال یاد آتا ہے۔ اوسحالت کا بیان مختصر طور پر بیان کرنا مضایقہ نہین سمجھہ کر مجمل حالات سے ناظرین کو خبر کرتا ہون۔ مہاراج کے خاندان کے حالات تواریخ دیکھنے سے بخوبی ظاہر ہونگے۔ اسکا بیان طوالت سے ہے۔ اب رہی مہاراج کی ذاتی حالات۔ وہ ایسے ہین جسکے لکھنے کو ایک دفتر چاہیئے۔ اسقدر کہنا کافی ہے۔ کہ مہاراج بیشک فرد فرید اور لاجواب تھے اونکے اخلاق اور مروت اور سخاوت اور شجاعت مالک کی فرمانبرداری یہہ اوصاف فطرتی تھے جس سے ہر فرد بشر واقف ہے۔ ماسیوا اسکے مہاراج کے عقاید اور طریقہ بالکل صوفیانہ تہا۔ ہر چند کے ظاہر مین مذہب ہنود سے اسقدر تعلق تہا۔ کہ اونکی پیدائش خاص اس مذہب مین تھی۔ مگر باطن مین تمام ملت و مذہب اور شرک و کفر سے بری تھے۔ بلکہ ایک اچھی خاصہ موحد تھے۔

مرحوم کے اکثر بیان سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عالم طفولیت سے فقراء کے ساتھہ یکدلی تعلق تہا۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ فنا فی الفقر کا درجہ حاصل کیا۔ اونکا مذہب یہہ تہا کہ خذ ما صفا دع ما کدر۔ مرحوم کے ہی فیض تربیت کا باعث ہے بلکہ امر موروثی کہو تو بجا ہے۔ کہ یہہ راقم کو بہی عالم طفولیت سے فقراء کے ساتھہ دلی تعلق اور اعتقاد ہے۔ چنانچہ مرحوم کے پند دلپذیر اور نصیحت فیض اثر اسقدر موثر ہوئے کہ حضرت چندا شاہ صاحب قادری ساکن بیدر دام فیوضہ باخدا ولی کامل جو اسوقت حیدرآباد مین قریب اسٹیشن بلدہ حیدرآباد رونق افروز ہین۔ اور جنکا ہر ایک فرد بشر مداح ہے۔ اور ہزارہا شخص معتقد ہین ایک زمانہ سے اونکے مسمنت لزوم سے مشرف ہوا۔ اور ہنوز فیض صحبت سے شرف حاصل ہے خدا تعالیٰ ہمیشہ با اعتقاد ثابت قدم رکہے۔ جب کے مرحوم اسبات سے مطلع ہوئے کہ راقم حضرت ممدوح کا معتقد ہوا۔ اسقدر خوش ہوئے کہ گویا اپنے ذات کے لئے حاصل ہوا بے ساختہ یہہ لفظ فرمائے کہ الحمدللہ ہمارے فیض صحبت کا کچہہ تو اثر ہوا۔ اور یہہ کہتے تہے کہ کبہی تاسف ملت و مذہب نہین رکہنا۔ اور اس جملہ پر عمل کرنا۔ خذ ما صفا دع ما کدر مصرعہ متاع نیک بہر دوکان کہ باشد۔ غرض اونکی محبت دلی اور عنایت سرفرازی کا حال کہان تک بیان کرون۔ اور کس منہ سے اونکے تفضلات بزرگانہ کا شکریہ ادا کرون۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے سیوائے ان اوصاف مبینہ کے مالک کی فرزانہ داری اور خیر خواہی کا اسقدر خیال تہا۔ کہ جسکا بیان بارہا سیوا

اور نصیحتوں کے فرماتے تھے کہ دنیا کی بہبودی چاہے تو مالک کی فرمانبرداری اور خیر خواہی میں اپنے مایہ عمر کو صرف کرے۔ اور عقبی کی بہتری اور فلاح چاہے تو مرشد اور رہبر کی اطاعت گذاری کرے۔ [illegible] اسکے سوا اور کوئی خیالات دونوجہان کے بہبودی کے لیئے بڑھکر نہین۔ القصہ جامۂ بشر میں ایسے باکمال بہت ہی کم نظر آئین گے۔ افسوس صد افسوس ہزار افسوس۔ اس چرخ کج رفتار نے کیسون کو تہہ خاک کر دیا۔ بتاریخ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۰۶ھ شب سہ شنبہ کو مجیب دوا استعمال فرمائے اور اوسی شب کو نو بجے شب کے بخار اس شدت سے آیا کہ قریب ایک بجے شب کے بیہوش ہوئے۔ تمام رات بیہوشی رہی۔ صبح مین ہوش آیا اور بخار کم ہوا۔ بعدازان ایک بار اجابت ہوئے جسمین خون شامل تہا جب کہ ہوا ضروری سے فارغ ہوئے شمس الحکما ڈاکٹر جو معالج تھے اونکو طلب فرمائے۔ اسوقت مزاج اسقدر درست تہا کہ اپنی کیفیت مفصلہ بیان کیئے۔ بشرہ سے بہی کوئی علامت موت کی ظاہر نہین ہوتی تہی۔ اور حکمائون کی تشخیص سے کوئی ایسے مہلک کیفیت ظاہر نہین ہوئے چنانچہ راقم نے بہی مزاج کی حالت دریافت کی بہت ہی اچہی طور سے کیفیت بیان کیئے۔ اور یہہ ارادہ ہوا کہ حضور پر نور دام ملکہ سے بغرض تبدیلی آب وہوا۔ بمبئی جانیکے لیئے اجازت لینا چاہیئے۔ چنانچہ ایک شخص معتبر کو۔ روانہ ہونیکے لیئے حکم دیئے۔ بعدازان کچھ ہوڑیسی دوا استعمال فرمائے اور کرسی پر

بیٹھے رہے - قریب گیارہ بجے کے - جب تمازت آفتاب زیادہ ہوگئی راقم نے اور چند صاحبون نے کہا کہ اس مکان مین گرمی زیادہ ہے - حسب معمول تہہ خانہ مین تشریف لیجا ئین تو مناسب ہوگا - اوسوقت مین ہرچند کے ہوش تہا - مگر مزاج صاف نہ تہا - غرض اوٹھے اور تہہ خانہ مین تشریف لیگئے - بسبب نقاہت دو شخص سہارے ہوئے تہے - جب اوس تہہ خانہ مین پہونچے - بعد پانچ منٹ کے دوبارا جابت ہوئے - جسکے ساتہہ ہی بیہوشی طاری ہوگئی - قریب بارہ بجے کے جو شمس الحکما معالج تہے آئے اور مزاج کی حالت دریافت کی اور نبض دیکہا جس سے یہہ معلوم ہوا کہ پہر بخار کی آمد ہے - غرض بخار شروع ہوا - اور مرض بڑہتا چلا اور بیہوشی کا غلبہ ہوا - شمس الحکما کی یہہ رائے ہوئی کہ اوس تہہ خانہ سے کوئی ہوادار مکان مین لیجانا چاہیئے - کیونکہ جہان ہوا نہین آتی ہے اور سردی زیادہ رہتی ہے مسامات بند ہوتے ہین اور عرق نہین آتا ہے جسکے باعث بخار مین تخفیف ہی نہین ہوتی - اونکے کہنیکے موافق - وہان سے بچہراوہٹا لیگئے - اوس بیہوشی مین تہوڑے دور یعنے اخیر دروازۂ تہہ خانہ تک از خود چلتے ہوئے گئے - جب قریب پہونچے قوت رفتار نے جواب دیا - دفعتاً گہڑے ہوئے ہرچند کہ منشی مرزا اسحاق بیگ اور راقم نے اور اور لوگون نے اون کے چلنے کے لیئے سعی کی مگر بکار آمد نہین ہوئے - آخر کرسی پر بٹہلاکر دوسرے مکان مین لے گئے - رفتہ رفتہ بخار کی شکایت بڑہنے لگی - الخ

خداوندِ نعمت بندگانِ تعالیٰ شما لے

بیہوشی کا غلبہ زیادہ ہوا۔ چنانچہ حکیم محمد باقر علیخانصاحب کو طلب کیا اونہون نے بعد تشخیص مزاج باتفاق ڈاکٹر شمس الحکما دوا تجویز کیا۔ جسکے دو خوراک حسب تجویز اونہون کے پلائے گئے۔ بعد ازان نواب سر آسمان جاہ بہادر نے ڈاکٹر اعتماد الحق کو روانہ کیا۔ مگر چونکہ اوس وقت مین مزاج حد اعتدال سے تجاوز کر گیا تہا اس لیئے اونہون نے کوئی اپنی رائے نہین دیا واپس چلے گئے۔ قریب چھ بجے کے ڈاکٹر لاری صاحب کو طلب کیا گیا مگر ڈاکٹر صاحب نہ پہونچ سکے باتفاق رائے حکمائے مذکور سنگیان بہی دی گئی تہی۔ ماسوا اسکے بہت سے تجویزین جو کرنے کی تہین کیئے۔ مگر بمصداق۔ اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔ مرض بڑہتا چلا جون جون دوا کی کا نقشہ جم گیا۔ سب کے دلون نے جگہ چہوڑ دیا۔ یاس کا ہجوم چہا گیا۔ قریب نو بجے کے نزع کی حالت شروع ہوئی۔ پونے گیارہ کو روح قالب عنصریسے جدا ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ناظرین یہہ خیال کرین کہ انکا اس عالم فانی سے گذرنا کس قدر شاخ گذرا ہوگا جسکی حالت حیطۂ تحریر سے خارج ہے۔ وہ شب ایک آفت کا سامنا اور قیامت کا نمونہ تہا۔ ہائے وائے کی صدا در و دیوار سے گونجتی تہی زیادہ مصیبت کا سامنا یہہ تہا کہ ایسے حادثہ جانکاہ کے وقت ہمارے سرتاج ظل سبحانی شکار کے لئے رونق افروز ہوئے تہے عرض

اوسیوقت بذریعہ تار برقی اطلاع دیگئی۔
ان کیا کہتا تہا اور کیا کہہ چلا۔ مرحوم کا اکثر یہہ خیال تہا کہ لباس ظاہری بدلدیا
جاوے۔ مگر مشیت ایزدی مین کیکو دخل ہنین کچہہ بن نہ پڑی۔ خیر
تمام رات قیامت سے گذری صبح مین میت کی تیاری ہوئی۔ جب
میت روانہ ہوئی۔ یہہ دیکہا گیا کہ مکان سے تا بہ رُود موسی دو طرفہ
خلایق کی پرچول جمع تہی۔ بلکہ سنا ہی گیا کہ اکثر لوگ کرایہ سے مکانات لیکر
بیٹہے تہے۔ ہر ایک فرد بشر کے زبان سے۔ سوائے افسوس حالت وفات
اور تعریف ایام زندگی کے اور کوئی بات ہنین سنے گئے۔ چنانچہ اوسوقت
مین تمام فوج کا اوٹہے بندوقین لئے ہوئے چلنا۔ اور غم کے باجہ دلگداز
کی آواز جان لیتی تہی۔ جب رُود موسی کے کنارہ پہونچے۔ ایک بیشمار
تودہ ہیزم صندل وغیرہ مین میت کو رکہکر آگ دئے افسوس کسقدر سنگدلی
اور بیرحمی کی بات ہے۔ جو ایسے ناز و نعم کے پلے ہوئے اور جسکا جسد آغوش
محبت والدین مین ایسے آسایش و آرام کے ساتہہ رہا ہوا ایک چشم زدن
مین جلکر خاک ہوا۔ مگر ہان یہان یہہ ہی ایک بات جو بیان کی جاتی ہے
خالی از تعجب ہنین ہے۔ اور ہر ایک کے لئے یہہ بات سہونا بہت دشوار
ہے۔ یعنے اوس جسد مین سیکڑہ گنجینہ عرفان کہیئے تو بجا ہے بہت دیر تک
نہ جلا۔ بلکہ اسقدر ضرورت ہوئی کہ سوائے اوس بیشمار تودۂ ہیزم کے
اور لکڑی بہت سی دی گئی۔ جب وہان سے واپس ہوا تو ایسے ایسے

خبر سن پایا کہ ہیبت زدہ ہوگیا۔ جسقدر مخالفین تھے آمادۂ شرارت ہوئے۔ مگر بفضل ایزدی اور توجہات خداوندی یعنی ظل سبحانی بندگانعالی محفوظ رہا۔ حضور اقدس و اعلی سے نواب سراسمانجاہ بہادر کے پاس تار برقی پہنچا اور اوس سے یہہ بات ظاہر ہوئی کہ حضرت اقدس اعلی نے۔ اپنے ایک نمکخوار قدیم کے گذرجانیکا نہایت تاسف فرمایا۔ اور اس راقم کے نسبت جو مورونی خانہ زاد ہے تشفی اور تسلی کا ارشاد ہوا۔ جسپر دوبارہ زندگی ہوئی اور ہر ایک امر کی توقع ہے تو وہ حکم عالی نے۔ مخالفون کو عقد اللسان کا اثر کیا۔ سچھ یہی یہہ ہے کہ میرے آقا خداوند نعمت کی سرفرازی اور پروریشی کی نظر اس راقم کے شامل حال ہے۔ خدا تعالی اس راقم کو اپنے آقا کی اطاعت گذاری اور جان نثاری مین تادم زیست ثابت قدم رکھے۔ اور میرے مالک کو مجھہ سے خوش و خورم رکھے۔ ناظرین بھی دعا فرمادیں۔ بفضل ایزد ذوالجلال وجمیعہ۔ آقا نامدار ظل سبحانی بندگانعالی مسند حکومت پر دیرگاہ باحشمت و اقبال دایم و قایم رہین ٭ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد ٭

کشن پرشاد عفا عنہ

سوانح عمری یا لائف

ارم آرامگاہ جناب نواب سر میر لایق علیخان بہادر

سالار جنگ رابع منیر الدولہ مختار الملک عماد السلطنتہ

کے۔ سی۔ آئی۔ ای مستعفی

وزیر اعظم حیدرآباد دکن

انٹروڈکشن

یہ امر نہ صرف قدیم مصلحت ہی ہے بلکہ اشد ضروری اور لازمی ہے کہ فرد دس منزل سکے۔ حالات زندگی لکھنے سے پیشتر ایک مقدمہ لکھون جس سے اس نادر اور غرز العجوبہ علم یعنی سوانح عمری یا لائف کی، تعریف اور فلاسفی اور اسکے قدیم التفیر فلاسفی نظرون پر سمیرزم کا سا عمل پیونک کر اونکو دنگ کر دین۔ اگر ایسا نہ کرون تو قاصر کہ ہمارے ملک مین زمانہ کی ہوا کچھ ایسی چل رہی ہے۔ کہ ناظرین اسکو ایک ناول یا افسانہ یا ہسٹوری سمجھ کے پڑھ لینگے اور جو غرض اسکے لکھنے یا پڑھنے سے ہے وہ ہرگز حاصل نہ ہو گی۔ حالانکہ اس تالیف سے خاص الخاص میرا مطلب یہ ہے کہ ناظرین کو اس سے الوالعزمی وغیرہ صفات اہلیت و انسانیت بھی حاصل ہون۔ اور یہ کہ ایک طور کی تنبیہ بھی میسر ہو۔ کیون کہ ناول افسانہ اور ہسٹوری اس علم کے مقابل

خواب پریشان کی سی وقعت رکھتا ہے جس کو محقق اضغاث احلام کہتے ہین۔

(۲) اس علم یعنے سوانح عمری کے چوٹ اور ٹکر اگر ہے تو علم تاریخ ہی ہے یہہ بات بھی خوب یاد رہے کہ علم سوانح عمری اور علم تواریخ مین باہم فرق تو ہے جسکو مین آگے چل کر بیان بھی کرونگا مگر جزوی فرق ہی کچھہ بہت ایسا فرق نہین۔ سوانح عمری کے لکھنے مین اور اسکے پڑھنے مین عام اس سے کہ وہ زندہ آدمیون کے ہو جیسا کہ مہذب ملکون مین دستور ہے یا انکی جو اس فانی دنیا سے رخصت ہو کر غیر فانی جہان مین بسے ہین کسیقدر بہت کچھہ بیان ہے کیونکہ مین نے اس علم کی تعریف فلاسفی ماہیت اور حقیقت اور تنقیح مین سو صفحہ کے ایک یادداشت پہلے لکھی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس رسالہ مین انکے درج کرنے سے روکا گیا ہون۔ اس نظر سے اس شریف علم کے نسبت اس رسالہ مین محض اسی قدر لکھنے کی اجازت پاتا ہون کہ جو ذیل مین عرض کرتا ہون۔ البتہ احتیاطاً یہہ بات یہی یاد دلاتا ہون کہ علم سوانح عمری کا تالیف کرنا ایک الگ امر ہے اور اوسکا پڑہنا دوسرا پوائنٹ ہے۔ مگر مین اس بحث مین علیحدہ علیحدہ بحث نہ کرونگا بلکہ دونون امرون کی اس رسالہ مین خاص کر جیسے اختصار کی قید اور اسکا لحاظ ہے مشترک بحث کرونگا۔ بہرحال دونون امرون کا مدار بھی واحد ہی ہے۔

(۳) علم سوانح عمری یا لائف ہی وہ علم ہے کہ جسکے مطالعہ سے ناظرین اور شائقین اصل انسان ہو سکتے ہین۔ ورنہ وہ نرے اور خالص

آدمی ہی رہتے ہین - مین خالص آدمی اُسکو کہتا ہون کہ جسمین ہنوز انسانیت نے سرائت نہ کی ہو - اور یہہ ایک مسلّمات مین سے ماہیت ہے کہ آدمی اور انسان مین وُہی فرق ہے جو حیوان مطلق اور حیوان ناطق مین ہے - خیر الناس انسان کی سوانح عُمری کا لکھنا یا پڑہنا تو ایک طرف رہا - اگر کسی اشرف الناس آدمی کے لائف ہی لکھے یا پڑہے گئی ہے - تو وُہ بہی پاکیزہ مزاج انسان کو لئے عبرت اور تنبیہ کا باعث ہوی ہے - یہہ بات بہی درست اور صحیح بلکہ تسلیم کے قابل ہے - کہ اور شریر النفس اُسکے مطالعہ سے شرارت سیکھتے ہین مگر ایسا مؤلف جو سچے فلاسفرون نہ کہ جہوٹے فلاسفرون کے نقش قدم پر چلتا ہو اور یہہ کہ سگ دنیا لوگون سے ہمیشہ خلاف ہو قائم یکی اور نوکر دونون مین سے کسی کو بہی پوشیدہ رکہنا نہین چاہتا جب کسی خیر الناس کی سوانح عُمری لکھتا ہے تو اُسکے پڑہنے والون کو اوسکی پاکیزہ زندگی پاکیزہ چال ڈہال اور پاکیزہ روش سے ایک ایسی لنین ٹرن حاصل ہوتی ہے کہ جسکے دلربا اور نور افزا روشنی مین وُہ چلتے ہین - اور پہر ہر جگہہ اور اونچ نیچ اور نشیب و فراز کے موقع پر سنبہال سنبہال اور تول تول کر قدم رکہتے ہین - جس سے کہ کج روی اُسکے پاس تک پٹکنے نہین پاتی - اخلاقی کتابون نے دُنیا پر لاریب بے انتہا احسان کئے ہین اُنکے مؤلفون کی شکر گزاری لازمی ہے جو آدمیون کے سچے دوست اور اُونکے پورے ہمدرد تہے - مگر وُہ زمانہ خیر پاہ کہہ چکا ہے - اب محض علمی دعوؤن سے کچہہ نہین بنتا اب

اگر میدان ہاتھ مین ہے تو عملی نتیجون کے - کیون کہو ایسا ہونا چاہیئے لاکلام ایک اچھا حکم ہے مگر ایسا کرکے دکھاؤ جو فلان خیر الناس نے کرکے دکھایا ہے پہلے حکم پر بدرجہا غالب ہے - یہہ وہ زمانہ ہے کہ حکم ہی نہین کیا جاتا بلکہ کچھہ کرکے ہی دکھایا جاتا ہے -

(۴) سوانح عمری کے علم کا عالم یا ماہر نہ وہ جو اوسکو ایک افسانہ اور معمولی ناول سمجھہ کے پڑہتا ہے اوس سے فن امت کا مادہ اور جوہر اس قدر حاصل کرتا ہے - کہ اوسکے اوس تفرس کا نام اکثر خوش اعتقاد کہو یا پیرو اعتقاد لوگ پیش گوئی رکھہ دیتے ہین - حالانکہ وہ تفرس ہی ہوتا ہے پیش گوئی اور نہ پیش خبری - بڑے بڑے معزز اور گرد ن کش ایم - اے - اور بی ایچ ڈی - ہی بتائین کہ اس علم سوانح عمری کے بغیر اس فن کے سمجھنے پر عبور ہو سکتا ہے - کہ دنیا بھر کے قومون کی ترقی اور تنزل کے اسباب کیا ہے اور کیسے اقبالمند قومین ادبار کے گڑہے مین سر کے بل گر پڑے اور پھر وہ قومین جو ادبار کے گڑہے مین سر کے بل گرے ہوئے تھے کیونکر معراج یابون سہی کہ اوج اور عروج پر پہنچ گئین - ایک دستور کی بات ہے کہ بیٹا باپ کے نام سے نام پاتا ہے - مگر سوانح عمری کے علم کا فاضل کہتا ہے کہ یہہ کوئی عجیب واقعہ اور طرفہ ماجرا نہین بلکہ دنیا کے پردہ پر صحیح نظیرین موجود ہین - کہ باپ نے بیٹون کے نام سے نام پایا - جیسے کہ شیخ مبارک بزرگ مقدس نے اپنے بیٹون ابوالفیض فیضی فیاضی - ابوالفضل - ابوالبرکات ابوالخیر

ابو المکارم ۔ ابو تراب ۔ ابو حامد ۔ ابو راشد سے شہرت پائی ۔ پہلے دو تو اس رتبہ کو پہنچے کہ چغتہ خاندان کے آفتاب محمد جلال الدین اکبر شاہنشاہ ملکت ہندوستان کے وزیران اعظم اور دستوران معظم ہوئے جب ممدوح الاوصاف اہل عرفان نے ہمارے موتیون والے اکبر ہی کے ولولہ اور امنگ سے اس تاجدار سے ملاقات کی ۔ تو فلاسفر اگر دنیوی فلاسفر نہین بلکہ سچے فلاسفر نے بیٹون ہی کے استفسار پر حکم لگا دیا ۔ کہ ظل اللہ کا مزاج اقدس بچپن ہی ایسا واقع ہوا ہے اور اس سے ایسے کام ظہور مین آئین گے اور ویسے کام ظہور مین آئین گے وغیرہ ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ہمکو کیا جیسا کہ اوس واجب التکریم و تعظیم اور وحید الدہر بزرگ نے فرمایا تہا ۔ اب یہہ سوال خود بہ خود لازمی ہو گیا ہے ۔ کیا اس واجب الآداب فرید عصر نے واہیات علم نجوم اور محض جہوٹے علم رمل اور نرے وہمی اور خیالی علم جفر سے اکبر کریم الشیم منبع رحم کی مزاج اقدس کو پہچان لیا تہا ؟

نہین نہین صرف علم سوانح عمری کے بدولت اور اوسکے زور سے پہچانا تہا ۔ سچ بات تو یہہ ہے کہ یہہ (سوانح عمری) پیشگوی ہی ہے ۔

(۵) **فزی آکنومی** یا فزالوجی جس کو اپنے زمانے کے ترقی کے عہد مین عرب کے نامدار فاضل علم قیافہ کہتے تہے اور آرین محقق اسی علم کا نام اپنے اقبال کے دنون مین سائنس رکہتے تہے ۔ ایک بہت ہی دلپذیر عجیب و غریب اور دلربا علم ہے ۔ اگرچہ صوبہ پنجاب کی لیٹ فنانشل کمشنر خان

جنت آرامگاہ جنرل ایڈورڈ لیک صاحب سے تحقیقی رائے کے مطابق اہل یورپ اور عرب کے محققون اور آرین مدققون کے تصانیف مین یہہ فرق ہے کہ پہلے گروہ والی چیز کو شاخرین مدقق اور بال کے کھال نکالنے والے اور ہر بات کے تہ کو خواہ وہ کیسی ہی باریک دقیق اور لاحل کیون نہو پہنچنے والا کہا جاتا ہے اور کہنا ہی پڑتا ہے اس علم کا موضوع لہٗ صرف آدمی کے چہرہ کو گردانتے ہین - اور دوسرے تیسرے فرقے والے انسان کے تمام جسم کو اسکا موضوع لہٗ ٹھہراتے تھے - خیر خواہ کچھ ہی ہو مین یہان نہ اسکی بحث ہی کرنا چاہتا ہون اور نہ اس موقع پر اسپیرجمنٹ ہی لکھتا ہون اگرچہ ایک اور مقام پر لکھون گا اور ایک موقع پر لکھ بھی چکا ہون - اس وقت فلسفۂ مصر کے عزیز یا فرعون جو کہون سو سچ ہے لارڈ بیکن جنت آرامگاہ کے ہمعصر ہو کر صرف یہہ کہتا ہون - کہ وہ ایک بڑا ہی نادر اور حیرت کے عالم مین ڈالنے والا علم ہے - اسکا حاصل کرنا یون تو کچھ بات نہین لیکن پنجاب کے ماہ اقبال اور بابو رلا سفر دماغ اسپیر ابن امیر ابن امیر جناب سردار دیال سنگھ صاحب بہادر مجیتیہ دام حشمتہم کے قول معقول کے بموجب اس علم مین پرفیکشن برسون کے پریکٹس پر منحصر ہے - غرض کہ سوانح عمری کا علم ایک ایسا علم ہے کہ جو ٹھیک ٹھیک فزاگنومی یا فزاگوجی یا فیزیا یا سامدریک سے ملتا جلتا ہے - جیسا فزاگنومی کے علم کا موضوع لہٗ آدم زاد کا چہرہ ہے ویسا ہی علم سوانح عمری کا موضوع لہٗ کیا ہے دنیا بھر کے قومون

یا شخصون کی ترقی اقبال اور انکے تنزل اور ادبار کی حقیقی
اور واقعی اسباب کا پتہ لگانا۔ اس شریف اور اعلیٰ درجہ اور
دقیق علم کا ڈاکٹر یا حکیم ایک قوم یا شخص کے افعال و کردار خصوصاً اسکی
سوانح عمری علی الخصوص اسکے لائف اسکے جو چال ڈھال اور رنگ ڈھنگ
ظاہر ہو معلوم کرکے قطعی حکم لگا دیتا ہے اور لگا سکتا ہے بلکہ لاکھون تجربون
سے ثابت ہوا کہ لگا دیا ہے۔ کہ یہ قوم یا شخص اقبالمندی کے آثار رکھتا ہے
یا ادبار کے۔ اور ساتھہ ہی یہہ بھی کہ اگر وہ قوم یا شخص اقبالمند ہے تو اس
سے گرا چاہتا ہے یا اوسکو قائم رکھنے والا ہے۔ اور اگر ادبار زدہ ہے تو
اقبال کے اسمان سا اونچی منزل پر پہنچ سکتا ہے کہ نہین۔ اور اگر پہونچ سکتا
ہے تو کیسی جناب باری تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ کی حمد و ستائش ہو کہ جس
نے فانی انسان کو ایسا دماغ اور عقل دی کہ وہ ایک سچا علم ایجاد کرتا ہے
اور پھر اوسکے ذریعہ سے گویا غیب کے باتین بیان کر دیتا ہے جو ٹھیک ٹھیک ویسی ہی
ہوتے ہین۔

(۶) زیرک اور فہیم آدمیون نے (جسمین ناظرین کا فرمانبردار مولف بھی ایک شامل
ہے) اسی علم یعنے سوانح عمری سے ایسی آنکھین پائی ہین۔ کہ ہمایون ہمارے
موتیون والے شہنشاہ اکبر ظل اللہ کے والد کے تکلیفات کو بڑھاپون
کی سی کہانیون یا اپنی زبان کے اوزار الفاظ مین یون کہون کہ افسانون اور فرنگی
عاقل لوگونکے لینگویج مین یون کہا جائے کہ ناولون کی سی وقعت نہین دیتی

اور یا اگر بالون کو نیند نہ آتی ہو تو اُنکے سُلانے کے لیے اونکا منتر نہین پہونکتے۔
نہین نہین ہم لوگ اُن تکلیفات سے جب کہ وُہ اولی العزم شہنشاہ ہندوستان نیو
کے میونخ کے فلنگ کا مقابلہ نہ کرسکا (جیساکہ ہماری برٹش گورنمنٹ نے
اسی ہندوستان مین ۱۸۵۷ء ایک ہزار آٹھ سو ستاون عیسوی مین مقابلہ
کیا اور اپنے اقبال خداداد کے تصدق سے اسی فلنگ کو اپنی تیز تلوار کی دھار
اور آب سے بالکل فرو کردیا) اور ہندوستان سے بھاگ گیا۔ اور پھر
اُسکے نابان کامیابی سے جو ۱۸۱۴ء پندرہ سو چودہ عیسوی سے ۱۸۵۷ء اٹھارہ
سو ستاون عیسوی تک جو تین سو تینتالیس برس کی مُدت ہوتی ہی رہی تکلیفات
کا عادی ہونا اور کامیابی کے لیے مستعد رہنے کا بہت ہی نادر اور اکسیر صفت
اور دونون جہان مین مُفید سبق سیکھتے ہین۔ اسکے علاوہ فرانس کے
مشہور و معروف سرور گردن کش مگر دانا شہنشاہ فرسٹ نیپولین بونا
پارٹ کی ترقی اقبال جو سولجر کے شرکے سے شہنشاہی کو پہنچا۔ اور پھر اُسکی
مصیبت جو ہمارے شہنشاہ انگریزی قوم کے ہاتھ سے ۱۸۱۵ء اٹھارہ سو پندرہ
عیسوی مین گرفتار ہوکر قید فرنگ مین رہا اور سات سال تک قید رہکر۔
۱۸۲۱ء اٹھارہ سو اکیس عیسوی مین قید کی حالت مین مرگیا۔ شائقین علم
سوانح عمری کو ذی حوصلہ ہونے کا سبق سیکھکر مصیبتون مین برداشت
اور تحمل کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ پھر ارم نشین اور شیخ مبارک (فیضی اور
ابوالفضل وغیرہم خلف الصدقون کے والد) کی مصیبتین باوجودیکہ علم مین

سمندر اور صفات مین فرشتہ تہا ایک بار تو پتہر دل سے پتہر دل آدمی کو بہی حیرت مین ڈال دیتے ہین اور پہر اکبر چشمۂ رحم کے عہد معدلت مہد مین اُسکے سامنے کی آزادی (لبرٹی آف اپنین) جس پر وہ علامۃ العصر شیفتہ اور فریفتہ تہا اور فرزندون کے اعلیٰ سے بہی اعلیٰ رتبہ کے اقبالمندی حوصلہ بخشتی ہے۔

حضرت موسیٰ کے پیدا ہونے کے وقت ہی مصر کے بادشاہ فرعون نام کے ذریعہ پوشیدہ کیا جانا پہر فرعون ہی کے بیٹی کا بیٹا کہلا کر مصر کے بادشاہی محلون مین پرورش پانا اور اوسکے بعد فرعون کے دختر نیک اختر کے شاہزادے کہلانیکی نسبت اپنے قوم کے مصیبتون مین ہاتھ دینے کو ترجیح دینا جوان دنون مصر مین قید تھی۔ اور پہر **تیرق** نام ایک مشہور بزرگ کے ہاتھ کو اہل اسلام حضرت شعیب کہتے ہین۔ بکریان چرانا اور آخر اپنے قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے بندی خانہ سے چہڑانا علم سوانح عمری کے پڑہنے والے کو خدائے قادر مطلق کی حیرت بخش قدرت اور عظمت کا سمجہ دار اور زیرک انسان کا تو کیا ذکر اسکے پاک ہستی کے منکر کو بہی قایل کر دیتا ہے۔ اورنگ زیب کے متعصب بلکہ ایک ملامزاج کا ہندوستان کی بادشاہت کا حقدار نہونا تو بہی ایک شہنشاہ عالیجاہ ہو جانا۔ اور باوجود اہل شرع اور تمازی ہونے کے اپنے محسن والد شاہجہان کو آگرہ کے قلعہ مین قید رکہنا۔ اور اپنے بڑے بہائی پورے اہل عرفان اور صوفی الصوم پر دلدہ و شیدا داراشکوہ اور اپنے اور بہائیون کو بے رحمی سے مروا ڈالنا اور سرمد جیسے تارک الدنیا نہ کہ متروک الدنیا کو قتل کروا ڈالنا اسکے سلطنت

ادبار اور تباہی کے **علامتون** کو انکے ان کامون سے معلوم کرلینا سوانح عمری ہی کے علم کے شایق کا خاص الخاص کام ہے۔ ناول اور افسانون کے شایق کو معلوم نہین ہوسکتا۔ اجو دھیا پتی کے سورج بنسی راجہ سری رام چندر جی کے سعید خلف الصدق **سری رام چندر جی** کا باپ کی فرمان برداری سے بارہ برس تک بن باس کا قبول کرنا اور اوسی دکھن سے جسکے دارالسلطنت حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے یہہ رسالہ شایع ہوتا ہے طرح طرح کے مصیبتون کا مقابلہ کرنا مگر اُف نکرنا۔ صرف سوانح عمری کے نادر علم ہی کے شائق ہی کو معلوم کراسکتا ہے۔ کہ جسمین اصل خدا پرستی کی بنیاد اور پوری **اقبالمندی** کی علامتین ہوتی ہین۔ وہی صرف وہی باپ کی فرمان برداری کرتا ہے۔ ایسا ہی اقبالمند اس امر کو اپنا پرنسپل گردان لیتا ہے کہ۔ نوکر چاکر ہو تو بدل لون باپ بڑا ہو یا بھلا اسکو کیسے بدلون۔ اور یہہ کہ اگر اسکی فرمانبرداری نہ کرون تو وہ والد اور مین بیٹا کیونکر ہوا نافرمان شخص والد کو اپنا بیٹا اور نوکر سمجھتا ہے اور آپ کو اسکا باپ اور آقا اور یہہ آثار اسکے **ادبار** بلکہ جہنمی ہونے کے ہین۔

(۷) اب مین اس انٹروڈکشن کو ختم کیا چاہتا ہون۔ کیون کہ اس مختصر رسالہ کے لیئے سوانح عمری کے علم کے فلاسفی اور اوسکے فایدے کافی ہین۔ مگر پہلے ہی ناظرین سے دو ایک اور بہی ضروری امرون کی جو اسی علم کے متعلق ہین گذارش کی اجازت چاہتا ہون۔

(۸) مصیبت ہر فرد بشر کے لیئے جب تک کہ وہ جسم کے قید مین ہے

کیپلسی ہے۔ اور جب وہ روح مین آزادی حاصل کریگا تو پھر اس کہنگے سے بھی آزاد ہوگا۔ ایک بڑا ہی تجربہ کار شخص جس نے اپنے کو ایک ادنی درجہ بلکہ اگر اور بھی سچ کہون تو اسفل السافلین کے سے رتبہ سے اعلی درجہ کے بلکہ قاب قوسین اوادنی کی سی عالی پایگاہی مین اپنے ہی دست و بازو اور تدبر اور اوسپر بے ذریعون کے ذریعہ خدا کی مہربانی سے پہونچایا۔ کہتا ہے جس کو مین بادنی ایزادی دیا دلاتا ہون کہ انسان کی عمر خواہ کوئی کیون نہو ہمیشہ خوشی اور خرمی سے نہین گذرتی۔ اور پھر کس زور سے کہتا ہے کہ یہ امر تو ایک ہے کہ انسان کو گویا خوش نصیب کہنا چاہیئے کیون کہ اگر ایسا ہو تو وہ آرام اور غفلت مین بسر کرے جفاکش اور دوربینی کا مادہ ہی اپنے مین سے بشرطیکہ دنیا کی پیدا کرنیوالے نے اسے دیا ہو کھو بیٹھے گا۔

(۹) مجھکو خود تقریباً پچاس برس سے تجربہ ہے اور یہہ کہ صحیح تجربہ ہے صرف ایک خیال ہی نہین جس کو اکثر مجرب احمق اپنی زبان پر رکھتے ہین اور ہر موقع اور بے موقع اسکو فلسفی ریزن کے جگہہ استعمال مین لاتے ہین۔ کہ بعض آدمیون کے طبیعتین قدرت اور نیچر ہی سے ایسے واقع ہوئی ہین۔ کہ مصیبت انکے حق مین اصل معلم اور سچا استاد بلکہ ایک دردمند اقالیق ہے۔ ایک پرانے زمانے کا بڑا پراپھٹ جو اپنے وقت کا بہت بڑا بادشاہ تہا کہتا ہے کہ بھلا ہو اس دکھ کا جو مجھکو اٹھایا کہ مین تیرے حکمون کو سیکھون یہہ اس نے اپنے سچے خدا کو جس کو وہ اپنا حقیقی معبود سمجھتا تہا مخاطب کرکے کہا ہے

اور بہت ہی سچ کہا ہے - مین نے اپنے واجب الادب معلم کے قول کو یون ہی اندھا دھند اپنی آنکھین بند کرکے قبول نہین کیا بلکہ ہر طرح سے کسوٹی پر پرکھ کر اور ترازو مین تول کر اور روز روز مین عینک سے دیکھ کر اور یہہ کہ تا سلاک کر ہی قبول کیا ہے کوئی مجھکو اس وجہ سے کچھہ نہ کہے کہ مین اسکو جو ایک **سڑ** تھا ہے کیون پرکھا اور کیون تولا اور کیون دیکھا اور کیون تا سلاک کیا یون ہی اندھون کی طرح ہے کیون نہ مان لیا - مگر رسالہ کے ناظرین صاحبان !!! مین مجبور ہون میری کچھہ اختیار مین نہین کیونکہ میری طبیعت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ جو امور تجربہ کرنے کے قابل ہوتے ہین مین انکا بار بار تجربہ کر ہی لیا کرتا ہون - اور یون اگر آسمان سے فرشتہ بھی مجھے کہے تو نہین مانا کرتا کیون کہ میرے وہ دن گئے کہ **اسمتھ سیے چولن م** ماہیتون پر یون ہی علم الیقین یعنے ہسٹاریکل فیتہ رکھون اور عین الیقین یعنے ٹرسٹنگ فیتہ کے مرتبہ پر ترقی نکرون - اے کاش اس سے رسالہ کے ناظرین اسی علم سوانح عمری کے متعلق امور مین ہی پسندیدہ شیوہ اور شائستہ روش قبول فرماین یون ہی اٹکل پچو کسی ماہیت کی ذمہ نہ لے جائین -

(۱۰) میرا بار بار کا اور یہہ کہ صحیح بالکل صحیح تجربہ ہے یہہ ماہیت ہی بتاتا ہے - کہ البتہ بعضی آدمیون کے مزاج ایسے ہی واقع ہوئے ہین کہ ان کو **مصیبت** کی کچھہ ضرورت ہی نہین - مگر ساتھہ ہی یہہ بات بھی ہے کہ ایسے فرشتہ طینت یا بھولے بھالے لوگ کم بہت ہی کم بلکہ نادر الوجود ہوا

کرتے ہین - ایسی ہی پاکیزہ دل رکھنے والون کو بزرگ یا ولی اللہ کہا گیا اور کہا جاتا ہے اور آئندہ بھی کہا جائیگا - اور بعض انسانون کی گویا خبر ہی ایسی ہے کہ معصیت اور دکھ انکا اصل مسلم اور سچا استاد یا ورد مند اتالیق ہنین ہوا کرتا - ہان یہہ امر سخت بحث طلب ہے کہ ایسے آدمیون کے کانشنس اور قوت تمیز اور خصوصاً انکے دی سنسٹن آف کیس کٹس مین ضرور فتور ہوتا ہے کہ نہین - برسون بلکہ اگر اور سچ کہون تو صدیون کے پہان بین اور تحقیق اور نیز تدقیق سے یہہ امر مسلم الثبوت ہوا ہے کہ ایسون کا حال یہہ ہے کہ انکے کانشنس قوت تمیز اور علی الخصوص انکی دی سنسٹن آف کیرکٹر یا تو سن اویا بالکل ہی مردہ ہوتی ہے - اسپر بڑے بڑے واقعات شاہد موکد اور عادل ہین اور ہر ایک قوم مین اسکے گواہ پائے جاتے ہین - یہود یون مین فرعون کا واقعہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ بہت ہی مشہور اور غیر قومون مین زبان زد خاص و عام ہے - پھر عیسائیون مین یہودا اسکریوتی کا معاملہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ گویا ہیرے کی نوک سے عقیق پر تحریر کیا ہوا ہے - علاوہ اسکے اسی لوگون مین راون اور کنس کا واقعہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ ہزارون برسون سے عام و خاص کے زبان پر ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے سچے تاریخون مین بھی درج ہے - اور ایسے تاریخین کہ جنکو صحیح اصولون کے مطابق تاریخی وقعت دی گئی ہے اور دیکھتے ہین اہل اسلام مین ابوجہل اور ابی لہب کا ایسا ماجرا ہے کہ ہرگز ہرگز

پوشیدہ رکھنے سے ہی پوشیدہ نہین رہ سکتا - غرض کہ اس رسالہ کے ناظرین کو متذکرہ بالا شخصون کے لائف پر جیسا کہ چاہیئے عبور ہو تو انکو بہت اچھی طرح سے ثابت ہو جائے - کہ درحقیقت نہ اونکے کانشنس مین کچھ دم تھا - اور نہ اونکے قوت تمیز مین کچھ جان تھی اور یہہ کہ انکی دی سشن آف کیرکٹر مین ہی کچھ حس نہ تھی - مجھکو اس وقت خصوصاً اس محدود صفحون اور محدود موقع پر انکی سوانح عمریون بیان کرنے کی نہ تو فرصت ہی ہے اور نہ اجازت - مگر انکے لائف اور انکے کیرکٹر آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ تر ظاہر ہے - اگر کوئی شخص انکی حیرت انگیز حالات اور واقعات سے ناواقف ہے تو نہ اوسکو علم تاریخ ہی سے مسئلہ فایدہ پہنچے گا اور نہ علم سوانح عمری سے ہی کچھ حاصل ہوگا - وہ بڑے عبرت دہ واقعات ہین

(۱۱) مین جب لائف آف پیچ مین غور اور تامل کرتا ہون تو صریحاً اور بدیہتاً دیکھتا ہون - کہ لوہا جو ایک مشہور ترین دھات ہے بہت ہی تیز آگ سے پگھلتا ہے اور چاندی جو وہ بھی ایک مشہور دھات ہے لوہے کے نسبت ذرا کم آگ مین پگھلتی ہے - اور کندن یعنے طلا جو ایک سب سے مشہور دھات ہے اور بڑی قیمتی ہے ایک ذرا سی آگ دکھانے سے موم کے مانند نرم ہو جاتا ہے - مگر پتھر کو (جس کو دکھن دیس مین گنڈو کہتے ہین) کیسی ہی تیز آگ بلکہ جلتی ہوئی آگ مین ڈالو - ہرگز ہرگز نہین پگھلتا اور مطلق نہین پگھلتا موم ہونا تو ممکن اور آسان ہوتی بات ہے - پس آدمیون کے گروہ مین سے بعض آدمی لوہے کی سی

طبیعت رکھتے ہین - اور بعضون کا مزاج چاندی کا سا ہے - اور بعض کندن کی سی اصلیت رکھتے ہین اور بعض کمبخت پتھر ہین - ناظرین کو ذرا اب دل کے آنکھین کھول کر اور ذرا گہری نظر کرنی چاہیئے - کیونکہ بڑا نازک موقع ہے - اور وہ یون ہے - کہ دنیا کے پردہ پر پرافٹ لوگون کا ایک گروہ ہے - اور فلاسفرون کا ایک مجمع ہے - پھر راجاؤن مہاراجون بادشاہون شہنشاہون کا ایک سلسلہ ہے - ان تینون مقدس مہذب اور معزز گروہون مین سے چند کا نام پیش کرتا ہون جو مصیبتون سے نہین بچ سکے جیسے کہ حضرت نوح ابراہیم یعقوب یوسف دانیال موسیٰ اور خداوند مسیح - پھر عرب کے نبی سری کرشن جی - سری رام چندر جی وغیرہ - لقمان سقراط فیثاغورس جارڈینو برونو وغیرہ حضرت داؤد سکندر ہمایون عالمگیر بوناپارٹ ظفر - واجد علیشاہ وغیرہ - مین اس وقت اس امر کی بیان کی مصلحت نہین سمجھتا کہ ان تینون مقدس مہذب اور معزز گروہون مین کس گروہ یا کس شخص کو لوہے چاندی طلا اور پتھر سے تشبیہ دون - کیونکہ میرا یہہ بیان ایک رکیک یعنی مذہب ہو جائیگا جو مجھے یا ان اسوقت منظور نہین - تیسرے مین اس بات کے بیان سے اپنے دل کے ولولے اور اُمنگ اور فیلنگ کو روک نہین سکتا کہ ان تینون گروہون مین ایسے شخص تھے جو مذکورہ بالا دھاتون اور رگنڈو (یعنے پتھر) سے تشبیہ پاتے رہتے تھے - چنانچہ جو شخص علم تاریخ اور نیز علم سوانح عمری سے ماہر ہوگا اُسپر جیسا کہ چاہیئے مسلم الثبوت ہو چکا ہوگا

کہ اصل معاملہ جیسا کہ مینے چیلنج ہی کیا ہے حقاً اور تحقیقاً یون ہی ہے
اب مین پہر بڑے زور سے اصلی سبجکٹ پر آتا ہون کہ میرے پیری گراف
چہارم - ششم - دہم - اور یازدہم کے عبرت بخش بحثون کا اوسی
سبجکٹ سے جس سے میرے اس تحریر کا عنوان معنون ہے یہہ تعلق ہے - کہ
جب تک ایک آدمی سوانح عمری کے علم کا ماسٹر نہین ہوتا - وہ نہ تو اس
جہان ہی مین چین اور ارام کے ساتھہ اپنی زندگی گذران سکتا ہے - اور نہ
اینوالے جہان مین جو فانی نہین بلکہ غیر فانی ہے اور جس کا یہہ جہان
ایک فوٹو ہے تسلی اور اطمینان کے ساتھہ رہ سکتا ہے غرض کہ انسان دنیا
مین رہ سہ کر آدمیون کے مختلف خاصیتون سے واقف نہین ہونا چاہتا
تو اسکو نہ آدمی کہلانا چاہیئے اور نہ انسان بلکہ کچھہ اور کہلانا چاہیئے جو اوسکو
موزون اور انسب ہو - پہر اسکے لیئے کیا یہہ دنیا اور کیا وہ دنیا ایک ہی
سی ہے - کیون کہ ایک عارف باللہ نے جو سچا فلاسفر بھی تھا سچ کہا ہے
کہ کیا راحت دلی اور تسلی قلبی اور کیا دلی عذاب اور قلبی تکلیف عارف
اور اہل علم کے لئے ہی ہے - اہل اور بے علم کو نہ راحت اور تسلی
سے کچھہ سروکار اور نہ عذاب اور تکلیف سے کچھہ کام - وہ بالکل پتھر
کے مانند ہے جو نہ تو آگ مین جلے اور نہ پانی مین سڑے - یہہ جو کچھہ دنیا مین
زمین اور آسمان آفتاب اور مہتاب جہنم اور بہشت ہے اہل عرفان اور
ذی علم کے لئے ہی ہے اہل اور بے علم کے لئے کچھہ بھی نہین -

(۱۲) اے اس رسالہ کے ناظرین! آپ گھبرا نہ جائین اب مین انٹروڈکشن کے ملاحظہ کے لیئے آپکا قیمتی وقت اور نہ لونگا۔ صرف دو تین باتین ہی اسکے خاتمہ مین اور عرض کرکے اس مقدمہ کو تمام کرتا ہون اور پھر اصل مطلب یعنے فردوس منزل ممدوح الاوصاف کے لائف شروع کرتا ہون مجھے یقین ہے کہ اس مقدمہ کے ساتھ آپ اسکو ایک سٹوری نہ سمجھینگے

(۱۳) الحاصل جن لوگون کا تذکرہ مینے پیرے گراف یازدھم مین کیا ہے ان سب کے عجیب وغریب اور حیرت انگیز سوانح عمری پڑھنے سے ایک تعجب خیز اور حیرت بخش اثر دلمین پیدا ہوتا ہے۔ اور انکے لائف مین اس درجہ تک اٹریکشن ہے کہ ناظرین اور شایقین کو ایک ایسی بینا انکھین ملتی ہین کہ وہ اس نیلی چھت کے پردہ مین جو کچھ ہے دیکھ لیتے ہین اور پھر چودہ طبق کی بھی خبر رکھتے ہین۔ ہان مین اس بات کو بھی عرض کئے بغیر نہین رہ سکتا کہ انکے لائف کے اٹریکشن کا عمل انہین پر ہوگا جو صحیح اور سالم کانشنس رکھتے ہین پس ایسون کے حقمین یہہ علم اکسیر سے بھی بڑھکر کام کرتا ہے۔ خاص کر یہہ علم یعنے سوانح عمری کا علم اپنے شیدائیون کو بتاتا ہے۔ کہ جن لوگون نے اپنی غیر فانی اور ابدی روح کو اس جہان مین جو ابدی اور غیر فانی جہان کا عکس ہے عرفان تقدیس اور تسلی کے خاص الخاص درجون اور خزانون کو طے کرلیا ہے۔ ایسا کہ یہہ افعال انکے عادت ثانی اور سکینڈ نیچر ہوگئے ہین تو ان لوگون کے روحین جو اصل انسان

یہی ہین آنیوالے جہان مین گویا پرنس اور ڈیوک ہونگے - اور جنہون نے
ایسا نہین کیا وہ اس جہان مین گو پرنس اور ڈیوک کیون نہون مگر دھتا
پہنچ کر قلیون اور گداگرون کی اوسی اور نا امید گہبراہٹ اور بے
چینی مین ہونگی - اور یہہ بات یاد رہے کہ بہت سی کارگر اور اطمینان دینی
والے دلیلون اور برہانون سے یہہ امر ثابت ہو کر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ انسان
کی روح فانی نہین بلکہ ابدی اور غیر فانی ہے - اگر اس رسالہ کے ناظرین مین
سے کوئی اس ہائیت اور حقیقت کا منکر ہو یا یون سہی کہ اسکے سمجھ مین
نہ آتا ہو - تو مین اُن وجہون اور دلیلون کو اُنکے سامنے پیش کر کے اُنکے
اقرار اور تسلی کا ذمہ وار ہون کیونکہ اگر انسان کی رُوح ہی چند روزہ
اور فانی ہوئی تو پھر نہ عقاب اور عذاب کچھہ چیز ہے اور نہ ثواب اور
نیکی - اور یہ کہ بہشت ہی پھر کچھہ چیز نہین ٹھہرتا ہے اور نہ جہنم - بلکہ جناب
باری تعالیٰ عز اسمہ جو اپنے ذاتِ اقدس اور اعلیٰ مین قادرِ مطلق ہے اور نور کا
بانی مبانی ہے اور آپ اسمین رہتا ہے اور جو ازلی اور ابدی ہے اور
جس نے انسانون کی روحون کو پیدا کر کے اُنمین ابدیت اور عدم فنا پذیری
کے خاصیت خاص رکھی ہے اور اگرچہ اسکے علم ازلی مین انسانون کے
روحین تہین مگر وجود فی الخارج کے عرصہ مین نہ تہین (پناہ بہ خدا)
ہی کوئی نہین - حالانکہ یہہ بات ہرگز ہرگز نہ ہونے چاہیے کہ ہر ایک چیز
کا پیدا کرنے والا کوئی نہ کوئی ضرور ہی ہوتا ہے پس جسنے آسمان اور زمین

آفتاب اور مہتاب اور اور چیزون کو پیدا کیا ہی اس کا مبارک نام اللہ یا خدا ہی جسپر اسکے سچے عارف تصدق ہوتے ہین اور یہہ کہ ہر ایک انسان اپنی غیر فانی روح کے اعتبار سے اسکا مظہر خاص اور گویا آئینہ ہی۔

(۱۴) اس عہد مین بھی جو عین روشنی کا زمانہ کہلاتا ہی اور لاریب ایسا ہی ہونا بھی اس حیثیت سے انکار نہین کیا گیا۔ اور نہ بڑے سے بڑے فلاسفر اور عارف کامل انکار کر ہی سکتے ہین۔ کہ یہہ جہان جسمین ہم اب باد مین آنیوالے جہان کا نمونہ اور عکس بلکہ فوٹو ہے۔ ایک کامل صاحب عرفان اور ایقان کا قول ہی کہ جن لوگون نے اسی دنیا مین اپنے سچے معبود کو جان کر اسکی پرستش کی ہی جس سے کہ رضا اور تسلیم کا عالی رتبہ حاصل کر لیا ہے وہ اس دنیا مین فردوس آرامگاہ ہونے کے لیئے قابل اور مستعد ہو گئے ہین اور جنہون نے اسی جہان مین اسباب اور موقع کے میسر آنے پر بھی دنیا کی مبدع برحق کو نہین پہچانا اور اپنی زندگی کا مناسب حصہ اسکی حمد و ستایش مین صرف کر کے اسکی رضامندی کا عالی درجہ نہین پایا۔ اگر وہ جنت نصیب ہو بھی گئی تو وہی جس کو کاملین دلی راحت اور قلبی تسلی لکھتے ہین نہ پا سکینگے۔ جس شخص کو ذرا بھی عرفان اور ایقان سے لگاؤ اور انسی ہی وہ ہر روز اپنے آنکھون سے دیکھتا ہی۔ کہ انسان جس سوسائیٹی اور صحبت کا ہوتا ہی اسی سوسائیٹی اور صحبت کو پسند کرتا ہی۔ چور چورون کی جماعت پر دل دیتا ہی ستوالا ستوالون مین خوش رہتا ہی اہل عرفان اہل عرفان ہی کے صحبتون مین روحانی فرحت حاصل کرتا ہے فلاسفر فلاسفرون کے گروہ سے تسلی پذیر ہوتا ہی غرض کہ جنسیت علت تم کا مسئلہ دنیا کے دانیون کا ایک پرانا اور قدیم مسئلہ ہی صداقت

ثابت ہوگیا ہے۔ چھ ہزار برس کے تجربوں نے یعنی جہان تک کہ تاریخ کے دفتر ملتے ہیں وان تک اس مسئلہ کو بالکل صحیح ثابت کر دیا ہے۔

(۱۵) نظر برآں فاضل اور فلاسفر اہل عرفان اسی دنیا میں اسی جسم کے ساتھ جسمِ فانی کا غیر فانی کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ تقدیسِ باطنی اور سچی شناخت اور دنیا کو فخترع برحق کی محویت کو اپنی عادات ثانی کر لیتے ہیں جسکو سکینڈ نیچر ہی کہا جاتا ہے۔ جو امر انسان کی حق میں سب سے ضروری ہے وہ یہی ہے کہ صرف علم الیقین کے ہی مرتبہ میں نہ رہے بلکہ اُس سے ترقی کر کے عین الیقین کے اعلیٰ درجہ پر بھی آئے۔ کیونکہ کلام ایک چیز ہے اور عمل دوسری ہائیت ہے ظاہری دلیلیں ہی بجا خود ایک چیز ہیں مگر جب تک کہ محویت کا عالم حاصل نہ ہو اور نیز اسمیں کاملیت نصیب نہو اُس باطنی انسان کی حق میں جو روح سے مراد ہے اور کوئی تدارک اور چارہ نہیں۔

(۱۶) لو ناظرین آپ صاحبوں کے گھبراہٹ اس بیان کو جو دل لبھانے والا ہی ہنوز ادھورا ہی چھوڑ کر اصل بحث یعنی ممدوح الوصف جنت آرامگاہ کی سوانح عمری کی جانب توجہ دلاتی ہے

(۱۷) ہمارے فہیم ناظرین یہ جو سمجھ گئے ہونگے۔ کہ اصل مطلب یعنی مرحوم مغفور کی سوانح عمری کے بیان سے پہلے بڑے شد و مد کے ساتھ یہ انٹروڈکشن اس بنا پر لکھنا پڑا۔ کہ لائف کو علم کے فوائد و ثمرات جیسا کہ چاہیئے واقفیت ہو جائے۔ اور یہ کہ فردوس منزل کی لائف ہی اور افسانوں اور سٹوریوں کے مانند پڑھے جائے۔ بلکہ عبرت کے نگاہ اور ارادہ سے بچنے اور اقبال کے حاصل ہونیکی نظر سے پڑھی جائے۔

راقم
رجب علی

قومی تعلیم

آجکل لفظ تعلیم اور قومی تعلیم پر جا بجا عظیم مباحثہ ہو رہا ہے۔ مدرسۃ العلوم علیگڈھ کے متعلق جو مباحث ہو رہے ہیں اونکی وجہ سے غیر معمولی جوش کا اظہار تعلیم کے متعلق بعض حلقون مین ہی ہے۔ قومی تعلیم کے مفہوم کو بعضون نے بہت ہی دور جا پھینکا اور بعضون نے ایک مدرسہ کی کتابی تعلیم کو قومی تعلیم کا ماحصل قرار دیا۔ قومی تعلیم اپنے اصل معنی مین اسقدر مبسوط ہے کہ اگر ہم بغیر مثال بیان کرنے پر آمادہ ہون اور اوسکے مختلف کیفیت جو مختلف ملکون مین ہے اور زمانہ گزشتہ مین تھی لکھین تو تمام رسالہ کیا ایسی کئی جلدین کافی نہون۔ باوجود اس ناقابلیت کے ہم قومی تعلیم کا بیان مختصر اور ناکافی سلسلہ اور جا بجا کی پچھلی تعلیمی حالت [illegible] ناظرین کرتے ہین اور اقرار کرتے ہین کہ عشر عشیر حصہ بھی نہین کر سکے۔

اس بیان مین ہندوستانی تعلیم کا کوئی ذکر نہین ہے بلکہ صرف یورپ۔ انگلستان۔ اور ممالک متحدہ کے ان مدارس اور انتظام تعلیم کا مختصر بیان ہے جو پچھلے دنون اپنے اپنے مقام پر تھی۔ مسلمانون کے ملک اور انکی تعلیمی حالت ہمیشہ افسوسناک رہی اور اس زمانہ مین بھی یہ افسوسناک دھبہ نہین مٹا۔ ممالک اسلامیہ کی قومی تعلیم گاہون مین مصر کا مدرسہ یا جامع ازہر بمقابلہ کسی اسلامی قومی تعلیم گاہ کے زیادہ شہرت یافتہ ہے۔ سلطنت ترکیہ کی تعلیم گاہون کی مشرح اور جدید کیفیت ہمارے ناظرین

گزشتہ رسالہ مین مسرت کے ساتھ پڑھی ہوگی مسرت اسلئے نہین کہ مقابلہ دیگر شائستہ ملک کے وہان علوم و فنون کی ترقی ہوئی بلکہ اسلئے کہ جہالت کی تاریکی مین شعاع علم پہونچی - عرب - ایران - بخارا وغیرہ کی قومی تعلیم کا بڑا حصہ غالباً مذہبی اور اخلاقی تعلیم ہے - علوم جدیدہ کی طرف قومی رجحان نہین ہے - اسلامی ممالک کی مجموعی آبادی مین تعلیم یافتہ بالمقابلہ بہت کم ہین افسوس یہ ہے کہ یہی حالت مسلمانان ہند کی ہے جہان کی قومی تعلیم کے سلسلہ سے مسلمان فرقہ نے اپنے تئین ہر عصر و ازمنہ علیحدہ رکھا -

ہندوستان کے مسلمانون کو اس زمانہ مین تعلیم جاری رکھنا اونکی قومی اور مذہبی حیثیت کے لحاظ سے آسان نہین ہے - غیر زبان کا سیکھنا اپنی مذہبی اور اخلاقی تعلیم کے ساتھ لازمی ہے - ایک کے کھونے سے دوسری بھی جاتی رہتی ہے - غالباً یہ حالت ہندوستان مین کسی دوسرے فرقہ کی نہین ہے - گورنمنٹ جسکی ماتحتی مین مختلف اقوام آباد ہین کوئی ایسا طریقہ اختیار نہین کرتی جو سب کی ضرورتون کو کافی ہوا سلئے اوسنے اپنے مدارس سے ایک بڑا ضروری جز اوڑا دیا جو بہت کچھ مسلمانون کی علیحدگی کا باعث ہوا -

ہندوستان کے مختلف اقوام کی ضروریات اسقدر ایک دوسرے سے جدی ہین کہ اونکی مجموعی تعلیم کو قومی تعلیم صحیح معنی مین نہین کہہ سکتے - آنریبل سر سید احمد خان بہادر نجم الہند نے علی گڈھ مین مدرسۃ العلوم کی بنیاد اس غرض اور نیت سے ڈالی کہ اوس مین مسلمانون کی وہ تعلیم ہو

جس کو ایک محدود معنی میں مسلمانوں کی قومی تعلیم کہہ سکیں۔ چنانچہ خوشی کی بات ہے کہ وہ بہت کچھ اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہوئے۔ مگر اس وقت وہ کالج ایک کشمکش میں پڑا ہوا ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ قوم اس پندرہ سالہ نوجوان کالج کے لئے آیندہ کیا انتظام کرتی ہے (۱) آیا عمدہ حالت میں قومی امت بانی قایم رکھنے کے لئے باقی رہتا ہے۔ (۲) یا ذلت کے ساتھ اوسکا آیندہ قیام رہتا ہے۔ (۳) یا دنیا سے معدوم ہوجاتا ہے۔ تاوقتیکہ ہماری قوم اولوالعزمی سے کام نہ لے اور نتیجہ کو اچھی طرح سوچ سمجھکر موجودہ گتھیوں کو نہ سلجھائے پہلے طریقہ میں اس مدرسہ کی زندگی محال ہے۔ اگر دوسری حالت میں مدرسہ کا رہنا ہے تو ہماری خواہش ہے کہ وہ تیسری حالت میں آج ہی پہونچ جائے۔

ہم مختلف ممالک کے قومی تعلیم کو بیان کرتے ہیں امید ہے کہ ہمارے ملک کی تعلیمی حالت کا موازنہ اس سے ہوجائیگا اور مسلمانوں کی تعلیم کی ایک ذہنی تصویر آنکھوں کے سامنے جلوہ گر ہوجائیگی۔ مخصوص مدرسۃ العلوم علی گڑھ کی نسبت علیحدہ طور سے دوسری جگہ بحث کیگئی ہے۔

ہندوستان کی موجودہ تعلیمی حالت گروپ وار طور سے قومی تعلیم کے معنی میں سنہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری کی رو سے حسب ذیل ہے۔

اسمیں دیسی ریاستیں شامل نہیں ہیں جہاں بالمقابلہ زیادہ تاریکی چھائی ہوئی ہے مگر جسقدر برہما اوس زمانہ تک انگریزی قبضہ میں تھا شریک ہے۔ پس مجموعی آبادی برٹش ہندوستان مع برہما کی قریب ۲۵ کروڑ کے ہے۔ انمیں سے پڑھے

کروڑ سے کسیقدر زاید صاحب سواد ہین خواہ وہ ہنوز زیر تعلیم ہون یا نہون
انمین سے مسلمان لڑکون کی حالت حسب ذیل ہے۔

زیر تعلیم ——— ۴۷۳۶۱۱
قابل نوشتخواند جو زیر تعلیم نہین ہین ——— ۸۶۷۰۰۳
کل آبادی مرد مسلمانون کی ——— ۲۳۱۴۴۲۴۳
اور مسلمان لڑکیون کی تعلیمی حالت یہ ہے زیر تعلیم ——— ۲۳۶۳۴
اور قابل نوشت وخواند جو زیر تعلیم نہین ہین ——— ۳۲۴۹۵
اور مسلمان عورتون کی آبادی ——— ۲۱۹۸۲۷۹
غرض ——— ۴۵۱۲۷۰۳۳ مسلمانون
۱۳۹۶۷۴۳ صاحب سواد ہین ———

قومی تعلیم

لفظ تعلیم سے عام طور پر وہ فعل مراد ہے جس سے انسان کی تمام قوتین اور قابلیتیں زور اور آزادی کے ساتھ کام مین لاسکین۔

قومی یا ملکی تعلیم وہ ہے کہ اس فعل تعلیم کا اطلاق کسی خاص ملک کے عام باشندون سے ہو تاکہ عوام الناس اپنے اپنے مقامون پر اس قسم کی دماغی قوت حاصل کرین جو مہذب زندگی بسر کرنے کے قابل ہو۔

قومی تعلیم کے بارے مین تین امر تحقیق طلب ہین۔ فرداً یا مجموعاً تعلیم سے کیا مراد ہے؟ کون اوسکا ذمہ دار ہے؟ اور کارروائی کس طرح ہونی چاہیئے؟ پہلے سوال کا جواب اصول تعلیم پر مبنی ہے اور ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ ہر ایک شخص کو تعلیم یافتہ سمجھنے کے پہلے کس قسم کی تعلیم دینی چاہیئے۔ دوسرا اور تیسرا سوال عملی ہے۔ ایک مین مناسب ذرایع تعلیمی پر لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اور دوسرے مین موزون طریقہ تعلیم قومی کا خیال رکھنا چاہیئے۔

اصول تعلیم

تعلیم کے معنی جو اوپر بیان ہوے وہ تعلیم کا صحیح خیال ذہن مین پیدا کرنے مین اور اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیم کا کام یہ نہین ہے کہ علمی ذخیرۂ انسانی دلون مین اسقدر نقوذ کر دیا جاے کہ اوس سے قابلیت اور قوت کے ساتھ کام لین اور دماغی فہم اور طاقت کو اندر خارجی چیزون سے مدد ملے جنکا تعلق

ہے

ذہنی قوت سے ہے۔ انسانی خلقت اپنی ازلی بناوٹ سے اس طرح رکھی گئی کہ اوسکو بے انتہا دنیاوی تعلقات سے ہر دم سامنا رہتا ہے اور وہ اپنے حواس خمسہ سے مستفید ہوتا رہتا ہے۔ قلب کی قوت اس طرح بنائی گئی ہے اور اس دنیا کے تعلقات اور مناظر سے اس طرح مناسبت پیدا کی گئی ہے کہ جو اشیا خارجی طور سے اوسپر منکشف ہوتے ہین اوسی کے مناسب حال اندرونی قوتین فوراً حرکت مین آتی ہین اور اوس منظر کا فوراً ایک نقشہ دماغ مین گڑھتے ہین اور ذہنی تصویر قایم کر لیتے ہین اور اس طرح علم اور تجربہ کے سانچے مین ڈھل جاتے ہین اگرچہ دنیاوی خیالات کا مادہ پیش نظر نہین ہوتا مگر اوسکی شکل دلمین کھچ جاتی ہے۔ اور یہ قوت حیوانیہ کا نتیجہ ہے

فطرتی قوتین اور قلبی اور دماغی کششین جو اوسکو قبضہ مین لاتی اور ذہنی شکل مین متشکل کرتی ہین باہم مختلف طریقون مین رہتی ہین۔ انسان کے بچپن مین فطرتی قوتین غالب رہتی ہین۔ چارون طرف کے نظائر انسانی خیالات و قوت پر غالب آجاتے ہین کیونکہ قوائے عقلی جو فطرتی زور کے مقابلہ مین ہوتے ہین اور جنپر فطرت کا زیادہ اثر پڑتا ہے دفعتاً ترقی نہین کر سکتے اس لئے طبعی خواہشات پر انسانی قوتین ذرہ مشکل سے غالب آسکتی ہین اس لئے ذہنی قوتین جو پیچیدہ خیالات تہذیب کو درستگی کے ساتھ مرتب کرنیوالی ہوتی ہین اکثر بیکار گزر جاتی ہین اور پر کسی قسم کا اثر نہین پیدا کرتین۔

بخلاف اسکے جب انسان کی عمر بڑھتی ہی تو انسان اپنی زیادتی عمر کے سبب فطرت کا تدارک کر سکتا ہی۔ اور اوسوقت انسان کی قوت عقلی قوت فطری سے جو چاروں طرف کی قدرتی اشیاء کے نظارہ سے اوسپر اثر پڑتا ہی زیادہ قوی ہو جاتی ہی اور رفتہ رفتہ فطرت مغلوب ہو جاتی ہی اور فطرت بجاے فرمانروائی کے خواہشات کی فرمانبردار ہو جاتی ہی۔ انسان کی زندگی کی ترتیب اس باقاعدہ طرز سے ہوئی ہی کہ وہ رفتہ رفتہ اپنی مشہور عالمگیر ذہنی قوت پر قادر ہو جاتا ہی اور بجاے اسکے کہ محض عقل انسانی کا وجود رہے وہ ہر روز انسانی ضروریات کی راہ نکالنے کے لئے زور دکھلاتا ہی۔

پس جو کچھ انسان کی دو حالتوں میں فرق ہی وہ حقیقت میں تعلیم کا تفاوت ہی بشرطیکہ اوسکے وسیع معنی لئے جائیں انسان اپنی خلقی ذہانت سے ہر کام میں زیادہ کامیاب ہو سکتا ہی اور اپنی عقل و تجربہ سے عمدہ کام کرتا ہی اوسکا نور عقل اور اوسکے خیالات ہر کام میں رہنمائی کرتے ہیں اور یہ سب باتیں تعلیم کے وسیع استعمال پر زیادہ منحصر ہیں جو ان جوں انسان اپنے خفتہ اور مخفیہ جبلی قوتوں کو باہر لاکر کام میں لگاتا ہی اوسیقدر اپنے عقل و فہم میں روز افزوں ترقی کرتا جاتا ہی۔

خود اختیاری تعلیم

انسان کا جب کوئی بڑا گروہ کسی خاص مقام میں آباد ہوتا ہی اور وہاں اوسکو

اپنی ترقیات کے قدرتی مواقع مہیا ہوتے ہین تو وہ گروہ لازمی طور سے تہذیب
کی جانب مائل ہوتا ہی۔ لوٹ مار یا شکار کی عادت اور اسی طرح سے وحشیانہ
طریقے رفتہ رفتہ چھوٹتے جاتے ہین اور آخر کار مستقل طور سے ایک شہر یا
قصبہ مین آباد ہو کر کسی صنعتی یا زراعتی مشاغل مین مصروف ہوتے ہین
ان مشغلون سے جائداد اور مال پیدا ہوتا ہی اور جب مال و متاع اکٹھا
ہوتا ہی تو ضرور اُو ہان کے انتظام کے لئے حکومت قایم ہوتی ہی اور
قانون بنایا جاتا ہی تاکہ جان و مال کی حفاظت ہو اور آیندہ ترقیات
کا بھروسہ رہی۔ اور جب گورنمنٹ کے مقررہ اصول قوانین کے موافق
لوگون کی جان و مال کی حفاظت ہو جاتی ہی تو تجارت و اسباب و زر کا
ایک دوسرے سے تبادلہ شروع ہو جاتا ہی اور دولت اکٹھی ہونے
لگتی ہی۔ اور اسقدر مہلت ملنے لگتی ہی کہ ہوشیار آدمی اپنے اوقات
فرصت مین زندگی کے اور ہنرون کی طرف متوجہ ہو سکتا ہی۔ لیکن جب
کسیقسم کا علم و فن دنیا مین پیدا ہوا گو وہ کیسا ہی ابتدائی حالت مین ہو
پھر اوسکی رفتہ رفتہ ترقی ہوتی جاتی ہی خواہ اوسکا حسن ظاہری و باطنی
کی طرف مائل ہو خواہ اوس سے کوئی فائدہ حاصل کرنا منظور ہو اور یا
کسی بڑے اور نامور شخص کی نظم مین تعریف کرنا ہو۔ انسان کی رفتہ
رفتہ خود رو ترقی کا یہی طریقہ ہی اور اسی ترقی کے ساتھ ہی مذہب کا
بھی خیال پیدا ہوتا ہی اور خراب و بدنما بت پرستی سے ترقی کرتے ہوئے

خالص خدا کی عبودیت پر انسان پہنچ جاتا ہے۔

ان سب باتوں کو خود اختیاری نظام تعلیم کسی ایک قوم کی کہی جاتی ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایک قوم موزوں حالت میں متواتر کوشش کرتی رہیگی اور دنیا کی کوئی بڑی قوم ایسی نہیں جو اس خود اختیاری تعلیمی ترقی کی ممنون احسان نہو۔ تاریخ حقیقت میں خود اختیاری ترقیات اقوام کا ایک معتبر دفتر ہے جس میں علاوہ اس ترقی کے جو اور خارجی ترقیات اپنے اپنے زمانہ میں ہوتی ہیں ساتھ ساتھ درج رہا کرتی ہیں اور فلسفہ تاریخ بتلاتا ہے کہ کیونکر انسانی ترقی مختلف ذریعوں سے ہوئی۔

ایرانی تعلیم

دنیا کے مختلف قوموں کی تاریخ تعلیمی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے ابتدائی اور اول ایرانی ہیں جنکی تعلیم کے طریقہ اور تفصیلی کیفیت ایک سلسلہ کے ساتھ اب تک موجود ہے۔ ان لوگوں میں پوری تعلیم پانچ برس سے لیکر بیس برس تک ہوتی تھی۔ اور اس اثناء میں وہ تین باتیں سیکھتے تھے سواری۔ تیراندازی۔ راست بازی۔ اول کی دو باتیں وحشیانہ طریقہ کا پتہ دیتی ہیں مگر موخر الذکر اس امر کی شاہد ہے کہ وحشیانہ طریقہ سے انہوں نے اعلیٰ تہذیب کی جانب توجہ کیا۔ اور جسمانی عمل سے گزر کر اخلاقی ترقی میں پہنچے اور طلباء کی جسمانی ترقی کے ساتھ علمائے زمانہ نے روحانی ترقی

کی بھی فکر کی ۔ اس طرح اخلاقی تعلیم کا چرچا ایرانیوں میں قبل مانی تعلیم کے معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اب اوسکا ایرانیوں میں بالکل اثر نہیں پایا جاتا بجز ان چند مستثنیات کے جنکو مذہبی تعلیم دی گئی ہے۔

یونانی تعلیم

جب ہم مشرقی دنیا سے مغربی دنیا کی طرف نظر کرتے ہیں اور یونان کے طرز تعلیم اور یونانی تہذیب کی نیو کو تصویر دیکھتے ہیں تو انسانی زندگی کی آب و ہوا کو وہاں بالکل نئی پاتے ہیں ۔ وہاں طاقت انسانی تابع حواس نہیں پائی جاتی اور نہ انسان کی رہنمائی محض خارجی تاثیرات ہے ہے ۔ ہر یونانی جانتا ہے کہ خود اوسکی روح اور عقل اوسکو عطا کی ہے جس سے وہ تاثیرات عالم کے مقابلہ میں کھڑا رہ سکتا ہے اور اندرونی و بیرونی قوتوں سے بخوبی کام لے سکتا ہے ۔ اپنے اندرونی قوتوں کی حرکت کو جانچتا ہے اور بیرونی اثروں کو اپنی مستقل مزاجی سے دور کرتا ہے ۔ خلاصہ یہ کہ اہل یونان اپنے دلوں میں تاثیرات عالم کا ایک خیالی نقشہ کھینچتا ہے لیکن اوسکو محض خیال سے زیادہ وقعت نہیں دیتا ۔ اور جو کچھ وہ تاثیر اوس کا اثر ہوتا ہے اوس سے بخوبی واقف ہے۔

رومی تعلیم

یونانیوں کا جو کچھ طرز تعلیم تھا وہ غالب درجہ عملی تھا بمقابلہ اسکے رومیوں کی تعلیم کا مقصد عملی ہے ۔ یونان میں ہر ایک شخص انسان کی ترقی کے متعلق خیال

کیجاتی تھی اور اوسکی عزت و عظمت اونکے دلون مین اوسیقدر رہوتی تھی جسقدر اوسکا خیالی حسن و خوبی کا اثر اونپر پہونچتا تھا۔ بخلاف اسکے رومیون مین ہر شئی کا عملی فائدہ ملحوظ نظر رکھا جاتا تھا چنانچہ اہل یونان علم ریاضی مین مصروف رہتے تھے مگر انکی مصروفیت کسب باطن کے لئے تھی حال آنکہ علم ریاضی اور علم حساب اہل روم کے نزدیک محض جنگ یا تجارت مین کام مین لانے کے لئے تھا۔ یونانی علوم طبعی کو حسبانی خوبصورتی کے لئے پڑہتے تھے حال آنکہ رومی اس سے محنت کی قوت اور زیادتی اوقات چاہتے تھے رومیون کے سلسلۂ تعلیم مین لکھنا پڑہنا اور حساب تہا اسکے سوا کسیقدر جغرافیہ اور اپنے ملک کی تاریخ پڑہاتے تھے۔

جب یورپ مین مذہب عیسوی کا چرچا ہوا اور یکی بعد دیگرے اہالی ملک اس مذہب کو قبول کرتے گئے گو اس جدت مذہب کے ساتھ ہی علم و تہذیب بھی جدید ہوئی اور قدیم عمارات ڈھاکر بالکل از سر نو جدید تعمیر کھڑی کی۔ اگرچہ اوس زمانہ مین بھی یونانی عقل و حکمت بڑے زور و شور پر تھی

زمانۂ وسطی کی تعلیم

اس زمانہ کی تعلیم کے دو حصہ قرار دیے جا سکتے ہین اول اصولی۔ دوم عملی اول مین بہادری۔ عزت۔ مروت۔ عورتون کا اعزاز۔ سچائی۔ عاجزی۔ پرہیزگاری جو شخص کہ ان اوصاف کے ساتھ متصف ہوتا تو اوس کو پورا جنٹلمین سمجھتے اس مین تعلیمی شاخ کوئی بھی نہ تھی یہانتک کہ لکھنا پڑہنا بھی مشروط نہ تھا

دوسرے حصہ مین صرف ونحو۔ بلاغت۔ ریاضی۔ اقلیدس۔ ہیئت اور موسیقی پڑھا
لیکن یورپ مین علم کی تجدید اچھی طرح سے اوسوقت ہوئی جبکہ
ترکون نے حملہ کر کر قسطنطنیہ فتح کرلیا۔ یورپ کے سابق طالب علم علم
حاصل کرتے اور تمام یورپ مین اشاعت دیتے تھے اوسکے ساتھ چند باتین
اور ہوگئین جس سے علمی دنیا کی بہت جلد ترقی ہوئی یعنی چھاپے کی کل جاری
ہوئی اور امریکہ ظاہر ہوا اور رفارمیشن شروع ہوا رفارمیشن کے پہلے سے
تمام جرمنی اور انگلستان وغیرہ کے تعلیمی جسد مین روح پڑ گئی۔

مختلف قسم کی تعلیمین

انسان کو عموماً پانچ قسم کی تعلیم دیجاتی ہے ۱ طبعی۔ ۲ دماغی۔ ۳ اخلاقی
۴ ملکی۔ ۵ مذہبی۔ اِن پانچ صیغون مین انسانی آیندہ زندگی پختہ ہوجاتی
ہے۔

تعلیم طبعی ۔ اِس قسم تعلیم کا انحصار قدرت اور اتفاق پر رکھا گیا ہے۔
اسمین مفصلۂ ذیل امور قابل لحاظ ہین۔ اول حفظان صحت کا قایم رکھنا یعنی
صفائی۔ تازہ ہوا۔ کثرت خوراک۔ تبدیج محنت اور تفریح۔ دوم قوائے بدنی
کو قوت دینا جسکے اسباب جنگی مشق سیر اور ریاضت ہین۔ سوم کسی خاص قسم کی
عادت پیدا کرنا۔

تعلیم دماغی ۔ تعلیم دماغی کا بڑا اصل الاصول مادہ خیالات کی درستگی ہے
جب انسان کی نظر سے کوئی شے گزرتی ہے تو فوراً قلبی حرکت سے اوسکا نقشہ اوسکے

دماغ مین جمع جاتا ہی۔ اسیطرح دوسرے حواسون سے جس بات کا علم ہوتا ہی اوسکا اثر فورًا دماغ پر عمدگی کے ساتھ ہوتا ہی۔ ایک نہایت قابل شخص کا قول ہی کہ جس قدر مینے اپنے زندگی کے ابتدائی تین برس مین تحصیل کیا اوسکے برابر بقیہ تمام عمر بھی حاصل نہوا۔ دوسری بات اسکے متعلق یہ ہی کہ جن باتون سے دل پر اثر پڑتا ہی اوسکو ظاہر کرنا۔ ذہنی قوتون کا بڑا کام باتون کا سننا محفوظ رکھنا۔ اور بروقت ظاہر کرنا ہی۔

اخلاقی تعلیم ۔ اخلاقی تعلیم وہ ہی جس سے انسانی مرضی قوت ممیزہ کی تعلیم کے موافق اجرائے افعال مین کام کرے جسطرح قوت ذہنی پہلے پہل محض ابتدائی تصور وادراک سے رفتہ رفتہ بڑھتے بڑھتے کمال عقل وفہم ودانائی تک پہونچتی ہی اوسی طرح انسانی مرضی ہی جس مین پہلے محض خیال کی ایک تحریک پیدا ہوتی ہی بعد رفتہ رفتہ پوری آزادی اور خود اختیاری حالت تک پہونچ جاتی ہی۔ اور جسطرح ذہنی تعلیمات قوائے عقلیہ کو بتدریج مضبوط کرتی ہین اوسیطرح اخلاقی تعلیمات انسانی خواہشات کی خود اختیاری حالت کو مضبوط کرتی ہی۔ لڑکون کی ابتدائی متصور حالت مین ضرورت ہوتی ہی کہ اونکی خواہشات کی ہوشیاری سے رہنمائی کیجاے۔ کیونکہ لڑکون کی خود اختیاری حالت کی ترقی پنہانی قوتون کے ساتھ بمناسبت تعلقات بیرونی ہوا کرتی ہی۔

پولیٹیکل تعلیم

پولیٹیکل تعلیم کسی ایک گروہ کی بہت کچھ اختیار کی ہوتی ہے رفتہ رفتہ اور

مختلف قسم کے تجربات حاصل کرنے سے ایک قوم کو خود اختیاری حکومت کا حق پہنچتا ہے اور پولٹیکل نظروں سے ایک شخص واحد اپنے گروہ میں اعزاز پا سکتا ہے۔ بہت سی نہایت ضروری باتیں ایک آزاد شہر کے باشندے کے لئے ہوتی ہیں جنکا جاننا اور سیکھنا ضرور ہوتا ہے جنکے نہ جاننے سے شخص واحد اور نیز سلطنت کو نقصان پہونچتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں کہ گورنمنٹ کی چال ڈھال اور اوسکے فرایض کا علم۔ ہر شخص کو اپنی ذاتی آزادی سے عام بہبودی کے متعلق کیا کیا کرنا چاہیئے۔ اوس گروہ کے کل مفید قواعد کی پابندی اور متابعت کی ضرورت جایداد کی اقسام اور اوسکے حقوق۔ راس المال اور محنت کے باہمی تعلقات اور آقا و ملازم کے باہمی فرایض۔ دولت پیدا کرنے کے قواعد و قانون۔ تجارت میں آداب مشارکت۔

اگر ان ضروری باتوں کی ابتدائی تعلیم کسی گروہ میں نہیں ہوتی تو ایک جانب بغاوت و سازش اور تہلکہ انگیز اور فسادات اور دوسری جانب مفلسی ناخوشی۔ برائی اور ابتری پھیلجاتی ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ ہر لڑکے کو اسطرح کی تعلیم و تربیت دیجاے کہ وہ تمدنی مسائل اور شہریت کے ابتدائی مبادی سے آگاہ ہو جاے۔

مذہبی تعلیم

مذہبی تعلیم کل قسم کی تعلیموں کی سرتاج ہے اس سے بڑی غرض یہ ہے کہ ہم اپنے کل اخلاقی ضروریات اور قانون میں خدا کی مرضی حاصل کریں۔ مذہبی تعلیم ہمکو

سکھلاتی ہی کہ ہم اپنے خیال کو زور کے ساتھ خداوند تعالےٰ اور اوسکے نامحدود قوتون کی جانب مائل کرین یعنی ہمیشہ موجود رہنے والے قادر مطلق خدا تعالےٰ جل شانہٗ کا خیال کرین جو سبکو دیکھتا ہی۔ اور حکومت و ہدایت کرتا ہی خواہ وہ اچھے ہون یا برے۔ بعدہ یہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ خدا کی مرضی کا کیا ثبوت ہی کہان عالم مین اوسکا ظہور بذریعۂ قدرتی اشیاء کے ہی یا براہ راست کسی اور حیثیت مین منکشف ہوئی ہی۔ مذہبی تعلیم بچپن مین دینا۔ یا قبل اسکے کہ طالب علم کو باریک مذہبی باتون کی سمجھنے کی قدرت حاصل ہو تبلانا انجام خراب کرنا ہی۔

انگلستان بلکہ علی العموم تمام یورپ مین کوئی تعلیم یافتہ شخص ایسا نہوگا جسنے اپنا پنجون اقسام تعلیم سے بقدر موقع و حوصلہ فائدہ نہ اٹھایا ہو۔ مین شروع مین بیان کرچکا ہون کہ ہندوستان کے سرکاری مدارس مین مذہبی و اخلاقی تعلیم بالکل نہین ہوتی جسکا خود گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر ونکو بہت کچھ افسوس ہی اور جسکی برائی کا روز بروز ثبوت ملتا جاتا ہی۔

ہمارے علی گڈھ کالج مین آنریبل سر سید احمد خان نے اس قسم کی ضرورت کو جو تمام ہندوستانی مدارس و کالج مین پائی جاتی ہی اپنے یہان رفع کردیا ہی اور بہ استثنای سوپٹیکل کر میرے خیال مین کل اقسام کی تعلیم تو قائم کر دی سوپٹیکل تعلیم کا براہ راست سلسلہ نہو مگر سلف سپکٹ (خود ہشیاری) تعلیم کا بہت بڑا اثر ہی مذہبی تعلیم کا مجھکو اپنے ایک عزیز کے ذریعہ سے جو وہان فی الحال یہ تعلیم ہی ہوا طمینان ہوگیا ہی۔ لارڈ ڈفرن نے حال مین جب مدرسۃ العلوم علی گڈھ کا ملاحظہ فرمایا تو وہان کو اخلاقی تعلیم کی تعریف کی جس کی سرکاری مدارس مین ضرورت پائی جاتی ہی۔ پس مجموعی نظر سے اس مدرسۂ قومی مین اعلیٰ اقسام کی تعلیم ہوتی ہی۔ حسن

تعلیم جرمنی

تمام ملکون سے زیادہ جرمنی مین باقاعدہ اور نہایت مکمل طریقہ سے قومی تعلیم کا سلسلہ جاری ہی اس لئے کچھ اوسکا اصول اور مختصر حال بیان کیا جاتا ہی۔ اول یہ کہ جرمنی مین کسیخاص کروہ کے لئے تعلیم نہین ہی بلکہ علی العموم بلا استثنا احد سے تمام رعایا کو تعلیم دی جاتی ہی اور صرف ابتدائی تعلیم ہی نہین دیجاتی بلکہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم بھی دیجاتی ہی۔ کل مدارس سرکاری ہوتے ہین اور کل احکام وزیر تعلیمات سے جاری ہوتے ہین جو صرف بادشاہ کا ماتحت رہتا ہی۔ تعلیم کے تین صیغے ہین۔ اول یونیورسٹی۔ دوم اعلیٰ مدارس سوم ابتدائی مدارس۔ ابتدائی مدارس قصبات و دیہات مین بھی ہین۔ انتظام تعلیمات کا اسطرح سے ہوتا ہی کہ تمام سلطنت کو دس صوبون مین تقسیم کیا ہی ہر صوبہ مین اضلاع اور ہر اضلاع مین حلقے اور ہر حلقے مین گروہ تقسیم ہین یہ ملکی تقسیم ہی اور اسی تقسیم سے تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہی۔

اول صوبون کو لیجیے تقریباً ہر ایک صوبہ مین ایک یونیورسٹی ہی۔ یونیورسٹیونکا انتظام ایک ایک کمشنر سے رہتا ہی اور کمشنر کا تعلق براہ راست گورنمنٹ سے رہتا ہی اس لئے درمیان مین کسی صیغہ کے افسر کی مداخلت ہونے نہین پاتی اور کل تقررات اور انتظام براہ راست گورنمنٹ سے ہوتے ہین۔

اب اعلیٰ مدارس کو لیجیے - انکا تعلق صوبوں کے افسروں سے رہتا ہے
ہر صوبہ میں ایک مجلس مقرر ہوتی ہے جسکا تعلق گرجون مدرسون اور عام حفظان
صحت سے رہتا ہے ان میں سے جن لوگون کو تعلق مدارس سے رہتا ہے انکی
تقرری اور تنخواہ گورنمنٹ سے ملتی ہے اور جنکا تعلق گرجون سے رہتا ہے وہ
سب پادری ہوتے ہیں اور مدارس کے متعلقین سے دار رہتے ہیں اس
طرح سے مذہبی وغیرہ مذہبی تعلقات ملنے نہیں پاتے - پس جسطرح سے یونیورسٹیوں کا
تعلق صدر حکومت سے رہتا ہے اوسیطرح اعلیٰ درجہ کے مدارس کا تعلق صوبہ کی
حکومتوں سے رہتا ہے -

اب مدارس ابتدائی کو لیجیے - انکا تعلق ملک کے چھوٹے چھوٹے تقسیم
شدہ حصوں سے رہتا ہے - مثلاً اضلاع یا ضلع کا گروہ - ہر گروہ میں ایک ابتدائی
مدرسہ لازمی ہے - ہر ایک لڑکے کو مدرسہ آنا ضروری ہے تاوقتیکہ اس لڑکے
کی معقول تعلیم جو اور ذریعہ سے ہوتی ہو بیان نہ کرے - ان مدارس کے
قیام کے لئے یہ بندوبست کیا گیا ہے کہ پچھلے زمانہ کے جو فنڈ اور اوقاف مدارس
ہیں وہ بہت ہوشیاری سے قایم رکھے جائیں اور کام میں لائے جائیں
دیہات کے زمیندار اور طلبا کے باپون کو مدرسہ کے مجلسون میں شریک
ہونا ہوتا ہے جنکے اوپر یہ فرض ہے کہ باہمی سعادت سے قیام مدرسہ کے لئے
فنڈ تجویز کریں جبکہ کسی مدرسہ میں والے لوگون کی غربت کی وجہ سے فنڈ
بقدر کافی اکھٹا نہو تو جہان جہان زیادہ روپیہ وصول کیا گیا ہو وہ روپیہ

ایسے مفلس مقامون کے مدرسون کے لئے تمام ضلع مین برابر تقسیم کردیا جاتا ہی
نگرانی کا سلسلہ بھی بہت معقول رہتا ہی۔ صوبون کے ناظرون کے اوپر
ایک نگران رہتا ہی جو بطور وزیر تعلیم کے کام کرتا ہی اور مقامی مدارس کے
کمیشنون اور صوبہ وار حکومتون مین یہی افسر درمیانی رہتا ہی۔ مقامی ممتحنون
کو بہت کم اختیار دیا گیا ہی۔ اور قانون بنانے کی مطلق اجازت نہین ہی
اونکا کام صرف فنڈ جمع کرنا ہی۔ مدرسون کے بارہ مین کہنے سننے کا استحقاق
ہی۔ لیکن اونکے اجرا کارمین دخل نہین دیسکتے اور نہ طریقہ تعلیم مین مداخلت
کرسکتے ہین۔ یہ گورنمنٹ کا کام ہی کہ مدرسون کی لیاقت کو جانچے جو بغیر
امتحان مقابلہ دے ہوے مقرر نہین ہوسکتے۔ چونکہ مدرسون کو طریقہ تعلیم
سے واقفیت رہتی ہی اور اونکو گورنمنٹ بعد امتحان لینے کے مقرر کرتی
ہی اسلئے یہ اپنی جگہ پر خودمختار اور اپنے سوسائٹی مین ممتاز رہتے ہین
۱۸۴۸ء مین مدارس جرمنی کی تعداد حسب ذیل تھی۔

ابتدائی مدارس ۳۰۰۰۳ — ۲۳۰۰۳ — دیہاتی اسکول ۱۲۰۲ —
قصباتی اسکول ۱۰۰۰ — مجموعی تعداد اون کی ۲۴۳۳۲ —
جن مین ۲۵۴۰۷۰۵ — طلبا رہتے تھے۔ انکے علاوہ ۱۱۷ —
اعلی مدارس جنمین ۲۹۴۰۴ — طلبا رہتے تھے۔ اور ۳۸۲ —
بچونکے مدرسہ تھے جنمین ۲۵ — شاگرد رہتے تھے۔
۱۸۴۸ء مین جرمنی کی آبادی ایک کروڑ ساٹھ لاکھ تھی جنمین ۱۶۰۰۰۰۰۰

قیاساً قابل مدرسہ طلبا کی تعداد تقریباً ۳۰ لاکھ تھی - انمین سے تقریباً ۲۶ لاکھ سرکاری مدارس مین تھی باقی چار لاکھ یا مخانگی تعلیم مین مصروف تھی یا کسی وجہ سے داخل مدرسہ نہ تھی - اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جرمنی مین علی العموم اعلیٰ و ادنیٰ سب کے لیے تعلیم کا سلسلہ جاری ہی -

پس آپ مہربانی سے غور کیجیے کہ تقریباً تیس لاکھ جہیں لاکھ لڑکون کا عمدہ تعلیم پانا کس درجہ حیرت کے قابل ہی اور پھر کیونکر اتنی قوم دنیا کی تمام قومون سے لایق و فایق نہ ہوگی - اب اس قوم کی مقابلہ مین ہندوستان کے مسلمان لڑکون کا مقابلہ کیجیے جو اسوقت تعلیم پاتے ہین پھر آپ کو ہماری پست حالی کا اندازہ نہایت آسانی سے معلوم ہوجاوے گا اور نیز اس بات کو خیال کیجیے کہ جس قوم کی تعداد ایک کروڑ ساٹھ لاکھ ہو اور قریب پچیس ہزار کے مدرسہ ہین - مسلمان جنکی تعداد پانچ اور چھ کروڑ کے درمیان مین ہی پھر ایک مدرسہ علی گڈھ سے کیا کام نکلسکتا ہی جسمین کچھ بھی قومی حیثیت سے تعلیم ہوتی ہی

تعلیم ہالینڈ

جرمنی اور ہالینڈ مین بہت فرق ہی یہان تعلیمات کا تعلق براہ راست گورنمنٹ سے بہت کم ہی بلکہ منتظمون کے ہاتھون مین ہوتا ہی - صرف وزیر داخلہ کو مدارس سے کچھ تعلق رہا کرتا ہی - گورنمنٹ کی طرف سے مدرسہ کے انسپکٹر مقرر ہوتے ہین جو اپنے اپنے اضلاع مین بغرض نگرانی تعلیم سفر کرتے ہین - مدرسہ کے ناظر گاہ گاہ بطور مجلس اعلیٰ کے جمع ہوکر تعلیم کے متعلق

بحث کرتے ہین ہر ضلع مین ایک انتظامیہ مجلس بھی ہوتی ہر - میونسپل کو کوئی اختیار نہین رہتا - ابتدائی مدارس کی کل کیفیت ناظرون کے ہاتھ مین رہتی ہر اور مدرسہ کے قیام کے لئے فنڈ کا کوئی قانون نہین رہتا بلکہ ضرورت کے وقت اہل قصبات سے روپیہ وصول کیا جاتا ہر تاکہ ایک سلسلہ سے مدرسہ قایم رہے -

تعلیم فرانس

اب فرانس کا حال سنیے کہ مثل جرمنی اور ہالینڈ کے تعلیمات کا سلسلہ تین حصون مین تقسیم ہر - اول یونیورسٹی - دوم کالج - سوم ابتدائی مدارس - یونیورسٹیون مین پانچ صیغے ہین - یعنی علم الٰہیات - قانون - طبابت طبعیات اور ادب - اور یونیورسٹیان براہ راست گورنمنٹ کے ماتحتی مین زیر حکم وزیر تعلیمات رہتی ہین - فرانس کے کالج دو قسم کے ہوتے ہین - اول شاہی کالج جو بالکل سرکاری ہوتے ہین - دوم امدادی کالج جس مین کچھ گورنمنٹ امداد دیتی ہر کچھ میونسپلٹی مگر انتظام سرکاری رہتا ہر - ابتدائی مدارس مین [illegible] سے عیسائی تھے مگر جب سے گورنمنٹ نے براہ راست اپنا ذمہ لیا ہر تب سے بہت کچھ درستگی ہوچلی ہر - ۱۸۳۱ء مین وکٹر کزن جرمنی اور ہالینڈ بھیجا گیا تاکہ وہان کے سلسلۂ تعلیم پر رپورٹ کرے جس کی رپورٹ پر جدید قانون بنے - سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ تعلیم عام کردی گئی اور اسکے چند قواعد یہ ہین - ہر ایک دیہات مین ایک مدرسہ ضرور

ہونا چاہیئے جس مقام مین چھ ہزار کی آبادی ہو تو وہان اعلی درجہ کا مدرسہ ایک اور ہو۔ ہر ضلع مین ایک نارمل اسکول بھی ہونا ضرور ہی۔

سنہ ۱۸۴۰ء مین مفصلہ ذیل مدارس وطلبہ وغیرہ تھے۔

تعداد دیہات فرانس	۳۷۰۴۸	تعداد ان دیہات کی	۳۴۵۷۸
تعداد دیہات بغیر مدارس	۲۴۶۰	جن مین مدارس ہین	
کل تعداد ابتدائی مدارس	۵۹۸۲۸	تعداد ناظران مدرسہ	۸۷
تعداد نائب ناظر	۱۱۳	مدارس مزدوران خبکوشام	۶۴۳۴
تعداد طلبا مدارس ابتدائی	۳۱۶۴۲۹۷	کو درس دیا جاتا ہی۔	
تعداد طلبا رخیراتی	۷۶۳۸۲۰	تعداد نارمل اسکول	۷۸
تعداد مدرسان نارمل اسکول	۴۹۵	تعداد کالج	۳۵۸
طلبا رکالج	۳۱۳۱۶		

اس حیرت انگیز تعداد مدارس وشاگردون کے دیکھنے کے بعد آپکو (ناظرین) معلوم ہوگا کہ مسلمانون کو اپنی قوم کے واسطے بہت کچھ کرنا باقی ہی باقی کا لفظ غلطی سے لکھا گیا ہی اسکا معنی یون نہ سمجھین کہ ہمنے بھی کچھ کیا ہی اور کچھ باقی ہی بلکہ جو کچھ اجتک ہوا ہی وہ فی الحقیقت کچھ بھی نہین ہی اگر آئینہ کہا جاوے تو یون سمجھنا چاہیئے کہ یہین سے ابتدا ہی دیکھئے خداوند کریم کب ہماری قوم کے کشت امید پر علم وہنر کا باران رحمت نازل فرماکے سرسبز کرتا ہی۔

تعلیم امریکہ

ممالک یورپ سے امریکہ کا طرز تعلیم بالکل جدا ہی وہان تعلیم بالکل جمہوری گورنمنٹ کی جانب سے ہی مگر بواسطہ رعایا دار السلطنت سے کبھی اس بات کی منظوری نہین ہوتی کہ کہان کہان مدارس جاری ہون بلکہ ہر صوبہ کی گورنمنٹ پر چھوڑ دیا گیا ہی کہ وہ بطور خود تحقیقات کرکے رپورٹ کرین کہ آیا انکے صوبہ مین سرکاری مدارس کی ضرورت ہی یا نہین چنانچہ اس بنا پر کئی صوبے ایسے بھی ہین جنمین کوئی سرکاری مدرسہ نہین لیکن غالب تعداد ایسی ہی جہان قانوناً سلسلہ تعلیم کا قایم ہی اور ایک صوبہ کی کیفیت دوسرے سے بالکل جدا ہی۔

ہر قصبہ جہان ڈیڑھ سو خاندان آباد ہون وہان کے لوگون سے اس قدر خرچ لیا جاتا ہی جس سے دو مدرسہ نو مہینے تک یا تین مدرسہ چھ ماہ تک قایم رہ سکین اور اگر پانسو خاندان ہون تو دو مدارس تمام سال کے لئے یا تین مدارس آٹھ ماہ کے لئے بالضرور قایم رہین باقی مہینون کے مصارف سرکار سے ملتے ہین — ان مدارس مین ابتدائی تعلیم۔ لکھنا پڑھنا حساب۔ انگریزی۔ صرف ونحو اور جغرافیہ ہوتی ہی۔

ہر قصبہ جس مین پانسو خاندان ہون اسکو یہ بھی لازم ہی کہ ایک مدرسہ اعلیٰ درجہ کا رکھے جسمین اقلیدس۔ جبر و مقابلہ۔ پیمایش۔ تاریخ اور بعض علوم جدیدہ پڑھائے جاتے ہین۔

جس مقام مین چار ہزار آدمی آباد ہون وہان علاوہ اور مدارس کے ایک اعلیٰ غیر ملکی زبان کا مدرسہ بھی ہو اور یہ کل مدارس عام و خاص لوگون کے لئے کھلے ہین - اخراجات کے لئے ہر ضلع سے ایک مساوی درجہ کا ٹیکس لیا جاتا ہی - اگر تعلیمی خرچہ ادا کرنے مین کسی ضلع نے غفلت کی تو اسکو اپنے حصہ کا دوچند ٹیکس بطور جرمانہ کے دینا ہوتا ہی اگر بیوجہ کوئی لڑکا مدرسہ سے علیحدہ کیا جاوے تو وہ اپنے والدین یا مربی پر نالش کر سکتا ہی - بشرطیکہ والدین تعلیم سے باز رکھنا چاہین -

تعلیم انگلستان

انگلستان کی عام تعلیم بلحاظ بیکسی دیگر ترقی یافتہ قوم کے نہایت پست حالت مین ہی - جن لوگون کو بیس تیس برس کی گزشتہ حالت یاد ہی وہ لوگ خوب جانتے ہین کہ کس قدر تاریک حالت طریقہ تعلیم قومی کی تھی - رفارمیشن کے بعد سے لوگون کو تعلیمی سرگرمی کا خوب اظہار ہوا اور خیراتی رقمین وغیرہ تعلیم کے لئے وصول ہونے لگین - انمین سے بعض رقمین تو بالکل فضول مدارس مین شل گرامر اسکول کے دی گئین - اور بعض محض چند محدود ہی غربا کو گرجون مین تعلیم کے لئے رقمین دیگئین - یقین کیا جاتا ہی کہ اگر اس قسم کی رقمون کا استعمال مناسب طرحسے کیا جاوے تو تمام ملک کے سلسلہ تعلیم قومی کے لئے نہایت مناسب اور موزون ہوگی - باوجود ان سب باتون کے اس صدی کے شروع مین عام تاریکی جہالت کی چھائی ہوئی تھی -

لنکاشیر نارمل اسکول

۱۸۰۸ء مین جوزف لنکاسٹر نے لندن مین آکر رات دن تعلیم کی متعلق محنت و جانفشانی کرنے پر آمادہ ہوا اور محبت سے لڑکون کو اپنے گرد جمع کیا بلکہ معقول تعداد جوان مرد اور عورتون کو اپنے طریقہ اور طرز تعلیم کے ساتھ مختلف مقامات مین تعلیم دینے کے لئے بھیجا اسی سے موجودہ نارمل اسکول کی بنیاد پڑی۔

انگلستان مین مدارس کی ترقی اور تعلیم کی اشاعت برٹش اینڈ فارین نیشنل اسکول سوسائٹی کی وجہ سے ہوئی جسکے اراکین تمام ملک مین پھیلکر تعلیم کی اشاعت کرتے رہے۔ لیکن ملک کی ضروریات ایسی ادنی تعلیم سے رفع نہین ہوسکتی تھی۔ مدارس کے لئے اخراجات بھی کم تھے مدرسون کی خود عمدہ تعلیم نہ تھی۔ کوئی نارمل اسکول اپنے صحیح معنی مین اوسوقت نہ تھا۔ اوس زمانہ کی تعلیم محض پند و نصایح تک محضر تھی۔

۱۸۳۳ء تک یہی حالت رہی بعدہ پریوی کونسل کے لارڈون نے انہین مجالس کے ذریعہ سے مدارس کی تعمیرات وغیرہ کے لئے تھوڑی تھوڑی رقم دینا شروع کیا جب ۱۸۳۹ء مین اس قسم کی رقمون کا مقابلہ زیادہ ہونے لگا تو تعلیمات کے معائنہ اور اوسکے طرز کو درست کرنے کے لئے ایک کمیٹی قایم ہوئی۔ نارمل اسکولون کو بھی امداد پہونچائی گئی اور ایک تجویز اس قسم کی قرار پائی کہ سرکاری امداد کے ساتھ سرکاری نگرانی بھی ضرور ہو۔

۱۸۴۶ء مین سر جیمس شٹل ورتھ معتمد تعلیمات نے ایک یادداشت پیش کی جسمین طالب علمون کو مدارس مین عہدۂ مدرسی کا امیدوار کرنا اور تنخواہ دینا۔ مدرسون کو امتحان مقابلہ کے سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر عہدہ عطا کرنا قرار دیا تھا۔ اسکے سوا آلات نقشہ جات وغیرہ کا بھی پہلی بار ذکر تھا۔ اوس وقت سے برابر تعلیمات مین ترقی ہوتی رہی اور کل مذاہب بلکہ خانگی اشخاص کو بھی امداد تعلیمی دی گئی چنانچہ انگلنڈ اور اسکاٹ لینڈ مین صرف ۱۸۵۶ء مین مختلف ابواب سے تعلیمات کا خرچ ۴۲۳۶۳۳ پونڈ ۲ شلنگ ۴ پنس ہوا۔ یہ کل باتین ملک کی حاجت رفع کرنے کو بھی کافی نہین گورنمنٹ صرف انہین کو امداد پہونچاتی جو طالب امداد ہوتے ہین ہر مذہب کے قدیم مدارس اب تک قایم ہین گورنمنٹ کی امداد کل مدارس مین چاہتے بعض تو مداخلت سرکاری سے انکار کرتے ہین اور بعض اوسکے قواعد کی پابندی اور اوسکے امتحان وغیرہ سے پرہیز کرتے ہین اسوقت بہت سے دیہات وقصبات مین گرجون خانقاہون اور اور ذریعون سے تعلیم اس قدر پہنچگئی ہی کہ ضروریات رفع ہوجاتین اسیطرح اعلی شہرون مین مدارس کی کثرت سے ضروریات وقتیہ رفع ہوگئی ہین مگر جب ہم کثرت آبادی کا لحاظ کرتے ہین اور بنظر غور تعلیم کی مجموعی حالت دیکھتے ہین تو ہنوز بہت کم درجہ کی تعلیم معلوم ہوتی ہی چنانچہ تعلیمی حالت آخری مردم شماری سے نہایت کم ثابت ہوگئی۔ مارچ ۱۸۵۱ء مین اوسط

حاضری تمام مدارس کی از روے تحقیق ۱۴۸۱۴۵۷ تھی یعنی انگلستان اور ویلز مین جسقدر آبادی پانچ اور پندرہ سال کے بیچ مین ہر اوس مین سے صرف ۳ ۴ فیصدی تعلیم پاتے ہین اور جب یہ خیال ہوا ہو کہ اس مجموعی تعداد مین اعلی اور متوسط خاندان کے بچے شامل ہین اور ادنے درجہ کے لوگون کے بچے بھی جو نہایت ابتر مدارس مین زیر تعلیم ہین جنکا تعلیم پانا برائے نام ہو اسی مین شامل ہو تو اس تعلیم کی نہایت درجہ ابتری معلوم ہوتی ہو

انگریزی یورپین اور امریکہ کی تعلیمون کا مقابلہ

ممالک یورپ کی تعلیم تقریباً بالکل گورنمنٹ کے ہاتھون مین ہو رعایا کو صرف فنڈ جمع کرنا اور کسیقدر نگرانی کرنا ہی۔ مدرسون کی تقرری مین انسے کچھ رائے لی جاتی ہو مگر طریقہ تعلیم مین کچھ مزاحمت کرنا یا کسیقسم کی رکاوٹ ڈالنا انکے اختیار کے باہر ہو جابجا خانگی مدارس (مذہبی چندہ سے بھی) پائے جاتے ہین مگر علے العموم کل مدارس سرکاری ہین۔

بخلاف اسکے انگلستان مین کوئی مدرسہ سرکار کی طرف سے نہین قایم ہوتا ماسوا جنگی اور بحری اور غربا کے مدارس کے اور نہ سرکار کو ان مدارس کے انتظامات مین کچھ دخل ہو صرف اوسکا کام خانگی مدارس مین بشرایط مشروطہ امداد دینا ہو۔

امریکہ مین ان دونون مقامات کی تعلیمی طریقہ سے اجنبیت ہو

وہان کی گورنمنٹ مدارس کا تقرر بلحاظ مقامی آبادی کے اپنی جانب سے کرتی ہی اور جو ابدہی اپنے تعلق رکھتی ہی مگر گورنمنٹ کے اور تعلقات باقی نہین رہتے - مثلاً مدرسہ کی تعمیر کس وضع کی ہونی چاہیئے - مدرسون کی تنخواہ کیا ہو - طریقہ تعلیم کیسا ہونا چاہیئے - تدابیر نگرانی کس قسم کی ہون اور مدارس کے فیس کی مقدار کس طرح قایم کرنی چاہیئے اور کل سامان تعلیم کیونکر مہیا کرنا چاہیئے - یہ سب کام مقامی آزاد باشندونکا ہی -

امریکہ اور یورپ کے تعلیمی طریقون سے انگریزی طریقہ بالکل جدا ہی اگر اوس کا کچھہ صحیح حال بیان ہوسکتا ہی تو انہین مختصر لفظون مین کہ وہان ہر فریق مذہب اپنے طور سے عوام الناس کو تعلیم دیتا ہی اور گورنمنٹ خواہشمندان امداد کو یکسان اعانت کرتی ہی -

انگریزی طریقہ تعلیم کے فواید

انگریزی موجودہ طریقہ مین چند فواید بھی ایسے ہین جو دوسرے ممالک کے طریقہ تعلیم مین مفقود ہین - سب سے اعلی بات یہ ہی کہ اس طریقہ تعلیم سے مقامی لوگون کا تعلق بہت رہتا ہی - گورنمنٹی یا میونسپلٹی کے متعلق مدارس مین گورنمنٹ کے افسرون کی پوری مداخلت رہتی ہی - اور اگرچہ افسران سرکاری کی مداخلت سے مدرسہ کا کاروبار پورے انتظام کے ساتھہ چلایا جاتا ہی مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جہان زیادہ جہالت اور تاریکی ہو وہان سرکاری انتظام کے مدارس سے زیادہ خود اختیاری مدارس

کی خواہش کی جاتی ہے۔ مدارس کے طلبا اور انکے والدین ہمیشہ اس امر کے خواہشمند رہتے ہیں کہ اون کو اپنے سے اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے ساتھ ملنے جلنے کا موقع ملے جو اون کی خیر خواہی کی کوشش کیا کرتے ہوں۔ بس سب سے عمدہ بات مدارس اور طلبائے مدارس کے لئے مقامی لوگوں کی دلچسپی ہے جس سے روز افزون لوگوں کو حوصلہ ہوتا ہے اخلاقی امداد پہونچتی ہے۔ پس جو لوگ غریب طبیعتوں میں عمدہ خیالات اور تعلیم کی اشاعت چاہتے ہیں وہ لوگ غور کریں گے کہ اگرچہ انتظام اور کارروائی مدارس کی بذریعہ افسران سرکاری بہت اچھی ہوتی ہے مگر بخیال اونکی حالتوں کے زیادہ تر مناسب ہے کہ وہ طریقہ اختیار کیا جائے جس سے روز مرہ اون کو دلچسپی کے ساتھ تعلیم سے تعلق پیدا ہو۔ پس انگلستان کا یہی طریقہ موجودہ زمانہ میں ہے جس کی عمدگی پر اکثر دیگر ممالک حسد کریں تو بجا نہیں

انگریزی تعلیم کے نقایص

جہاں اوسکے فوائد بیان کئے گئے وہاں اوسکے یہ نقایص بھی ملاحظہ ہوں۔ اول۔ ابتدائے تعلیم کا سلسلہ بالکل کمالیت کو نہیں پہونچتا۔ عام لوگوں کی طرف سے مدارس کے ضروری سامان کی فراہمی محض اتفاق پر چھوڑ دی گئی ہے۔ اگر کسی مقام پر مدرسہ جاری کرنا چاہتے ہیں جاری کریں مگر قیام مدارس کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی۔ اسلئے محض اضلاع میں مدرسے

زیادہ مدارس ہین اور بعض اکثر آباد اضلاع مین ایک مدرسہ بھی نہین ہے بلکہ جسقدر غربت زدہ اضلاع ہونگے اوسیقدر وہان مدارس کی کمی ہوگی۔ کیونکہ ایسے مقامو پر کم ایسے لوگ ہوتے ہین جو انتظام اور نگرانی یا کچھ امداد کر سکتے ہین۔ دوسرے یہ کہ طریقۂ تعلیم قومی طریقہ نہین کہا جا سکتا۔ انگریزون کی کوشش عموماً تعلیم سے نہین بلکہ عموماً تجارت دینی سے تمسک ہین۔ خیریت تو یہی ہے کہ تعلیم کا سلسلہ مذہبی مجالس کی طرف سے جاری ہے۔ علاوہ برین انگلستان کا طریقۂ تعلیم بہت کچھ فریقی ہے۔ یعنی مذہب کے مختلف فریقون کے لحاظ سے تعلیم ہوتی ہے۔ اگر تعلیم ایک طریقہ سے تمام فریقون کے لئے ہوتی اور دینی اور دنیوی تعلیم مین برابر امداد کرتی جسمین تمام ملک یکسان دلچسپی لیتا ہے اور صرف اپنے ناظرون کے ذریعہ سے رپورٹ مدارس سنا کرتی تو ایک سلسلہ تعلیم کا قرار پانا۔ اور یکجائی بات ہونے سے بہت قوت ہوتی۔ مخلوط طریقہ مین کفایت شعاری بھی نہین ہوتی۔ اگر ملکون کی تقسیم اضلاع مین ہوتی اور اس لحاظ سے تعلیم کا سلسلہ قایم کیا جاتا تو کفایت اخراجات بہت ہوتی اسوقت بحیثیت تمام فریق کے مدارس کو کہین جو امداد دیجاتی ہے جس سے فائدہ کم اور خرچ بہت ہوتا ہے۔

اصلاح طریقہ تعلیم انگریزی

انگریزی تعلیم کے نقص و صواب بیان کرنے پر ضرور ہوا کہ جو امور قابل اصلاح ہین اونکا بھی ذکر کرنا چاہئے۔

سب سے پہلے ملک کی تقسیم از روے تعلیم ضلع وار ہونی چاہیئے۔ موجودہ تقسیم مذہبی تعلیم بہت اعتراض کے قابل ہے۔ دوسرا امر اصلاح طلب یہ ہے کہ مقامی لوگون کی طرف سے نہین بلکہ سرکاری افسرون کی طرف سے اس امر کی تحقیق کی جاے کہ کن مقام مین کیسے اور کسقدر تعلیم کی ضرورت ہے اور اس امر کے دریافت کے لئے موجودہ مدارس گورنمنٹ کسی قسم کے ہون کافی نہین تیسری بات اصلاح طلب یہ ہے کہ پارلیمنٹ کی طرف سے ایک مجلس امانت دارون کی مقرر ہو جنکو اختیار دیا جاے کہ وہ ہر مقام کی امانت اور خیراتی رقمون کو اپنے اختیار مین لیکر اوس کو مناسب طریقہ سے استعمال کرین اور آمدنی پیدا کرنے کا ایک عمدہ ذریعہ نکالین۔ چوتھی بات یہ ہے کہ ہر مقام مین از روے حیثیت اخراجات مدرسہ جائداد پر محصول لگایا جاے اور محصولات مدرسون اور عام اخراجات مدرسہ مین صرف ہون۔ پانچوین بات یہ ہے کہ محصول دینے والون کو ایک جماعت منتظمین کی مقرر کرنے کا اختیار دیا جاے جنکے پاس وہ آمدنی رہے اور اپنے اختیار سے بشرایط مشروطہ مناسب طور سے مختلف مدارس مقامی مین تقسیم کرین۔ چھٹی یہ ہے کہ جن مدارس مین عام رعایا کے محصول سے کام چلتا ہے اوس مین سرکاری ناظرین امتحان لیکر رپورٹ کیا کرین۔ موجودہ انتظامات متعلقہ مدارس مقامی مین مداخلت کی چندان ضرورت نہین ہے صرف یہ انتظام کرنا ہے کہ مذہبی تعلیم بالکل جدا کرنی چاہیئے اور والدین کو اختیار ہو کہ اگر وہ معترض ہون تو مذہبی مدارس سے

لڑکوں کو علیحدہ کر سکیں - اسکے سوا اور کوئی اصلاح یا مداخلت نہیں مدارس میں کرنی مناسب نہیں ہے اور نہ وہاں کی رپورٹ سرکاری طور سے کرنی لازم ہے - یہی طریقہ ہے جسپر عمل درآمد کرنے سے انگلستان کی تعلیم میں ترقی ممکن ہے -

نارمل اسکول

اول اور سب سے زیادہ عمدہ طور سے قومی تعلیم جاری رکھنے کا ذریعہ نارمل اسکول ہے - جہاں عمدہ اور مکمل طور سے مدرسوں کی تعلیم و تربیت ہو یہی کافی نہیں ہے کہ مدرسوں کا علم کافی ہو بلکہ یہ ضرور ہے کہ کام کرنے کی انمیں پوری قابلیت ہو - وہ لڑکوں کی خاصیت کو سمجھیں اور اونکے دل لگانیکا طریقہ جانیں - بغیر سختی کیے ہوے پوری تربیت دین اسکول کی تہذیب اور تنظیم عمدہ طور سے جانیں اور طالب علموں کے قابل پسند طریقے جاری کریں کہ اونکے دل بستگی ہو - انکی مشکلات کو روکیں - راستہ صاف کریں حوصلہ بڑھائیں سستی دور کریں ترغیب پیدا کریں اور دماغی ترقی بہ بہتر بہ بڑھاتے جائیں - یہ سب باتیں خاص طور سے ترتیب دینی سے حاصل ہوتی ہیں اور اس قسم کی تربیت صرف نارمل اسکول میں ہو سکتی ہے

تنظیم مدارس

مدارس تین قسم کے ہو سکتے ہیں اول وہ کہ جس میں مدرس کے سوا خلیفہ پڑھاتے ہیں خلیفہ ہر سوز تجربہ سے حوصلہ کے لئے ادنے درجہ کے طالب علموں کو

تعلیم دینے ہیں جو خود چند روز پہلے وہ حاصل کر چکتے ہیں اس سے گو مدرسونکو تھوڑی سی فرصت ملجاتی ہے مگر اس سے عمدہ تعلیم میں فرق ہوجاتا ہے اور جو نہایت ضروری باتیں متعلق اخلاق اور تہذیب ہیں اوس کی تعلیم خلیفوں سے نہیں ہوتی دوسرا ذریعہ تعلیم کا مجموعی گروہ کو ایک سبق دینا ہے وہ اسطرح کہ زیر بنہ لڑکوں کو مسلسل بٹھا دیتے ہیں کہ مدرس کی نظر سب پر ایک آن میں پڑتی ہے اس میں اس بات کی کوشش کیجاتی ہے کہ ایک سبق ایک ہی وقت میں سب لڑکوں کو دیدیا جاے۔ اخلاقی تعلیم میں کچھ مدد اور فائدہ اس سے ملتا ہے مگر دماغی تعلیم کے لئے سخت مضر ہے۔ کیونکہ مختلف لیاقت و طبایع کے طلبا ایک ہی قسم کے سبق سے کیونکر مستفید ہوسکتے ہیں — تیسرا طریقہ ان دونوں طریقہ مذکورہ بالا کے بیچ میں ہے جس میں لڑکوں کو بحیثیت اونکی عمر اور لیاقت کے تفریق کی جاتی اور ہر فریق کے لئے ایک مناسب درجہ کا مدرس مقرر کیا جاتا ہے۔

مدارج اسکول

عام مدارس کو رفتہ رفتہ ترقی دینا۔ یا طالب علموں کو ایک مدرسہ سے دوسرے مدرسہ میں ترقی کرنیکا موقع دینا نہایت ضروری ہے جرمنی میں تین قسم کے مدارس ہیں۔ اول کنٹری اسکول جس میں صرف ابتدائی تعلیم ہوتی ہے۔ دوم ٹون اسکول جس میں کسیقدر علم ریاضی اور علوم جدید اور جدید زبانیں سکھلائی جاتی ہیں۔ سوم جمنازیم یعنی اعلی مدارس جسمیں

اعلیٰ درجہ کی تعلیم علمی اور پیشہ وری کی ہوتی ہے — ہالینڈ مین پانچ قسم کے مدارس ہین - مدارس غربا - مدارس درمیانی - مدارس قصباتی - فرنچ اسکول (اس مین خدمت خواہ تجارت کی تعلیم ہوتی ہے) گرامر اسکول جس مین قبل داخلہ یونیورسٹی کی تعلیم ہوتی ہے -

مذکورۂ بالا کیفیت تعلیمی تمام ملک کے لئے سودمند ہے کیونکہ دنیا مین کوئی قوم اور ملک ایسا نہین ہے جہان کبھی نہ کبھی قومی ترقی کمال درجہ کو نہ پہونچی ہو مگر ان کی موجودہ حالت نہایت ابتر ہے یا ہوتی جاتی ہے جہان تہذیب اور تعلیم ضروری کا سلسلہ قایم نہین ہوا - پس ہر ایک قوم کی خوشحالی و بدحالی اہل شہر کے خیالات و رفتار پر منحصر ہے جہان اون کی قوت عمدہ اور مضبوط حالت مین ہے وہان اہل قوم صرف اپنے رتبہ پر قایم نہین رہتے بلکہ ترقی کرتے ہین اور جہان جہالت تعصب اور ضعف اعتقادی کی حکومت ہوتی ہے وہان رفتہ رفتہ شیرازہ شکست ہوجاتا ہے اس مین شک نہین کہ موجودہ اقوام کی آیندہ عزت و عظمت انکی تہذیب و شایستگی مین حصہ لینے کے موافق ہوگی — حسن

بقیہ سفرنامہ نیلگیری

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

۱۹ رمضان ۱۳۰۶ھ یوم دوشنبہ

آج سات بجے بیدار ہوا۔ چھوٹی حاضری دس بجے ہوئی اور ساڑھے بارہ کو برک فاسٹ۔ ایک بجے مین تبدیل لباس کرکے تیار ہوگیا کیونکہ مہاراجہ کے تشریف آوری کا وقت قریب تھا۔ سید غلام رسول صاحب ڈاکٹر اور پنور نگم نے ایڈنگ ڈریس پہنا۔ مگر میر فیاض علی صاحب اپنے قدیم ڈریس مین تھے یعنی قبلے شال دربردوستار سرخ پر سرا اور میر کاظم علی صاحب بھی مغلائی ڈرس مین تھے اور سیاہ رنگ کا قبا پہنے ہوئے تھے کہ مہاراجہ بہادر کی سواری آئی بڑے ڈھانچے کی لینڈو گاڑی تھی جو تین تیلیا سرنگ کلان اور راس نہایت اچھے تھے کوچ باکس پر کوچمان کے بازو پر اسی بیٹھا ہوا تھا ہر دو فل ڈرس مین تھے چپراسی کا پائجامہ لال مشروع کا تھا گاڑی مین سید ہی طرف خود مہاراجہ صاحب اور بائین طرف مسٹر ارٹن پریوٹ سکریٹری جنکی عمر اسی سال کی ہوگی مگر چاق و چوبند اور فربہ ہین مہاراجہ کے اتالیق کا کام کرتے ہین یہ صاحب خوشرو اچھے جوان ہین اور مہاراجہ کے دادا دہی ہین اور کسیقدر اردو بھی بولتے ہین لیکن انگریزی اچھی جانتے ہین پریوٹ سکریٹری اور ایڈی کانگ ایوننگ ڈرس مین تھے مہاراجہ بہادر ہی انگریزی ڈرس پہنے ہوئے تھے مگر سر پر سرخ بنارسی رومال تھا اور ہندوستان پر ملک کے رواج کے موافق زرین پٹکہ ڈالے ہوئے تھے

جون ہی بگی پورٹیکو مین پہنچی مین استقبال کو گاڑی تک گیا اول ایڈی کانگ اترے بعد مہاراجہ بطریق درباری سب لوگ نے سلام ہوا۔ ورانگ روم مین کوچ پر مہاراجہ بہادر تشریف رکھے اور سید ہے ہاتھہ کی کرسی پر اور بائین ہاتھہ کی کرسی پر پریوٹ سکریٹری اور دوسرے کرسیون پر ایڈی کانگ اور باقی سب لوگ درجہ بدرجہ بیٹھے پھر پریوٹ سکریٹری مہاراجہ کے آنے تک مین جو زمانہ خورد سالی مین گورنمنٹ قیصریہ کی طرف سے متعین رہے تھے۔ بعد از شریف رکھنے مہاراجہ بہادر کے ہمراہی کے لوگون نے نذرین گذرانی مہاراجہ بہادر ہاتھہ رکھکے واپس کیا۔ مہاراجہ چہرہ سے نہایت چالاک اور مدبر پائے جاتے تھے اردو نہین بول سکتے انگریزی اور فرنچ زبان سے مشاق ہین اور نہایت خلق سے ہمکلام رہے کوئی دس منٹ کے بعد مین نے اپنے ہاتھہ سے مہاراجہ بہادر کو پھول پان اور عطر دان دیا اور فیرمولیوٹ سکریٹری کو۔ ایڈی کانگ کو یہ فیاض علی صاحب نے پھول پان دیا کیونکہ یہہ کام ہمارے شہر مین بھی انہی کا تھا۔ رخصت کے وقت بگی تک مشایعت ہوئی بگی مین سوار ہونیکے بعد راجہ صاحب بہادر نے سب کا سلام لیا اور بعد سوار ہونیکے خود بھی سب کو سلام کیا۔ واپسی کے وقت داہنی ہاتھہ پر پریوٹ سکریٹری اور بائین ہاتھہ پر مہاراجہ صاحب بہادر بیٹھے تھے ۲ بجے کے بعد مین مسٹر ڈاکٹر صاحب کال کرنے کی غرض سے گاڑی مین سوار ہوکر روانہ ہوا اور لارڈ ہارڈنگ ایڈی کانگ گورنر اور میجر جون ملٹری سکریٹری اور مسٹر کلارڈ و پریوٹ سکریٹری گورنر بمبئی سے ملاقات ہوئی ملٹری سکریٹری

صاحب نے مجھکو پولو میں شریک ہونیکی دعوت دی جو آج ہوگا۔ میں نے حسب معمول گورنمنٹ ہوس کے بک میں جو خاص ملاقاتیوں کی فہرست ہوتی ہے اپنا نام بھی لکھدیا۔

۳ بجے بنگلہ کو واپس آیا اخبارات اور خطوط و تار وغیرہ جو پٹنہ سے آئے تھے ملاحظہ کیا چار بجے چار پیا پانچ بجے ریڈنگ ڈرس (لباس سواری) میں معہ ڈاکٹر صاحب کے سوار ہوا اور پولو گرونڈ پہنچا پولو شروع ہوا۔ میں بھی گورنمنٹ ٹیم میں شریک ہوا اور ایک ٹیم کھیلا۔ ساڑھے چھ بجے مکان کو واپس آیا۔ راہ میں نواب قاراالا بہادر سے ملاقی ہوا بہادر صدر وح کا مزاج دو روز سے سست ہے اور جیح میں بخار بھی آتا ہے آج ہی کے روز ساڑھے ۳ بجے کرنل سر الیور سینٹ جان رزیڈنٹ میسور جو منصرم رزیڈنٹ حیدرآباد بھی رہ چکے ہیں ملاقات کو آئے تھے۔ مہاراجہ میسور چہارشنبہ کو بنگلور اور وہاں سے میسور جانیوالے ہیں۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کا سیزن (موسم) قریب الختم ہے۔ آج مہاراجہ وزیانگرم بھی نیلگری میں داخل ہوئے۔ آٹھ بجے ڈنر ہوا۔

۲۰ رمضان ۱۳۰۶ھ یوم سہ شنبہ

آج سات بجے بیدار ہوا۔ پولس گارڈ (جسمیں چپڑاسی جوان اور ایک حوالدار ہے) آج صبح کو ہمارے تعینات کے لیئے سرکار سے آیا اور ہمارے قیام تک یہیں رہیگا۔ راجاؤں اور نوابوں کے مکان پر جو نیلگری میں بطریق ہوا خوری آیا کرتے ہیں گورنمنٹ قیصری سے پہرا تعین نہیں ہوتا آج گورنمنٹ ہوس سے

ڈاکٹر میر یوسف علیصاحب کے نام دعوتی کارڈ ہی آیا جو ۲۴ سن کو کوئنس برتھہ ڈے کے بال مین جانا ہوگا - دس بجے کے بعد یہان کے جنگلی لوگ جنکو ٹوڈہ کہتے ہین سو چند اپنی عورتون کے آئے جنگلی مین نہایت دلچسپی دیکھا علی العموم یہ لوگ یاد رکھنے کے ہوتے ہین مرد عورت سب کے سر بڑے لانبے لانبے بال ہوتے ہین حسین ناریل کا تیل ڈالتے ہین اور تمام بدن اوسکی چیلی رہتی ہے مردون کے ہاتھہ مین لاٹھی ہوتی ہے اور کمر سے اوپر کچھہ نہین ہوتا ہے اور عورتون کے ایک اوڑھنی ایک باندھی رہتی ہین - عورات چولی نہین پہنتے ہین اور ایک ہی کپڑا کمندون سے پیر تک لپیٹ لیتے ہین اونکی بات چیت کا ایک حرف بھی سمجھ مین نہین آتا ہے بہت دھیمی آواز سے بات کرتے ہین اور عموماً بالکل بندرون کے سے چیخ کی سی بولی ہے بچے بالکل برہنہ ماورزاد رہتے ہین الغرض ان عورتون نے بعد آپسمین بات چیت کرنیکے گانا شروع کیا - اسمین کوئی لفظ نہ تہا بلکہ صرف آواز ہی جسمین غین کا بہت استعمال ہوتا تہا اس گانے اور بجانے مین اونکا رچڑاؤ کچھہ نہ تھا حلق سے آوازین برابر نکالتی ہین بہت چہوٹے چہوٹے آوازون مین راگ تمام کرتے تھے مگر لہجہ کچھہ عربی سے ملتا تہا - انکو دس روپیہ انعام دیا گیا اور یہہ لوگ ہم سب کو بہت محظوظ کرکے رخصت ہوے -

آج (۱۱) بجے برک فاسٹ سے فارغ ہوے اسہی وقت ایک اور غول جنگلی اور شہری لوگون کا باجا بجاتے ہوے پہنچا تخمیناً تین (۳۰۰) آدمی ہونگے

دور سے باجے کی آواز نہایت سست و سُریلی معلوم ہوتی ہے یہ باجا قریب قریب ہرم
کی بانسری یا افغان پلیس کے باجے کی آواز سے ملتا ہے ان باجے کے آلات مین
بہت سے چھوٹے دف اور شہنائی کی شکل کے آلات تھے جانیوالے بالکل جنگلی
آدمی ہین اور ناچنے والے قریب ایک درجن کے شہری تھے۔ یہ قوم تر
گڑ کے نام سے مشہور ہے جو قدیم سے یہان بستے ہین ناچنے والونکا لباس جگمگاتی
کامدانی کا ہوا اور پائنچے گھیر دار کے تھا اسکے نیچے بعضون کے پاجامے اور
بعضی دھوتی پہنے تھے اور بعض تو بالکل برہنہ تھے سب کے جسم مین کوٹ تھی
جو ایک ہی رنگ کے تھے اور لڑکے سرون کے لال رنگ کے پٹکے تھے انکا ناچ بھی قریب
قریب انگریزی اور عربی ناچ کے تھا یہ لوگ حلقہ باندھکر ناچتے تھے۔ اور باجون
کی تال پر پاؤن ڈالتے تھے اور جیسا جیسا باجے کا ٹیون (آواز) بدلتا تھا انکا رقص بھی
بدلتا تھا اور پاؤن کی حرکات بھی۔ گانا کسی قسم کا نتھا ایک بوڑھا چھڑی ہاتھ مین
لیے ہوئے بطور بینڈ ماسٹر کے اشارہ کرتا جاتا تھا۔ بعد اسطرح کے قابل یادگار
ناچ کے ختم ہونے کے یہہ لوگ رخصت ہوئے اور انکو ۵ روپیہ انعام دیا گیا۔
آج بطور پک نک پارٹی کے واٹر فال پر جو ہمارے بنگلہ کے حد مین ہے اور اوسی
راہ سے برن فٹ مکان کے تالاب مین پانی آتا تھا اوپر کے پہاڑون سے
شب و روز تین سو فٹ کے برابر پانی گرتا رہتا ہے ہم تمام لوگ گئے تھے تھوڑی
دیر ٹہلے اور چاء خوری بھی وہین ہوئی۔ سوا پانچ کو مین سڑک پر ڈاکٹر صاحب و مرزا
کاظم علی صاحب ایک گاڑی مین اور سید غلام رسول میر فیاض علی صاحب

پنورنگم دوسرے گاڑی مین سوار ہوئے اور اوس بنگلہ کو دیکھنے کو گئے جو حال
مین اعلیحضرت نبدگانعالی ظل اللہ نے خرید فرمایا ہے۔ ہمارے مکان سے یہہ بنگلہ تین
میل ہوگا جسمین ایک میل سے زاید کی چڑہائی ہے۔ یہان کے سب مکانون سے
اسکی بلندی زاید ہے یعنے آٹھہ ہزار نو سو فٹ بلند ہے۔ سڑک نہایت گہاؤ سے
لگیا ہے اوسکے اوپر کوئی بنگلہ نظر نہین آتا۔ اور اوس مقام سے دیکہا گیا تو کوئی
پہاڑ بہی اوس سے بلند نہین ہے۔ احاطہ بہت وسیع ہے اور مکانیت بہی بہت
ہے۔ ہر ایک کمرہ نہایت وسیع اور فرش تمام چوبین ہے ڈائنگ روم ڈرائنگ
روم تو بہت بڑے بڑے تہے اور پانچ بڈروم معہ حجرہ جات متعلقہ کے موجود ہین
طویلہ اور خدام کے مکانات اور بہت سے اکمنہ چہوٹے چہوٹے کثرت سے ہین
اور ایک ناچ گہر یا بیٹر گاہ بہت وسیع ہے۔ اور اوسکے متصل طویل تین
یا چار یکی بعد دیگرے بڈروم وغیرہ جو زنانہ رکہنے کے لیئے نہایت موزون ہین
بہرحال مکان نہایت عمدہ اور خوش وضع ہے اور اعلیحضرت کے لایق
لیکن ابادی سے بہت دور اور حالت موجودہ بہت خستہ ہے اگر ۲۰ ہزار روپیہ
اس مکان کے مرمت اور ترمیم مین خرچ کیا جائے تو یہہ مکان مستحکم ہوجاویگا
احاطہ بہی بہت بڑا ہے اور ایک چہوٹا سا کٹنہ بہی واقع ہے اور سب سے
علیحدہ مگر قریب مین ایک بنگلہ چار آدمی کے رہنے کے لائق کاچ کے نمونہ پر بنا ہوا
ہے۔ اس بنگلہ کا نام اسنوڈن ہال ہے جسمین سابق جنرل رابرٹ
کمانڈر انچیف رہتے تہے اعلیحضرت نے اس بنگلہ کو سوائے اخراجات وکلار کے

۱۰۰۰ ہزار روپیہ مین خرید فرمایا ہے غرض وہان سے مکان کو سات بجے واپس آیا اور آٹھہ کو ڈنر کھایا بعد ڈنر ایک عرضی کیفیت معاینہ مکان اور ضرورت ترمیم کی اعلیحضرت کے پیشگاہ مین گذرانے گیا شب کے بارہ بجے خوابگاہ مین گیا۔

۲۱ رمضان ۱۳۰۶ھ یوم چہارشنبہ

سات بجے بیدار ہوا۔ سردی بہت کم ہی تھرمامیٹر (مقیاس الحرارت) ۶۹ درجہ پر ہے ایک جوڑی اسپ سبزہ رنگ جو سابق کے چوکڑہ کے ساتھہ ملتی ہے بارہ سو روپیہ کو خریدا مہاراجہ میسور آج آٹھہ بجے سیدھا میسور کو بذریعہ ڈاک گاڑی کے روانہ ہوئے میسور یہان سے ۴۸ میل ہے اور ٹانگے کا پٹہ ہے۔ سوتہہ انڈین ریلوے تیار ہوچکی ہے ابھی پختگی نہو نیسے پاسنجر ٹرین نہین چلتی چند روز مین چلنا شروع ہوگی اوسوقت بمبئی اور پونہ کے لوگ میسور تک آکے وہانسے پٹہ پر نیلگری کو آئینگے۔ اگر ایسا ہو تو نیلگری ہر سال موسم گرما مین بہت مجمع ہوا کریگا آج تمام دن مین کافی کے حالات کی تحقیقات کرتا رہا حیرت ہے کہ یہان کے یوروپین لوگ کسقدر سودمند کامون مین اپنے آپکو مصروف کرتے ہین۔ ساڑہے بارہ کو برک فاست ہوا تین پہر کی چارخوری پہر اوسی واٹر فال پر ہوئی جسکا ذکر ہوچکا ہے۔ بعد چارنوشی کے بلندی کوہ پر ۳ میل تک پیدل مشی کیا فی الحقیقت یہ نہایت ہی پرفزا جائے ہے ساڑہے پانچ بجے مکان مین داخل ہوا۔ ڈنر آٹھہ بجے ہوا۔ اور گیارہ بجے استراحت۔

۲۲ ماہ رمضان ۱۳۰۶ھ ہجری یوم پنجشنبہ

آج آٹھ بجے بیدار ہوا شب مین بہت سردی تھی خصوص آخر حصہ شب مین ٹھنڈی ہوا چلی - ۵ بجے مقیاس الحرارت دیکھا ۷۰ درجہ پر تھا اور اوسط تک ہوا مین اچھی برودت تھی دس بجے مقیاس ۹۵ درجہ پر ۱۲ بجے برک فاسٹ ہوا - آج بھی تمام دن کامی کی کیفیت اور اسکی تاریخ دیکھا اور دریافت کرنا اعلاوہ اسکے - چند تجھات افادہ بھی دیکھا - سوا پانچ بجے مین اور ڈاکٹر صاحب میل فٹن مین سید غلام رسول میر فیاض علی صاحب مرزا کاظم علی صاحب نیو رنگم کہلی گاڑی مین سولد لارنس اسپیلم روڈ سے دامن پہاڑ ہوتے ہوئے بطریق ہوا خوری چلے تین میل کے بعد تمام جنگل مین چاول اور سنگونا کی زراعت نظر آنے لگی سوائے اسکے اور کوئی مکان یا آبادی کا نشان نہ تھا - ہم فرن ہل کے گیٹ پر سے گذرے جو مہاراجہ میسور کا بنگلہ ہے احاطہ نہایت وسیع ہے چونکہ مہاراجہ صاحب میسور روانہ ہو چکے ہین اسکے دیکھنے کے لیئے مکان کے اندر گئے مکان بہت وسیع اور شاندار ہے شاہی پالیس ہے اور ایک دوسرے کے متصل مکان کے دو قطعہ بنائی گئی ہین ایک تو انگریزی فشن کا اور دوسرا محلہ ہندوی وضع کا - آرایشی سامان بھی بہت بہتر اور اول درجہ کا ہے پورٹیگو پر جھنڈا اوڑتا ہے - اب مہاراجہ کے نہ رہنے کی باعث سے ہر میر اپلیٹا ہوا ہے - اسی مکان مین زمانہ سابق مین چند روز کے واسطے مین قیام بھی کیا تھا - بلیرڈ روم علیحدہ بنی ہوئی ہے - طویلہ بہت بڑا اور باوسعت ہے

کوتن کے رکھنے کا مکان علیحدہ بنا ہوا ہے اور اسی احاطہ میں بطور کاٹیج ایک ٹیلہ کے نیچے چھوٹا سا ایک مکان علیحدہ بنا ہوا ہے جسمیں سپرنٹنڈنٹ یا دیوان رہتے ہیں اوسمیں ۵ بیڈ روم - ڈائننگ روم - ڈرائنگ روم - وغیرہ بنی ہوئے پیچھے کی طرف طویل گلیاری کے ہیئت میں کچھ کمرے ہیں جو آفس کا کام دیتے ہیں اس مکان کی نگہداشت کی غرض سی ارٹن صاحب نامی ایک انگریز نائب تین سو روپیہ پر ملازم ہیں - اسکے متصل ایک بنگلہ جنرل اسٹورٹ صاحب کا ہے جسکو حال میں مہاراجہ نے خریدا ہے - الغرض بعد ملاحظہ اکثر ہم سب سلک ہوٹل کو پہونچے بلرڈ روم میں غرض بازی گئے تو معلوم ہوا کہ اس ہوٹل میں بہت سے مسافر ہیں بانکی دیہہ سے منیجر نے بلرڈ روم [illegible] بلنگ ڈالدیا ہے اور دو صاحب فرنگیش ہیں بدین سبب وہانسے واپس ہوئے اور ساڑھے سات کو مکان پر پہنچے [illegible] عرخانسامان کے تار سے معلوم ہوا کہ بڑی بہن پہنچ گئی ہیں آج شب کو بارہ میں داخل ہوں گے - ۸ بجے ڈنر ہوا - ۱۲ بجے آرام کیا -

۲۳ رمضان ۱۳۰۶ھ یوم جمعہ

آج سات بجے بیدار ہوا - مقیاس الحرارت ۹۵ درجہ ہے - صبح ہوتے ہوتے بلدہ سے ایک مغلائی باورچی آیا - ساڑھے بارہ کو برک فاست ہوا - اور کچھ سامان از قسم جواہر وغیرہ فروخت کیلئے ایک پارسی لایا تھا - بعد ملاحظہ میں نے تین چار سو روپیہ کا اسباب خرید کیا - ساڑھے ۵ کو پولو دیکھنے گیا - گورنر ٹیم و پاگاہ ٹیم کھیل رہا تھا تھوڑی دیر ہم وہاں ٹھیرے اسی عرصہ میں نواب وقار الامرا بہادر بھی تشریف

لائے چھ بجے دس منٹ پر ملک ہوٹل کو گئے۔ پونے ۷ کو مکان پہونچے
مین نے جلد تبدیل لباس کیا اور لیوی ورس مین گورنر ہوس کو ڈنر کی دعوت مین
گیا اور ڈاکٹر صاحب بعد غذائے شام ۹ بجے بال کی دعوت مین آکر شریک ہوئے
ساڑھے بارہ بجے شب کو واپس آیا ڈنر کے میز پر کوئی لیڈی نہ تھی قریب
سو اسم کے سب مرد تھے مین گورنر صاحب کے مقابل کے کرسی پر بیٹھا۔ نواب
وقار الامرا بہادر اور راجہ وزیا نگرم۔ اور راجہ پدا کوٹہ اور میرے سوائے دو سر
کوئی نیٹو مدعو نہ تھا۔ بال مین ۳ حصہ لیڈیان اور ایک حصہ جنٹلمین تھے۔ گورنر صاحب
سے اور مجھسے میز پر بہت ہنکلا می رہی اور بوقت مراجعت یہہ ہی فرمایا کہ مین
بوجھ کم فرصتی باز دید نکرسکا پرسون ضرور آونگا اور اوسکی اطلاع آپکو ہو جائیگی
بجے شب کے بلدہ سے بڑے بھائی کا تار آیا کہ اگر تین کمرے خالی ہون تو مین
ہی بنگلوری کو آتا ہون۔ کل صبح جواب جائے گا۔

آج بھی کافی کا بیان دیکھتا رہا چونکہ کافی کی کاشت اور اسکی تجارت نہایت
سود مند ہے اور اسکا بیان بڑا ہی دلچسپ ہے لہذا مین اپنے ہموطنون
کے آگہی کے لئے بطور خلاصہ تاریخ کے ذیل مین درج کرتا ہون۔

قہوہ کی تاریخ

معلوم ہتا ہے کہ قہوہ کی بنیاد ابی سینیا کے کوہستانی ملک انار یا اور

کفا مین ہوئی جہان سے سولہوین صدی مین عرب آئے اور سترہوین صدی مین
لنکا اور میسور مین اور ۱۷۱۰ء مین جزیرہ مارشیس اور بوربن مین اور ۱۷۲۳ء مین
بٹاویا مین اور بعد ازان جزائر وسٹ انڈیز مین - کافی کی کاشت شروع ہوئی -

عبد القادر محمد الاظہری الخیری الحنبلی جنہون نے مصر مین قریب ۱۸۰۰ء کے
ایک کتاب لکھی بیان کرتے ہین کہ پندرہوین صدی کے وسط مین جمال الدین ابو
عبد اللہ محمد بن سعید الدوبانی عدن کے قاضی تھے - اتفاق سے انکا ابی سینیا
جانا ہوا جہان کے لوگون کو قہوہ پیتے ہوئے دیکھا - بوقت واپسی وہ قہوہ کے
چند درخت ہمراہ لیتے آئے اور انہون نے تمام عرب مین اسکی اشاعت کی -

شیخ علی شاذولی بن عمر نے ۱۲۵۸ء مین سمندر کے قرب میدان موخا مین
سکونت اختیار کی - انکی شہرت اسقدر جلد پھیلی کہ قرب جوار کے لوگ وہین آکر
آباد ہونے لگے اور رفتہ رفتہ ایک گاؤن آباد ہوگیا انہون نے وہان کے لوگون کو
قہوہ کے استعمال کی بہت تاکید کی تھی جسے بعد وفات کے انکے معتقدین نے وہین
انکا نہایت عمدہ مقبرہ بنایا -

ٹیریور نیر اپنے کتاب "کلکشن آف سیول لیشن" مین لکھتا ہے کہ ہندوستان
اور ایران مین قہوہ پیدا نہین ہوتا - بلکہ ہالنڈ کے تجارون نے ہر مرسلے ایران
اور تاتارین اور بلسارا ایسے کالدیا - عرب - ماوراالنہر اور دیگر صوبجات ترکی مین
پہونچایا - اسکو پہلے پہل ایک فقیر گوشہ نشین شیخ شاذولی نے ظاہر کیا جسکے پہلے کسیکو
معلوم نہ تھا -

تقریباً اوسی زمانہ مین جبکہ قہوہ کا حال عربون کو معلوم ہوا میسور مین اوسکے پودے لگائے گئے - ایک حاجی بابا بودن نامی نے عرب سے لاکر یہان پہلایا - اونہون نے پہاڑی پر ایک کالج اسکے متعلق تیار کیا اور وہین سے تمام اشاعت ہوئی - یہہ کالج ابتک انکے نام سے مشہور ہے وہ اپنے ہمراہ صرف سات درخت لائے ہین جسکی ترقی اسقدر ہوئی جتنی کہ انسانی ہاتھون سے ترقی اور عزت کسی شے کی ممکن ہوسکتی ہے - مارچ - اپریل اور مئی مین قہوہ کے خوبصورت اور خوشبودار پھول ہوتے ہین اور پھل نومبر دسمبر جنوری مین ہوتا ہے - اسکے پھل مین نہایت خوشگوار عرق ہوتا ہے اور بھوننے کے بعد نہایت عمدہ غذا ہو جاتی ہے جسکو چارکو کو اور غیرہ کے ملنے بہت شوق سے لوگ پیتے ہین اور تمام یورپ ایشیا - افریقہ امریکہ مین علاوہ چارکو کو اور غیرہ منشی عرقون مین بہی کافی کو ملاکر استعمال کرتے ہین - اگرچہ اسکے بنانیکی خاصیت مین باہم کچھہ فرق ہو اور باہم اقسام بہی کچھہ مختلف ہون مگر خوشبو مین قریب قریب سب اقسام برابر ہین اور یہہ عمدہ قیمتی جزو ضرور قایم رہتا ہے -

عرب مین اکثر پتیون اور چھلکون کو جوشاندہ اور جوشاندہ کرتے ہین اور بعض اوقات اکیلے چھلکون کو - لین کا بیان ہے کہ لفظ قہوہ پہلے عرب مین شراب انگوری کا مترادف تہا - اور ڈاکٹر شارٹ اپنے کتاب مینڈیک توکافی پلنٹنگ مین لکہتے ہین کہ وائین اور اسپرٹ قہوہ کے تازہ گودہ اور نیز اوسکے خشک چھلکے سے بناتے تھے -

لیبرین قہوہ — اس قسم قہوہ کی پتیان اور پھل بڑے ہوتے ہین اور عرب کے قہوہ سے زیادہ خوشبو بھی ہوتی ہے اور پیداوار بھی نسبتاً زیادہ ہے بعض وقت خیال کیا گیا ہے کہ اسمین ہیلیا کی بیماری ہوگی جو اور پتیون مین لگ جاتی ہے کیونکہ اسکی پتون مین اس قسم کی بُو ہوتی ہے کہ وہ عارضہ نہین ہونے پاتا۔

انگلستان مین جسقدر قہوہ لنکا اور دیگر انگریزی مقبوضات خواہ برازیل وسطی امریکہ اور دیگر مقامات سے گیا ہے اوسکی تفصیل حسب ذیل ہے

سنہ	وزن ہنرویٹ	قیمت	
۱۸۷۷	۱۶۰۹۷۱۷	۷۷۸۸۰۱۴	پونڈ
۱۸۷۸	۱۲۷۳۴۱۰	۶۰۱۲۹۷۷	
۱۸۷۹	۱۶۱۷۳۸۹	۷۲۴۷۵۶۸	
۱۸۸۰	۱۵۵۵۹۳۹	۷۰۶۲۰۱۶	

لیبون قہوہ ایسی بلندیون پر ہوتی ہے جہان عربی قہوہ نہین ہوسکتی سنہ ۷۷ کے آخر مین لنکا مین پانسو ایکڑ زمین مین لیبرین قہوہ لگایا گیا تہا اور سنہ کے آخر مین ۴ ہزار سے دس ہزار ایکڑ تک تخمینہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ ان پتیون کو وہ عارضہ ضرور لگے رہے مگر ترقی اور پیداوار مین زیادہ نقصان نہین پڑا۔ لندن کے لوگ ان پھلون کو زیادہ پسند نہین کرتے مگر امریکہ مین بہت قدردانی ہوی۔

---

۱۱۲ پونڈ (رطل) کا ایک ہنڈرڈ ویٹ۔

کاشت قہوہ

اگرچہ قہوہ کی کاشت ہندوستان مین بہت تھوڑے دنون سے ہوئی ہے مگر اس منفعت بخش جنس کے جانب بہت سے لوگون کی کشش ہوگئی ہے اسکے کاشت مین خرچ بہت ہوا ہے اور لنکا اور جنوبی ہندوستان مین نقصان بہت کچھہ آیا اور بعض حالتون مین تو کاشتکار ونکی بالکل تباہی ہوگئی۔ اور گنین سے انہا فائدہ ہی ہوا۔

گورنمنٹ و چ اپنے مقبوضات ہند مین قہوہ کی کاشت سرکاری طور سے کراتی تہی اور کوئی دوسرا شخص قہوہ بونے کا مجاز نہ تہا اور جاوا سے یہان بہت قہوہ پہونچا کرتا تہا مگر آخر کو معلوم ہوا کہ قہوہ کی مونوپولی (مخصوص سرکار مین کاشت) گورنمنٹ کیلئے کچھہ مفید نہین۔

برٹش انڈیا مین قہوہ کی کاشت مغربی گہاٹ کے چوٹی اور اوسکے ڈھالو مقامات پر یعنے سرحد میسور سے لیکر راس کمارن کے جنوب تک ہوتی ہے علاوہ برین کورگ۔ ٹراونکور۔ ویناد نیلگری۔ اور شیوری پہاڑی اور رینی پہاڑیون پر بہی ہوتی ہے۔ میجر بیون نے سنہ ۱۸۲۲ مین ویناد مین قہوہ ایک عجب شے سمجہکر بویا۔ مسٹر کین نے کچھہ دنون کے بعد میسور مین اسکا ایک باغیچہ تیار کیا۔ اور مسٹر گلیس نے سنہ ۱۸۴۰ مین منوٹوڈی مین ایک باغیچہ بنایا۔ اور سنہ ۱۸۴۳ مین قہوہ بلگام مین اچھی طرح ہونے لگا

اوس زمانہ سے قہوہ کی خوب ترقی ہوئی اور سنہ ۱۸۸۰ مین کوچین۔ ٹراونکور

میسور - اضلاع مدراس - لوہرو کا واقع بنگال مین ۴۱۲۹۴۷ ایکڑ زمین مین کاشت ہوتی ہوی انمین سے ۱۶۲۸۴۷ ایکڑ مین اوسوقت تک کمزور پودے تھے پس زراعت مین ہر سال ترقی ہوتی رہی اور یورپ کے ملکون کو روز افزون ترقی کے ساتھہ قہوہ روانہ ہوتی رہی - چنانچہ ۱۸۵۵ء مین ۶۴۷۹۷ ہنڈرڈویٹ قہوہ ۱۰۵۵۹ پونڈ کی روانہ ہوی اور ترقی کرتے کرتے ۱۸۷۹-۸۰ء مین ۳۶۱۰۳۷ ہنڈرڈویٹ قہوہ ۱۶۲۳۰۴۲ پونڈ کی روانہ ہوی -

لنکا

پرتگالیون کے آنیکے پیشتر عربون نے لنکا مین قہوہ کی بنیاد ڈالی تھی - لیکن باشندگان لنکا اوسکی نرم پتیون کو پکاکر بطور بھاجی کے کھاتے اور اوسکی خوشبو کو جو مثل چمبیلی کے پھول کے ہوتی ہے دیولون مین استعمال کرتے تھے - ڈچون نے ۱۶۹۰ء مین قہوہ کے پودھون کو بٹاویا لیگئے اور اوسوقت انہون نے خود لنکا مین بھی اوسکی کاشت شروع کردی لیکن ۱۷۳۹ء مین بند کردی گو اوسکی زراعت عام طور سے لوگ کرتے رہے - جب انگریزون کا قبضہ ہوا تو مسلمان اسکو دیہاتون مین جمع کرکے گانٹھے اور کولمبو مین لاتے اور معاوضہ چھوڑی - چاقو - روئی وغیرہ کے دیجاتے -

چڑیون اور شغالون کے ذریعہ سے قہوہ کی اشاعت تمام ملک مین بہت ہوی - ۱۸۲۱ء سے قہوہ کی روانگی انگلستان مین روز بروز ترقی ہوتی رہی مگر یہہ قہوہ وہان کے باشندے بہت بے پروائی سے جمع کرتے - اوسکے

پھل عمدہ طور سے تیار نہ کئے جاتے - اور ہر قسم کے قہوہ سے یہاں کا نمبر گھٹا ہوا تھا - ۱۸۳۰ء مین وہان کے گورنر سر ایڈورڈ بارنس نے پہلے مرتبہ زیادہ ہوشیاری اور احتیاط سے تیار کرایا اور چونکہ نتیجہ نہایت کامیابی سے ہوا سننے اور لوگون کے اپنے جنگلون اور افتادہ اراضیات مین اسکی کاشت کا شوق پیدا ہوا - ۱۸۳۳ء مین سات ہزار ایکر زمین سرکاری خرید کی گئی اور کچھ صاف کرکے کاشت کیگئی - ۱۸۳۶ء مین ۶۰۳۳ ہنرویت قہوہ پیدا ہوی - ۱۸۴۰ء پیائیس گریا پہاڑ پر ایک چھوٹا باغیچہ لگایا گیا - ۱۸۴۶ء مین پچاس باغیچہ ہوگئے جنمین ایک بدرجۂ اوسط دو سو ایکر کے تھے اور اسی ہزار ہنرویٹ قہوہ نکلتی تھی - آخر ۱۸۴۷ء مین پچاس ہزار ایکر مین کاشت تھی خرچ مجموعی پچاس لاکھ پونڈ ہوا - ۱۷ برس مین یعنے ۱۸۳۰ء سے ۱۸۴۷ء تک مین زراعت قہوہ کی ترقی ۱۷۵ فیصدی ہوی اور ۴۰۴ باغیچہ سے لیکر ۱۰۸ باغیچے ہوگئے اور پیداوار ۳۷۴۰۰۰ سے لیکر ۷۶۰۰۰۰ ہنرویٹ ہوی -

۱۸۴۵ء مین لنکا کے ۳۴۰۰ اضلاع مین کاشتکاری قہوہ کی تھی اور زمین مزروعہ مجموعی ۴۸۱۵۳۹ ایکر تھی -

لنکا مین قہوہ کی کاشت مین نقصان ہوا کیونکہ شروع کے کاشتکارون نے اس جایداد حاصل کرنے کیلئے بہت قیمت دی - جسکے وہ جایداد دین لحاظ خاصیت اراضی کے مستحق نہ تھین - چنانچہ ۱۸۷۱ء کی فصل مین بالکل ٹوٹا آیا اور ۱۸۷۲ء مین بہت کم فصل ہوی کیونکہ اوسی سال سے پتیون مین عارضہ

شروع ہوا۔ ۱۸۸۱ء سے ۱۸۸۸ء تک سالانہ پیداوار ۵۹۰،۰۰۰ ہنڈریٹ وزن
اوسط لنکا سے روانہ ہوئی ۱۸۸۹ء مین ۷،۴۷،۰۰۰ ہنڈریٹ اور ۱۸۹۰ء تک
سالانہ پیداوار ۶،۵۸،۵۰۰ ہوئی جب سے اس قسم کے خراب نتائج پیدا ہوئے
تو لوگون کا خیال ادھر سے پھر کر کوا یسکونا۔ اور چارکیطرف رجوع ہوا۔

عرب

قہوہ کی کاشت خاصکر اطراف یمن اور اضلاع عدن اور موخا مین ہوتی ہے۔
اگرچہ عرب کے میدانون مین سخت حرارت ہوتی ہے مگر پہاڑون پر اعتدالی
موسم رہتا ہے اور قہوہ کی کاشت پہارون کے نصف بلندی پر ہوتی ہے۔
جب قہوہ کی کاشت میدان مین کیجاتی ہے تو محافظت کے لیے بڑے بڑے درخت
لگاتے ہین جس سے دھوپ کی سختی رکی رہتی ہے اور پھل قبل از وقت خشک
ہنین ہونے پاتی۔ سال مین تین بار فصل کی درو ہوتی ہے زیادہ مقدار مئی کے
مہینے مین ہوتی ہے جبکہ کاشتکار درختون کے نیچے کپڑا بچھا دیتے ہین اور شاخون کو
زور سے ہلا کر پھلون کو گرا لیتے ہین اور بوریا پر خشک کرتے ہین بعدہ ایک وزنی
بیلن سے اوسکو دررتے ہین اسکے بعد اندر کی گری اسہی دھوپ مین خشک کرتے
ہین قبل اسکے کہ ذخیرہ مین جمع کیجائے خاص مقامات پیداوار قہوہ بجز سیاہ
تزیا وغیرہ ہین سب سے نزدیک موقع عدن سے ۸۰ میل پر ہے۔ گرد جوار کے
اضلاع سے بازار صنعا مین ماہ جنوری اور دسمبر مین قہوہ پہونچتا ہے۔ قہوہ کے
اقسام کئی ہوتی ہین مگر شرزی سب سے افضل ہے۔

صنعا سے نصف یوم کے راستہ پر قہوہ کی کاشت ہوتی ہے عرب مین قہوہ کی کاشت اکثر دامن کوہ - وادی اور دوسرے سایہ دار مقامون مین ہوتی ہے جہان کہ بلندی سے پانی بہہ کر آتا ہے اور چارون طرف اسطرح سنگین دیوار اٹھا دیجاتی ہے کہ مسافر گھوڑے سے کہلی ہوئی چیتین معلوم ہوتی ہین - ان پودھون کو نم زمین کی ضرورت ہوتی ہے گو بہت پانی نہ برسے جہان کوئی چشمہ نہو وہان باغیچہ نہایت لطف انگیز معلوم ہوتا ہے مگر پودھون کیلئے پانی کی مقدار زیادہ چاہیئے تاکہ اچھی طرح سے پہلوون مین ترقی ہو - سٹر پالگریو کا بیان ہے کہ نہایت عمدہ قہوہ یمن کا ہوتا ہے لیکن دو تہائی تو عرب اور شام اور مین مین صرف ہو جاتا ہے باقی تہائی حصہ یورپ پہونچکر ترکون اور آرمینیا کے مصرف مین آتا ہے گول سبزی سبزی لیل ہوئی رنگ کی پھلیان سب سے افضل سمجھی جاتی ہین -

نیبہر کا بیان ہے کہ عربون نے قہوہ کو ابی سینیا سے لاکر یمن مین لگایا جہان سے لائے اور جہان لگایا وہ دونون ملک بہت کچھ آپس مین ملتے ہین - انہون نے عرب مین لاکر برسون اور صدیون پہاڑون کے صحت بخش مقامون پر لگایا جہان اکثر بارش ہوتی تہی اور تالاب اور چشمے بھرے ہوئے تھے -

لنکا

لنکا مین قہوہ کی کاشت سمندر کے سطح کے برابر ہی ہوتی ہے اور دو ہزار فٹ مرتفع مقام پر بھی کئے جاتی ہے - پودے اپنی نوجوانی مین نہایت دلفریب

معلوم ہوتے ہین - کافی کے درخت بہت جلد بالغ ہوجاتے اور پہل بکثرت لاتے ہین مگر پہلیان ہلکی اور ادنی ہوتی ہین لنکا مین قہوہ کے عمدہ باغات ۳۰۰۰ ہزار سے ۵۰۰۰ فٹ بلندی تک ہوتے ہین جہان عموماً سالانہ بارش ہوتی ہے اور ۱۵ درجہ سے ۸۰ درجہ تک مقیاس الحرارت رہتا ہے - تین ہزار فٹ سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی تک نہایت عمدہ خوشبودار پہلیان ہوتی ہے جسقدر بلندی پر شنیم کو نیچے کاشت ہوگی اوسیقدر افضلیت پہلیون مین ہوگی اگرچہ مقدار کم ہوجائیگی کاشت کے باغیچون مین نہایت عمدہ پیداوار قہوہ ہوتی ہے جہان کی حرارت ۷۰ سے لیکر ۶۰ درجہ تک رہتی ہے ان بلند مقامون سے قہوہ کی پہلیان کولمبو کو آتی ہین جہان سخت وزن ہونے سے خوب کمائی جاتی ہین جنوبی مقام کے وسیع اراضی مین قہوہ کی کاشت مین بہت نقصان ہوا کیونکہ پہلے تو موافق موسم کے ہونے سے پودہون کو قوت ہوئی لیکن بعد کو موسم مین خرابی آجانے سے پودے رفتہ رفتہ بالکل کمزور ہوگئے - خاص کاشت نومبر اور اکتوبر مین ہوتی ہے اور دوسرے بار کسیقدر مارچ مئی مین -

لنکا مین عمدہ اراضی قابل کاشت کی قیمت فی ایکر آٹھ پونڈ سے لیکر ۲۰ پونڈ تک ہوئی اور ۲۵ پونڈ سے لیکر ۳۰ پونڈ تک فی ایکر خرید شدہ اراضی مین تیاری باغ تعمیر مکان سڑک راہ وغیرہ مین خرچ ہوتے ہین - تخم کاری کیلئے زمین عمدہ مستعد کے دو فٹ عمیق ہو کیونکہ قہوہ کی جڑین دو فٹ تک پہونچتی ہین اور تخم نصف فٹ کے فاصلہ پر بوئے جائین - اگر زمین خشک ہوجائے تو سبز شاخون سے

ڈھاپ کر رات دن پانی دینا چاہیئے۔ اگر بارش عرصہ تک متواتر رہیگی تو عجب نہین کہ زمین کے اندر تخم سڑ جائین نمی اور گرمی کے لحاظ سے چھ ہفتہ سے لیکر تین ماہ تک تخم اُگنے کے لئے ضرورین اور بعدہ چار ماہ کے بعد درختون کا نقل مقام کیا جاے۔

سیلون مین کام کرنیوالے جنکی تعداد ۲ لاکھ بیس ہزار ہے مدراس کے جنوبی مقامات سے مئی اور اکٹوبر مین آتے اور جنوری اور اپریل مین واپس جاتے ہین۔ نشیبی باشندگان جزیرہ اس کام کیلئے ناکافی اور ناقابل ہین۔

سنہ ۱۸۴۱ سے سنہ ۱۸۴۶ تک شمال کے مزدورون نے ۳ لاکھ ۸۵ ہزار سے لیکر چار لاکھ پونڈ تک بچایا یا اپنے وطنون کو بھیجا ہوگا مگر جہان اسقدر مالی فایدہ ہے وہان جان کا بھی بڑا خطرہ ہے اس آٹھ برس مین ستر ہزار قلی ملاباری مر گئے۔

جنوبی ہند

جنوبی ہندوستان مین قہوہ کی کاشتکاری ۲۵۰۰ فٹ بلندی سے لیکر ۴۰۰۰ فٹ تک ہوتی ہے۔ کنین نے پہلے پہل کامیابی سے قہوہ کی کاشت کی اور "کنینس میسور" اونکی قہوہ کا نام مشہور ہوا یہان کی پہلیون کے لڑکون کی باہمی سپیدگی اور زیادتی کی خوشبو زیادہ مشہور ہے۔ سنہ ۳۲ سے اہل یورپ اس کے زراعت کے جانب مائل ہوئے اور بہت جلد کینین کی قہوہ

تمام شہرت پذیر ہوگئی چنانچہ ۹۶ شلنگ فی ہنڈریٹ سے لیکر ۱۱۵ شلنگ فی ہنڈریٹ قیمت پہونچی اور دیسی لوگون کی قہوہ بجاے فی من ایکروپیہ کے چھ اور آٹھ روپیہ فی من قیمت ہوگئی (ایک من ۲۸ پونڈ یعنے چودہ سیر کا) پہلا باغ بودن بابا کے پہاڑی پر لگایا گیا بعدہ منظور آباد مین۔

اس امر کی بہی کوشش کیگئی کہ میدانون مین پودہے لگائے جائین مگر کامیابی نہوئی۔

۱۸۶۲ مین اراضی قابل کاشت قہوہ کی بڑہے قدر ہوئی دو برس کے پرانے پودہے ۱۲-۱۰ اور ۱۴ پونڈ فی ایکر بکنے لگے۔ اسی طرح جس قدر پرانے بنی دیسی ہی قیمت مین ترقی تہی اور قہوہ ۵۷ شلنگ سے ۹۵ شلنگ فی ہنڈریٹ قیمت تہی۔ اوسی زمانہ سے کاشتکارون کو شک پیدا ہوا اور بعض اضلاع مین نتیجہ نہایت تباہ کن ہوا۔

کرگ مین قہوہ کے دشمنون نے (کیٹرے۔ گہونس۔ چوہے۔ سرمایہ کی کمی مالک کی عدم توجہی) زور شور سے حملہ کیا اور اگرچہ مزدوری ارزان خوراک ارزان سڑک پختہ موجود لیکن ۱۸۶۶ مین باغیچہ ناقابل فروخت تہا ٹراونکور مین ۱۸۷۵-۷۶ مین ۷۸۱۷ ایکر اراضی ۲۱۴۷۶۱ روپیہ کو فروخت ہوئی تخمینہ کیا گیا ہے کہ ایک ایکر جنگل واقع نیلگری سمیت کل اخراجات دوسو روپیہ مین تیار ہوچکا ایک عمدہ مکانات سکونت چہار ہزار مین تیار ہوگا اور گری نکالنے۔ کل رکہنے اور گودام بنانے مین چار ہزار اور خرچ ہونگے۔ غرضکہ سوایکر زمین کی تیاری مین تیس ہزار کا خرچ

تخمینہ کیا گیا ہے۔

زمین

جنوبی ہندوستان (برٹش انڈیا) کی زمین باغ بنانیکے لیئے عمدہ کہی جاتی ہے موقع مرتفع اور سیلاب اور ہوائی طوفان سے محفوظ ہے جس دامن پہاڑ مین اسکے کھیت ہون اور اونپر سایہ ہو وہ ہر موسم مین فائدہ مند ثابت ہوے اور جہان ہمیشہ دھوپ رہتی ہو اوسکے پہلیان قبل از وقت پک جاتی ہین کورگ مین قہوہ اچھی ہوتی ہے سو وہ ہے کہ جہان خفیف حرارت اور نمی ہوتی ہے وہان قہوہ کی خوب پیداوار ہوتی ہے۔ کورگ مین چھ مہینے خوب بارش ہوتی ہے اور بقیہ ایام مین خوب تیز دھوپ۔ پہاڑی ملکون مین مٹی کو بہنے سے روک رکھنے مین لنگاکی بہی آب وہوا قہوہ کیلئے موزون ہے۔

تخم ریزی

جو تخم کہ تخم ریزی کے لیئے علیحدہ رکھے جائین مناسب ہے کہ اونکو جلد تر کام مین لانا چاہیئے کیونکہ بہت جلد اونمین سے اُگنے کی قوت زایل ہوجاتی ہے کم عمر دنٹھی کے تخم مین وہ اوصاف نہین ہوتے جو چار پانچ سالہ دنٹھے کے تخم مین ہوتے ہی صاف عمدہ اور بعض جراحت سے پاک پہلیون کو نرسری مین بونا چاہیئے خود وہ عمدہ کہاد والی زمین ہو یا کوی سایہ دار ظرف ہو فاصلہ ایک معقول درجہ تک ہو کیونکہ تا وقتیکہ وہ کچھ بڑہی نہین وہین رہینگی۔ سات مہینے کے بعد نرسری (پنیرقلع) سے پودے نکالے جاسکتے ہین

ایک بوشل مین دس ہزار پودے ایک ایکر زمین مین ہونگے۔ قہوہ کے پودے قطار در قطار چھ چھ خواہ آٹھ آٹھ فٹ کے فاصلہ پر (۲) انچہ عمیق اور ۸ انچہ دور کے سوراخون مین لگانا چاہیئے۔ بیتیون کو اسطرح کاٹنا چاہیئے کہ ہر شاخ پر دھوپ پہونچے تیسرے چوتھے سال مین عموماً درخت تیار ہو جاتے ہین۔ قہوہ کے درخت اگر بڑہنے پائین تو ۱۵ فٹ تک بلند ہوتے ہین مگر پہل توڑنے کیلئے اسکو بڑہنے نہین دیتے اور صرف اس آسانی کیلئے اوسکو تین ساڑہے تین فٹ تک جانے دیتے ہین اس سے پیداوار مین کمی ہوتی ہے کم سے کم ۲۵ فیصدی کا نقصان ہے۔ اگر کوئی شاخ نکلی تو توڑ دالنا چاہیئے کبھی زاید شاخون کا کاٹنا نہین چاہیئے۔ درختون کو حرارت آفتاب سے محفوظ رکہین ایسا ہو کہ جل جائین اور اسلیئے سایہ کے قرب مین باغیچہ بہتر ہے اور اسطرح کہاد بنانے سے مٹی کو محفوظ رکہنا چاہیئے۔ جس عمر تک قہوہ کی درخت پہونچتے ہین اسکی اتنک کامل طور پر تحقیق نہین ہوئی۔ لنکا۔ دینادسور وغیرہ مین دیسی کاشت کار قہوہ ایسے درختون کو بکرشت پاتے ہین جنکی صحیح تعداد عمر معلوم نہین اور جو کئی پشتون سے برابر چلے آتے ہین۔

پھل

پہول پہولنے سے پہل لگنے تک آٹھ نو مہینے کا فرق ہوتا ہے سبز بتیون پر سفید پہول نزدیک اور دور سے نہایت دلفریب معلوم ہوتا ہے پہولون کی عمر صرف یکروزہ ہے۔ آدہی انچہ کا پہل دہنٹی کے جڑہین لگتا ہے جب

پورا بڑھ جاتا ہے تب ہی سبز ہی رہتا ہے اور پکنے سے ایک ماہ پہلے زرد ہو جاتا ہے اور مختلف قسم کے سایہ پہونچانے سے مثل یاقوت کے آخر مین سرخ ہو جاتا ہے۔ آخری وقت مین ترادت زیادہ چاہیئے۔ جب مثل خون کے سرخ ہو جائے تب بالکل پختہ سمجھنا چاہیئے۔ پکنے کے بعد فوراً توڑ لینا چاہیئے۔

سیلون کی قہوہ

بازارون مین سیلون کی قہوہ کو دھوئی ہوئی قہوہ کہتے ہین موخہ کی قہوہ کو چھلکے دار کہتے ہین اور یہہ عمدہ و افضل ہوتی ہے۔

موخہ کی قہوہ

اسکی کاشت بہت مختصر مسطح کہیتون مین ہوتی ہے اور جب تک پھل خود پک کر گر نہ جائین یا گرائے نہ جائین درخت ہی مین لگے رہتے ہین۔ آب و ہوائے ملک عرب کے اقتضا سے اندر کا شیرہ سخت ہو جاتا ہے اور رہا تہہ سے اوسکے کل اجزا علیحدہ کرتے ہین۔

لنکا کی قہوہ

جب پھلیان باغیچہ سے ذخیرہ مین لائی جاتی ہین تو گودہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔ تانبے کے ایک چلین سے جسکو پلپیر کہتے ہین پھلیان دبائی جاتی ہین کہ اوپر کا چھلکا علیحدہ گرتا ہے اور اندر کی گری دبکر نکلتی رہتی ہے۔ گودہ کے ساتھہ بیج بھی نکل جاتا ہے جسکو ایک حوض مین لیجا کر پھر دھوتے ہین اور اسطرح سے بیج جو عمدہ ہوتے ہین وہ پانی کے اندر بیٹھہ جاتے ہین اور خراب اترائی ہین

اسکے بعد وہ بیچ تین روز تک دھوپ مین سکھلائے جاتے ہین۔ سیلون سرد مقامون مین قہوہ کی درستگی کا کام اچھی طرح نہین ہوتا اسلئے کولمبو مین پہونچکر اور خاص کلون کے ذریعہ سے غیر ضروری اجزا علیحدہ کئے جاتے ہین اور اوسکے بعد وہ جہازون پر روانہ کئے جاتے ہین۔

تجارت کی نظر سے قہوہ کی عزت بلحاظ اوسکے جسامت شکل رنگ اور خوشبو کی ہوتی ہے۔ علاوہ چکنے کے جو ضروری ہے بشرطیکہ ممکن ہو ایک اور عمدہ ذریعہ اوسکے شناخت کا یہہ ہے کہ تازہ پسی ہوئی قہوہ مین خوشبو خوب آتی ہے۔ عمدہ قسم کے قہوہ پیسنے کے بعد مجموعی نظر مین سیاہ معلوم ہوتی ہے۔ بعض قسم کے پھلیان جب بھونی جاتی ہین تو بیچ اوسکا موٹا اور سخت پوست قایم رہتا ہے۔ خاص کر میسور کے قہوہ مین۔ برخلاف اسکے موخہ کی قہوہ جب بھونی جاتی ہے کھرکھری اور مختلف الالوان ہوجاتی ہے۔

ابی سینیا کی قہوہ بہی افضل ہوتی ہے مگر مین کے قہوہ سے اوسکا نمبر ادنی ہے اوسکے بعد ہندوستانی قہوہ کا نمبر ہے۔ عرب مین قہوہ کو ایک کڑاہی مین بھونتے ہین جب تک کہ کرکری اور سرخ نہو جائے اور دھوان پیدا نہو۔ بعدہ نہایت ہوشیاری سے قبل اسکے کہ اوسمین سیاہی آئے یا جلجائے آگ پر سے اتار لیتے ہین اور کانچ کے برتن مین سرد کر لیتے ہین۔ بعدہ گرم پانی مین ڈالکر ابالنے کی حالت مین متواتر ایک لکڑی

حرکت دیتے رہتے ہین) ہاون دستہ سے چور چور کرتے ہین اور اسی وقت زعفران اور دوسرے خوشبودار چیز ڈالتے ہین بعدہ چہان لیتے ہین۔

کھاد

جن باغیچون مین خوب کھاد دیگئی اوسکی سرسبزی کی دھوم ہی خوب رہی۔ مویشی سے اچھی اور مفید کام کھاد کا لیا جاتا ہے۔ درختون کی پتیان جو زمین پر گرین ہون اور مقامی گھاس سے عمدہ کھاد ہوتی ہے گائے کا گوبر کھاد کیلئے سب سے زیادہ مفید ہے۔ گوڈہی اوسمین داخل کر دینا چاہیئے لیکن بوسیدہ لکڑی پتی وغیرہ سے علیحدہ رکھنا چاہیئے کیونکہ قہوہ کے دشمن بوسیدہ کھاد مین پیدا ہوتے ہین۔ تمام باغیچہ مین ایک مرتبہ کھاد پہونچانیکی کم ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ تکڑے تکڑے کرکے ہر دوسرے تیسرے سال کھاد پہونچانا چاہیئے ایک مرتبہ سیلون کے ایک باغیچہ مین بے انتہا خرچ سے تمام وکمال خوب کھاد دیگئی اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ فی ایکڑ ۲۰ ہنڈرویٹ قہوہ پیدا ہوئی

کھاد کے لیئے ہڈیون کا چورا گائے کا گوبر لکڑی کی راکھہ نہایت مفید ہین اور آسانی سے ملتی ہین۔

اگر اور چیزین نملین تو چونا وغیرہ بجائے اونکے مستعمل ہو۔ ایک ڈاکٹر نے بعد آزمایش کے لنکا کے قہوہ کی نسبت لکھا ہے کہ قہوہ کی ایک ہزار پونڈ کچی پتیون

مفصلۂ ذیل اجزاے کیمیادی ترکیب پاتے ہین - پوٹاش ۳/۴ پونڈ چونا ۱ پونڈ میگنیشیا ۱/۴ پونڈ - لوہا ۱/۴ پونڈ سلفورک ایسڈ (نمک کندہک) ۱/۴ پونڈ کلورائن ۳/۴ پونڈ کاربونک ایسید ۱۱ ۳/۴ فاسفورک ایسید سلفیٹ آف لایم اور کاربونیٹ آف میگنیشیا اور فاسفورک ایسڈ کہاد کیلئے نہایت ضروری اجزا بتلائیگئے -

نفع ونقصان

جنوبی ہندوستان اور لنکا مین یورپین کو قہوہ کی کاشت خاصکر اراضی کے خرید و فروخت مین بہت اچہا نفع حاصل ہوا - لیکن نقصان بہی ایسا عام اور زبردست ہوا کہ گورنمنٹ کے ملازم اور اراضی خرید و فروخت کرنیوالون کی کل جمع پونجی بالکل صاف ہوگئی چنانچہ ۸۱-۱۸۸۰ء مین عام نقصان ہوا - قہوہ کی پیداوار مین موسم کے لحاظ سے بہت تبدیلی ہوئی ہے اسکے سوا درختون کے مختلف الاقسام دشمنون کے زبردست حملہ سے عام تباہی ہوگئی -

لنکا مین پہلا باغیچہ ۱۸۲۵ء مین باقاعدہ مرتب ہوا ۱۸۷۶ء تک تباہ کن کیڑون کی کثرت نہ تہی لیکن رفتہ رفتہ ترقی ہوتے ہوتے ۱۸۷۶ء مین وہ زور ہوا کہ عام کاشتکاران قہوہ مین عظیم تہلکہ پڑگیا یہ وہ تہا جبکہ یورپ مین ایسا ہی تباہ کن آلو انگور مین عارضہ پیدا ہوا جسنے ہوا تہا ان کیڑون کی عجیب و غریب حالت ہے جس درخت مین لگ جاتی ہین پہر اوسکی ترقی بلکہ اوسکا وجود معدوم ہوجاتا ہے انکا عدم اور وجود ہی تعجب انگیز ہے کبہی تو نہایت عجلت سے تمام باغیچہ مین پہیلا ہوا دکہلائی

دیتا ہے اور کبھی ہزارون درختون مین سے صرف ایک ہی پر ہے کسی باغیچہ مین بلکہ ایک ہی باغیچہ کے کسی ایک مقام پر سال سال بھر غایب اور دوسرے مقام مین بارہون مہینہ موجود تحقیقات سے معلوم ہوا کہ دنیا مین کوی باغیچہ ایسا نہین ہے جہان ان مضر کیڑون کا وجود کم و بیش نہو۔ یہہ کیڑے چھوٹے مختلف الاجسام اور مختلف الالوان ہوتے ہین۔ سفید۔ بھورے۔ سیاہ وغیرہ وغیرہ۔

ان کے علاوہ قہوہ کا ایک اور سخت دشمن گھونس ہے یہہ جانور پہلیان نہین کہاتے مگر چہال ایک انچہ تک نہایت صفائی اور ہمواری سے کہا جاتے ہین اگر درخت کم عمر ہوتے ہین کہ نرسری سے نکال کر لگائے گئے ہون تو وہ نیچے ہی نیچے درختون کو کھود کر مسلم اپنے سوراخ مین لیجاتے ہین باغیچون مین ان گھونسون کا آنا ہمیشہ نہین ہوتا بلکہ گاہگاہ۔ لیکن لنکا مین کوئی باغ ایسا نہین ہے جہان انکا قدم نہ آتا ہو۔ وہان کے باشندون کا بیان ہے کہ گھونس کی خاص غذا ایک پودا نیلونامی ہے جب اوسمین کمی پڑتی ہے یا نہین ملتا ہے قہوہ کی جانب توجہہ کیجاتی ہے۔

دوسرے نقصان رسان جانور ایسے سخت اور مہلک نہین ہین گلہری پہلیون کو کہاتی ہے مگر قہوہ چھوڑ کر گودہ ہضم کرجاتی ہے اسیطرح شغال اور بندر گاہگاہ تصرف کرتے ہین ہرن بھی کبھی کبھی جنگل سے آنکر پودہون کی پہنگیون کو کہاجاتی ہے۔

ان نقصانات کا علاج مختلف طور سے کیا گیا اور ابتک بہت کم فایدہ ہوا منجملہ بہت سے علاجون کے ایک یہہ تہا کہ سرخ چیونٹی دیمک بہت سی لاکھوڑی گئین مگر بجاے علاج کے یہہ نقصان ہوا کہ کھیتون کے اندر قابلون سے جانے سے انکار کیا نیز نہ یہہ دیمکین بہت زور کاٹتی تہین بعدہ یہہ تجویز ہوی کہ ان کیڑون کو جو پودون کے تنون اور شاخون مین لپٹے رہتے ہین ہاتون سے مل ڈالا کرین گو اس سے بہت سے جانور فوراً مرجاتی ہین مگر لاکہون کا مارنا آسان نہ تہا اسلیے کامیابی نہوی پہر درختون کے جڑون مین روغن تارلگایا گیا مگر اوس سے بہی خاطر خواہ فایدہ نہوا بعدہ یہہ خیال ہوا کہ اعلی درجہ کا شتر نہین شاید یہہ مہلک جانور نہ پہونچین مگر معلوم ہوا کہ جب تک کوی ایسی تبدیلی نہو جو کاطبعی اثر کھیتون پر پڑے کوی فایدہ مترتب نہوگا۔ پس کہنے لگے۔ گرم اور ہوادار کھیتون کی تجویز ہوی جنمین ہوا کیواجو صحت مہلک ہے مشکل سے زندہ رہسکیگا۔ یا اگر باغیچون کی وسعتون مین کمی کیجاے اور بجاے اس تقلیل کے اعلی درجہ کے فن کاشتکاری سے کام لیا جاے تو یقین ہے کہ یہہ آفت دشمنون کی باقی نرہیگی۔

احاطہ راس مین قہوہ کے درختون مین لگتا ہے پہلے یہہ جانور شاخون مین چند سوراخ کرتے ہین جس سے انکا وجود معلوم ہوجاتا ہے مگر چند ہی روز کے بعد لاکہون کروڑون موجود نظر آتے ہین اور سفوف مثل برادہ کے گرتا رہتا ہے۔ درختون کی پتیان رفتہ رفتہ زردی مایل ہوجاتی ہین یہان تک کہ وہ مرجہا کر گرپڑتی ہین اور درخت خشک ہوجاتا ہے اگر یہہ نقصان سے کیڑون درختون تک محدود رہتا تو بیچارے کاشتکار کسی نہ کسی طرح اس سے چہٹکارا مگر خوفناک دشمن کا مقابلہ کرسکتے تہے اور نقصان برداشت کرلیتے۔ مگر صدہا ایسی

شالین موجود ہین جس سے پایا جاتا ہی کہ ہزارہا باغیچے اسطرح تباہ ہوگئے۔
عرصہ دراز تک تو گہن کا علاج نہ ہوسکا مگر آخرکار معلوم ہوا کہ ان کے بیضے جس سے بچے نکلتے ہین اور نسل کی افزایش ہوتی ہی دھوپ سے مرجاتے ہین۔ روشنی اور دھوپ لازمی ہی پس قہوہ کی درختون کو دوسرے بڑے درختون کا سایہ پہونچایا گیا جس سے بہت مدد پہونچی

پتیون پر عارضہ

لنکا مین پہلے پہل ۱۸۶۹ء مین اور جنوبی ہندوستان مین ۱۸۷۰ء مین پتیون کا عارضہ دیکھا گیا اس بیماری مین پہلے زرد داغ ہوتا ہی پھر دہ رفتہ رفتہ سیاہ ہوجاتا ہی۔ اس داغ پر ایک رنگ کی خاک پڑی رہتی ہی جو آسانی سے دور ڈالی جاسکتی ہی۔ یہہ داغ رفتہ رفتہ بڑھکر تمام پتیون مین ہوجاتا ہی یہانتک کہ پتیان زمین پر گر پڑتی ہین اور درخت بالکل برہنہ ہوجاتا ہی۔ موسم بہار مین پھر پتیان پھوٹتی ہین اور دشمنون سے پھر نجات نہین ہوتی۔ یہانتک کہ فصلین پامال ہوجاتی ہین۔ پس لنکا مین ۳ لاکھ ہندرویٹ قیمتی ۲۵ لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ کا سالانہ نقصان ہوتا ہی۔ کہتے ہین کہ یہی عارضہ جو درختون مین ہوتا ہی بھیڑون کے گوشت اور ریشے مین چیچک سے پیدا ہوجاتا ہی جو اسی قسم کے بیماریون کے اسباب انسان اور دیگر ادنی حیوان مین ہوتے ہین۔ ابھی تک اُن ذرہ نما پودہون کو دور کرنیکی کوئی ترکیب نہین نکلی جنکے تخم ناقابل فہم قلیل المقدار کے ہواؤن مین نہایت کثرت سے اڑتے ہین اور درختون کے پتیون پر پہونچکر اونکی غذا ہوجاتے اور بیماری پیدا کرتے ہین۔ گندھک کی استعمال سے کسیقدر فایدہ ہوتا ہی جو سیلون مین اور استعمال کیا جاسکتا ہی۔
ہندوستان مین پہلے پتیون کے عارضہ سے کچھ زیادہ اضطراب نہین ہوا لیکن جب اسکی

ترقی برابر ہوتی رہی تو عظیم تہلکہ کا اشتکاروں میں پڑگیا تقریباً سب کے سب متفق ہیں
کہ کہا دسیسے زیادہ غیر علاج ہے جب بیرین پودے شروع شروع میں لگائے
گئے تو امید کیگئی تھی کہ دشمنوں کے حملہ ہوگا مگر تجربہ سے یہ امید غلط ثابت ہوئی
بیماری کثرت سے پھیلتا ہے اور بلا وجہ غایب ہو جاتا ہے اور اثر نہایت مختصر چھوڑتا
ہے محض پتیوں پر حملہ ہوتا ہے اور دیکھنے ہی دیکھتے شاخیں برہنہ پائی جاتی ہیں اس
عارضہ سے درخت کی صحت و قوت پر حملہ نہیں ہوتا مگر جب پتیاں جو پھلیوں پر سایہ
کئے رہتی ہیں گر جاتی ہیں پودہ آفتاب کی تپش سے رفتہ رفتہ مرجھا جاتی ہیں اور فصل
خراب ہو جاتی ہے ۱۸۷۲ء تک اس بیماری سے سیلون کے پودوں کو کم نقصان ہوا تھا وینا
میں کوئی باغیچہ نہیں بچا مگر ٹراونکور کی ۳ یا ۴ باغیچوں میں سے صرف ایک میں نہایت کم اثر اس
عارضہ کا ہوا۔ ایک شخص لکھتا ہے کہ پوٹاش گنیے شیا اور امونیا کے استعمال سے پتیوں کے
اس عارضہ میں تخفیف ہو جاتی ہے اور تجربہ کیا گیا ہے چونہ کا استعمال نہایت مفید ثابت ہوا ہے
بہت سے ماہرین علم نباتات نے مختلف ادویہ تجویز کیا ہے۔ بیرن ملر کا بیان ہے کہ ۱۸۷۶ء میں لنکا میں
پتیوں کے عارضہ سے ۲۰ لاکھ پونڈ نقصان ہوا اگرچہ بقدر بچا کے دیسی اس دشمن کے پامال خراب
ہوئے لیکن وہ آفت کسی پر نہیں آئے جہان تقریباً بالکل کاشت کاری ترک کر دیگئی ۱۸۷۶ء کے پہلے
دیسی کاشتکاروں کا دو گروہ تھا ایک خواہشمند تھا کہ وفیہ کی عمدہ تدبیر صرف علی الوجہ کی جائے
دوسرا اس رائے کا مخالف لیکن متواتر تباہیوں سے سب کے سب بہت جلد زراعت کا تعفن مع کرنے پر مجبور ہوئے
لنکا میں پہلا عارضہ پتیو نکا ۱۸۶۹ء میں معلوم ہوا ۱۸۷۰ء میں عام طور سے پھیلا ۱۸۷۶ء میں ۱۰ لاکھ
ہندرو ویٹ قہوہ انگلستان روانہ ہوئی مگر ۱۸۷۷ء میں ۹ لاکھ گئی تھی اور کے بعد سے فی ایکڑ ہندرو ویٹ

پر کبھی نہین ملی۔ بلکہ چوتھے برس فی ایکر ۳ ہنڈرڈ ویٹ ہوگیا۔

پتیون مین بوسیدگی

کولا روگا ایک قدیم دشمن اوراق شجر ہو جو میسور کے قہوہ کی پتیون مین پایا جاتا ہو اسکا نام رسالہ مین اسکی زیادتی ہو جاتی ہو اور جس پتی پر اسکا اثر ہوتا ہو وہ سیاہ ہو جاتی ہو اور گر پڑتی ہو پھر اسکے بعد کل پتیان ہی زمین پر آرہتی ہو لیکن جو باقی رہ ہی جاتی ہین تو وہ پختہ ہونیکے قبل ہی پک جاتے ہین۔ آزمایش کرنے پر معلوم ہوا کہ پتیون کے نیچی کی سطح سفید سفید ہو جاتی ہو مگر تصفیہ طلب ہو کہ یہ ہی جو پتیون مین دوڑ جاتی ہو وہ اوسکا نتیجہ ہو یا سبب اسمین شک نہین کہ اسی بوسیدگی کی وجہ سے انکا فی آبیانی اور شاخون کا پرچہار طرف سے گھیرا ہو۔

اسمپٹ

ایک اور نقصان رسان شے قہوہ کا بانیچون مین ہوتی ہو جسکو اسمپٹ یعنی بھرکنے والی کہتے ہین۔ جنگل کاٹ کیا جاتا ہو تو ایک خاص قسم کی جنگلی دخت مین بہتات سے ہوتی ہو کہ اوسکا اثر صدور انکے بعد قہوہ کے درختونکو نقصان پہونچاتا ہو اور یہ درخت بلند ہو جاتے ہین اثر سے مرجھانا شروع ہوتا ہو یہ عارضہ زیادہ تر کورگ مین ہوتا ہو۔

ایک اخبار نے قہوہ کی پتیون کے دشمنونکے لوازمی ترکیب بتلائی اور آزمایش کرنے پر پوری اتری ایک پتی بہت سے کیڑے لیکر قوت دار خوردبین کے نیچے پر رکھا اور ایک قطرہ سوڈہ واٹر کا پہونچا دیا فوراً ان کیڑون نے علیحدگی اختیار کی اور مرگئے ایسا کوئی عرق درختا قہوہ کیلئے مفید ہوگا

ابتک گندھک کا استعمال نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔

اس سارے بیان کا خلاصہ یہہ ہو کہ ہمارے ملک کے لوگ دیکھین کہ شائستہ قومون نے
اپنے فراست اور دانائی سے کہان تک ان تمام سودمند کاشت اور تجارت مین
ترقی کی ہو اور یومًا فیومًا ترقی کرتی جاتی ہین برخلاف اسکے ایک ہماری قوم کی حالت
ہے کہ اسطرح کے مفید اور نفع بخش کامونکی طرف مطلقًا توجہہ نہین کرتے اگر کوئی شخص
دل سوزی سے قوم کی طرف متوجہہ ہوا اور انکے فائدہ کی کہے تو اس سے بھی جی چراتے ہین کہ
کہ جن کامونمین - نفع عظیم ہو اس مین جان و مال کا نقصان بھی ہوتا ہی مگر ہمت اور عزم غرم
اور رسی وغیرہ فکر سے تمامی قسم کے نقصانات کی تلافی ہوتی ہو ہمارے ملک مین دامن کوہ
چندرگتی و قلعہ پرگنہ امرآباد اور نیز پاکہال اور ایٹورناگارم وغیرہ غالبًا کافی کے کاشت
کے واسطے مفید ہون اس نواح مین کہین کہین سات ستر (۷۰) انچ تک بارش ہوتی
ہو اور یہہ مقامات سطح سمندر سے بہت اونچے ہین اور یہان بڑے بڑے اشجار بھی موجود
ہین اور جابجا پہاڑ کا سلسلہ چلا گیا ہی کچھہ عجب نہین کہ ایسے مقامات مین کامیابی ہو
بشرطیکہ عمدہ طریقہ سے امتحان کیا جائے ہمارے ملک مین اسوقت مولوی عبدالحی صاحب
مددگار مہتمم بندوبست ضلع کہم کافی کے باغات اور اسکے کاشت کے حالات سے خوب واقف
ہین اور وہ اسوقت اپنی مقامات مین دورہ کر رہے ہین جہان - کافی کی کاشت ہونا
عین الیقین سے مشاہدہ کیا جاتا ہی اس کا کیا وجہ ہو کہ ہمارے لایق مددگار اسطرف توجہہ
نہین فرماتے اور ایسے مفید عام کامون سے عام کو اطلاع نہین دیتے -
کچھہ سال گذرے کہ ولی احمد صاحب متعلقدار سابق ضلع ایلگندل نے تعلقہ سرسلہ مین ایک
کافی کا باغ امتحانًا لگایا تہا من بعد علی بن عبداللہ سابق مہتمم افزایش نسل چوپایان کے نگرانی مین

وہ باغ دیا گیا تھا جبکہ یاد ہے کہ اس باغ کی کاشت مین کامیابی ہوئی اور ایک بار سات پلے کافی وہان سے تیار ہوکے بلدہ کو آئی اور فروخت ہوئی کہتے ہین کہ کافی عمدہ تھی علی ہذا علی بن عبداللہ نے باغ عامہ مین آم کے بڑے بڑے درختون کے سایہ مین بہت سے کافی کے درخت کے بوئے تھے چنانچہ وہ تمام درخت اسوقت مین کمال شادابی کے حالت مین موجود ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سرزمین پر کافی کی کاشت عمدہ ہوسکتی ہے بشرطیکہ مختلف قسم کے بیمارون سے اسکو بچایا جائے اور مختلف مقامون مین اسکا امتحان ہو۔

مین نے خود ارادہ کیا ہے کہ بہت قریب اپنے جاگیر کے کسی عمدہ موقع کو تلاش کرکے وہان کافی کے کاشت کا امتحان کرون۔

اور مین وعدہ کرتا ہون جو شخص ہمارے ملک مین کافی کا باغ لگائے اور کامیاب ہو بشرطیکہ ایسا باغ ایک ایکڑ اراضی سے کم نہو تو مین خود اپنی جیب خاص سے ایسے شخص کو پانچ سو روپیہ انعام دونگا فقط

مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڈھ

علی گڈھ کالج کے آیندہ بہبود اور انتظام کے بارہ مین آجکل بہت کچھ شور و غل مچا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسا اہم معاملہ ہے کہ صرف ممبران مدرسہ ہی کا حق نہین ہے کہ وہ اسمین اپنی راے کا اظہار کرین بلکہ تمام قوم اور علی الخصوص اہالی حیدرآباد جنکی اعانت بمقابلہ کسی شخصی یا ریاستی امداد کے بدرجہا زیادہ کالج موصوف کو مل رہی ہے اپنی خالص راے اور اظہار مافی الضمیر کا حق رکھتے ہین۔ بیشک یہ وقت ہے کہ کالج علی گڈھ کا آیندہ انتظام آج ہی سوچ لیا جاے مبادا سہل انگاری مین دیکھتے ہی دیکھتے حالت مرض کی اسقدر ردی ہوجاے کہ آخر کار آخر العلاج بھی کوئی فائدہ نہ پہونچاے۔

اگر کالج کے اعضاے رئیسہ کی درستی آج ہی کر لی جاے تو آیندہ نہ کوئی اختلال واقع ہو اور نہ ضعف۔ کوئی شخص اس سے انکار نہین کر سکتا کہ آنریبل سید احمد خان بہادر آفتاب لب بامین اگرچہ اونکے تمام دوست اور قوم کے بہی خواہون کی زبان پر ہر وقت یہی دعا ہے کہ خدا اونکی عمر مین زیادہ برکت دے اور جسقدر مدت مافوق العادت تک طبیعت زور لگا سکتی ہے اونکو سلامت رکھے۔ سید صاحب موصوف نے بنتیجہ کام قوم کے لئے کیا وہ ایسا اظہر من الشمس ہے کہ اسکے اعادہ کی حاجت نہین۔ ممکن نہین ہے کہ اگر انتظام مدرسہ انکی زندگی مین خاطر خواہ نہوا تو انکو قبر مین چین پڑے۔ جس شخص نے اپنی تمام زندگی کا حاصل

قوم بہبودی قرار دے لیا ہو اور اپنا کل وقت صرف ایک ہی خیال
مین صرف کرکے بہت دور تک اوسکو کامیابی کی صورت مین دکھا دیا ہو
تو کیونکر ممکن ہو کہ اوسکے آیندہ و خلل انداز مشکلون کو دیکھکر دل زندہ درگور
نہو جاے اگر فی الواقع قومی ترقی کا زینہ تعلیم ہو تو تمام بہی خواہان
قوم کو لازم ہو کہ اس معاملہ مین بنظر غایر غور کرین۔

سید احمد خان بہادر تمام ہندوستان کے مسلمانون مین فرد بین
اور دنیا کے لایق ترین اشخاص مین شمار ہوتے ہین اونکا تجربہ تعلیم اور
انتظام تعلیم کے متعلق مستند اور مجرب اور قابل تقلید ہو۔ انہون نے اپنی
بیش بہا زندگی کا معتمد بہ حصہ صرف کرنے کے بعد ایک مدرسہ قایم
کیا جسمین ہزارون مزاحمتون کے بعد اونکو اسقدر کامیابی ہوے کہ تمام
ہندوستان کے کالجون مین من حیث المجموع اوسکو افضلیت ہو۔

نہایت درجہ کی جانکاہی اور استقلال و تحمل کے بعد قوم
کے روبرو فقیرانہ جھولی ڈالکر دریوزہ گری کرکے لکھو کا روپیہ کا سرمایہ
جمع کرلیا جو حقیقت مین اون لوگون کے نزدیک جو ہندوستان اور
ہندوستانیون کی طبایع خصوصاً مسلمانون کے موجودہ حالت سے واقف
ہین ایک امر غریب بلکہ ممتنع الوقوع معلوم ہوتا ہو۔ سید صاحب
نے تمام صنایع و عوایق کو تمام دقتون اور مشکلون کو جھیلکر آخر کار وہ کامیابی
حاصل کی جو کم کسیکو نصیب ہوتی ہو۔ صلاح و خیر کی کشاورزی مین

اگر کسی نے زمین کو کھود کر تیار کیا تو بڑا کام کیا اور اگر زمین کو جوت کر تخم ریزی بھی کر پایا تو اوسکا کیا کہنا ہے گویا نور علیٰ نور ہے۔ مگر سید صاحب نے نہ فقط زمین کو درست اور تیار کیا بلکہ تخم ریزی بھی اپنے ہاتھوں سے کی اور نہ فقط تخم ریزی اپنے ہاتھوں سے کی بلکہ اپنے کاشت کو سرسبز و شاداب ہوتے دیکھ لیا اوسکو بار آور ہوتے دیکھ لیا بلکہ اپنے ہاتھوں سے خرمن کیا اپنے ہاتھوں سے اوسکے دانوں کو جمع کیا اور حضرت یوسف علی نبینا و علیہ السلام کی طرح سے آیندہ کی خشک سالیوں کے واسطے غلہ کا انبار لگا دیا۔ اگر مسلمانوں میں کوئی شخص قومی خدمت کے معاوضہ میں شکریہ کا مستحق ہے تو یہی ایک عزیز الوجود سر سید احمد ہیں۔ لیکن کالج جو حقیقت میں سید احمد خان کی ہمیشہ قایم رہنے والی زندگی ہے آیندہ خطرات سے بے کہلکہ نہیں ہے اس لئے ایک دور اندیش اور پختہ کار ناخدا کی طرح جو حتی المقدور طوفان سے محفوظ رہنے کے لئے وقوع واقعہ سے پہلے ہی انتظام کر لیتا ہے۔ سید صاحب کو ضرور ہوا کہ وہ ابھی سے اون تدبیروں کو مضبوط کریں جنسے یہ قومی جہاز آیندہ کے خطروں سے بچکر لنگر گاہ مقصود تک پہونچ جاے اور ہمیشہ کے واسطے مامون اور مصئون ہو جاے۔ اور ہم لوگوں کا فرض عین اور عین فرض ہے کہ اپنے اعلیٰ درجہ کی سعی و کوشش کو اون کی کمک اور مدد میں صرف کریں اور اس کام میں غرض اور نفسانیت کے دواعی کو نزدیک نہ پھٹکنے دیں

قوم کے لیے یہ تو خوشی کی بات ہے کہ اتنا بڑا تیار شدہ کالج جو پندرہ برس سے باقاعدہ جاری ہے اوسکے سپرد کیا جاتا ہے مگر یہ بڑے خیف کی بات ہوگی کہ وہ اوس کو اپنے سورند بیری سے پست حالی مین پہونچاے۔ اسکے تحفظ کے لیے ضرور ہے کہ ایک مستحکم مدبرانہ حصار اوسکے گرد کھینچ دین تاکہ پست خیالی کے مضر اثرون سے محفوظ رہے۔ ایسے قواعد نہ ہون جو صرف گنتی کے لیے کثرت اور قلت کے ناموزون فیصلہ پر مبنی ہون کیونکہ ایک لایق اولوالعزم اور تجربہ کار شخص کی راے سیکڑون آدمیون کی راے پر فایق ہوتی ہے۔ ہان مین ہان اور نہین مین نہین ملا دینے والے تو دنیا مین بہت ہین مگر بات کی تہہ تک پہونچنے والے معدودے چند ہوتے ہین۔ جہان پبلک معاملات مین ذاتیات پر حملہ کرنا فرض خیال کرلیا گیا ہو اور جس ملک مین مفید عام رایون سے قطع نظر کرکے اہل الراے کی شخصی محاسن اور معایب کی تفتیش جزو اعظم قرار دی گئی ہو وہان کی مجارٹی اور مناریٹی (کثرت و قلت آراء) کا خدا ہی فیصلہ کرنے والا ہے ہمارا ملک ہنوز ان معزبی شایستگی کی نعمتون سے مالامال نہین ہوا اور جب تک پبلک اور پریوٹ معاملات مین تمیز نہوگی ہم آزادی راے کی عزت کے مستحق نہین۔ یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ علی گڈھ کالج کے کل انتظام کثرت و قلت راے پر فیصلہ ہوا کیے آیندہ ہونا کیا معنی مگر تھوڑے سے غور اور کالج کی تاریخ ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ تناقض

فیصدی معاملات کا تصفیہ محض سید احمد خان صاحب ہی کی رائے پر ہوتا رہا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ ع دولہا کے دم کے ساتھ ہی ساری برات ہے جب تک سید احمد خان کے دم میں دم ہے اوس وقت تک کوئی مشکل مشکل نہیں ہے مگر جب یہ بیسی گردش وہ زمانہ کالج کو دکھائے گی کہ سر سید نہ ہوں تو قضیہ بدلجائیگا قضیۃ لا اباحسن لہا کا معاملہ ہو جائیگا۔ اسواسطے ضرور ہے کہ ہم ابھی سے اوس وقت کی پیش بندی کر لیں اور سید صاحب کے جیتے جی اس کام کو معطل نہ چھوڑیں —

میرے نزدیک ایک سیدھی اور صاف رائے یہ ہے کہ جس طرح ہمنے گزشتہ زمانہ میں معاملات کالج کو سید احمد خان کے صوابدید پر چھوڑا تھا اوسیطرح ہمکو ضرور ہے کہ اوسکے آیندہ کے بہبود میں بھی اونہیں کے صوابدید پر تکیہ کریں اور اونکے تجویزوں کو خود پسندی کی مقراض سے نہ تراشیں۔ یہ امر محتاج شرح و بیان کا نہیں ہے کہ قوم نے ابتداے کار سے سید صاحب پر بھروسہ کیا۔ سید ہی صاحب کی امانت و خلوص نیت پر اعتماد کرکے والیان ملک نے امداد کے ہاتھ بلند کئے۔ میرے والد خلد آشیان نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر مرحوم جی سے۔ ایس۔ آئی۔ نے جو ایک عالم کی نظروں میں ممتاز تھے محض سر سید احمد خان کی رائے پر بھروسہ کرکے جیب خاص اور اپنی سرکار دولت مدار کی طرف سے کالج کی اعانت فرمائی اسیطرح میرے بھائی ارم نشین نواب سر لائق علیخان بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای

عماد السلطنہ سالار جنگ مرحوم نے بہ نفس نفیس کالج کو ملاحظہ فرما
ہمدردی کے ساتھ بیش رقم امداد سے باعث رونق کالج ہوے۔ علی ہذا
جاہ بہادر۔ اور بہت سے رؤسائے ریاست نے بکشادہ پیشانی بشیر
سے مدرسۃ العلوم کی عزت افزائی کی۔ یہ امرائے عظام سوائے سید
کے کسی اور کے نام تک سے واقف نہ تھے فقط اونہین کے اعتماد پر
شاہانہ اعانت کرتے رہے اب کیا وجہ دکھائی جاسکتی ہے کہ وہ
اعتمادین کمی کرین اور سید صاحب کی رائے کو ضعیف سمجھین۔
اسوقت کالج کے متعلق دو امر مابہ البحث ہین۔ اول آنریبل
سید احمد کو بحیثیت سکرٹری اختیارات کامل ہونا۔ دوم سب سے
نہایت ضروری امر سید کا جانشین مقرر کرنا۔
جب یہ امر مسلم ہے کہ آنریبل سرسید کی ذاتی کوششون
العلوم کا وجود قایم ہوا اور انہین کے ذاتی وجاہت اور اخلاقی مرا
آج کالج اپنے قابل فخر حالت تک پہونچا ہے تو پھر مین نہین سمجھ سکتا کہ
وہ ضروری اختیارات کیون نہ دیے جائین جو نظم و نسق اور حسن
مدرسہ کے لئے وہ مناسب سمجھتے ہون۔ آنریبل سرسید احمد خان
کا کوئی شخص انکار نہین کرسکتا اگرچہ قوم کے اور چند بزرگون نے ا
مقاصد پر کوششین کین چندہ جمع کیا لیکن حقیقت مین مختلف خیا
لوگون کو اپنا ہمداستان بنا لینا خود سید صاحب کے انتہا درجہ کا

کا بین ثبوت ہے۔ قوم کو ان مختلف سرگرم ممبروں کا بھی سید صاحب کے ساتھ شکر گزار ہونا چاہیئے اور میری دانست میں وہ ممبر بھی بجائے خود مشکور ہونگے کہ اونکی خدمتوں سے قوم نے چشم پوشی نہیں کی اور اونکی سعی و کوشش نامشکور نہیں ہوئی۔ سید صاحب کے خدمات کا اعادہ مشکل ہے کیونکہ اونکی عمر کا کوئی حصہ نہیں ہے جو اسی سعی و کوشش میں صرف ہوا ہو۔ اپنی زندگی اپنا مال اپنی جان اپنا وقت عزیز سب کا سب اونہوں نے قوم کی راہ میں صرف کیا۔ علم کا چرچہ پھیلایا۔ مسلمانوں کے حقوق کیواسطے سرکار سے وکالت کرتے رہے۔ انجمنیں قایم کیں۔ سوسیٹیاں بنائیں مفید اخبار جاری کئے۔ مفید کتابیں تصنیف کیں اور کراتے رہے۔ آخر جب مسلمانوں کی تعلیم اور اسلامی مدرسہ کے قیام کا خیال اونکے ذہن میں راسخ اور مضبوط ہوگیا اوسوقت اونہوں نے پہلا کام اپنے ارادہ اور صرف زر سے یورپ کا سفر کیا۔ اپنے وطن کی بہتری کے واسطے غربت اختیار کی۔ انگلنڈ میں رہکر ادھر سر ولیم میور اور عیسائی پادریوں کے حملوں کا دندان شکن جواب دیتے رہے اور ادھر آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں اور اوسکے جملہ امور متعلقہ تعلیم کے چربے اتارنے میں مشغول رہے اور وہاں تعلیمی قواعد کو ہندوستان کے مسلمانوں کے ضرورتوں سے مقابلہ کرتے رہے۔ انگلستان سے واپسی کے بعد سید صاحب مدتوں مسلمانوں کی ترقی تعلیم انگریزی اور دوسرے امور متعلقہ پر لغائی مضامین لکھواتے رہے۔ جب وہ اپنے ابتدائی مقاصد میں کامیاب

ہو گئے تو ایک طرف مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور دوسرے طرف تہذیب الاخلاق شایع کیا گو میری ذاتی راے تہذیب الاخلاق کے بعض مضامین کے نسبت کچھ ہی ہو لیکن اس مین کوئی مرد انصاف مین شک نہین کر سکتا کہ تہذیب الاخلاق سے قوم کو بڑا فائدہ پہونچا یا - مین یقین کہہ سکتا ہون کہ جب وہ زمانہ آویگا کہ کوئی بڑا انشا و معنی و سخن ہندی زبان کی تاریخ لکھیگا تو وہ سید احمد خان اور تہذیب الاخلاق کو اپنے زبان کی لٹریچر کے طبقہ ریفارمرز مین سب سے زیادہ عزت کی جگہہ دیگا - غرض یہ کہ قوم کے فائدہ اور کالج کے قیام کے لئے جو ذرایع انہون نے اختیار کئے وہ انہین کے لئے مخصوص ہین کیونکہ عام طور سے روپیہ وصول کرنا جبکہ نہ سرکاری زور ہو نہ دینے والے کو ذاتی منفعت یا معاوضہ کی امید ہو کچھہ آسان بات نہین ہو بلکہ یہی ایک امر اونکی جانفشانی - وجاہت ذاتی - ہر دلعزیزی کی کافی دلیل ہو - یہ ظاہر ہو کہ سرسید قدیمی باشندہ دہلی کے ہین اونہون نے صرف مدرسہ کے لئے اپنا عزیز وطن چھوڑا اور استقلال کے ساتھہ مدرسہ سے متصل بود و باش اختیار کر کے اپنی تمام بقیہ زندگی اوسکے تعمیر - انتظام - نگرانی - خط کتابت تحصیل وصول مین وقف کر دی - میرے نزدیک یہ واقعات اس امر کے کافی شہادت دیتے ہین کہ مدرسہ کا وجود - اوسکا نظم و نسق اوسکی موجودہ حالت بالکل سید صاحب کی ذات سے وابستہ ہو - جو استحقاق کالج کے جملہ امور کے متعلق اونکو حاصل ہو اوسکا کوئی دوسرا شخص مدعی نہین ہو سکتا اور اگر مدعی ہو تو اوسکا

دعوی قابل سماعت نہین ہی۔ میری رائے مین جہانتک مدرسۃ العلوم کا سود اور بہبود متعلق ہی سید صاحب کو سیاہ وسفید کا مالک بنانا اور تمام اقتدار بالکل اونکے اختیار مین چھوڑنا فقط مقتضاے انصاف بلکہ عین دانائی ہی۔

تمام ہندوستان مین پانچ کرور سے زیادہ مسلمان ہین اور اس کثیر مجموعہ کے لئے یہی ایک مدرسۃ العلوم قومی حیثیت سے قایم کیا گیا ہی۔ بیشک یہ افسوس ہوگا اگر اوس مین کوئی ضروری بات جو قومی شان وشوکت کے لئے مناسب ہو چھوڑ دیجاے یا اوسکی آیندہ کی کامیابی اور ترقی مین کوئی خلل واقع ہو۔ میرے نزدیک جسطرح آغاز اس کام کا سید احمد خان کے ہاتھون ہوا ہی اوسیطرح انجام بھی اسکا اونہین کی راے سے ہونا چاہیئے اگر یہ کام اون کی راے پر محمول نہ کیا گیا اور اون کے بعد کسی ایسے شخص یا اشخاص کے ہاتھ مین آگیا جنکو سید صاحب کی راے اور ارادون کے ساتھ پوری ہمدردی نہین ہی گو نیت اون کی کیسی ہی درست اور خالص ہو تو مدرسۃ العلوم کا خدا ہی حافظ ہی۔ اسکی بھی وہی صورت ہو جاوے گی جو اور دس پچاس لنگڑی کوششون کی صورت ہوئی ہی۔ اختلاف اور نفسانیت کی کشمکش مین اس ناز پروردہ اور ہونہار درخت کی ٹہنیون سے نا بنایون کے تنور گرم ہونگے۔ ایک اولعزم خالص النیت شخص کی عمر بھر کی محنت ایک آن کی آن مین خاکستر ہو جاے گی۔

کالج کی آیندہ قسمت

اب رہی یہ بات کہ مدرسۃ العلوم کی ترقی کے واسطے کس قسم کی فکرین درکار ہین اور سید احمد خان کی تجویزین ان فکرون کے موافق ہین یا منافی اس مسئلہ مین غور کرنے سے پہلے ہی پہل ایک اصول موضوعہ کو سمجھ لینا چاہیئے جسکے بغیر یہ بحث بے سود ہی۔ وہ اصول موضوعہ یہ ہی کہ مدرسہ سے غرض تعلیم اور مدرسۂ قومی کی غایت تعلیم قوم ہی اور تعلیم کے یہ معنی نہین ہین کہ چند کتابین پڑہا دین۔ چند سکلین صاف کرا دین۔ چند مسئلہ یاد کرا دین تعلیم سے یہ مراد ہی کہ متعلم صفات انسانیت پیدا کرے اور مکتب یا مدرسہ سے آدمی بنکے نکلے۔ اوسکے قوائے جسمانی و روحانی کو ایسا تعدل ہو جاے اخلاق درست ہو جائین۔ جوہر کھل جائین۔ دنیا مین اپنے ابناے جنس کے ساتھ مردانہ معاشرت و معاملت کر سکے۔ حقوق عباد و حقوق معبود کو سمجھے۔ اور خداوند عالم اوسکو جس حالت مین رکھے اوس حالت کے مقتضا کے موافق اپنے فرایض منصبی و ملتی کے ادا کرنے پر قادر ہو۔ ظاہر ہی کہ یہ صفات فقط مکتب مین بیٹھنے اور سبق پڑہنے سے نہین حاصل ہوتے۔ اور یہ امر بھی مسلم ہی کہ ہمارے ملک کے نوجوان تعلیم یافتہ گو۔ اے۔ اور ایل ایل ڈی کیون نہون ابھی اسکے قابلیت نہین رکھتے کہ اونکے اخلاق اور طرز معاشرت کی اوسنے کم عمر کے لڑکے تقلید کرین۔ اونمین سے عمدہ سے عمدہ لوگ ابھی محض اس کوچہ مین طفل مکتب ہین۔ اونہون نے ایک حد معدود تک علم حاصل کیا ہی مگر اونمین وہ اثر نمایان نہی جو سیکڑون برس کے تمدنی ترقی کے بعد کسی اعلی درجہ

کی سوسائٹی کو حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے ہان ابھی تک سوسائٹی کوئی چیز ہی نہین ہے کہ ہم اوسکی عمدگی یا عدم عمدگی سے بحث کرین۔ ہم ابھی ایک مدت تک اہل انگلستان کے مدد کے محتاج ہین۔ اونہین کے اعلیٰ طبقات کے لوگون کو اسوقت یہ شرف حاصل ہے کہ ہمکو اپنے مقاصد کے موافق پوری تعلیم دے سکتے ہین۔ پس ایک مدت مدید تک ہم اونکے محتاج ہین کہ انگلستان سے صاحب علم اور شریف خاندان لوگون کو پیدا کرکے اپنے مدرسہ کی تعلیم اونکے دست اقتدار مین تفویض کردین۔ اسکے بغیر نہ کوئی چارہ ہے نہ کوئی دوسری راہ ہے۔ یہ مسئلہ ہندو مسلمان سب کے نزدیک ایسا مسلم ہے کہ اگر آج کسی بڑے کالج مین سے انگریز پروفیسر اور پرنسپل لوگ نکال لئے جائین تو کل تعداد طلب کی چوتھائی نہ رہجائیگی۔ پس جو لوگ کہ یورپین لوگون کو بلانے اور بلاکر خوش رکھنے کی اہلیت نہین رکھتے وہ کیونکر کالج کی سرپرستی کی اہلیت رکھ سکتے ہین۔ جو لوگ اسکے درپے ہین کہ پروفیسرون کی تنخواہین گھٹائی جائین اونکو کیونکر لایق پروفیسر مل سکتے ہین۔ گدھے اور بوس مثل مور و ملخ ملینگے بوجھڑون اور چماروں کے تعلیم یافتہ اولاد انگلستان مین بھی بہت دستیاب ہونگے مگر شرفا زادون کی تعلیم و تربیت اونکے ہاتھ سے نہین ہوسکتی۔ مدرسہ کی غایت و غرض ہی فوت ہوجائے گی اور مدرسہ قالب بیجان رہجائیگا۔ حق یہ ہے کہ مدرسۃ العلوم مین شریف اور مہذب انگریزون کا موجود ہونا مدرسہ کی خوش قسمتی ہے۔ اور اس وقت تک جسقدر

ترقی اور نام آوری مدرسہ نے حاصل کی ہی وہ اونہین کے طفیل سے ہی۔
اگر اس خوش قسمتی کی کوئی وجہ قرار دی جاسکتی ہی تو وہ آنریبل سید
کی سکریٹری شپ ہی جس کے بھروسہ پر دور دراز مقامات سے اعلیٰ درجہ
کے یوروپین جنٹلمین آتے ہین اور بلا ضمانت کافی اور بلا امید پنشن کے مصروف
تعلیم ہوتے ہین۔ اگر سید صاحب نہوتے تو ایسے نامور لوگون کا ایسے مدرسہ
مین آنا جہان گورنمنٹ کی ذمہ داری تک نہین ہی قریباً محال تہا۔ مگر دنیا مین
کوئی عمر سرمدی لیکر نہین خلق ہوا آخر ایک نہ ایک دن سید صاحب حسرت
بھرے سینہ سے کالج کو الوداع کہین گے۔ اس حادثہ ناگزیر کے بعد اس کالج
مین کسی یوروپین تعلیم یافتہ کا آنا ممکن ہی تاوقتیکہ اون کو کافی ضمانت نہ ملے
اور ہر طرح سے بھروسہ نہو۔ لازم ہی کہ اونکے بعد ایسا وجیہ اور با اختیار اس
خدمت کا جائزہ لے جس کا اعتبار یوروپین سوسائٹی مین سید صاحب سے کم
نہو۔ اب یہ سوال پیش ہوتا ہی کہ وہ کون ہی جو مدرسہ کی سکریٹری شپ
کا بلحاظ قابلیت اجرائے کار مستحق ہو۔ مولوی سمیع اللہ خان صاحب بی
ام۔ جی۔ اور آنریبل جسٹس محمود اس عہدہ کے متعلق نامزد کئے جاتے ہین۔
جناب مولوی سمیع اللہ خان صاحب منجملہ اون بزرگان قوم کے ہین
جنکا نام پوری تعظیم کے ساتھ لینا چاہیئے۔ عدالتی کامون مین انکو بہت کچھ
عزت حاصل ہی۔ انہون نے ہائی کورٹ کی وکالت سے ترقی کرکے وسٹرکٹ
ججی کی عزت حاصل کی۔ ہمیشہ تعلیم کی طرف بھی اون کی توجہ مبذول رہی

اور مدرسۃ العلوم کے انتظام مین بھی انہون نے سید صاحب کو بہت کچھ مدد دی علی گڈھ کالج کے متعلق جسقدر علیحدہ علیحدہ کمیٹیان ہین سب مین سمیع اللہ خان بہادر کو ممتاز جگہہ ملتی ہے —

آنریبل جسٹس محمود کی ہائی کورٹ کی ججی اس امر کی کافی شاہد ہے کہ انھون نے اپنے ذاتی علم و قابلیت اور نیک کرداری — اور معاملہ فہمی سے کہان تک عزت حاصل کی ہے۔ پانچ کرور مسلمانون مین آج ہائی کورٹ کے ججی کی عزت انہین کو حاصل ہے۔ تمام قوم کے فہمیدہ اشخاص نے ان سے آیندہ بڑی بڑی امیدین قایم کی ہین اور کچھہ شک نہین کہ انکو اس قسم کے موقعے ہین کہ وہ اپنے نامور باپ کے قدم بقدم چلکر گورنمنٹ اور قوم کی نظرون مین اعزاز حاصل کرین۔ آنریبل سید محمود نے صرف ہندوستان ہی مین نہین بلکہ انگلستان کی اعلی سوسائیٹیون مین بھی اعزاز حاصل کیا۔ انکو میرے والد مرحوم نے اصلاح عدالت کے لئے یہان طلب کیا تھا مگر زیادہ عرصہ تک قیام نفرمایا اور بخوشی خاطر چلے گئے۔ اس شہر کے قیام کے زمانہ مین انہون نے اپنی لیاقت اور انسانیت اور خوش اخلاقی سے ہر شخص کی نظر مین عزت حاصل کی۔ یہ امر ہر صاحب رائے کے نزدیک مسلم ہے کہ آج انگریزی لیاقت مین وہ اپنی نظیر نہین رکھتے اور جسطرحسے اونکی لیاقت مسلم ہے اوسیطرح اونکی دیانت و امانت اور سلاست طبع اور استقامت رائے بھی مسلم ہے ان کو سرسید سے زیادہ مشہور کیمبرج کے طرز تعلیم کا ذاتی تجربہ حاصل ہے انکو یورپین سوسائٹی مین اپنے نامور باپ سے زیادہ معاشرت کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ انکو اہل یورپ کے

خصایل اور طرز معاشرت کا زیادہ تجربہ حاصل ہو وہ خود ایک اعلی تعلیم یافتہ شخص ہین جسقدر انکو یورپین اخلاق کی معلومات ہو اوسیقدر اوسکے محسن حاصل کرنے کے بھی ذرایع معلوم ہین اہل انگلستان بھی انکی مستقل مزاجی - اخلاق اور خوبی اوصاف سے جو یورپین سوسائٹی مین قابل تعریف ہین بخوبی واقف ہین - علیگڈھ کالج کے انتظامی اور علمی معاملات مین آنریبل جسٹس محمود کی رائین ہمیشہ قابل لحاظ سمجھی گئین اور دجان و دل سے مدرسہ کے بہبود مین اپنے اوقات گرانمایہ صرف کرنے کو موجود ہین - پس میرے خیال مین اس وقت سے محمود صاحب کو کئی وجہون سے خود سر سید احمد پر تفوق ہو یعنی اول تو وہ یورپین تعلیم یافتہ ہین اور انگلستان کی اعلی سوسائٹی ان سے خوب واقف ہو اور اونپر اعتماد رکھنے کی کافی وجہ سمجھتی ہو - دوم مدرسہ کے کامون سے بقول مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب کے انکو پوری واقفیت ہو - تمام افراد قوم مین گورنمنٹی نظرون سے انکو عزت ہو نیز مسلمان سوسائیٹی مین اُن سے زیادہ کوئی اور موقر نہین - پس جہانتک میرے خیال کو وسعت ہوتی ہو مدرسۃ العلوم کے لئے ایک ایسے سکرٹر یکی ضرورت سمجھتا ہون جو ایشیائی اور یورپی تعلیمی طریقون سے صرف آگاہ ہی نہو بلکہ دونون جگہ کی مغز سوسائٹیان اوس کو خود نظر عزت سے دیکھتی ہون اوس مین ضروری اوصاف ایسے ہون کہ اونپر اپنی اور غیر قوم کو اعتماد کلی ہو وہ کسی فریق یا مذہب یا جزو مذہب سے تعصب نرکھتا ہو - خود تعلیم و تربیت یافتہ انگلستان ہو اور گورنمنٹ مین بھی اوسکا اقتدار ہو -

اِن مجموعی صفات کے ساتھ اگر کوئی شخص کالج کا آیندہ باقاعدہ لائف سکرٹری ہوسکتا ہی تو وہ بجز سید محمود کے اور کوئی مستحق نہین آنریبل سر سید جو کالج کے جزو کل امور سے خوب واقف اور صحیح نتیجہ نکالنے کے قابل ہین بلا لحاظ رشتہ پدری و فرزندی انہون نے محض مدرسہ کی بہبود اور قیام دوام کے لحاظ سے آنریبل سید محمود کی نسبت فیصلہ کیا ہی۔ اگر آنریبل جسٹس محمود سید صاحب کے فرزند نہ بھی ہوتے تو بھی انہین کے حق مین فیصلہ ہوتا۔ یہ حسن اتفاق ہی کہ آنریبل جسٹس محمود سید صاحب کے فرزند بھی ہین۔ مگر قدرتی رشتہ آیندہ کی سکرٹری کے لئے لازمی نہین تہا اگر کبھی لیاقتون اور خداداد عزتون کی جامعیت اِن مین نہ ہوتی۔ اگرچہ آنریبل سید محمود نے اپنے باپ کے حین حیات مین زیادہ سرگرمی سے مدرسہ کے متعلق کام نہین کیا۔ مگر جو لوگ کہ اونکی آفتل زندگی سے واقف ہین اور دیکھتے ہین کہ پیچیدہ مقدمات مین کیسی کوشش اور جانفشانی کرتے اور حل عقود مین سرگرمی دکھلاتے ہین وہ پورے طور سے قائل ہین کہ جب انپر اس اعزازی خدمت کا بار پڑے گا تو لامحالہ کالج کی عزت کے لئے اپنے نامور باپ کی عزت کے لئے۔ اپنی اور قوم کی عزت کے لئے وہ ویسی ہی دلچسپی ظاہر کرینگے جیسا کہ ہم سمجھتے ہین۔

ایک ضعیف اعتراض آنریبل سید محمود کی نسبت اور ہی۔ کہ وہ انگریزی پوشاک پہنتے ہین اور اونکے خیالات انگریزون کے سے ہین یہ

سمانون کے مدرسہ کے لئے ایک متشرع اور پورا مسلمان سکرٹری ہونا چاہیئے۔ مگر مجھکو ایسے ضعیف اعتراض پر تعجب آتا ہی کیونکہ خود سید احمد صاحب انگلش دریس رہتی ہین اور خیالات انگریزی رکھتے ہین اور انھین کے ہاتھون مدرسۃ العلوم کو کامیابی ہوئی ہی تو ہمکو گزشتہ تجربہ آیندہ کی خبر دیتا ہی کہ سید محمود کے زمانہ مین کوئی جدید مزاحمت نہ ہوگی بلکہ خوب ترقی ہوگی۔

اگر ہمارے متشرع اور مقدس حضرات ایسے عظیم الشان کالج کے سکرٹری شب انجام دینے کے قابل ہوتے تو آج چارون طرف قومی نوحون کی آواز سمع خراش اور جانگداز نہوتی بلکہ اور بھی بہت سے کالج اس وقت ہندوستان مین موجود ہوتے۔

خاتمہ پر مین نہایت افسوس سے لکھتا ہون کہ اس کالج کے متعلق لائق اور واجب التکریم لوگون مین اختلاف آرا ہوگیا۔ اگرچہ مخالفت کسی ہی کمزور ہو۔ بہرحال اگر ہماری قوم کے نامور افراد نے ان دونون زیر بحث مسائل پر غور سے توجہ فرماکر کالج کو آیندہ مصائب سے بچانے کی فکر کی تو یقینی

سعی قوم کی نظرون مین مشکور رہوگی والا مدرسۃ العلوم مسلمانان اور خود مسلمانان کا خدا حافظ ہی۔

اطلاع

ف۱ اس رسالہ کی قیمت خریداران ممالک محروسہ سرکار عالی بذریعہ زر مساوله اور خریداران ممالک انگریزی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماکے سینجہ کو ممنون فرمائین -

ف۲ ناظرین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے رہین بسا اوقات عدم واقفیت مقام سے رسالہ نہین پہنچتا ہے یا واپس آتا ہے -

ف۳ اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ مین بھیجا جاتا ہے مگر یہ تو نہین ہوسکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہو سکے - مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرماکے معاوضہ مین رسالہ حسن طلب کرتے ہین ہم ان حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرینگے جو صاحب اپنے اخبار مین ماہواری اشتہار رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الطلب علیحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائین +

محمد عبد الصمد خان منیجر رسالہ حسن

اشتہار باغستان

ہمارے باغ واقع منیر آباد مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میوون کے پودے موجود ہین جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی - یہان پر چند پودہون کے نام معہ تعداد و اقسام لکھے جاتے ہین جو صاحب شوق و خواہش کرین طلب فرمالین جو پودے تیار ہنون تاریخ اطلاع سے دو ماہ کے اندر بھیجدئے جائینگے کرایہ باربرداری ذمہ خریدار ہوگا -

(۱) قلمی (پیوندی) آم ۴۴ - اقسام فی ۱۲/
(۲) سیب ۳۳ اقسام فی عدد
(۳) شفتالو ۱۷ " " ۸/
(۴) آلو بخارا ۹ " " ۸/
(۵) انار - ۵ " " ۴/
(۶) شہتوت ۲ " " ۴/
(۷) پیر انگریزی میوہ ۶ " " عدد
(۸) زردآلو ۵ " " عدد
(۹) جام (امرود) ۷ " " ۴/
(۱۰) سنترا ۱۲ " " عدد
(۱۱) چکوترا ۵ " " عدد
(۱۲) انجیر ۵ " " ۴/
(۱۳) انگور ۵۲ " " ۸/
(۱۴) واہی (چین کا میوہ) ۵ " " عدد
(۱۵) لکاٹ ۵ " " عدد
(۱۶) سورساپ یہ ایک انگریزی میوہ ہی عدد
(۱۷) سیتھا پھل ۴/
(۱۸) رام پھل ۴/
(۱۹) ہرفالیورڈی ۴/
(۲۰) سلپ ڈیلا (یہ نہایت عمدہ انگریزی میوہ ہی) عدد
(۲۱) زیتون عدد
(۲۲) موز مختلف اقسام ۴/
(۲۳) نکرین (انگریزی میوہ دو قسم) عدد
(۲۴) اسٹرابیری ۰ " عدد

(۲۵) پنیس	۸/	(۲۶) بریڈ فروٹ (روٹی پھل)	عدد
(۲۷) کمرک	عدد	(۲۸) انناس	۴/
(۲۹) بیل پھل الہ آبادی	۸/	(۳۰) کاجو	۸/
(۳۱) لیمو ۲	۴/	(۳۲) کویٹ	۸/
(۳۳) گلابی جام	عدد	(۳۴) گلاب پھل	عدد
(۳۵) کھجور	۸/	(۳۶) بیر ۳	قسم ۸/

المشتہر

منیجر رسالہ حسن

کاچی گوڑہ حیدرآباد چار گھاٹ

اشتہار تاریخ عرب

ہمارے مطبع میں ترجمہ تاریخ عرب سر اسپین مولفہ گبن پروفیسر عربی یونیورسٹی کیمبرج طبع ہوتی ہے اس مشہور کتاب کی تعریف کی احتیاج نہیں جن حضرات کو خریداری منظور ہو بانگرو پیہ پیشگی ملفہ فرمائیں یا بذریعہ ویلو پی ایبل پارسل کیے۔

المشتہر

منیجر مطبع حسن

اعلان

بکلز ہسٹری آف سویلیزیشن کی جلد اول ترجمہ ہوکر تیار ہے یہ وہی عدیم النظیر کتاب ہے جس کا آرٹیکل ہمارے رسالہ نمبر ۵ جلد دوم مین درج ہے یہ کتاب غایت شہرت سے محتاج تعریف نہین اگر خریدار یکی سو درخواستین پہنچ جائین تو ہم اوسکو چھاپ دینگے ۔

اشتہار طبع اشتہارات

ہمارے مطبع مین تجارتی اور معمولی حسب ذیل اجرت پر اشتہار طبع ہوتے ہین اجرت فی سطر فی ماہ ایک سال کے لئے (آدھا آنہ ۔
[illegible] کے لئے ار سہ ماہ کے لئے ۲ ر
مگر ایک روپیہ سے کم کا اشتہار درج نہ ہوگا ۔

المشتہر
منیجر رسالہ حسن

ضمیمۂ رسالۂ حسن

ہم ذیل میں تجارتی اشتہار بجدیہ درج کرتے ہیں۔

تدبیر نوجوانی

پیر کو کرتا ہے یہ روغن جوان

یہ روغن قوت باہ کیلئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد سالہ تک کو یکسان نفع ہوا ہے اوسکی استعمال میں نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہے نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطرہ رگ و پٹہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامرد یکو خواہ وہ کسی سبب سے عارض ہوں بجز خلقی ماورزاد نامردی کے اپنی معجز نما اثر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فایدہ کامل ہوتا ہے ترکیب کا کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہے قیمت فی شیشی بانجرد یہ محصول ۴ر اور ہر ایک شیشی میں تولہ روغن رہتا ہے +

دواعجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو ہمارے اسباب میں تیار کیا گیا ہے چہار حصہ چانول کے برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک ایک روپیہ بانجرد یا گیارہ روز کی خوراک میں بفضلہ فایدہ کلی ہوتا ہے **خواص آن** برائے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہوں اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید۔ دافع جریان مقوی دماغ و اعصاب مسیہ اراد اجود حبس النفس مقر کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع دماغ ہیضہ میں تو حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے کسی ہی مریض کیسی ہی لت ردی ہو کر خراب ہوگئی ہو بفضلہ صحت ہوگی **(اکسیر حیات)** یعنی عرق نجاہ۔ امراض ضعف بصر و صفاوا نواع ورود اقسام تپ جڑیا چوتھیا ت دق استسقاء طحال آتشک یسوزاک۔ جریان سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی و بادی اور ستر انجواری اور جاندو نشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہیں سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے ایک بوتل ایکماہ کو کافی ہوگی قیمت فی بوتل بانجرد یہ محصول ایکروپیہ عہ **(عجیب چیز)**

تحلیل بواسیر خونی و بادی و تحلیل [illegible] پیچ پہلی روز ایک دو بار کے استعمال سے درد و جریان خون رفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ میں بالکل رفع ہو جاتی ہیں اور پھر کبھی عود نہیں کرتی وزن عرق ۶ ماشہ قیمت پانچ روپیہ محصول ۴ روزن عرق ۶ ماشہ

جہان نما اس عرق کے لگانے سے آنکھ کی روشنی تیز ہوتی ہے - ہولی - دہند- درد و سرخی چشم جملہ بیماریوں کو رفع کرتا ہے قیمت پانچ روپیہ محصول ۴ روزن عرق ۶ ماشہ -

خضاب نایاب

بمثل رنگ و بو ہے نادر خضاب سے ہے
گویا کہ آمد آمد فصل شباب سے ہے

جیسی کہ عوام میں خضاب سے دقتیں واقع ہوتی ہیں ہر شخص پر ظاہر ہیں یعنی جو تیسرے آٹھویں روز مہندی لگا کر باندھنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگا کر باندھنا اس میں قریب ۶ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہے اور بالوں کے سیاہ ہونے کے سوا اور کوئی فایدہ نہیں اور نقصان بہت ظاہر ہے کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ میں جذب ہوگا تو اوس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فایدہ نہیں جیسا کہ ایام سرما میں مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہئے بجا ہی نہیں وقتوں کے سبب سے یہ خضاب نایاب تیار کیا گیا جسقدر تعریف کیجاے بجا ہی ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بیکر طلب کرنے میں اسمیں کوئی مبالغہ نہیں - تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہوں واضح ہو کہ حارث سر ضعف دماغ علاوہ براین خوشبو میں بے نظیر مثل کیوڑہ باعث درازی مفرح دماغ ہے بالوں میں سختی نہیں آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہے سیاہی میں بالوں کو مثل اصل بالوں کے کرتا ہے دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنے کی ضرورت نہیں دوسرے تیسرے روز لگائی تو بال مثل اصلی بالوں کے سیاہ ہوں گے کوئی تمیز نہ کر سکیگا کہ یہ خضاب ہے - ایک بوتل میں ۳۰ روپیہ بہر لینے ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے قیمت فی بوتل عاں

علاوہ محصول نصف شیشی دو روپیہ چہارم شیشی ۱؎ اس سے کم غیر ممکن ہے میری شفاخانہ مین علاوہ اسکے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے -

اطلاع ضروری واضح ہو کہ بہت سی سندی خطوط یعنی سرٹیفکٹ جو صاحبان پورمن بہادران نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائے ہین اونمین سند دستانی خطوط - صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شاید اور کارخانون مین نہو گے چاہیے کہ طلب فرماکر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی اور بغیر سفارش بہت سے ملکون کی سارٹیفکٹ موجود ہین آدہ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون نے اپنے شہر کے رئیسون سے خوشامد کرکے سرٹیفکٹ بنالئے پس میرے سرٹیفکٹ اور اون حکیمون کے سرٹیفکٹ مین بڑا فرق ہے لازم ہے کہ پہلے سرٹیفکٹ منگاکر ملاحظہ فرمائین تا کہ دہوکا نہو - ایک طویل فہرست بہت سی ادویہ کی جو اخبارین گنجایش طبع نہین رکھتی اور جسسے لطف زندگی تادم مرگ انسان قایم رہتا ہی - قابل ملاحظہ ہی جو صاحب چاہین کارخانہ سے طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی -

المشتہر
حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی

مجرب از مودہ شرطیہ دوائین

امراض ذیل کے ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور مین جو سنہ ۱۸۷۲ء سے جاری ہی ملتی ہین مفصل فہرست وسارٹیفکٹ ٹکٹ آدہ آنہ سے ملسکتی ہین

(طلاء) جو استعمال بچپن کے نقص رگون کی رطوبت وبگاڑ دور کرتا ہے فی تولہ ۱؎ (سرپا) دافع نامردی رقت منی جریان سرعت انزال احتلام دائمی قبض ضعف اعضای رئیسہ ومعدہ تاریکی چشم درد سر وغیرہ جو کثرت

ضمیمہ حسن

مسکرات واقسام فواحش سے کمی اشتہا ضعف جگر دستی لاحق ہو دور کرتا ہے فی بوتل
لقمہ (سوزاک وقرحہ) بنا ہوا برانا علی العموم ۸ ۴ گنٹہ مین اپنا اثر شرن
ریم وغیرہ کو دور کرتا ہے فی تولہ ۵ (ہیرائیل خوشبودار) بالون کو
سیاہ رکھتا ہے نزلہ زکام ریزش درد سر ضعف دماغ و بصر کو مٹاتا ہے فی شیشی ملے (حب
آتشک) بامنہ آمیزی ودست دور کرتا ہے ہر ہفتہ تین دفعہ لقمہ (کحل الجواہر)
سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول و دہند جالا خارش پانی جانا ۳ ماشہ سے ۵
(عجیب الاثر سنون) دانت کا ہلنا کیڑا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑون کی
۴ تولہ عمدہ (حب بواسیر) بادی خونی سوزشی تیسین قبض کو مفید دو ہفتہ عمدہ
(حب ذیابیطس) بار بار آنا پیشاب کا و پیاس و کمزوری و لاغری کو دافع ہے فی تولہ
(حب قایم مقام) افیون دچانڈو بلا ضرر و ہر نشہ چھوٹ جائے فی تولہ ۵
(عرق ماء اللحم) مفرح مولد خون مقوی دماغ ضعف جگر و دل دماغ و معدہ
درد سر ناب تلی دمع امفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ بی قاعدگی
ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل عمدہ ۳ بوتل سے کم —
(روغن اعجاز) ناسور ہگندر - تالو کا سوراخ - خنازیر - بدکیڑی زخمون
کے کالی کہانسی - قے ایام حمل - خسرہ چیچک کو دفع کرتا ہے ۲ تولہ عمدہ

رسالہ دافع آتشک وسوزاک رسالہ ہیضہ رسالہ بواسیر مفرد ادویہ مسکرات رسالہ حافظ صحت سالانہ
عمدہ ۱۰/ ۱۰/ ۹/ ۰۹/ عالی ۱۲/

المشتہر

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

اشتہار

(۱) اس رسالہ کی قیمت محصول ڈاک سالانہ ۔ عہ ۔ ماہانہ عہ

(۲) کم آمدنی والوں سے یعنے جس کی تنخواہ ڈیڑھ سو سے زاید نہو سالانہ ماہانہ ۱۲

(۳) جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ عنایت فرمائینگے کہ انکو ایک اشرفی

نذر دیجائیگی۔

(۴) دفتر میں مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہنچ جانا چاہیئے۔

(۵) ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

شرح دستخط

حسن بن عبداللہ المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

ذیل کی کتابیں ہمارے دفتر میں موجود ہیں

(۱) تاریخ افغانستان مصنفہ بی اے واکر مسٹر آف لا ۔ قیمت ۔ عہ

(۲) بچوں کی پرورش کے متعلق ڈاکٹر ہاروی کی کتاب کا ترجمہ مسمی ابدالقہ

بورڈ مین صاحب نے کیا ہے اور انعام پایا ہے ۔ ۸

(۳) زراعت دکن مصنفہ حسن بن عبداللہ المخاطب بہ نواب

عماد نواز جنگ بہادر ..... ۔ ۸

المشتہر

محمد عبدالصمد خان

منیجر

حیدرآباد دکن

جلد دوم　　حسن　　نمبر ۱۰

اکتوبر ۱۸۹۹ء

مضامین

تجارت کی دلچسپ تاریخ	از نواب عماد نواز جنگ بہادر	صفحہ ۱
مسلمانوں کے جوش و خروش کی سچی تصویر	از مولوی محمد اصغر حسین صاحب	۲۵
بقیہ سفرنامہ سنگاپور	از جناب مولوی آقا زادہ مشہدی ابوالملک محمد ابوالکلام صاحب	۳۱
غریبوں کے سوسائٹی پریشن کی تاریخ	از مولوی محمد یوسف صاحب فرنانڈس مالک اخبار آئینہ ہند	۵۵
	(اس مضمون کا ترجمہ کرنے والوں کو ایک اشرفی انعام دیا جائے گا)	
مسجد دمشق	از نواب عماد نواز جنگ بہادر	۶۵
جرمن کے جعلی سنیما	ایضاً	۷۴

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

رسید زر

منیجر لنگر یہ کے سابقہ اور حضرات کے اسماے گرامی درج ذیل کرتا ہے جنہوں نے زر چندہ سے اعانت فرمائی۔ امید کہ دوسرے حضرات بھی چندہ سے ممنون فرمائینگے۔

جناب مولوی محمد ذکرام الدین صاحب	عہ	جناب سید محمد عبد اللہ صاحب جمعدار ہوم گارڈ	عہ
مددگار مال		غلام علی صاحب قریشی منصرم اول لنگر خانہ	عہ
جناب مولوی عبد الملک خانصاحب	صدر	مولوی عضنفر علی صاحب	عہ
جناب نواب بشیر نواز جنگ بہادر	اول	ملا محمد علی صاحب	عہ
مولوی سید غلام رسول صاحب	عہ	میرزا امہدی خانصاحب	عہ
مولوی محمد یحیی اللہ صاحب	مددگار	مولوی نجم الدین صاحب فقیہ ہوم گارڈ	عہ
مولوی محمد امجد علی خانصاحب	عہ	غلام غوث خانصاحب	عہ
نواب غلام یزدانی عابد خان بہادر جاگیردار	عہ	مولوی عبد الحی صاحب چنداسی	عہ
مولوی سید علی حسن صاحب	صدر	مولوی عبد الاحد صاحب مرحوم	عہ
جناب مولوی کی الدین خانصاحب	مددگار	میر فیاض علی صاحب	عہ
میر احمد شریف صاحب میر منشی نظامت	عہ	مولوی بشیر الدین احمد صاحب مددگار	عہ
ڈاکٹر میر یوسف علی صاحب	صدر	نواب منصور یار جنگ بہادر	عہ
جناب حکیم سعد الدین صاحب	عہ	نواب سید محمد زین العابدین خان	عہ
نواب یار جنگ بہادر رامپور	عہ	فیروز جنگ آصف الدولہ اشجعی نظام الملک	

اطلاع

۱ اس سالہ کی قیمت خریداران ممالک محروسہ سرکار عالی بذریعہ زر مبادلہ اور خریداران ممالک انگریزی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر مشیجر کو ممنون فرماوینگے۔

۲ ناظرین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے رہین بسا اوقات عدم واقفیت مقام سے رسالہ نہین پہنچتا ہی یا واپس آتا ہی۔

۳ اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ مین بھیجا جاتا ہی مگر یہ تو نہین ہوسکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہوسکے۔ مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرما کے معاوضہ مین رسالہ حسن طلب کرتے ہین۔ ہم اون حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرینگے جو صاحب اپنے اخبار مین ماہواری ایکبار رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الضرورت علیحدہ مرسل ہوگا طبع فرماین۔

اعلان

بکلز ہسٹری آف سویلزیشن کی جلد اول ترجمہ ہوکر تیار ہی۔ یہ وہی عدیم الوجود کتاب ہی جسکا آرٹیکل ہمارے رسالہ نمبر ۵ جلد دوم مین درج ہی۔ یہ کتاب غایت شہرت سے محتاج تعریف نہین اگر خریداری کی سو درخواستین ہم پہنچ جائین تو ہم اوسکو چھاپ دینگے۔

اشتہار باغستان

ہمارے باغ واقع منیر آباد مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دور از سے آئے ہوئے نہایت قسم کے میوون کے پودے موجود ہین جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم

ہوگی - یہاں پر چند پودوں کے نام تعداد و اقسام لکھے جاتے ہیں جو صاحب شوق خواہش کریں طلب فرمالیں جو پودے ہے تیار نہوں تاریخ اطلاع سے دو ماہ کے اندر پہنچ جائیں گے کرایہ بار برداری ذمہ خریدار ہوگا -

(۱) فلسی (پیوندی) آم	۴۴ اقسام فی ۱۲	(۲) سیب	۳۳ اقسام فی عدد
(۳) شفتالو	۱۷ " " ۸ر	(۴) آلو بخارا	۹ " " ۸ر
(۵) انار	۵ " " ۴ر	(۶) شہتوت	۲ " " ۴ر
(۷) پیر انگریزی میوہ	۶ " " عدد	(۸) زردآلو	۵ " " عدد
(۹) جام (امرود)	۷ " " ۴ر	(۱۰) سنترا	۱۲ " " عدد
(۱۱) چکوترا	۵ " " عدد	(۱۲) انجیر	۵ " " ۴ر
(۱۳) انگور	۵۲ " " ۸ر	(۱۴) وہابی (چین کا میوہ)	۵ " " عدد
(۱۵) لکاٹ	۵ " " عدد	(۱۶) سوہانجنہ (انگریزی میوہ ہے)	عدد
(۱۷) سیتا پھل	۴ر	(۱۸) رام پھل	۴
(۱۹) حرفا لیوڑی	۴ر	(۲۰) سپوڈیلا یہ نہایت عمدہ انگریزی میوہ ہے	عدد
(۲۱) زیتون	عدد	(۲۲) موز مختلف اقسام	۴ر
(۲۳) نگلون (انگریزی میوہ) دو قسم	عدد	(۲۴) اسٹرابیری	عدد
(۲۵) پپنس	۸ر	(۲۶) برٹیفروٹ (روٹی پھل)	عدد
(۲۷) کمرک	عدد	(۲۸) ترنج	۴ر
(۲۹) بیل پھل الہ آبادی	۸ر	(۳۰) کاجو	۸ر

جلد دوم　　حسن　　نمبر ۱

(۳۱) لیمو ۲	۴ر	(۳۲) کوئیٹ	۸ر		
(۳۳) گلابی جام	۴ر	(۳۴) گلاب پہل	۴ر		
(۳۵) کھجور	۸ر	(۳۶) سیب ۳	قسم	۸ر	

المشتہر

منیجر رسالہ حسن　　کاچی گوڑہ حیدرآباد چادرگھاٹ

پیسہ اخبار گوجرانوالہ پنجاب کے لایق اڈیٹر نے پبلک کو مختلف مضامین مفیدہ سے وقتاً فوقتاً مطلع کرنیکے لئے ایک نہایت آسان اور کم خرچ ذریعہ قرار دیا ہے یعنی کتابوں کی حیثیت میں اون مضامین کی سلسلہ وار بحث چھپتی جائے گی جو ہمارے پولیٹیکل سوشیل اور مادل ضروریات کو ایک حد تک رفع کر سکیں گے۔

ان کتابوں کی قیمت فی جلد ۲ر سے زیادہ نہ ہوگی۔ ہمکو امید ہے کہ اس آسان اور عمدہ ذریعہ سے مختلف کارآمد اور ضروری باتیں پبلک کو معلوم ہوتی رہینگی۔ اور پبلک لایق اڈیٹر کو مالی امداد سے حوصلہ افزائی کرتی رہے گی۔

اڈیٹر صاحب [illegible] گوجرانوالہ پنجاب سے یہ کتابیں مل سکینگی

المشتہر

منیجر رسالہ حسن

تجارت اور اوسکی دلچسپ تاریخ

دنیا مین تو کوئی ایسا شخص نہین ہے جو کچھ نہ کچھ تجارت کرتا ہو کیونکہ تجارت صرف سامان معیشت ہی کے تبادلہ کو نہین کہتے بلکہ علم و اخلاق و تجربہ و طرز معاشرت یک قوم کے دوسرے قوم کو ایک شخص کے دوسرے شخص کو اسطرح فائدہ کے ساتھ معلوم ہوتے ہین کہ تجارت مال و زر سے بدرجہا مفید ہوتا ہے - اور اس قسم کی تجارت جس سے انسانی خیالات مین تبادلہ ہوا ایک ہی شہر بلکہ ایک ہی مکان کے افراد مین اسقدر آسانی سے ہوتا ہے - کہ ایک دوسرے کو خبر نہین ہوتی - مگر دنیا کے ایک حصہ کا حال دوسرے حصہ مین ظاہر کرنے کا آلہ ہمیشہ سے تجارت ہی رہا ہے - اور اس معنی مین ہم اوسی تبادلہ اشیا کا ذکر کرینگے جسکو عرف مین تجارت کہتے ہین تجارت کے استعمال معنی تو کسی شے کا معاوضہ کسی شے خواہ زر نقد کے بدلے مین لینا یا دینا ہے - اس قاعدہ کے لحاظ سے قدیم زمانہ مین تجارت محض اشیا کے مبادلہ پر منحصر تھی کیونکہ سونا اور چاندی جو زمانہ کے ترقی کے ساتھ ہر شے کی اصل قیمت ٹھہری بعد کو مستعمل ہوئی - اس زمانہ مین جبکہ سونے اور چاندی کے استعمال سے ہم لوگون کو ہر شے کی ایک مقرری قیمت دینے مین نہایت درجہ آسانی ہے جب قدیم زمانہ کے مشکلات کو جو مبادلہ باہمی اشیا سے ہوتی تھی سوچتی ہے تو کسقدر نقصان محنت اور وقت کا حال معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب ایک شخص کو جسکے پاس کپڑا ہوتا جو قی

ضرورت ہوتی تو وہ اپنا کپڑا بمعاوضہ جوتہ کے دیتا اگر جوتے والے کو کپڑے کی ضرورت نہوتی بلکہ ایک آہنی اوزار کی تو مجبوراً کپڑے والے کو آہنی اوزار کیلئے کسی لوہار کے پاس جانا ہوتا اور کپڑا دیکر وہ مطلوبہ اوزار لیتا بشرطیکہ لوہار کو پارچہ کی معاوضتاً ضرورت ہوتی ورنہ اوسکے جب خواہش کپڑے والے کو کہین اور سے کوئی شے بدلے مین لاکر فراہم کرنا ہوتا۔ غرض ہزارون وقتون سے کوئی ضروری شے حاصل ہوتی ہے۔ اب ترقی یافتہ ملکون مین مبادلہ کی رسم موقوف ہوگئی اور زر نقد بحر خرید و فروخت کا ٹھہرایا گیا۔ مگر کاروبار تجارت اب بھی ہنوز بڑی مقدار مین بمبادلہ اسباب ہوتا ہے۔ ہندوستان کی دولت بصورت اسباب خام و زر نقد تمام دنیا مین عموماً اور انگلستان مین خصوصاً بہت زیادتی کے ساتھہ جاتی ہے کیونکہ ان اسباب خام کو قابل استعمال و تکمیل تک پہونچانیکے لیئے ہنوز اس نامور گورنمنٹ نے بھی یہان کارخانے قایم نہین کیئے۔

تجارت کے اس بیان مین تین باتون کا ذکر ہوگا۔

تاریخ تجارت ۔ اصول تجارت ۔ زمانہ حال مین تجارت کا گھٹنا و بڑھنا

تاریخ تجارت

سب سے لائق لوگون نے اس امر کی تحقیقات کی ہے کہ تجارت کی ابتدا کس قوم مین سب سے پہلے ہوئی۔ مگر چونکہ تجارت کی ابتدار کو کسی مخصوص

قوم سے خصوصیت نہین اسلیئے وہ سوال یون اٹھایا گیا کہ چونکہ تجارت کا انحصار کثرت آبادی پر منحصر ہے اسلیئے یہہ دیکھنا چاہیئے کہ سب سے پہلے نہایت گنجان آبادی کہان ہوی۔ تحقیق اور قرائن سے معلوم ہوا کہ گرمہا کون مین آبادی سب سے پہلے اُن مقامون پر ہوی جہان سیرابی کے کچھہ نہ کچھہ قدرتی سامان موجود تھے۔ خواہ وہ دریا کے فصلی سیراب سے ہوی ہو یا پہاڑون پر سے پانی بہنے سے ہو یا کوی اور ذریعہ سے چنانچہ مصر مین دریاے نیل۔ شام مین دریاے فرات اور ہندوستان مین دریاے گنگ اس قرائن کے موید ہین کہ ان ملکون مین مذکورۂ بالا دریاؤن کے جوار مین آبادی کی کثرت اور تجارت کا پہلے پہل شروع ہوا گرم ملکون مین ایسے ترادت بخش مقامات نہایت فرحت انگیز ہوتے ہین ان مقامون کی سبزی آنکھون مین ٹھنڈک پیدا کرتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ دور و دراز کے لوگ جذب مقناطیسی سے ان سرسبز مقامون پر آنکر آباد ہوتے ہین ؎

ہر کجا چشمہ بود شیرین ✤ مردم و مرغ و مور گرد آیند۔

اس قدرتی لہلہاہٹ اور خدائی فرش مخمل اور خوشگوار آب و ہوا سے بیچارے سرد ملک کے باشندے بالکل ناواقف ہین کہ ان ملکون مین ان اوصاف کے ساتھہ کوی قدرتی یا مصنوعی مقام نہین۔

تجارت کی ابتدا تو اوسی زمانہ سے سمجھنی چاہیئے جبکہ انسان کی آبادی کسی مقام مین کثرت سے ہوی ہو۔ ہندوستان مین قدیم الایام سے تجارت

ہوتی ہے اور باوجودیکہ قدرتی زرخیزی یہان روز اول سے ہی مگر اہل ہند نے از روے تجارت ہمیشہ نکتہ چینی حاصل کی ہے حضرت یوسف کا اپنے بھائیون کے عربون کے ہاتھہ فروخت ہوجانا جو اونٹون پر مصالحہ اور خوشبو اور دیگر اشیا لیجاتے تھے تاریخی شہادت ہے عربون کی تجارت بھی زمانہ قدیم سے مشہور ہے - یہہ عرب تجار مصر سے اپنے ملک اور شام کو غلہ لایا کرتے تھے - جس شغل سے بنی آدم کا اسقدر تعلق ہو اور جسمین رفتہ رفتہ ترقی اور تسہیل پیدا ہونی خلاف منشای قدرت ہے - شروع مین اسباب تجارت جو حسب اقتضای زمانہ کم مقدار مین خرچ ہوتا تھا تاجر اپنے پشت پر باندھہ کر فروخت کیا کرتے تھے جیون جیون ضرورت زیادہ ہونے لگی اور انسانی قوت گرانبار اسباب کی متحمل نہو سکی تو جانورون سے کام نکالنا شروع کیا - اور انہین کے پشت پر اسباب لاد کر شب و فراز گلی کوچون مین دورہ کرنے لگے مگر جب زمانہ کی رفتار نے تجارت کی وقعت زیادہ بڑہای تو اس ابتدای ترقی سے متجاوز ہوکر زیادہ مہذب طریقہ کی جستجو ہوی تاکہ کثرت کاروانسای و قلت وقت سے کام ہو اور سوقت سڑکون کی بنیاد پڑی - گاڑیون کی راہین نکالی گئین بعدہ سڑکون کی پختگی اور گاڑیون مین مفید ترمیمین ہونے لگین اس سے اور بہت سی ایسی مثالون سے ظاہر ہے کہ زمانہ اپنے ساتھہ اپنی روش پر ہمکو چلاتا ہے ہم زمانے کو الٹے اپنے طرف نہین کھینچ سکتے ایک مشہور مثل ہے زمانہ باتو نہ سازد تو با زمانہ بساز اور ضرورت مصدر ایجادات ہے - اسکا اثر منجملہ اور امور کے تجارت کی روز افزون ترقی مین بخوبی پایا گیا۔

اور سلسلہ سے معلوم ہوا کہ کیونکر انسان نے اسباب تجارت کو اپنے پشت سے
جانوروں پر اور جانوروں کے پشت سے بیل گاڑیوں پر رکھا بعدہ تیز رفتاری کے
لحاظ سے لوہے کی پٹریوں پر ریل گاڑیاں بنائیں۔ اسکے بعد اسٹیم انجن جاری
کیا جس سے ہزاروں ریل گاڑیاں دنیا کے ہر حصہ میں نہایت عجلت سے نقل و حمل ہوتا ہے اور
کوئلا بہت لانے اور مشرقی و مغربی ساحلوں کو تار برقی سلسلہ میں منسلک کرنے کو جہازوں کی
روز بروز ترقی ہوتی ہے اور بادبانی جہاز بھی خطرناک جہازوں سے تجاوز ہو کر دخانی
کشتیوں سے کام لینا شروع کیا۔ ملکوں میں اندرونی تجارت اور ملکی زراعت
کی ترقی کیلئے [illegible] ٹیلیفون نکالیں۔ غرض زمانہ کی ضرورت
سے ہزاروں [illegible] اور سترھویں صدی یہ تھی کہ سترھویں صدی کا
انسان سترھویں صدی میں زندہ ہو کر اپنے ملک کی موجودہ حالت کو دیکھے اور اسکو
حالت سے مقابلہ اور موازنہ کرے تو اسکو معلوم ہوگا کہ گویا وہ اس دنیا
پر ہی نہیں ہوا تھا۔

[illegible] ثابت ہوگا کہ عربوں۔ شامیوں مصریوں
ہندیوں نے اپنے آباد [illegible] بحری حصہ لیا اور دوسروں کے زیادہ
آئی تجارت ہی سب سے [illegible] رہی ہوگی لیکن جو کچھ ہم بحری تجارت میں
[illegible] بہت ہی کم ترقی کی کیونکہ علم بادبانی علی کے طریق پر ہی نام جہاز [illegible]
زمانہ میں ہر ملک کے شہروں میں جو سمندر سے قریب واقع ہیں ایک
کی تجارت اور جہازی [illegible] کا پایا جاتا ہے اور ہر زمانہ میں مخصوص شہر [illegible]

ی نام چند اشخاص اس کام کا بیڑا اوٹھاتے تھے کشتیون کی ساخت ہی ایسی
تی جو اوس زمانہ ابتدائی کے جہاز رانون کو کسیطرح اجازت ندیتی کہ وہ ساحل
ڑکر کچھہ آگے بڑھنے کی جرأت کرین حالانکہ وہی اصول اس ترقی یافتہ زمانہ مین جہاز
ن کیلئے خطرناک خیال کیجاتے ہین کیونکہ اگر ملک کے متصل کشتی رانی ہو تو ہوا کی قلت
ت سے محض ہاتھہ پیر کے بل پر سارے جہاز رانی کا انحصار ہوجائے جو خطرناک امر
وار ہے۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر نے سب سے پہلے بحری تجارت کو شہرت
ا۔ بحر قلزم اور جوار مصر مین انہین کے جہازون کی آمد و رفت رہا کرتی تھی تک
ب معلوم نہین ہوا کہ بحر قلزم کی راہ سے مصر اور ہندوستان کے مابین کب
تجارت جاری ہے۔ جب یونا پارٹ مصر پر حملہ کی تیاری کر رہا تھا تو اوسنے
روستان اور مصر کو اوردی تجارت مسلسل کرنیکا ارادہ کرلیا تھا۔

جزیرہ کریٹ۔ سب سے پہلا مقام ہے جہان مصریون کی آمد و رفت
ے شائستگی نے اپنا جنم لیا۔ اسکے بعد پھر اور بحر اژر سرفراز ہوتے رہے حضرت
ی علیہ السلام سے ایک ہزار برس پہلے مصریون نے یونان اور جزیرہ کریٹ
ن بود و باش اختیار کی اور پانسو برس اوس شائستگی کے حاصل کرنے مین
ان نے صرف کئے جو اوسکے پولیٹیکل شہرت کا باعث ہوا جبکہ ایران نے
ی کروفر سے اوسپر چڑھائی کی تھی۔

اب ہم چند قدیم شہرون کا کچھہ حال تجارتی لکھتے ہین اوسی ضمن مین

بعض اولوالعزم بادشاہون کا تذکرہ بھی آجائیگا جس سے معلوم ہوگا کہ اُن لوگون کو اوس غیر ترقی یافتہ زمانہ مین بھی ملکی سرسبزی کے وسائل سے غفلت نہ تھی۔ اور جو سامان ترقی آج میسر ہین اور ذرایع ملکی بہبودی کے بتلائے جاتے ہین حقیقت مین اوسکی ابتدا ایسے زمانہ مین ہوئی جسکو ہم لوگ تاریک اور غیر تربیت یافتہ کہتے ہین۔

طائر:- یہہ شہر لحاظ وسعت تو کچھ قابل وقعت نہ تھا مگر موقع تجارت کے لحاظ سے وہ ہمیشہ سرسبز اور عمدہ رہا حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ سے سکندر اعظم کے حملہ تک جسکو سات سو برس کا عرصہ گذرتا ہے اس شہر کی تجارتی شہرت رہی جب یونانی فوج بماتحتی سکندر نے اس شہر پر حملہ کیا اور اہل شہر نے جس طریقہ سے اوسکی محافظت کی تو یونانیون کے دل مین عموماً اور سکندر کے دلمین خصوصاً اوسکی وقعت بلحاظ موقع تجارت بڑھ گئی۔ سکندر اعظم نے اپنے ہمراہیون پر اس امر کا بھی زور دیا کہ مفتوحہ اقوام کے طرز معاشرت اور آداب تجارت سیکھین جو اوسکے حقیقت مین مدبرانہ چال تھی۔

سکندریہ کی بنا سکندر اعظم کے اعلیٰ درجہ کی دوربینی اور خداداد عقل کی شاہد حال ہے جسکو روز اول سے آجتک ترقی ہی ہوتی رہی ہے یہہ مقام از روے تجارت ایسے عمدہ اور مفید موقع پر واقع ہوا ہے کہ یورپ اور ایشیا اور افریقہ کی منڈی ہوگئی ہے۔ سکندر اعظم اسکے ترقی مین ہمیشہ کوشان رہا۔

ادہر یونان کے دارالحکومت اتھینیہ کی تباہی ہوتی رہی اُدہر سکندریہ کو ترقی۔

گران دونون مقامون سے افضل ترکا رتھیج تھا جسکی تباہی کا بدنما داغ سلطنت رومیہ کبریٰ کے تاریخی صفحات پر ہمیشہ رہیگا۔

کارتھیج بڑے عمدہ تجارتی موقع پر آباد تھا۔ محفوظ بنادر سے تجارت مشرق اور مغرب مین ہوتی تھی۔ مصر کے ساتھ دوستانہ تعلق تھا اور فرانس۔ اسپین۔ سیسلی وغیرہ مین کوئی مدمقابل نہ تھا۔

رومیہ اور کارتھیج مین بڑا فرق یہی تھا کہ اول الذکر جنگی اور زبردستی کارروائی کرتا رہا اور موخرالذکر عدم مزاحمتی اور سبک روی۔ اہل روما نے جہازرانی مین کبھی اعلیٰ عزت حاصل نہین کی چنانچہ جب رومیون اور کارتھیجون سے لڑائی ہوئی تو رومیون نے اپنے جہازی ناتجربہ کاری سے بہت نقصان اٹھایا مگر بالآخر کامیاب ہوئے اور اس فتح سے انکی وسعت سلطنت ایک جانب افریقہ کے شمالی حصہ اور دوسرے جانب یونان و مقدونیہ تک ہوگئی جس سے تجارت کو بہت فروغ ہوا۔ بحری رہزنی موقوف ہوئے۔ بحیرہ روم۔ بحیرہ ہند۔ بحر قلزم اور خلیج فارس مین رفتہ رفتہ جہاز رومی پہنچنے لگے اور سوقت تک جہازی کمپاس مستعمل نہین تھا بلکہ ہوا پر سارا دارمدار تھا اور اسیکے موافق جہازرانی ہوتی تھی۔

مسلمانون نے اپنے زمانہ حکومت مین تجارتی مواقع خوب ڈھونڈے تھے جس سے انکی دانشمندی کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر سکندر نے سکندریہ بنایا اور اس خصوص مین لوائے بیکتائی بلند کیا تو عربون نے بصرہ۔ بغداد۔ جبرالٹر (جبل طارق) عدن قسطنطنیہ کارتھیج۔ سکندریہ۔ وغیرہ تعمیر کیا۔ اپنے

قبضہ مین لائے جو اب تک دنیا کے مشہور بندرگاہون اور تجارتی موقعون مین ممتاز جگہ پاتے ہین - اسکے سوائے مسلمانون نے نہایت عمدہ اور باموقع ممالک جزائر پر قبضہ کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کو پولیٹیکل دوربینی کسقدر تھی اور کہانتک تجارتی مواقع ڈھونڈھنے مین جان کھپاتے تھے چنانچہ صقلیہ - (سسلی) صنوبر (سیپرس) روڈز - کریٹ - یونان - مصر - ٹرپولی - ٹیونس وغیرہ جہازرانی اور تجارت کے لئے نہایت باوقعت اور ضروری مقامات ہین ان مشہور اور کارآمد تجارتی موقعون اور ملکون مین سے باستثناے جبرالٹر - عدن - سسلی - اونیان سکے کل مسلمانون کے قبضہ مین اب تک ہین - عدن کا صرف بندر انگریزون کے ہاتھ ہے باقی شہر عدن پر مسلمان قابض ہین جزیرہ کریٹ تیس برس جنگ کے بعد مسلمانون کے ہاتھ لگا - جو آجکل ملکی زرمگاہ ہو رہا ہے -

یون تو دنیا مین کوئی سلطنت قیامت تک کے لئے سند لیکر آئی نہین ہمارے اعتقاد کے موافق ہر شی کی ابتدا و انتہا ضرور ہے سلطنت کی بنیاد - ترقی کمال بعدہ انحطاط زوال اور آخر مین تباہی لازمی ہے - پس جو آج کیفیت اعلی درجہ کی کسی ایک سلطنت کی ہے وہی حالت حسب اقتضاے زمانہ کل ہماری تھی - ہم دنیا کے روبرو محجوب نہین تھے کہ اپنے عروج کے زمانہ مین مدبرانہ کارروائی نہین کی اور آسانی سے عنان سلطنت حملہ آورون کو دیدی بلکہ دنیا کی تاریخ ہمارے تدبر و دانائی اور پولیٹیکل دوربینی علوم کی اشاعت فنون کی دستگیری کی شاہد ہے اور اس پرآشوب زمانہ مین بھی جو مرتبہ آج سطح زمین پر ہمکو حاصل ہے وہ بھی کم شکریہ

قابل نہین گو فخر کو ندامت سے مبادلہ ہوگیا ہو۔ ہماری تجارت مین کساد بازاری آگئی۔ ہمارا راس المال لٹ گیا۔ جنس بجائے ناپرسانی جہالت کے تاریک غار مین پڑی ہو۔

سلطنت روسیہ کبریٰ جسکا بول بالا افریقہ اور یورپ کے بہت بڑے حصہ مین تھا آج حسرت بھری آنکھون سے اپنی پچھلی عظمت کو رو رہی ہو۔

جب سے اس سلطنت نے اپنا دارالسلطنت بمقام قسطنطنیہ تبدیل کیا اوسکو روز بروز باوجود سخت فکر اور عمدہ جنرلون اور فوجون کے انحطاط ہی ہوتا رہا۔ اور پانچوین صدی مین اسقدر قوت باقی نرہی کہ وحشی دشمنون سے اپنا ملک محفوظ رکھ سکے۔ چنانچہ۔ اسپین۔ اٹلی۔ اور گال مین ہر دم فتنہ و فساد برپا رہا اور ملک و مال کی پامالی ہوتی رہی۔ شہر ویران ہوتے گئے۔ طوائف الملوکی پھیل گئی اور تجارت کا خیال لوگون کے دلون سے بالکل جاتا رہا کیونکہ ہر موقعہ پر تلوار کام لیا جاتا تھا۔ جب سلطنت روسیہ کا یہ حال دیکھا تو سوداگرون نے وینس مین بود و باش اختیار کرنی چاہی۔ یہ مقام عجب پرفضا اور دلکش ہو اور اپنی مثال دنیا مین نہین رکھتا۔ تمام شہر پانی پر آباد ہو۔ شاہراہین پانی کی ہین گلی کوچون مین سے کشتیان چلتی ہین۔ مکانات نہایت نفیس آبادی پرفضا آب و ہوا خوشگوار۔ غرض اوس دلکش اور محفوظ مقام مین تاجرون نے مستقل مقام اختیار کیا۔ اور تجارت کو بہت فروغ ہوا۔ جن شہرون کو قدیم زمانہ مین تجارت کا فروغ ہوا تھا اونمین وینس کو بہت بڑی شہرت تھی

اور اوسکا دلفزا مقام دور و دراز کے تاجرون اور سیاحون کو کھینچ لاتا تھا
وینس کے بعد پیسا کو تجارتی شہرت ہوئی۔ ہمارے ناظرین شہر جنوا کے
نام سے کم سے کم بہت واقف ہونگے کیونکہ وہان کی اور وہان کے طرز کی
گھیریون نے پچھلے زمانہ مین بڑی ناموری پیدا کی۔ جنوا کے برابر پیسا کو فروغ
نہین ہوا کیونکہ اس شہر سے بیرونی تجارت کا تعلق بہت زیادہ نہ تھا۔
سنہ ایکہزار عیسوی سے چودھوین صدی کے نصف ثانی تک جنوا نے اپنی
شہرت اور اپنے تجارت قایم رکھی اسی زمانہ مین وینس اور جنوا سے جنگ
ہوگئی اور تجارت مین زوال آگیا۔
قسطنطنیہ پندرھوین صدی تک جنگی حملون سے بچتا چلا آیا تاہم اس اثنا
مین بہت سے خفیف صدمے پہونچے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ مغربی یورپ
مین تہذیب پھیل چکی تھی اور چھاپہ کی ایجاد سے ایک عظیم تغیر پیدا ہونے
والا تھا۔ اگرچہ مشرقی یورپ مین بمقابلہ مغربی یورپ کے علم و تہذیب
کا اوس وقت زیادہ چرچا تھا مگر یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ قدیم علوم
وفنون تجارت وصنعت مشرقی حصہ یورپ مین محفوظ اور قایم تھی۔
قسطنطنیہ کی تجارت ایک جانب سکندریہ سے دوسری جانب وینس
اور دیگر بنادر اٹلی سے اور تیسری جانب ہندوستان سے تھی۔ جب عربون
نے مصر پر قبضہ کرکے ہندوستان کا راستہ بحر قلزم سے بند کیا تو تجارت
براہ بحر خضر خلیج فارس اور دریاے فرات جاری تھی۔

تجسس راہ ہندوستان

چونکہ ابتدائے زمانہ مین عربون کی تہذیب و شائستگی ایک تاریخی مسند شہادت ہے اس لئے انھون نے اپنے اور اندرونی و بیرونی تعلقات کی وسعت کے ساتھہ تجارت مین بھی حسب ترقی زمانہ وسعت دی۔ یورپ اور بہت سے ایشیائی ممالک مین ہندوستان کی بیش بہا اور خوشبویات کا چرچا حضرات عرب کی بدولت ہوا۔ عرب سے ہندوستان تک تو وہ لوگ چھوٹے چھوٹے جہازون کے ذریعہ سے تجارت کرتے تھے مگر اودھر عرب سے ہندوستان اشیا راندرونی ممالک کے ذریعہ دست بدست پہونچتی تہین۔ یورپ مین ہندوستانی اشیا کی بڑی قدر و منزلت ہوتی تھی اور باوجود منافع در منافع اور دست بدست فروخت ہونے کے یہان کے مصالحے اور دیگر بیش قیمت خوشبویات وغیرہ یورپ مین ارزان معلوم ہوتی تہین۔ یہی وجہ تھی کہ اقوام یورپین کو ہندوستان کی طرف بڑہنے کا شوق ہوا۔

پندرہوین صدی مین منجملہ دیگر فرنگی قومون کے پرتگالیون کو سمندر کی راہ سے ہندوستان پہونچنے کی بڑی ہی فکر تہی ان سے زیادہ کوئی اور اس تجسس راہ مین نہین لگا ہوا تہا برسون کی سرگردانی اور کوشش مین ہندوستان کی راہ افریقہ کے گرد سے ہزار دقت و مایوسی دریافت ہوئی۔ جس مقام سے یہ پرتگالی ہندوستان کی طمع مین اپنے اوپر جبر کرکے بخوف طوفان واپس جاتے تھے وہی مقام بالآخر انکی امیدونکو سرسبز کرنیوالا ہوا اور اسی

راس خوشش امید نام رکھا ۔ اور ۱۴۹۸ء مین ہندوستان کی راہ مین خدا کی قدرت اور انسانی جد و جہد کا یہ نتیجہ ہوا کہ جو عرب یہان یورپین کے آنیکے محرک ہوے اون کا اب نام و نشان نہین اور جن پرتگالیون نے برسون کی لگاتار کوشش و جانفشانی مین ہندوستان کی راہ نکالی اور دوسرون کو بتلائی آج وہ ایک ذلیل ترین گوشہ (گوا) مین خاموش بیٹھے ہین۔ مگر جنہون نے دو سو برس کے بعد تجارت کا ڈھنگ ہندوستان مین ڈالا جبکہ یہان مسلمانون کی حکومت اوج کمال پر تھی ۔ آج وہ پورے طور سے مالک ہین "تلک الایام نداولہا بین الناس" مین کسکا کلام ہے۔

امریکہ کی دریافت

فن جہازرانی اور تجارت کے روز افزون ترقی سے علم جغرافیہ کے منجملہ اور علوم و فنون کی بہت بڑی ترقی ہوئی مگر پندرہوین صدی تک اس علم نے اوسطی ترقی حاصل کی تھی کیونکہ دنیا کا صرف ایک حصہ لوگون کو معلوم تھا اور زمین کو بجاے کرہ گردشی کے بطلیموسی تعلیم کے موافق مسطح اور قایم بالذات سمجھے ہوئے تھے ۔ اُن کی سمجھ مین نہین آتا تھا جیسا کہ اب تک بہت سے نہین سمجھتے کہ علم جاذبہ کی رُو سے نشیب و فراز کوئی شی نہین ۔ اور ہم بمنابعت دورۂ زمین کبھی نشیب مین چلتے ہین اور کبھی فراز مین ۔

کولمبس جو اٹلی کا ایک مشہور جہازران تھا سب سے پہلے اس امر کا قائل ہوا کہ سمندر پار ضرور کوئی اور قطع زمین ہوگا ۔ جسکے تجسس مین وہ جان پر کھیلنے کو

تو تیار تھا مگر عرصہ دراز تک روپیہ کی امداد نہ ہوئی

امی زر تو خدا نے دی ولیکن بندا + ستار عیوب ہے قاضی الحاجاتی

بالآخر ہسپانیہ کے دوربین ملکہ ایزابلا کے بدولت دولت ملک و مال نصیب ہوئی اور امریکہ کا وجود کولمبس کی محنت سے لوگوں کو ظاہر ہوا۔ مگر زمانے کی ناقدر شناسی کا یہ کافی ثبوت ہے کہ اس قطع ملک کو جسکو آج ہم لوگ امریکہ کہتے ہیں ایک ایسے شخص کے نام پر موسوم ہوا جسنے کولمبس کے بعد امریکہ میں قدم رکھا۔

تجارت کے لحاظ سے امریکہ مقبوضہ ہسپانیہ کو وہاں کے کان طلا نے بہت شہرت دی۔ مگر خود ہسپانیہ کو فائدہ بہ اسے نام ہوا کیونکہ فرانس و جرمنی و انگلستان نے وہاں کے طلائی معدنیات سے بمقابلہ خود مالک معدنیات کے بدرجہا زیادہ فائدہ حاصل کیا۔ ایک دوسری بلا ہسپانیہ پر یہ نازل ہوئی کہ اوسنے مسلمانوں اور یہودیوں کو جو اوس ملک میں صاحب صنعت و حرفت تھے اور جس سے وہاں کی تجارت کا اعتبار تھا خارج الملک کر دیا اور کلیتاً تمام ملک خزینۂ جہلا و سست اشخاص کا رہگیا۔

تجارت جو سرسبزی ملک کے لئے لازمی ہے بیجا فریقی تعصب سے اکثر ملک پامال ہو گئے ہیں۔

انگلستان کی تجارت اور جہازرانی جیسی کہ اب ہے زمانہ گزشتہ میں کبھی خیال میں بھی نہ تھی اور یورپ کی تجارت میں کوئی شمار نہ تھا جسکی وجہ وہی ابتدا اور اصول تجارت قرار دی جاسکتی ہے یعنی انگلستان کے شہنشاہ

مقابلہ دوسرے ممالک کے شہروں کے گنجان آبادی نہ تھی آبادی کی وسعت اور چند پولیٹکل معاملات کی پیچیدگی سے تجارت میں ترقی ہونے لگی۔
جس کی ابتدا سترہویں صدی کے نصف سے ہوئی۔
اٹھارہویں صدی کے شروع میں جہازوں کا مجموعی وزن ۲ لاکھ ۷۰ ہزار ٹن اور پچاس برس کے بعد ۶ لاک اور سو برس کے بعد ایک کروڑ چھ لاک ٹن ہو گیا۔
۱۸۵۲ء میں کل انگریزی بادی جہازوں کی تعداد ۳۱۹۹۳ تھی — اور زخانی جہاز ۱۴۱۴ تھے۔ اور ان دونوں کا وزن ۴۰۸۰۳۸۵ اور ۲۲۳۶۱۶ ٹن بالترتیب تھا۔ لیکن اس زمانہ میں تو اور بھی ترقی ہوئی۔ خاصکر دخانی جہازوں میں۔ جسکا وزن قریب ۳۴ لاک ٹن کے ہے (۲۸ من کا ایک ٹن ہوتا ہے)
حال میں جب لارڈ سالسبری وزیر اعظم سلطنت انگلشیہ نے بحری قوت کو اور بڑھانا چاہا تھا جسکے متعلق دونوں ہوسوں سے بل بھی پاس ہو گئے اوسوقت بیان کیا تھا کہ انگلستان کو اپنی بحری قوت کے قایم رکھنے کو کم سے کم اسقدر مضبوط رہنا چاہیئے کہ یورپ کی کوئی دو سلطنت متفق ہو کر تنہا انگلستان کا مقابلہ نکریں انگلستان کے بعد ازروے قوت بحری ممالک متحدہ امریکہ کا نمبر ہے جسکے دونوں قسم کے جہازوں کا مجموعی وزن تقریباً ۳۶ لاک ٹن کے ہے۔ اگر انگلستان اور امریکہ کی مجموعی بحری قوتوں کا موازنہ کیا جاے تو تقریباً دوچند کا فرق ہو گا۔

اصول تجارت

تاجروں کے اصول میں چند باتیں قابل لحاظ ہیں

۱۔ مال تجارت کا صدر مقام سے لانا اور جلد فروخت کرنا ازدیادِ اعتبار کی دلیل ہے۔

۲۔ تھوڑے نفع پر مال جلد فروخت کرنا بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ زیادہ نفع کی امید پر مال عرصہ تک پڑا رہے۔

۳۔ زر سے زیادہ اعتبار کی ضرورت ہے۔

۴۔ باقاعدہ ادائی اور وقت موعود پر قرضوں کا ادا کرنا آیندہ کے لئے مضبوط کرتا ہے۔

۵۔ تھوڑے نفع پر مال بیچنا شہرت اور کثرت فروخت کا سبب ہے اور جو قلت منافع سے کمی آمدنی کا گمان ہے وہ زیادتی فروخت سے پورا ہو جاتا ہے۔

۶۔ اشیاء کی مقررہ قیمت سے سوداگروں اور خریداروں کو وقت اور محنت سے بچاؤ ہوتا ہے اور فضول جھگڑوں سے نجات رہتی ہے۔

۷۔ ایمانداری سے فروخت میں قوت ہوتی ہے گو یکبارگی فائدہ نہیں ہو جاتا برخلاف بے ایمانی کے کہ ایک دو مرتبہ دھوکہ میں کچھ دولت آجاتی ہے مگر پھر ایسا شخص بازار میں منہ نہیں دکھا سکتا۔

۸۔ ذاتی محنت سے تجارت میں بڑا تجربہ ہوتا ہے دوسرے پر تکیہ کرنے اور خود آرام کرنے سے بدنامی اور کساد بازاری ہوتی ہے۔ اور تجارت کا

جلد خاتمہ ہو جاتا ہے۔

۹۔ زیادہ فائدہ اُن ملکوں میں ہوتا ہے جو زیادہ آباد ہوں اور جہاں قدیم باشندے ہوں کیونکہ یہ لوگ مالدار ہوتے ہیں اور قیمت باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔

۱۰۔ نوآباد ملکوں کے لوگ اکثر خالی ہاتھ ہوتے ہیں۔ ایسے ملکوں سے خرید و فروخت کرنے میں ہمیشہ دقت ہوتی ہے۔

۱۱۔ جہانتک ممکن ہو تجارت آزاد نہ ہو۔ رکاوٹ ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے۔ گورنمنٹ کا کام یہ ہے کہ وہ رکاوٹوں کو دور کرے تاکہ آسانی پیدا ہو۔

۱۲۔ موٹی پولی یعنی حقوق مخصوص عام تجارت کے منافی پائے گئے۔ اس سے صرف دوسروں کے بیوجہ حقوق سلب نہیں ہوتے بلکہ اصول تجارت پر اہل کمپنی بہت کم رجوع ہوتے ہیں کیونکہ انکو بوجہ محافظت سرکاری کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

۱۳۔ جب راس المال کم ہو تو موٹی پولی یعنی حقوق مخصوص کسیقدر ضرور ہے لیکن راس المال کی زیادتی پر ہرگز قایم نہ رہنا چاہیئے۔

۱۴۔ کارخانجات صنعت و حرفت میں محنتوں کی تقسیم لازمی ہے۔ کیونکہ ایسے کارخانوں میں ہر عمر کے آدمی ارزانی اور آسانی سے ملتے ہیں اور کام کی تکمیل عمدہ طور پر ہوتی ہے۔

۱۵۔ تاجروں کو خرید و فروخت میں آزادی ہونی چاہیئے اور انکو اپنے مال فروخت کرنے یا روک رکھنے سے مالکانہ حق ملنا چاہیئے۔ بیجز غلہ کے وہ ہر شے کو مناسب موسم میں فروخت کرنے یا روک رکھنے کے پورے طور سے مجاز کیے جائیں۔

محنتون کی تقسیم و تقسیم قلت اور کثرت کارخانۂ تجارت کا اظہار کرتی ہی اور جسقدر کامون مین آسانی اور تکمیل اور عمدگی ہوتی ہی وہ محض محنتونکے تقسیم و تقسیم پر ہوتی ہی لیکن محنتون کی تقسیم کثرت آبادی پر منحصر ہی جہان مختلف صنعتون اور کامون کے لوگ آسانی سے ملجاتے ہین۔ اور مختلف ہاتھون سے ایک شی مکمل طور سے تیار ہوجاتی ہی۔ محنت کی تقسیم کی کمی ایک دوسری اور قسم ہی اور وہ ملکی تقسیم ہی یعنی تجارت کی مختلف شاخ مختلف ملکون مین عمدہ طور سے تیار ہوکر بحیثیت مجموعی بازار کو رونق دیتی ہی۔

بعض سلاطین کو یہ خبط ہوا کرتا ہی کہ کل اشیا رجو انکے ملک مین خرچ ہوتی ہین وہین تیار ہون اور دوسرے ملک کی محتاجی نہو۔ گو بادی النظر مین یہ اصول ملک کی ہمدردی ظاہر کرتا ہی مگر حقیقت مین خلاف عقل ہی۔ جن چیزونکا مصرف کسی ایک ملک مین ہوتا ہی اگر اوسکے تیاری کے سامان از ابتدا تا انتہا اوس ملک مین کثرت سے موجود ہین اور بنانے والے اور دیگر ضروری اوزار وغیرہ سب کاملیت و جامعیت سے ہین تو اوسکا بنانا مفید و لازمی ہی۔ لیکن جب ایسا نہین ہی تو بجاے فائدہ کے نقصان ہوتا ہی۔

مثلاً فرانس کو بمقابلہ انگلستان کے دخانی کارخانون مین کبھی فائدہ نہین ہوسکتا کیونکہ وہان کویلہ کی ایسی کانین کہان جو انگلستان مین مسلمان موجود ہین علی ہذا ہندوستان مین تیار شی اشیاکے سامان بہت ہین مگر اوسکے بنانیوالے اور ضروری سامان وغیرہ عمدہ موجود نہونے سے فائدہ کے بجاے سب کام

نہین کئے جا سکتے - کاغذ کے کارخانے یہان چار پانچ قایم ہین - مگر جانتک مجھکو تجربہ ہی یورپ کے کاغذات یہان کے مصنوعی کاغذون سے ارزان پڑتے ہین جو تعجب کی بات ہی کیونکہ یہان سب سامان تیاری موجود کارخانے اور بازار موجود - بخلاف یورپین ممالک کے کہ سامان کو بالکل بیرونی اور ہزارون میل کا سفر کرکے مختلف قسم کے محصولات ادا کرنے کے بعد بازار مین ملکی کاغذون سے ارزان فروخت ہوتے ہین -

غرض ایسی ملکی ہمدردی ملک کے اور اپنے لئے بلاسے جان ہی جاتی ہی - ہان خود مختار ملکون مین کچھہ رکاوٹ ہو جاتی ہی یعنی اپنے ملک کی مصنوعات کی ترقی کے لئے یا کم سے کم اونکی پوری لاگت آنے کے لئے بیرونی اسباب درآمد پر بھاری محصول لگاتے ہین - یہ بھی ایک طرح کا ملک کو صدمہ پہونچانا ہی کیونکہ اس سے چند آدمیون کو فائدہ اور تمام ملک کو نقصان پہونچتا ہی - چنانچہ فرانس اور امریکہ مین بعض اشیائے مصالک غیر پر اسقدر محصول لگا دیا ہی کہ وہ ملکی اشیاء سے ارزان فروخت نہین ہوسکتین اور اگر ایسا گران محصول نہ لگایا جاتا تو ملکی مصنوعات کو کوئی پوچھتا بھی نہین -

اگر تجارتانہ نظر سے ممالک یورپ کو دیکھا جاے تو سب سے پہلے جرمنی پر نظر پڑتی ہی جسنے نکات تجارت کو خوب سمجھا ہی - بعدہ فرانس اور اٹلی مین فرانس اپنی ترقی تجارت مین بڑی کوشش کرتا ہی - ان جملہ نقایص سے اپنے

آپ کو بری کر دیا جو تجارت عامہ کے لئے مضر سمجھے گئے ہین۔
باقی اور ممالک یورپ تو اس کوچہ سے محض نابلد ہین اور جس چیز سے وہ عام تجارت کا اندازہ کر سکتے ہین وہ محض انکی مقامی تجارت ہی۔ خود انگلستان مین ہنوز وہ فریق قوت کے ساتھ موجود ہی جو عام تجارت آزادانہ کا مخالف ہی مگر اسمین بھی زوال آتا جاتا ہی۔

تجارت مین گھٹاؤ بڑھاؤ

یہ تو شاید مقبولہ اور عام طور سے تسلیم شدہ مسئلہ ہی کہ جو شی ایک شی کے وجود و ترقی کی وجہ ہوتی ہی وہی شی بہ تبدیل مزاج و قوت اوسکو نیست و نابود کی بھی طاقت رکھتی ہی۔ جنگ جو اکثر توسیع ملک و ترقی تجارت کے لئے ہوتی ہی اوسکے زوال کا بھی وہی باعث ہوتا ہی اور بعض حالتون مین تو بالکل پامال ہو جاتی ہی۔

ایام جنگ مین انسان کے گروہ کے گروہ سول پیشون سے علیحدہ کر کے جنگ کی طرف مائل کئے جاتے ہین اور جتنے ضروری صینجات انسانی زندگی بسر کرنے کے ہوتے ہین اونکی جانب توجہ کم کی جاتی ہی۔ صنعت و حرفت کے کارخانے بند یا سست ہو جاتے ہین اور ساری محنت اسباب حرب و ضرب مین خرچ کی جاتی ہی۔ زر نقد کا چلن کم ہو جاتا ہی کاغذی گھوڑے رفع ضروریات کرتے ہین۔ سکون سے روپیہ نہین ملتا نرخ نقرہ و طلا بڑھ جاتا ہی اور یہی سامان گرانی کے ہوتے ہین بعض اقسام کی تجارت مین فروغ اور اکثر مین زوال ہوتا ہی

اور جب وہی سامان جنگ وجدال مبدل بصلح وامان ہوجاتے ہین تو گرانی اشیا بھی مبدّل بہ ارزانی ہوتی ہے۔

اِسکے سوا ہندوستان کی طرح جن ملکون مین سکۂ نقرہی کا رواج ہے اونکو ایسے ممالک کے ساتھ معاوضۂ تجارت کرنے مین سخت مالی نقصان ہوتا ہے جہان سکۂ طلائی کا عام رواج ہے کیونکہ سکۂ نقرہی کی قیمت روز بروز کم اور طلائی کی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ یہ سامان تجارت کے سستی اور تیزی کے ہین۔

تجارتِ ہند

اب ہم کچھہ اپنے ملک کی تجارت موجودہ کا حال پیش ناظرین کرتے ہین۔ امید ہے کہ لطف سے خالی نہوگا۔ ہندوستان باوجود اپنی قدرتی زرخیزی کے ہمیشہ سے تجارت کرتا رہا۔ لیکن زمانے کی رنگت کے ساتھہ اِسکی تجارتون مین عظیم تغیر واقع ہوا مگر اس مین کوئی شک نہین کہ جس طرح اس ملک کے بعض مقرری گروہ ذات کی تقسیم کے لحاظ سے تجارت مین پشت در پشت لگے رہتے ہین اور جنکا کام بجز تجارت کے اور کچھہ نہین یہ مثال دنیا کے کسی حصہ مین نہین ہے اور اسی لئے یہان کے لوگون مین بالعموم حساب و کتاب کا مذاق زیادہ ہوتا ہے۔

مارواڑی۔ کھتری۔ کنبی۔ بنیا۔ ہندون مین۔ خوجہ۔ بہورے میمن مسلمانون مین۔ اور پارسی ہندوستان کے اقوام مین تجارتانہ مصروفیت کے لحاظ سے ہندوستان کے ہندون کی تعداد تو پانچ چھہ ہین مگر اصل مین کلکتہ اور

بمبئی خاص تجارتی بندر ہین۔ علی الخصوص بمبئی جو روز بروز ترقی کرتا جاتا ہے
ترقی تجارت کے بدولت بمبئی کی آبادی بھی بمقابلہ کلکتہ و مدراس کے نہایت تیزی
سے بڑھ رہی ہے اور آج اوسکو جملہ بلاد ہند پر بلحاظ کثرت آبادی فوقیت ہے۔
ہندوستان کی تجارت گزشتہ پچاس برس مین تقریباً دوچند کے ہوگئی ہے
اس کی تجارت کے چار طریقے ہین۔ اول بحری تجارت ممالک دیگر سے۔ ساحلی
تجارت بنادر متفرقہ ملکی سے۔ سرحدی تجارت ممالک متصلہ سے۔ اندرونی
تجارت مختلف بلاد ہند سے۔ ہند کی تجارت مجموعی سالانہ ڈیڑھ ارب سے زیادہ
ہے۔ اور اس لئے تمام ایشیا کے ملکون مین اسکا نمبر اول ہے بلکہ بحیثیت مجموعی
انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی۔ اور ممالک متحدہ امریکہ کے بعد تمام دنیا مین اس کا
نمبر آتا ہے۔ گویا تجارت کے لحاظ سے تمام دنیا مین اسکا پانچوان نمبر ہے۔
مال درآمد و برآمد کے اوپر اور اوسکے نوعیت کے لحاظ سے ملک کی
آسودگی اور لیاقت سمجھی جاتی ہے جس مین ہمارا ہندوستان ناقابل ثابت ہوتا ہے
اگر درآمد مال کی مجموعی قیمت کچھ کم و بیش بدرجہ اوسط ۷۰ کرور ہوتی ہے۔ اور
برآمد کی زاید از ۸۰ کرور۔ مگر بلحاظ نوعیت اسباب ہندوستان ذلیل ثابت
ہوتا ہے۔ کیونکہ علاوہ ایک بہت بڑی رقم یعنی زاید از ۱۵ کرور سالانہ پنشن
وغیرہ کے ہندوستان سے بیش قیمت مال اور پیداوار جو زندگی کا بہت بڑا جزو
سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً گیہون۔ چاول۔ چائی۔ شکر۔ قہوہ۔ میوہ۔ روئی۔ سن
زردغنی۔ چمڑا۔ ساگھو۔ اون۔ تیل۔ نیل۔ گندھک۔ ریشم۔ افیون۔ سونا

چاندی - لوہا - کوئلہ - موتی - وغیرہ - اسکے معاوضہ مین جو کچھ ہمکو ملتا ہی وہ بہت کچھ عطائے تو بلقائے تو بخشدم کا مصداق ہوتا ہی - مثلاً روئی سے کپڑا بنکر آگیا - لوہا گیا اوزار و کل وغیرہ لگئے - غرض یہان سے سامان اشیا بہم پہونچائے جاتے ہین اور وہان سے پھر ہمارے لئے تیار شدہ چند گنی قیمت پر واپس آتے ہین - اسکے سوا کچھ مصنوعی ہاتھی گھوڑے - کھلونے - جھاڑ فانوس کرسی - میز وغیرہ آرائشی دلفریب چیزین آتے ہین - غرض ہندوستان سے سامان حفظ روح و روان اور انگلستان وغیرہ سے اسباب آرائشی جسم و مکان جاتے آتے ہین - یہین تفاوت رہ از کجاست تا کجا -

ہندوستان کی تجارت بحری مین ساٹھ فیصدی انگلستان کا حصہ ہی - بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ - اس کے بعد چین - امریکہ - فرانس ہین اور ممالک سے تجارت بحری ایسی نہین ہی جو قابل ذکر سمجھی جاے -

ہندوستان کی جو تجارت سرحدی ممالک متصلہ سے ہوتی ہی - یعنی افغانستان ایران - بخارا وغیرہ سے اوس کا شمار بھی بہت خفیف ہی - کیونکہ راستہ نہایت دشوار گزار ہی - سرحدی اقوام اکثر مخل آمد و رفت رہتے ہین - علاوہ برین ان ممالک مین باستثنای افغانستان اوس کا رعب داب روز افزون ترقی پر ہی اوس کے مصنوعات بہ نسبت ہمارے زیادہ فروخت ہوتے ہین - کابل کی راہ سے جو مصنوعات انگریزی روسی عملداری مین پہونچتے ہین اوسپر محصول بہت لگایا جاتا ہی

ہندوستان مین مونوپولی سے نقصان رعایا بہت ہی جس طریقہ

تجارت کو خود اہالی انگلستان اپنے ملک اور دیگر ممالک مین مذموم قرار دیتے ہین افسوس ہی کہ اوس کا عمل درآمد اب تک تیزی کے ساتھ گورنمنٹ کر رہی ہی افیون جو کروڑون روپیہ کی ہر سال ہمین وغیرہ جاتی ہی اوس کی کاشت اور فروخت بدون اجازت خاص گورنمنٹ کے نہین ہوسکتی - علی ہذا نمک وغیرہ -

ہندوستانی گیہون تمام دنیا مین پسند کیا جاتا ہی اور بڑی کثرت اور سرعت سے اس کی ترقی گزشتہ پندرہ برس مین ہوئی ہی - مگر یہ تعجب کا مقام ہی کہ ۱۴ فیصدی کوڑا کرکٹ نکلتا ہی - جس سے تجارت مین سخت نقصان ہوتا ہی آئندہ اگر امریکہ کی طرح صفائی کا لحاظ کیا جاے تو خرید و فروخت مین آرام و فائدہ ہو -

مسلمانونکے جوش وخروش کی سچی تصویر

راقم مضمون کی صرف ذاتی رائے نہین ہے کہ عروس ہندوستان کی دلفریب صورتکو بدنما اور قابل نفرت بنانیکی نہایت کارآمد و موثر تدابیر مین ایک یہہ امر بھی شامل ہے کہ باشندگان ملک اوس فیاضانہ تعلیمی پالسی کے استفادہ سے بلطایف الحیل روکے جائین جسکا حامی انسان دوست لارڈ ولنگٹن بیکالے تھا

اس خیال کو عملی اثر پہونچانیکے لیے مختلف صورتین اختیار کی گئین۔ کبھی صاف صاف ہای ایجوکیشنل پالسی پر نکتہ چینیان ہوین۔ کبھی ورنکلر زبانون کے ذریعہ سے تحصیل علوم جدیدہ کا خیال دلایا گیا۔ اور بعض اوقات سنسکرت اور عربی زبانونکی لالچ دلاکر اعلی انگریزی تعلیم سے محروم رکھنے کی فکر ہوئی۔ جب دیکھا گیا کہ ہم اپنی نادانی محسوس کر چلے ہین تو ایک جداگانہ اسٹپ لیا گیا جو فی الواقع ایشیائی اور مخصوص ہندوستانی طبایع کے مناسب حال تہا۔

یعنی ہمارے علوم مذہبی کی اشاعت کی گئی اور زور دیا گیا کہ انگریزی تعلیم نے تدہر اور لامذہبی کی اشاعت کی ہے اور وہ ہندوستانی جو اس طریقہ تعلیم سے جدید زندگی مین در آئے ہین اپنے مذاہب پر یقین نہین رکہتے۔

ایک مہربان و خدا ترس بزرگ برادران اہل ہنود کے مقدس شاستر ونکے واعظ

اور قدیمی آریا اقوام کی علوم و ترقی کے حامی پیدا ہوے اور نصیحت فرمائی کہ زمانہ حال کی تعلیم مکر و گمراہی پھیلانیوالی ہے۔ دوسرے صاحب نے مسلمانونکی اصلی انگریزی تعلیم کے منصوبہ کو اس کاہل و حیلہ جو قوم کو ایک مذہبی یونیورسٹی کا خیال دلاکر سست کرنا چاہا۔ مگر شکر صد شکر کہ عزیز سرزمین ہند کے رہنے والے روز بروز ان دوستانہ نصایح و تدابیر کی اصلی تہ کو پہونچتے جاتے ہین۔ اور ان انسانی شایستگی کے مخالف حضرات کی ناکامی ترقی کرتی جاتی ہے۔

ایسی حالت مین کہ انکے مقاصد کو تامتر ناکامیابی ہوی تہین ہمکو کسی باریک مخالفانہ تدبیر کی (چاہے فوری اثر نہ دکھلائے) ضرورت توقع تہی۔ جو پوری ہوی۔

یہہ دیکھکر کہ ہمارے ہندو بھائی ایک یا دو پریسیڈنسیون مین مستدبہ حیثیت تعلیم کو پہونچ گئے ہین اسلئے اب تعلیمی معاملات پر بحث و گفتگو کرنا مناسب نہین ہے شاید کہین اور ولولہ نہ پیدا ہوجائے۔ اور یہہ کہ ہندوستان کے پولیٹیکل سوادمین روزافزون ترقی ہورہی ہے۔ پس ضرورت ہے کہ ہندوستانی ملکی حالت مین دوامی موافق مطلب تغیر پیدا کیا جاوے ولایت کی ہفتہ وار ڈاک کے مطالعہ سے معلوم ہوتا رہتا ہے کہ ہمکو ممالک غیر مین مذہبی و سوشیل ترقی کی کامیابیونکی جانب متوجہ کیا جاتا ہے اور انہین مباحث کی دلچسپی پیدا کی جاتی ہے۔ افریقہ مین وسعت مذہب اسلام۔ ٹرکی کی پولیٹیکل حالت۔ جاپان و تبت کے مسلمانون کے تجارتی اقتدار۔ اور مصر۔ و خرطوم کی باہمی چپقلش کو ہمارے سرخیل خیال و گفتگو کے اصل مضامین بنانیکی کوشش کی جاتی ہے۔

اور صرف اس خوشگوار نتیجہ کا انتظار ہے کہ ہندوستان کے مسلمانونکی پولیٹیکل حیثیت بالکل جداگانہ قایم ہو۔ انکے مباحث کچھ اور ہی ہون۔ وہ اسی ملک مین رہین۔ یہین کے قانون تعزیرات سے سزا پائین۔ یہین کا غلہ نوش کرین۔ ٹیکس ادا کرین۔ اور یہین کے "کالے آدمی" کہلائین۔ مگر خیالی طور پر اپنے کو کہین اور کا باشندہ خیال کرین۔ بوے حب الوطنی اون کے دل سے دور رہے۔ اور اونکے مقاصد مستثنیٰ ہو جائین تب اوس وقت ہندوستان کے ساتھ ان دوستانہ خیالات کا اختتام ہو سکتا ہے۔

اسمین شک نہین ہے کہ اگر ہم اس دانا دوستی کے رازہاے پنہان کو عیان کرین (۱) تو خوف طوالت مضمون کے علاوہ اس باتکا بھی خیال ہوتا ہے کہ جو لوگ ابتک اس مضر ذہانت معنی آفرینی۔ اور پر پیچ بندش کو نہین سمجھے ہین نکتہ چینی مین جلدی کرین گے۔ اسلیئے بہتر ہے کہ ہم اونہین دو سطرون "یونائٹڈ سروس میگزین" کے راقم کو ہی شامل کرین۔ اور جو کچھ اوس بیچارے نے فرط تشویش وخفقان مین خامہ فرسائی کی ہے واقعات وحالات عالم پر متوجہ کرکے اوسکا خوف رفع کرین۔ "ٹیک نہادی کے پیرائے مین مذہب اسلام کو نقصان پہونچانیکی کوشش" کوئی نئی بات نہین ہے۔ مسٹر ولفرڈ بلنٹ (۲)

---

(۱) اس خصوص مین آیندہ ایک سلسلہ شروع کیا جاویگا۔

(۲) صاحب ممدوح کو سیلون اور ہندوستان کے اکثر حصونمین بپاسنہ مسلمان آبادی کی طرف سے نمذد کئے گئے تھے اور آپنے مدرسۃ العلوم اسلامی (علیگڈھ) کی تعلیم کو ہماری ضرور توجہ کے

اپنی کتاب "فیوچر آف اسلام" میں گورنمنٹ ہند کو مخصوص دہلی اور پنجاب کے غریب مسلمانوں کی طرف سے ہوشیار کرتے ہیں اور عموماً اونکو خوف ہے کہ "انمیں ہمجنسی پائی جاتی ہے جو کسی دوسری ہندوستانی قوم میں نہیں ہے" اور "یہ لوگ تاریخ کو جانتے ہیں اور دنیا کے ہر ایک حصہ کے ہم مذہبوں سے سلسلہ پیام وسلام رکھتے ہیں"

"یونائٹڈ سروس میگزین" میں لکھنے والا بھی "جو بہادری اور پرہیزگاری و نفس کشی سوڈان کے درویشوں نے ظاہر کی" اور جس سے "اونکی مذہبی سرگرمی کا اظہار کافی طور سے" ہوتا ہے۔ نہایت خوف زدہ اور مضطرب ہے اسلیئے اوسکی تسکین خاطر کے لیئے "سب عیسائیونکو تاکید لازم ہے کہ متحدہ اور متفقہ کوشش سے کل مسلمان سلطنتوں کو قوت جنگ سے محروم کردیں"

زمانہ حال کی اسلامی حکومتیں تاریک دریائے تنزل میں بلکل غرق ہوگئی ہیں اور عام طور پر اونکے سراو بہار نے کا خیال قابل مضحکہ شمار کیا جاتا ہے۔ کسی ایک اسلامی ریاست کا ترقی یافتہ عیسائی ریاست سے مقابلہ قریب قریب نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ بقول ہمارے لایق ایڈیٹر کے "کہ اس واجب الرحم قوم کے پاس آلات جنگ ہیں نہ جنگی جہاز۔ نہ علم جنگ سے واقف نہ روپیہ ہے نہ زمانہ موجودہ کے علم و ہنر

۱؎ لحاظ سے ناکافی بنا کر ایک مذہبی اسلامی یونیورسٹی کے منصوبہ کی طرف ہماری کوششوں کو رجوع کیا تھا۔ اور چونکہ یہہ کام کوشش و تدبیر و استقلال کا تھا۔ اسلیئے پورا نہوا۔ افسوس!

۲؎ شاید انمیں نیک نیت رحم دل۔ اور انسان و اسلام دوست عیسائی سلطنتیں بلا امتیاز مخالفت کیونکر ہیں

سے آگاہ رکھنے یہ ہو کہ تعصب و جہالت کی ہمیشہ تیغے کے حاصل کرنیکے اجازت
نہین دیتا" اسکے علاوہ ابتدائی ترقی اسلامی کے زمانہ مین تمام مسلمان اتحاد کے ساتھ
ایک ہی سرزمین سے موسوم ملک گیری کے جوش مین بھرے تھے کیونکہ حالت جغرافیائی
نے ابھی تین بھاگ نہ کیا تھا لیکن اب وہ اتصال جغرافیائی کہان ہے اگرچہ اونکی جمعیت مجموعی
کشادہ اور وسیع ہو لیکن وہ کشادگی اور وسعت منتشر ہے۔ اوسکو بڑے بڑے
[illegible] اور پہاڑ [illegible] کر رکھا ہے اگر مسلمانونکی ایلہ فریبیان اور نام
نیالیان نظر نفرت انگیز سے دیکھتے ہین تو اسمین وہ قوی ہونیکے ساتھ ہی ہوشیار
اور دانشمند بھی ہین جو یہ سوچتی اور روز افزون ترقی عالم سے نامزد ہین اونھون
نے سمندرون کو اپنے جہازون اپنی تجارت اور سب سے زیادہ اپنی اخبارات
وغیرہ کے سامنے سد بے حیثیت و ناچیز کر رکھا ہے۔ ترکی خود تباہ ہوگئی۔ ایران آپ
غرق ہوگیا ٹیونس چل بسا اور مصر کی تلوار پہن گئی بیکار اگر کشش ہے
کہ اسپر دم والے سر دہ کا سر کاٹ ڈالا جائے۔

ہم نہایت سچائی سے کہتے ہین کہ مادہ فساد و بغاوت ہم مین معدوم ہے کیونکہ
ہماری تاریخ کے صفحہ غیر اطاعت و غلامی سے پاک ہین ہمارا سوشیل اور پولیٹیکل
برتاؤ جو علیحدگیون کے ساتھ ہے وہ مذہبی جواز سے ہے نہ کہ کینہ توزی سے
ہم تلوار رکھتے ہین اور نہ مانگتے ہین کیونکہ دوسرون نے کانگرس کے ذریعہ ایکٹ
اسلحہ مین ترمیم چاہی اور اس ترمیم کی مخالفت ہمارے سوا اور کسی فرقہ کی
جس تلوار کے چھین لینے کو دول یورپ متفق کیجاتی ہین وہ مدتین گذرین کہ ہمین

اب صرف قبضہ باقی ہین - اور شاید اس "اسلامی جوشو خروش" پر لکھنے والے کی انکھون مین تلوار کی تصویر خیالی ہوگی جسنے اوسکے دلمین اتنی ہیبت پیدا کی -

ہر ایک سوچنے والے کے اطمینان خاطر کے لیئے یہہ امر کافی ہے کہ برٹش کانسٹیٹوشن مین پر جوش و ذاتی نفرت یا عداوت رکھنے والون کی رائین ہر ایک ملکی معاملے مین نظر انداز کی گئی ہین - چہ جائیکہ راقم "یونائٹڈ سروس" کی رائے (جو نہ تو انکی ہے اور نہ نئی ہے) جسکے عملدرآمد پر تمام دنیا کے یورپین تعلقات کو صدمۂ عظیم پہونچیگا -

یہہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک سلطنت کے بیرونی تعلقات نرم دل اور بانکے بیرون کے ہاتھون سپرد ہوا کرتے ہین جنسے یہہ توقع نہین کی جاسکتی کہ وحشیانہ یا احمقانہ اصول پر کبھی عملی اسٹپ لینگے -

محمد اصغر حسین

بقیہ سفر نامہ نیلگری

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ شنبہ

آج ساڑھے آٹھ کو بیدار ہوا۔ میر فیاض علی صاحب جنکو اونکے والد کی سخت علالت کی خبر آئی ہے عازم ہین کہ آج یا کل بلدہ کو واپس جائین چنانچہ اسی وقت تار کیا گیا ہے کہ میر رضا علی صاحب استاد کی صحت سے اطلاع دین ۱۲ بجے پریوٹ سکرٹری گورنر صاحب مدراس کی ایک چٹھی آئی کہ گورنر صاحب ساڑھے چار بجے باز دید کی ملاقات کرین گے۔ بعد برک فاست تین مکان کی آراستگی مین مصروف رہا۔ چار بجے ۳۵ منٹ پر گورنر صاحب مع کمپٹین فول ایڈیکانگ آفسر ساتوین ہوزار تشریف فرما ہوئے۔ مین نے گاڑی تک استقبال کیا میر یوسف علی صاحب و میر فیاض علی صاحب و پنوز نگم و سید غلام رسول اسٹاف مین تھے۔ گورنر صاحب نے گاڑی ہی مین سے سلام کیا اور ٹوپی اونارلی پولس گارڈ نے سلامی دی۔ گورنر صاحب نے فرمایا کہ نواب صاحب معاف فرمائین مجھے پانچ منٹ کی دیر ہوئی ۱۵ منٹ نشست رہی ادہر اودہر کی باتین ہوتی رہین اور بڑے بھائی کی مزاج پرسی کی اور رخصت کیوقت فرمایا کہ مین ضلع گنجام کو تقریب دورہ ایک ماہ کے لئے پنجشنبہ کو روانہ ہوتا ہون وہان قحط کا اندیشہ ہے اوسکا بندوبست ضروری ہے ایک ماہ کے

ٹنگیری کو واپس آؤنگا اگر اس عرصہ میں یعنی میری غیبت میں نواب مختار الملک بہادر یہاں آئیں تو میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہدینا کہ مجھکو ملاقات کا بہت شوق ہے آپ سال آیندہ ضرور ٹنگیری آئیں ۔۔۔ صاحب ممدوح نہایت ہی خلیق ہیں ۔ گاڑی میں سوار ہوتے وقت ڈاکٹر صاحب سے بھی ایک دو باتیں انگریزی میں ہوئیں ۔ مکان اور مقام کی بہت تعریف کی اور رخصت ہوئے ۔ پھر میں نے چائے پکر ہوا خوری کا قصد کیا ۔ میرے ساتھ سید غلام رسول اور ڈاکٹر صاحب اور دو نوکر گاڑی میں اسٹاف کے لوگ پیونکم اور میر فیاض علی صاحب تھے ۔ سلک ہوٹل کو جاکر واپسی کے وقت تالاب اور پولو گرونڈ پر سے ہوتے ہوئے ۔ بجے مکان میں داخل ہوا ۔ ساڑھے سات کو ڈنر ہوا ۔ سید رسول ملازم فیاض علی صاحب نیچے کی بنڈی میں اسباب لیکر ۹ بجے مقام کو روانہ ہوا ۔ دو بجے استراحت ہوئی ۔۔

اس موقع پر گورنر صاحب کی نسبت اس بات کا ذکر کرنا بیجا نہ ہوگا کہ یہ اعلیٰ درجہ کے حاکم صرف پانچ منٹ کی تعویق پر بہت دیر تک معذرت و افسوس ظاہر فرماتے رہے ۔ پس ہمارے امراء کو بھی وقت کی پابندی نہایت ضروری ہے اور تمام شایستہ آدمی اپنے اس قسم کی اور پابندیوں سے مہذب گروہ میں داخل ہو سکتے ہیں ۔

رمضان ۱۳۰۶ھ ایکشنبہ

آج آٹھ بجے بیدار ہوا۔ میر فیاض علی صاحب مدراک کے ٹانگہ میں مطابع روانہ ہوئے۔ اگرچہ ترشح نہیں ہے لیکن ابر محیط آسمان ہے۔ اس مقام پر جب ابر آجاتا ہے تو طبیعت بہت گھبراتی ہے اور نہایت ہی تنگ وقت معلوم ہوتا ہے اور سردی بھی کسیقدر جو ناگوار امزجہ ہوتی ہے اور مقیاس الحرارت قریب ۱۱ بجے کے ۶۶ درجہ پر تھا۔ ۵ بجے ہم سوہیم ہوٹیل گئے تھے مگر وہاں فرست میجر مدراس کونسل فروکش تھے اور کل ہوٹل بکنگھم (جلا ہوا) تھا لہذا واپس ہو کر سلک ہوٹیل گئے اور ساڑھے ۶ کو واپس آئے۔ ۸ بجے ڈنر ہوا۔ ایک بجے استراحت۔ آج کا تمام دن نیلگیری کے حالات کے دریافت کرنے میں گزرا۔ یہاں کا علاقہ بلکہ کل ضلع دوسرے اضلاع مدراس سے بالکل علیحدہ کیفیت رکھتا ہے کیونکہ اس علاقہ کا بڑا حصہ پہاڑی ہونے سے یہاں کے انتظام اور کاشتکاری وغیرہ میں عجب دلچسپی ہے ہم آگے چلکے مفصل کیفیت ایک جاے لکھ دینگے۔

۲۶ رمضان ۱۳۰۶ھ دوشنبہ

آج ۶ بجے بیدار ہوا۔ یہاں کے بہت سے جنگلی لوگ آئے تھے۔ ان لوگوں کے حالات اور بود و باش کی کیفیت دریافت ہوئی اور اون کو صدقہ انعام دیا گیا۔ ۱۲ بجے برگ فاسٹ کھایا۔ بوجہ ترشح جو کل ہوئی تھی اور آج بھی صبح سے ہے پولو میچ جو آج مقرر تھا ملتوی ہوگیا۔ لیکن معمولی پولو شام کو ہوا۔ ۵ بجے بعد سلک ہوٹیل کو جا کر واپس آیا۔ آج

شب کو جنرل ہوز اور مسٹر مری و مسٹر ورڈ کا ڈنر تھا۔ یہ سب صاحب وقت پر تشریف لائے۔ آج کی رات ان معزز مہمانوں کے ساتھ لطف سے کٹی۔ ۱۱ بجے رخصت ہوئے۔ یہ جنرل صاحب پنشن یافتہ ہیں۔ ۴۶ سال ہندوستان میں ملازمت کئی ہیں۔ کسی قدر اردو بولتے ہیں۔ مسٹر برسکا سن ہے۔ آدمی نہایت خلیق و خوش مزاج ہیں۔ آجکا دن بھی نیلگیری کے حالات کے دریافت میں گزرا۔

۲۷ رمضان ۱۳۰۶ھ سہ شنبہ

آج ۷ بجے بیدار ہوا۔ صبح میں کچھ ترشح بھی ہوا۔ تمام دن ابر گھرا رہا آفتاب نظر نہ آیا۔ سردی خوب تھی گویا لندن کا ساون تھا۔ برک فاسٹ پر جنرل ہوز اور مسٹر مری آئے تھے اگرچہ مسٹر ورڈ کی بھی دعوت تھی لیکن صاحب مذکور ایک فوجداری مقدمہ کے جوری (پنچایت) میں شریک تھے اس لئے نہ آسکے۔ بعد غذا سے صبح ہم سب لوگ مع دعوتی اشخاص اوس کارخانے کے دیکھنے کو گئے جہاں پر شراب بنتی ہے۔ یہ کارخانہ ایک وسیع احاطہ میں جسکے اطراف دیوار گہری ہوئی ہے واقع ہے۔

کارخانہ کا منیجر جو ایک نوجوان خلیق آدمی ہے اور دار ہی مونچھ بالکل صاف کرتا ہے۔ گاڑی تک استقبال کیا۔ پہلے ہم کچہری میں گئے اور وہاں سے یک مشین (کل) دیکھنے جو نلی کے ذریعہ سے جس قدر پانی آتا ہے اوسکو صاف کرتی ہے۔ نلی کے ذریعہ سے ایک چکر دار پیچ میں سے پانی کی

دھارین باریک باریک مثل فوارہ کے گرتی ہین - اسکے نیچے چوبی بڑا ٹب (لکڑی کا کنڈہ) دھرا ہوا ہی پانی اس مین جمع ہوتا ہی اور دوسرے مشنون کو یہان سے جاتا ہی اور پیڑو کو ٹھنڈا کرتا ہی - مکانات کارخانہ نہایت وسیع اور عالیشان ہین ہم یہان سے اوس مشین ہوس کو گئے جہان جو کا بھوسہ ایک آدمی ہزارون من اس کل کے ذریعہ سے صاف کرتا ہی - اس مشین مین جو ڈالدیتی جاتی ہی - اندر والے رولر کے ذریعہ سے پوست علیحدہ ہو جاتا ہی رولر کے اطراف آہنی جالی ہی جس مین سے بھوسہ نکل جاتا ہی اور جو صاف ہو جاتی ہی - وہان سے ایک کوٹھہ مین گئے یہ مکان ایک حجرہ نما شکل پر ہی مگر اس قدر طویل ہی کہ چار سو آدمی مقابل یکدگر ڈنر میز پر بیٹھہ سکتے ہین یہ اناج کا گودام ہی - یہان جو کے خریطے صدہا رکھے ہوے ہین - پنجاب ممالک مغربی و شمالی اور خاص نیلگیری وغیرہ ہر ایک ملک کا جو بھرا ہوا ہی ہمکو ہر ایک قسم اور ہر ایک ملک کے جو دکھلائے گئے - یہ مکان دوسرا ہی یہان سے ہم بذریعہ زینہ اوپر کے درجہ مین گئے - یہ بھی اتنے درجہ وسیع کا کمرہ ہی - اس عمارت کے ستون اور چھت کل آہنی ہین ہوا ہی - مین ایک جانب آہنی حوض ۲۰ گز مربع اور ۵ فیٹ گہرا بنا ہوا ہی - یہان جو بھرے جاتے ہین اور کنکر و کچرہ صاف کیا جاتا ہی - ایک جانب ۲۰ گز طول اور دس گز عرض کا ایک حجرہ ہی - اسکے تھہ مین تمام آہنی باریک باریک جالی ہی اوسپر جو ڈالدیتے ہین - اس سے تیسرے درجہ مین زمین کر

اندر چولھہ ہی جب اوس مین آگ روشن کرتے ہین تو یہ جو اوس چلنی دار توے پر بھونی جاتی ہی اور پھر اوس جال کے روزنون سے نیچے کے درجہ پر گرتی ہی اور یہان حسب ضرورت بریان ہو کر نکال لی جاتی ہی۔ اس نیچے کے درجہ کی جال بہت باریک ہی تاکہ چولھہ مین نہ گر پڑے۔ ہم یہان سے اوتر کر چولھہ کے تھہ خانے مین گئے۔ زمین کے اندر بذریعہ زینہ کوئی ۲۵ فٹ اوترنا ہوتا ہی۔ یہان آہنی کشتیان ہین جس مین آگ روشن کی جاتی ہی۔ الغرض یہان سے نکل کر ہم اب اوس بالا خانہ پر گئے جہان پیسنی ہی۔ اس مکان سے اوس مکان کو جانے کو ایک چوبی پل بنا ہوا ہی یہان ایک مشین ہی اور اوسپر ایک چوبی حوض بنا ہوا ہی جس مین بریان شدہ جو ڈالتے ہین اور جو چرمی خرطوم کے ذریعہ سے اوس مشین پر گرتی ہی یہ مشین ایک ایک ہاتھہ دو دو بیز رولرون سے ملا ہوا بنا ہوا ہی اور اوسکے اوپر ڈھالو ایک گز طول اور آدہا گز عریض باریک باریک تار کی تختی سے یہ خرطوم ہی۔ جو اسی پر سے رولرون پر گرتی ہین اور تارون کے کھنچ کہ اگر اور کچھہ کچرہ رہگیا ہو تو وہ بھی صاف ہو جائے یہ دونون رولر سے ایک چکر کھاتے وقت رگڑتے ہین جو اس مین جو کوب ہو جاتی ہی۔ کا بیان ہی کہ ایک وقت کسی مزدور نے کسی وجہ سے اسپر ہاتھہ رکھا تھا بہر حال یہان جو نیم کوب ہوتی ہی اور پاخر طوم چرمی کے ذریعہ سے خوش

مین جاتی ہی۔ اس کے نیچے کے درجہ مین دو حوض بہت بڑے بڑے آہنی دو فٹ عمیق بنے ہوے ہین۔ یہان یہ جوتر ہوتی ہی اور دھوئی جاتی ہی۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا چوبی برج بنا ہوا ہی جس مین جوہ پکتی ہی اور یہ تمام کام بلا زحمت انسان کلون کے ذریعہ سے نکلتا ہی صرف ایک آدمی کی ضرورت ہوتی ہی یہان اوسکا شیرہ نکلتا ہی اور نلیون کے ذریعہ سے چوبی صندوقون مین جو بطور حجرون کے بنے ہوے ہین آتا ہی اور یہان خمیر ہوتا ہی۔ دو صندوق دیکھے گئے بادی النظر مین معلوم ہوا کہ روئی سے بھرے ہوے ہین مگر حقیقت مین کف تھا جو اوپر آگیا تھا اور بو بھی ویسی سے نکل رہی تھی۔ منیجر کا بیان ہی کہ ایک وقت ایک صندوق جو اسی وقت شیرہ سے خالی ہوا تھا اوس کے صاف کرنے کی غرض سے ایک آدمی اوس مین اوترا تیزی بو سے بیہوش ہوگیا اور دو آدمی جو اوس کو نکالنے گئے تھے وہ بھی بیہوش ہوگئے تھے اور وہ تینون فوت ہوگئے۔

اس مکان مین ایک چھوٹا سا کمرہ ہی یہان تھرمامیتر اور بہت سے پیمائشی کانچ کے اوزار میز پر رکھے ہوے تھے اور ایک سلیٹ کی تختی پر دو چینی چھوٹے چھوٹے پیالہ مین جس مین شیرہ بھرا ہوا ہی اور صندلی رنگ کا تھا کچھ درد آمیز اوسی سے امتحان درستگی خمیر اور شیرہ کا کیا جاتا ہی سب کے نیچے کے مکان مین انجن تھا جس کی سبب سے یہ سب اوزار کام کرتے ہین اور ایک آہنی چھوٹا سا حوض ہی جہان نلیون کے ذریعہ سے بیئر تیار شدہ جمع

ہوتی ہی اور ٹوٹی کے ذریعہ سے پیپون مین بھری جاتی ہی - یہان سے ہم لوگ گودام مین گئے پہلے کمرہ مین دو چار آدمی شیشون کو جس مین بیئر بند تھی لاکھ کی مہر اور اوسپر نقرئی ٹکڑا اور کارخانہ کے مارک کے چھاپ لگا رہے تھے - دوسرے کمرہ مین تمام شیشہ پرال کی گھاس مین تہہ دہری ہوے تھے چونکہ یہان چار قسم کی شراب اوترتی ہی جو مختلف قسم کے غلہ سے بنتی ہی - اوسکے ہر ایک قسم کے شیشون کا ذخیرہ علحدہ علحدہ لگا یا گیا ہی اور ہر ایک قطار پر چوبی چھوٹی سی تختی پر قسم شراب کی لکھی ہوئی ہی بیچ مین ایک چھوٹی سی میز پر پانچ چھ گلاس ایک کشتی مین تھے - منیجر نے ہر ایک قسم کا شیشہ کھولکر ایک ایک گلاس بھر کے تواضع کیا بعضے ہمراہیون نے بعض بعض کا ذایقہ دیکھا - یہان کا قاعدہ ہی کہ جو شخص دیکھنے آئے اوسکو یہان کی تیار شدہ شراب کا ذایقہ بتایا جاتا ہی - اسکے پہلو مین ایک دوسرا حجرہ ہی اوس مین تمام پیپے سب بیئر سے بھرے ہوئے ہین ایک ایک پیپا قد آدم برابر ہی اور تمام لوہے کے پٹے پر رکھے تھے تخمینًا ایسے سو پیپے ہونگے معلوم ہوا کہ بحساب اوسط ہر ماہ پچیس پیپے تیار ہوتی ہی -

ہم یہان سے اوس مقام پر گئے جہان بذریعہ کل دخانی پانی باولی سے نکالا جاتا ہی - اس تمام کارخانہ مین پانی کی بہت ضرورت ہی اس کے بعد اوس مکان مین گئے جہان شیشہ صاف کئے جاتے ہین اور پرال کے غلاف شیشون کے لئے تیار کئے جاتے ہین یہان سب عورتین کام کرتے ہین ہم یہان سے ایک

سفائی ٹیلہ ڈھالیہ مین گئے - یہان پیپے بنائے جاتے ہین کاریگر تمام اپنے اپنے کام مین مصروف ہین - لکڑی ایک طرف چھیلی جاتی ہے اور ایک طرف خراد ہوتے ہین اور ایک طرف پیپہ کی ہیئت بنائی جاتی ہے اور اوسپر لوہے کے کٹ چڑھائے جاتے ہین یہان عجیب لطف ہے دو آدمی ہاتھون مین ہتوڑے لئے ہوئے یکے بعد دیگرے گھوم گھومکر اوس کٹ کو ٹھونکتے تھے - یہ لوگ اتنا گھومتے ہین کہ اگر دوسرا کوئی شخص ایسا کرے تو چکر کھاکر گر جاے - ایک جاے خالی شدہ پیپے دھوئے جاتے ہین اور کہین اوزار صاف کئے جاتے ہین اور کہین کارک (ڈانٹ) بنائے جاتے ہین اور کہین چوبی و بیز پتلے (جس سے پیپون کے روزن بند کئے جاتے ہین) بنتے ہین اس سے تھوڑے فاصلہ پر منیجر کا مکان نہایت خوبصورت وضع دار بنا ہوا ہے جس مین گلکاری بہت ہے - دیلیا کا پھول سرخ رنگ یہان جتنا بڑا دیکھا ایسا کہین نیلگیری مین نظر نہین آیا وہ قریب قریب سورج مکھی کے پھول کے تھا - جب ہم گاڑی کی طرف چلے تو کارخانہ کا آدمی ایک کشتی مین کچھ بناتی قسم کی ایک شئے لایا جس کی شکل سنا کے پتہ کی تھی اور نیم کوفتہ تھی - یہ جو کے ساتھ بیئر کی تیاری مین شامل کی جاتی ہے اور اوسکا بیان تھا کہ اگر اسکو تکیہ مین بھرلین اور سرہانے لیکر سوئین تو نیند جلد آجاتی ہے اسکا چکھکر ذائقہ بھی دیکھا گیا - ہم منیجر سے رخصت ہوے اور سیدھے سلک ہوٹیل گئے بلیرڈ روم خالی تھا مین نے

ڈاکٹر صاحب کے ساتھ دو بازی کھیلا اور ایک بازی جنرل ہوزا اور ہم جیتے ہوئی۔ ۶ بجے یہان سے جنرل رخصت ہوے اور ہم یہان سے ایک پارسی کی شاپ کو گئے جہان چینی کے برتن اور جواہر وغیرہ اسباب تھا قریب ہزار روپیہ کے اسباب خریدا گیا پونے سات کو گھر آئے ۸ بجے ڈنر کھایا بوجہ گشت امروزہ طبیعت مضمحل رہی دس بجے آرام کیا۔ آسمان ابین کلر روشن تھے۔

۲۸ رمضان ۱۳۰۷ھ چہارشنبہ

آج ۷ بجے بیدار ہوا۔ آسمان نہایت صاف ہے اور دھوپ بھی بہت تیزی سے پڑتی ہے سردی کم ہے مقیاس الحرارت ۶۷ درجہ ہے۔ ۱۲ بجے سر جارجس آرتھنٹ کمانڈار نجیف مدراس پریسیڈنسی بازدید کو تشریف لائے ہمراہ کپتان رسل ریڈی کانگ تھے۔ ۱۲ منٹ ملاقات رہی بعد رخصت برک فاسٹ کھایا پونے چار کو مین مع ہمراہی تالاب والی سڑک پر سیر کو گیا جہان آج شرط اور اسپورٹ تھی۔ سڑک کے کنارے والے ٹیلہ پر ایک چھوٹا شامیانہ لگا تھا جس مین چای وغیرہ جات تھے اور بہت سی لیڈیان اور جنٹلمین بھی موجود تھے۔ پہلی شرط پون میل کی تھی جس مین ۵ گھوڑے تھے اسکے بعد ٹینٹ پیگنگ (نیزہ بازی) ہوئی اور پھر ڈبل ٹینٹ پیگنگ اور یا بو پر سوار ہو کر ٹینٹ پیگنگ ہوئی بعد اسکے لیڈیز ریس (عورتون کی گھوڑ دوڑ) اس مین ۵ لیڈیز تھے اور شرط ایک میل کی تھی

جب یہ لیڈیز اپنے گھوڑون کو تراٹ چھوڑتے تھے تو عجیب لطف معلوم ہوتا تھا۔ بعدہ آٹھ بابو کی شرط تھی ہر ایک کو دو دو یا بو تھے اس شرط مین یہ سماں تھا کہ نصف میل تک دوڑ جائین وہان پر ہر ایک سوار بدلے اور دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر نہایت زور سے وننگ پوسٹ (مقام جیت) تک آئے جو آگے پہنچیگا وہ انعام پائیگا۔ اخیر شرط ایک میل کی تھی اس مین میرا بابو بھی تھا۔ غرض تمام شرطین وٹینٹ پیگنگ کا انعام یورپین کو ملا جب شرطین ختم ہو چکین تو اس شدت سے گھٹا چھائی کہ پناہ بخدا اسوقت کا سماں قابل دید تھا لیڈیز اور جنٹلمین اپنی اپنی سواری کی تلاش مین تعجب انگیز گھبراہٹ کے ساتھ دوا دوش کرتے تھے ہم اپنے گاریون مین سوار ہوئے اور سیدھے مکان چلے راہ مین ابر اس قدر نیچا جاتا ہوا ملا کہ گویا ہماری گاڑی ابر مین سے جاتی تھی ہاتھ پانون یخ ہو رہے تھے مکان پہونچے تک پانی برسا سات بجے تقاطر شروع ہوا۔ آٹھ بجے ڈنر کھایا۔ شب مین دو بجے تک ترشح ہو رہی تھی ساڑھے دس بجے آرام کیا۔

اب مین حالات نیلگیری حسب وعدہ ذیل مین بیان کرتا ہون اس کے مطالعہ سے غالباً ہمارے ملک کے نوجوانون کو لطف آئیگا اور پھر ملک کے انتظام مین ان حالات سے مدد لین گے۔

نیلگیری

عام کیفیت

تھوڑے دن پیشتر تک ضلع نیلگیری صرف پہاڑی حصہ مین محدود تھا جس کے مختلف مقامون کی بلندی چھ ہزار فٹ سے لیکر قریب نو ہزار فٹ تک ہے حال مین انتظامی نظرون سے مالابار کا کچھ حصہ جو دیناد کہلاتا ہے نیلگیری مین شامل کر دیا گیا۔ اس حصہ کے شامل ہو جانے سے نیلگیری کے رقبہ اور آبادی اور آمدنی اور حدود دخت یار مین وسعت ہو گئی۔ چنانچہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری سے جو آخری مردم شماری کہلاتی ہے مجموعی ضلع نیلگیری کا رقبہ ۹۵۰ میل مربع اور آبادی ۹۱۰۳۴ ہے۔

جغرافیہ طبعی

ضلع کی توسیع کے پہلے یعنی اصل نیلگیری تو کوہستانی دیوارون سے مثل حصار کے گھرا ہوا تھا جو اوسکے نام سے مفہوم ہوتا ہے۔ اس سنگین پہاڑی چار دیواری کے اندر چھوٹی چھوٹی پہاڑیان گھاس اور جنگل سے ڈھکی ہوئی ہین۔ ان جنگلون کو جو جابجا دکھلائی دیتے ہین یہان کے لوگ شولہ کہتے ہین۔ سطح پہاڑ نہایت غیر مسطح ہے۔ پہاڑی کا ڈھال بالکل غیر مساوی ہے۔ کہین اکبارگی نشیب آگیا اور کہین رفتہ رفتہ نشیب و فراز واقع ہوا الغرض کل اس نشیب و فراز کی اوسط مقدار چھ ہزار فیٹ بلند ہے۔

نشیب مین ایک جانب میسور اور دوسری جانب ویناد کی زمین ہے جو سطح آب سے دو ہزار اور تین ہزار فیٹ تک بلند ہے۔ جس سے نیلگیری کے دو حصہ ہو گئے ہین اور بیچ مین ایک دریا بہتا ہے جسکو مویار کہتے ہین۔

جنوب مشرق کے دامن کوہ مین پہلے جنگل تھا مگر اب قہوہ کے باغات روز افزون ترقی کے ساتھہ ہین۔

اس پہاڑی ضلع مین چھہ گھاٹ یعنی راستہ ہین جن سے قرب وجوار کے شہرون سے آمد و رفت رہتی ہے۔ ان مین سے چار راہین مکمل ہین گاڑیان آتی جاتی ہین خصوصاً کنور کی سڑک سب پر فوقیت رکھتی ہے۔ موبار کے سوا اور ندیان بھی قرب مین واقع ہین یعنی ہوائی۔ کالیکٹا۔ ضلع مین تالاب تو چھوٹے بڑے کئی مگر قابل ذکر ایک ہی ہے جو اکٹمنڈ مین تفریح و دلچسپی کا مرکز ہے۔ اسکے گرد ایک وسیع سڑک گھوڑون پر سیر و تفریح کے لئے ہے۔ مین نے اسی تالاب مین ایک کشتی خرید کر چھوڑا ہے اور اپنے ایام قیام مین شام کے وقت نہایت لطف سے اوس مین تفریح و سیر کرتا رہا۔

جنگل تو یہان بہت ہے مگر بعض نشیبی مقام مین ساگوان وغیرہ شہتیر کے قابل درخت ملتے ہین۔ گورنمنٹ کے صیغہ جنگلات کو اس سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ کا فائدہ ہے۔

تفریح طبع کے وسایل حسب مذاق اہل شوق یہان کثرت سے ہین منجملہ انکے جنگلی جانور۔ شیر۔ چیتا۔ ریچھ۔ وغیرہ۔ مگر شکاریون نے یہان وہ مسلسل طبع آزمائیان کین اور ان جنگلی خوفناک جانورون کو نیست و نابود کرنے کا اس گرمی سے لگاتار سلسلہ باندھدیا کہ چند ہی روز مین جانورون کے سلسلہ کے ساتھہ شکاریون کے آیندہ مشاغل کا تار ہی توٹ گیا۔ مگر گورنمنٹ

نے دیکھا کہ اگر یہی شب و روز رہین گے تو لوگون کی تفریح ہی جاتی رہے گی اس لئے دس برس کا عرصہ گزرا کہ جانورون کے موسمی حفاظت کا اعلان دے دیا۔

تاریخ

اِن لق ودق پہاڑیون کی کوئی ابتدائی تاریخ نہین ملتی اگرچہ پانچ قسم کے پرانی قومون کی یہان آبادی ہے۔ ان جنگلیون کی کچھ ایسی حالت تھی اور اب تک ہے کہ ان مین کوئی زبانی شہادت قدامت کی ایسی موجود نہین جو پایۂ صداقت کو پہونچے۔ منجملہ ان اقوام کے ایک قوم **ٹوڈا** ہے جسکو یہان کے اصلی باشندے ہونیکا دعویٰ ہے مگر بلا ثبوت۔ اور تحقیق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اونکا دعویٰ غلط بنیاد پر ہے۔ یہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ ان مین سے کسی نے کبھی حکومت کی تھی۔ مگر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ نواب حیدر علی بہادر نایک کے زمانہ حکومت میسور کے سو برس پہلے نیل گری پر تین راجہ تین مختلف زمانہ مین گزرے جنکی گڑھیان ابتک پچھلی عظمت کا کچھ نشان بتلا رہی ہین۔

سترہوین صدی مین نیلگری میسور کے زیر اقتدار ہو گیا۔ اور نواب حیدر علی بہادر نے اپنے سلسلہ فتوحات مین عنان عزیمت نیلگری کی طرف پھیری تو منجملہ اُن تین گڑھیون کے ہولی کلدرک اور ملیکوٹا پر قبضہ کرلیا۔ اِن دونون ضروری ناکون پر قبضہ کر لینے سے کوئمبتور اور ملایالم پر بھی قبضہ ہوگیا اور اسطرح مضبوط ہو جانے پر پہاڑی اقوام کو بہت کچھ زیر بار محصول گرانبار

کیا اور جب ٹیپو سلطان نے ادھر نظر اٹھائی تو بقول شخصی کہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند بقیہ تیسری گڑھی پر بھی قبضہ کرلیا۔

انگریزون مین پہلے پہل ۱۸۱۴ء مین محکمہ پبلیشن کے دو آفسر مسٹر کیٹر اور مسٹر بیک بنظر تحقیقات آئے۔

پانچ برس کے بعد اور دو انگریز اعلیٰ ملازم متعلقہ سول سروس مدراس چورون کے تعاقب مین کوٹ گڑھی کی راہ سے پہاڑ پر چڑھ آئے اور وہان آنے پر حسب اتفاق ان کو معلوم ہوا کہ یہان کی آب و ہوا یورپین ممالک کے موافق ہے

خدا کے دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیغمبری ہو جائے

چنانچہ دوسرے ہی سال مسٹر سلیون کلکٹر کوئمبتور نے گورنمنٹ مدراس کا خیال انکمنڈ کی جانب ملتفت کیا۔ اور ایک سال کے بعد انہین نے پہلا انگریزی وضع کا مکان انکمنڈ مین بنایا۔

آثار قدیمہ

یہان کے آثار قدیمہ مین قدیم زمانہ کی گڑھیان اب تک موجود ہین جو یہان کے راجاؤن نے اپنی حفاظت اور حکومت کے لئے تعمیر کی تھین۔ قوم **تو ڈا** کے مقابر بھی موجودہ وضع کے پائے جاتے ہین اور بہت سی قبرین کھود کھود کر نکالے گئے ہین جن مین سامان جنگ۔ ظروف مسی۔ زیورات۔ ظروف گلی وغیرہ پائے جاتے ہین۔ ان مدفنون یا دفینہ اشیاء کے موجودہ اقوام مین کوئی دعویدار نہین پایا جاتا

جس سے اونکی قدامت بہت معلوم ہوتی ہے۔ حال مین ایسے مقابر چالیس کھود ے گئے ہین۔

مردم شماری

۱۸۴۸ء مین اس ضلع کی مردم شماری ہوئی۔ جبکہ ۱۷۰۵۷ تعداد تھی آدمی وقت ضلع کا رقبہ ۴۵۰ میل مربع تھا۔ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری بحیثیت مجموعی ۹۱۰۳۴ ہوئی جو ۲۱۵۹۰ مکانون مین آباد تھے از روے تقسیم مذہب ہندو ۷۸۹۷۰ عیسائی ۸۴۸۸ مسلمان ۳۵۳۱ دیگر مذاہب ۴۴۔ ہندون کی تعداد مین پہاڑی اقوام بھی شریک کر دیے گئے ہین۔ اس ضلع پر کیا منحصر ہے تمام مدراس مین عیسائیون کی کثرت ہے خاصکر فرقہ رومن کتھولک ہین کیونکہ ہزار ہا ہر سال میسور سے قہوہ کے باغون مین کام کرنے کو آتے ہین اور اگرچہ غالب حصہ واپس جاتا ہے مگر تاہم ایک معقول حصہ ہمیشہ یہین کا قیام اختیار کر لیتا ہے اوٹکمنڈ کی آبادی ۱۲۳۳۵ ہے۔

پہاڑی اقوام

پانچ قسم کی قومین نیلگری مین رہتے ہین جنکے نام یہ ہین **ٹوڈا**۔ **بدا گا** **کوٹا**۔ **کورمبر**۔ **اِروُلر**۔

ٹوڈا۔ دراز قد۔ وجیہہ۔ اور بہادر ہوتے ہین۔ وہ فی الاصل یہان کی نسل نہین معلوم ہوتی بلکہ سر اور چہرہ کی بناوٹ سے محققین نوع انسان نے اون کو یہودیون سے نسبت دی ہے۔ پوشاک ایک کپڑے کی ہوتی ہے اور اسکا

ہاے لینڈ روالون کی طرح گھنگھریا پہنتے ہین - عورتون کا لباس یہ ہے کہ ایک کپڑا سینہ سے پیر تک لپٹا رہتا ہے - عادات ورسم ورواج نہایت خراب و نفرت انگیز ہین یعنی دستور ہے کہ ایک عورت خاندان کے کل بھائیون کے لیے بیاہی جاتی ہے - زبان بگڑی ہوئی تامل ہے - ہری دیو کی پرستش ہوتی ہے -

سنہ ۱۸۸۱ مین انکا شمار ۶۹۳ تھا - بدا کا خیال ہوتا ہے کہ یہ لوگ قحط زدہ ہوکر شمال سے آئے - جس کو ۳۰۰ برس گزرے جبکہ وزیانگر کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی تھی ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے - دولتمندی - تہذیب اور خوبصورتی مین دوسری اقوام کو ہی پر فایق ہین مگر اقوام لوڈا کو خراج دیتے ہین - زبان پرانی قسم کی کنڑی ہے - رنگا سوامی کی پرستش کرتے ہین جنکا دیول اوسی نام کی پہاڑی پر یہان بنا ہوا ہے - سنہ ۱۸۸۱ مین انکی مجموعی تعداد ۲۴۱۳ تھی -

کوٹا قوی الجسم خوبصورت اور مضبوط ہوتے ہین - بال لمبے رکھتے ہین عورتین پستہ قد اور کم خوبصورت ہوتی ہین - زراعت اور کچھ صنعت پیشہ بھی ہوتے ہین یہ لوگ اول کی دونون قومون کی خدمتگاری کرتے ہین - پرستش دیوتاؤن کی تو کرتے ہین مگر مورت نہین بناتے - زبان پرانی اور بگڑی ہوئی کنڑی ہے

سنہ ۱۸۸۱ مین انکا شمار ۱۰۶۵ تھا -

کورمبر تمام اقوام مین یہ لوگ ذلیل اور غیر مہذب ہین - پستہ قد - بدوضع اور بدشکل ہوتے ہین - عورت و مرد کی پوشاک قریب قریب یکسان ہوتی ہے -

سب قوموں کی طرح یہ لوگ بھی زیورات آہنی و مسی کے شایق ہیں۔ زبان بگڑی ہوئی ٹامل ہے۔ چند قدرتی اشیاء کی پرستش کرتے ہیں۔ جنگلی جانور نباتات و شہد وغیرہ پہاڑ پر سے لاکر دوسرے شہروں میں غلہ اور کپڑے سے تبادلہ کرتے ہیں۔ سرکاری باغات سنکونا اور قہوہ میں اکثر کام کرتے ہیں سنہ ۱۸۸۱ء میں ۳۱۸۵ تھے۔

اِرولر یہ لوگ پہاڑ پر نہیں بلکہ نشیب میں رہتے ہیں یہ لوگ فرقہ کورمبر بلکہ کوٹا سے بعض باتوں میں افضل ہیں عورتیں قوی الجثہ مگر سیاہ ہوتی ہیں۔ مرد گھر میں لنگوٹے اور باہر کچھ زیادہ عورتیں پارچہ کا استعمال تا بزانو رکھتی ہیں باقی کل اوپر کا بدن برہنہ رہتا ہے۔ عورات زیور کے شایق ہیں اگرچہ بظاہر مضبوط ہوتی ہیں مگر کاموں میں سست نظر آتی ہیں۔ شکار میں مہارت اچھی ہوتی ہے۔ زبان بگڑی ہوئی ٹامل ہے دس برس میں ان کی تعداد بہت گھٹ گئی پہلے ۱۴۰۰ تھی سنہ ۱۸۸۱ء میں ۹۴۶ رہی۔ رنگا سوامی کی پرستش ہوتی ہے اور وہیں اکثر رہتے ہیں۔

یہ قومیں قریب قریب انہیں قوموں کے ہیں جو ہمارے ملک میں بنام چنچو وڈا اور بہیل جو پرگنہ امرآباد اور عملداری سپر پور ماندور میں آباد ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک حصہ بنی آدم کا ہنوز جنگلوں میں آباد ہے باوجود انگریزی حکومت عملداری میں ہونے کے ہنوز ان قوموں میں کوئی قابلیت پیدا نہیں ہوئی نہ یہ شائستہ

ہوے ہین۔

زراعت

نیلگری مین گیہون - جو - مٹر - ہلدی - پیاز - رائی - ارنڈ وغیرہ کی کاشت ہوتی ہی - سال مین کبھی دو اور کبھی تین مرتبہ آلو کی کاشت ہوتی ہی اور روزافزوں ترقی ہوتی جاتی ہی - اسکے سوا یورپ کی کل ترکاریان اور میوے یہان خوب ہوتی ہین —

یہان کی مشہور تجارتی پیداوار مین قہوہ - سنکونا - چای ہی -

قہوہ - قہوہ کی کاشت یہان پہلے پہل ۱۸۴۳ مین ہوئی اب کورگ اور وین مین بھی ہوتی ہی - اسوقت ویسیون کے چھوٹے بڑے باغات کے سوا قریب پانسو کے باغیچہ گورنمنٹ کے ہین - ۲۵ ہزار ایکڑ زمین مین اسکی کاشت ہوتی ہی - ۲۳۰ ہزار ایکڑ اراضی جدید ہی اور بیس ہزار ایکڑ مین پہل آتے ہین موجودہ مالیت ایک کروڑ سے زاید ہی بدرجۂ اوسط چار ہزار ٹن ہر سال قہوہ باہر روانہ کی جاتی ہی جس کی ۲۳ لاکھ روپیہ قیصری سکہ کی آمدنی ہوتی ہی دس بارہ ہزار آدمی متعین کارخانہ رہتے ہین ڈیڑھ سو یورپین کاشتکار اور باغات کی سپرنٹنڈنٹ ہین باقی اور باغات کے صرف اہل وطن مالک و نگران چای — ۱۸۵۱ مین پہلا باغیچہ چای یہان تیار ہوا - اسوقت اٹھتیس باغات ۱۲ ہزار ایکڑ زمین مین ہین ۴۸۰ ایکڑ جدید اور ۳۳۰۰ ایکڑ مین پیداوار ہوتی ہی - مجموعی مالیت ان باغات کی ۵ لاکھ ۷ ½ لاکھ تخمینہ کیجاتی ہی -

بدرجۂ اوسط ۵ لاک ۱۰ ہزار رتل سالانہ چای تیار ہوتی ہے۔ نشیب میں جہاں گھاس اوگتی ہے وہاں چای کا تجربہ نہین ہوا تہا جواب ہوا ہے۔ ساڑے چار ہزار آدمی سے زیادہ مصروف باغات چاے ہین۔

سنکونا۔ سنہ ۱۸۶۰ء سے گورنمنٹ مدراس نے سنکونا کا تجربہ شروع کیا۔ اس مین سرکار کو شروع مین نقصان زیادہ آیا اسوقت ۹۰۰ ایکڑ زمین مین ۱۳ لاک سے زاید درخت ہین۔ پنج سنہ ۸۳ء تک کل سرکاری خرچ ساڑہے پچیس لاک سے کچھ زیادہ ہوا اور آمدنی ۳۴ لاک۔ اب آیندہ اور زیادہ منفعت کی امید ہے کیون کہ اخراجات کثیرہ کا وقت گزر گیا یہ خوشی کی بات ہے کہ گورنمنٹ کے قدم بقدم چند اولوالعزم اہل ملک نے سنکونا کے باغات لگاے ہین جو کثرت سے موجود ہین

جنگل

نیلگری کے جنگلون کی چار تقسیم ہین۔ (۱) وہ جنگل جو مشرق اور جنوبی ڈہال مین ہے (۲) وہ جو شمالی ڈہال اور مویار وادی مین ہے (۳) وہ جو جنوب و مشرق وینا مین ہے (۴) وہ جو میدان اور پہاڑی مین ہے جنکو شولہ کہتے ہین۔

اول مین ساگوان وغیرہ۔ دوسرے مین صندل کے درخت۔ تیسرے مین بھی شہتیر کے قابل درخت ہین اور آبنوس ملتا ہے۔ چوتھے مین مختلف الاقسام درخت ہین جنکی بلندیان ۳۰ فٹ۔ ۴۰ فٹ تک پہونچتی ہے اس جنگل کے درخت بہت جلد بڑہتے ہین خاصکر بلوگم کے کہ ہر دس برس کے بعد کاٹ ڈالنے کے قابل ہوجاتے ہین اور اوس وقت اونکی بلندی سو فٹ کی ہوجاتی ہے ۱۲ ٹن سالانہ ترقی کرتے

مین ہوتی ہی۔

تجارت

ابھی تک یہان عمدہ اور کثرت سے سڑکین نہین ہین کہ تجارت کی گرم بازاری ہو۔ پہاڑ پر گاڑیون کو چڑہنا بہت کچھہ تجارت مین دقت ڈالتا ہی۔ مگر اب یہان پہاڑی ریل کے جاری کرنے کی پختہ تجویز ہو گئی ہی۔ یہان کوئی مخصوص صنعت تو ہوتی نہین۔ صرف قوم بدا کا موٹے کپڑے بن لیتے ہین۔ بہت سے یورپین کارخانے قایم ہین شراب کشی کی دو بھٹیان جاری ہین۔ یہان سے سنکونا چای۔ اور قہوہ۔ جاتا ہی۔ اور یورپ سے کچھہ اسباب آرایشی اور غذائی آتا ہی ہر سنگل کو اکمنڈ مین ایک بڑا میلہ ہوتا ہی۔ ٹوڈا اور بدا کا قومین اپنے مردون کا سالانہ جشن کرتے ہین اور ناچنے کے سوا بھینس وغیرہ کی قربانی کرتے ہین۔

قحط

اس ضلع مین کبھی قحط نہین پڑا یہان کے قریب کی نشیبی ملکون مین گرانی ہونے سے یہان بھی اثر پڑتا ہی۔ چنانچہ ۱۸۷۶ء کے زبردست قحط مین یہان بھی علی العموم کل باشندون کو تکلیف ہوئی تھی۔

موسم و صحت

اس موقع کی بلند آبادی۔ صفائی۔ قدرتی آب و ہوا۔ فضا۔ دو طرف سمندرون کا مساوی قرب اور اوس سے مساوی بلندی وغیرہ اس قسم کے لوازمات قدرتی ہین جو جنوبی ہندوستان کے اور مقامات مین میسر نہین۔ گرمی اپریل در

مئی مین ہوتی ہے۔

عام انتظام

۱۸۳۱ء تک نیلگری مین ضلع کوئمبتور بھی داخل تھا بعدہ بہت بڑا حصہ ملابار مین ملگیا۔ بعدہ پھر کئی بار تغیر تبدل ہوتا رہا۔

۱۸۸۲ء مین اس ضلع کا از سر نو انتظام کیا گیا۔ اور بجاے کمشنری کے صرف کلکٹری رکھی گئی۔ جسکو اختیارات شش ججی کے بھی ہین انکے ماتحتی مین ایک اسسٹنٹ کلکٹر۔ اور ایک ڈپٹی کلکٹر رہتا ہے۔ اٹکمنڈ مین ماتحت جج رہتا ہے جسکو مجسٹریٹ درجۂ اول اور جسٹس آف دی پیس کے اختیارات ہین۔ اٹکمنڈ کی روز افزون ترقی رہی۔ پہلے ملٹری اسٹیشن ہوا بعدہ سول اسٹیشن بنا اور اب مرکز حکومت ہے اور کل اعلی درجہ کے دفاتر موسم گرما مین یہین رہتے ہین عدالتہاے فوجداری کی تعداد ۹ اور دیوانی ۴ ہے۔ پولیس مین ۱۴۱ آدمی بھرتی ہین جسکا سالانہ خرچ ۳۵۶۱۶ روپیہ ہے۔ اٹکمنڈ مین دو مجلس ہین ایک مخصوص اہل یورپ کے لئے ہے جس مین اکثر سامان راحت موجود ہے اور دوسرا ہندوستانیون کے لئے معمولی مجلس ہے۔

ان مجلسون کے علاوہ اور بھی دو جیمخانے جوار مین واقع ہین۔ کل نیلگری کے آبادی مین سات فیصدی ..... علم جانتے ہین۔ دو قابل الذکر مدرسے ہین لارنس اسایلم واقع لوڈیل اور مموریل اسکول واقع اٹکمنڈ۔ یہان ایک کتب خانہ بھی ہے جسکا نام نیلگری لائبریری ہے جو ۳۸ ہزار کی

لاگت سے تیار ہوا۔ اس کی سالانہ آمدنی ۷۴۰۰ روپیہ ہے اور گیارہ ہزار جلد کتابیں ہیں۔

لارنس اسایلم میں خاصکر یورپین یتیم اور غیر یتیم بچے تعلیم پاتے ہیں جہاں تعلیم علمی کے سوائے مختلف قسم کے کارآمد پیشوں کی تعلیم ہوتی ہے اور اسکے متعلق ایک دکان بھی ہے۔ سرکاری اور خانگی عطیات اور مصنوعات مدرسہ اور منفعت دکان وغیرہ سے کل آمدنی اس مدرسہ کے لئے ایک لاکھ سالانہ کی ہو جاتی ہے۔

اس ضلع میں ایک انگریزی اخبار بھی چھپتا ہے۔

ضلع نیلگری کا آمد و خرچ ۸۳ء سے ۸۴ء

آمد

محصول اراضی	۱۰۵۷۶۳
آبکاری	۱۷۹۵۷۶
جنگلات	۴۳۷۸۱
افیون	۴۶۱۶
لیسنس ٹیکٹ	۶۰۰۸
اسٹامپ	۴۷۰۸۶
ڈاکخانہ	۲۹۳۶۰
	۴۱۶۰۹۰

خرچ

وظائف میده	۱۰۱۹۵۰
قانون وعدالت	۶۵۴۲۰
مذہب وطبابت	۷۵۰۵۰
الونس وغیرہ	۳۰۶۱۰
محصول اراضی	۷۰۴۷۳
جنگلات	۴۲۰۶
ڈاک خانہ	۱۷۲۴۷۰
	۵۲۰۱۷۹

یہاں پر نیلگری کے مختصر بیان کو میں ختم کرتا ہوں اس سارے حالات کے اظہار سے یہ غرض ہے کہ دولت قیصری کے شایستہ احکام دراغور کی نگاہوں سے ملاحظہ کریں کہ ایک کوہستانی بیابان کو اپنے مدبرانہ کوششوں سے کیسا باغستان بنادیا ہے جس سے باغ ارم کے جگہ میں بھی داغ ہے۔ ہمارے ملک میں چند رگنی کا پہاڑ قریب قریب اسی پہاڑ کی سی غالباً بیابان تھوہ اور چپاڑ اور سنگونا کی کاشت ہونا ممکن ہے۔ اگر یہ جاے سینیٹریم مقام بنایا جاے تو مناسب ہے اور نیز ہمارے ملک میں بہت سے جنگل اور بیابان ہیں جبکہ آبادی اور سرسبزی میں ہنوز بہت کچھ کرنا باقی ہے پس اہل ملک (جو آج کل نہایت سرگرمی سے تعلیم پا رہے ہیں) سے امید ہے کہ ایسے نفع بخش کاموں کی جانب بالضرور توجہ فرماویں گے۔

عربون کے سویلزیشن کی تاریخ

القاہرہ کی یونی ورسٹی ازہر نامی سے تعلیم پاکر جو زبردست صاحب تصنیف فاضل نکلے ہین ان مین سے ایک مصری کا نام الفرند الطیاس ہی جو الفیوم (دریائے نیل کے غربی ساحل پر واقع ہی) کا رہنے والا ہی اور اسکندریہ کے کالج مین تاریخ کا پروفیسر رہا ہی۔ اس مصنف نے عربون کی سویلزیشن کی نہایت دلچسپ تاریخ لکھی ہی۔ اس کتاب کا نام تاریخ التہذیب المعروب ہی۔ الفرند نے ۳۵ لیکچرون مین اس وسیع مضمون کو تمام کردیا ہی۔ ان مین سے آخری لیکچر نہایت دلچسپ اور ساری کتاب کا خلاصہ ہی جسکا ترجمہ ذیل مین درج کرکے شایع کیا جاتا ہی —

دائرہ منطقہ بارد شمالی جن ملکون مین گزرتا ہی وہ کرہ زمین کے نصف کرہ شمالی مین غایت درجہ اوپر کو واقع ہین۔ یہ خط امریکہ مین جہیل بیر اعظم (کریٹ بیر) اور جزیرہ الخضرا (گرین لینڈ) اور امریکائے برطنی (برٹش امریکہ) سے گزرتا ہوا مملکت روسیہ اور اسیج نروج (سویڈن ناروی) کو عبور کرتا ہی اور خط استوا جو طراوت اور اعتدال کا پیش خیمہ ہی صحرائے اعظم افریقہ سے ہوتا ہوا مدینہ ذی سے کچھ اوپر دریائے نیل اور ملک مصر کو قطع کرتا ہی اور پھر وادی حجاز اور بندر مسقط سے عبور کرکے ہندوستان اور کوشنشین (کوچن چائنا) اور چین کے جنوب سے گزر کر مدینہ مکسیک (مکسیکو) تک پہنچتا ہی اور ان دونون خطوط کے درمیان جس قدر ولایتین ہین سویلزیشن کی تاریخ مین ایک خاص حالت

کے لحاظ سے ممالک شتویہ (سرد ملک) کہلاتے ہین اور اکثر یہی ملکات تمدن
اور ترقی علم و ہنر کے معدن ہین - دائرہ سرطان عرب کے جزیرہ نما کے
درمیان سے گزرتا ہی اس لئے وہ تقریباً نصف منطقہ بارہ مین اور نصف منطقہ
معتدلۂ شمالیہ مین واقع ہی - لیکن یہ عجب معلوم ہوتا ہی کہ منطقہ معتدلہ کی
خوشگوار آب و ہوا کا نشان تک اس خطہ مین نہین ہی - بلکہ محققین جغرافیہ کے
نزدیک دنیا کے تمام ملکون سے زیادہ گرم ملک یہی ہی - کنارون کے قریب
پست اور ریتلی زمین کا حلقہ ہی جس مین درختون اور سبزہ کا نام تک نہین
ہی - جو سمندر کے آبی بخارات کے جذب کرنے اور بارش ہونے مین بڑا دخل
رکھتے ہین - دریا خود ریت مین جذب ہو جاتے ہین اور صحراے اعظم افریقہ اور
فارس کے جنوبی میدانون اور ریو طنہ (راجپوتانہ) کی ریاستون کا حال بھی قریباً
ایسا ہی ہی - اور اس کا باعث یہ ہی - کہ جغرافیہ طبعی اور علم طبقات الارض
کے علماء کے نزدیک یہ بے آب و گیاہ اور ریتلی میدان اور صحرا اس بڑے
موجزن سمندر کے خشک ہو جانے سے پیدا ہوے ہین جس کے حصے بحیرۂ فلزم
بحیرۂ عرب اور بحیرۂ روم ہین اس تمام زمین کے معدنی کتلون اور حیوانی اسکیلا
کی بنی ہوئی) چٹانون کو بے شمار برسون تک پانی گھستا اور پیستا رہا ہی -
جس سے یہ ریگستان اُبھرے ہین - ریتلی زمین جسقدر جلد اور زیادہ حرارت کو جذب
کرتے ہین اور اسقدر تیزی سے منتشر کر دیتے ہین - اس لئے عموماً گرم اور ریگزار
میدانون مین جاڑے کی راتین نہایت ٹھنڈی اور گرمی کے دن نہایت گرم

ہوتے ہین - سرد اور گرم ملکون مین عموماً دن کو کام کرتے ہین اور رات کا وقت خواب واستراحت کے لئے مقرر کیا ہی - گرم ملکون مین تو خون کی حرکت دینے کے لئے قدرتاً کافی سے زیادہ حرارت موجود ہوتی ہی - اگر محنت کے کام کئے جائین تو خون غایت درجہ کی حرارت سے جلجاتا ہی اور باشندون کا رنگ سیاہ ہوجاتا ہی - بدن کے اجزا مین تفرقہ اور سوزش کا اثر بہت تکلیف پیدا کرتا ہی اس لئے اکثر گرم ملکون مین محنتی آدمیون کی تعداد بہت ہی کم ہوتی ہی - سرد ملکون مین انسان کی رگون مین خون جم جاتا ہی - اور اوسکو حرکت مین لانے کے لئے محنت سے حرارت پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہی - ان ملکون مین بنجر اور ویران زمینین مزروع اور آباد ہوجاتی ہین - محنت کے سامنے زمین خود بخود اپنے معدنیات اگل دیتی ہی - اور صنعت وحرفت کے راہین آسان ہوجاتی ہین - علم اور شائستگی تمدن اور تجارت خود بخود قوی جوش یا سلطانی طاقت کے متوازی آگے بڑھتے جاتے ہین - یہی سبب ہی کہ براعظم افریقہ اور جنوبی امریکہ کے باشندے اب تک جامۂ تہذیب سے مبرا ہین اور یورپ کے دول متمدنہ اور امریکہ شمالی کی جمہوری سلطنتین سرسبز اور ترقی یافتہ ہوگئی ہین - لیکن یہان ایک بڑا سوال پیدا ہوتا ہی کہ اگر یہ اصول صحیح ہین تو عرب کے باشندے یکایک خواب غفلت سے بیدار ہوکر کیون اسقدر ترقی یافتہ ہوگئے کہ دنیا کی آنکھون مین چیرت سے پتلیان ساکن ہوگئین جو اور پھر کیون اسقدر جلد زوال مین آکر خاموش ہوگئے - کہ عرب کی سنسان گھاٹیان اور سنگلاخ میدان اور جزیرہ نما کے ساحل

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD-1

پر قلزم کی لہرین ان کی موجودہ حالت دیکھکر سکوت کے عالم مین ہین جو اس کا مجمل جواب یہ ہی کہ جزیرہ نما مین زرخیز زمین صرف سمندر کے کنارون کے قریب ہی اور وہ اسقدر کم اور غیر کافی ہی کہ آبادی کے بڑہنے اور زمین پر قانونی حق پیدا ہونے کے آغاز سے زراعت اور سکونت پر کشت وخون ہونے کی تاریخ شروع ہوئی خاصکر اس حالت مین جبکہ اس روز افزون قتل وغارت کے لئے اور بھی مہلک اسباب پیدا ہوگئے تھے جیسا کہ ابن حاشر کی روایت ایام جانبت جلد ۳ سے ظاہر ہی کہ اہل عرب کے دلون مین کئی صدی تک یہ خیال جاگزین رہا کہ ہمارے آس پاس کا سمندر تمام عالم پر چھایا ہوا ہی۔ اور آباد زمین عرب کے سوا اور کوئی بھی نہین ہی۔ مزروعہ زمین کی کمی کے پورا کرنے کے لئے اکثر اونٹون کے دودھ اور کھجورون کی قدرتی پیداوار پر گزارہ ہونے لگا۔ بلکہ مویشی پر لفظ مال کا اطلاق ہونے لگا۔ چنانچہ عربی زبان مین مال اونٹ کو اور نعم چارپایہ کو (جس سے لفظ نعمت نکلا ہی) اور غنم بکری کو (جس سے لفظ غنیمت نکلا ہی) کہنے لگے اور یہی تبادلہ کا پیمانہ ٹھیرا۔ چونکہ مویشی بھی محدود تھی اس لئے آبادی کے بڑہنے پر جسطرح سکونت اور زراعت کے لئے زمینون پر جھگڑے ہوتے رہے اسیطرح مویشی کی چوری اور اس پر ہنگامہ آرائی شروع ہوئی گرم ملکون مین چونکہ محنت کم اور بیمارپن زیادہ ہوتی ہی اس لئے بیکاری مین فاسد خیالات کی حرکت مین آنیکا باعث ہوتی۔ اور بیکاری بھی افلاس کا باعث تھی جو اب تک اہل عرب کو ممالک غیر کے حجاج قتل وتاراج کا پانی بہانے پر مائل کرتی ہی اور چونکہ تمام دنیا کو معدوم سمجھتے تھے اگر

دنیا کی جماعت تمدن مین داخل نہ ہونے سے شایستگی اور علم سے محروم رہے۔ پس جہالت ہی نے انکے عرق شجاعت کو متحرک کیا۔ اور شراب کی مستی اور قوائے شہوانیہ کی تیزی نے اس آگ پر تیل اور روغن چھڑکا اور آخرکار ہزارون برس کی کشت وخون اور تاخت وتاراج اور باہمی عداوتون اور لڑائیون کے سبب انکے قوائے جسمانی ایسے مستحکم ہوگئے تھے کہ ممالک معتدلہ کے عظیم الشان اور متمدن سلطنتون پر تاسانی غالب آگئے جس طرح انکے جسمانی اعضا شہزور اور قوی مضبوط ہوچکے تھے اسیطرح انکی خاموش روحین ایک قدرتی آواز کی منتظر تھین۔ جو انکے اخلاقی طاقتون کو بھی جو فطرت نے انکے قالبون مین ودیعت رکھی تھین کرامادی اور اپنے اپنے کام پر لگادے کہ یکایک اون کی تاریک عالم تمدن پر فاران اور ملسنا سے نور چمکا یعنی ایک روشن ضمیر ہادی کی للکار نے جسکی حکمت آمیز نصایح کا ۲۴۰ ملین آبادی نے تہدل سے اقرار کیا۔ حسن اخلاق کے کہربائے وادی نشینون کے رگون مین دوڑادی۔ اس ملکہ خداداد (نبوت) کے چہل سالہ تفکر نے آخرکار عدنانی جمعیت سے قوم کے رفرمیشن (اصلاح) پر کمربانده ہی اور وحشیون کے لئے ایک آسان راستہ تیار کیا۔ جو تمام مصلحان سلف کے تجربون کا نچوڑ اور عرب کے انقلاب پسند طبیعتونکے قابل تھا اسلام کے وسیع ملت اور آزاد مشرب نے سریع الفہم سائل سے شجاعان عرب کو ایسا تسخیر کیا کہ اونکی اخلاقی دنیا بدل گئی اور اب وہ اس قابل ہوگئے کہ اسلام کے امن گستر سلطنت مین بخوف وخطر اور ملکون مین بحری وبری تجارت کی

راہیں کھولیں اور اسلامی تہذیب کے علم کے سایہ میں تمام دنیا کو لیں چنانچہ سفر کے عادی ہونے اور اوسکے باعث غیر ملکوں کے واقف ہونے کے سبب اپنی قدیم شجاعت سے اکاسرہ اور قیاصرہ کی زبردست سلطنتوں پر شمشیر آزما ہوکر غالب آئے یہانتک آبنائے ہابایسے کاپ صان ونصان (راس سینٹ وِن سینٹ) تک اور جبال الطای کے مشرقی بازو سے زنزبار تک پھیل گئے۔ ہندوستان میں اور تاتار میں طرلانی (تیموری) خاندان کے متمول ترین شہنشاہوں کی سلطنت وسیع ہوگئی اور دجلہ و فرات کے وادیوں میں خلافت عباسیہ کی شان وشوکت علم اور ثروت شائستگی اور عدل کے ساتھ سرسبز ہوئی۔ مصر اور فارس۔ تونس اور الجزایر کے اسلامی حکومتیں بھی پیدا ہوگئیں۔ اخوانداں بنی عمیہ نے طرابلس اور مراکش سے آگے بڑھکر جزیرہ نما اندلس اور جنوبی فرانس اور العرب (پرتگال) میں بڑی عظمت سے ظہور کیا۔ مسلمانوں کی بحری قوت اس قدر غالب تھی کہ جزائر سردانیہ (سارڈینیا) اور صقلیہ (سسلی) کے کنارے پر ۱۵۰ اساطیل (جہازات) کا بیڑا گشت کرتا تھا۔ قرطبہ (گارڈوا) غرناطہ (گرینڈا) بغداد۔ بصرہ۔ دمشق۔ اصفہان۔ سکندریہ۔ قیروان میں بیت العلوم (یونیورسٹیاں) اور صدرگاہیں اور کتب خانے اور عالیشان عمارتیں بن گئیں جنکے پرانے کھنڈروں پر یورپ کے سیاح آجتک آنسو بہاتے ہیں گنبدیوں اور رنگین بیشیوں کی قطار (لیب) اور جہازات اور پالکی

شارل مین شاہ فرانس کو جو جواہر مامون رشید نے بھیجی تھی ابتک پیرس میوزیم میں موجود ہے۔

نل اور بیل بوٹے عمارتی منونون کی صنعت اور نفیس[1] کپڑون کی ایجاد اور علوم ریاضی اور فلسفہ کی شاخون کو ترقی دینے کے سبب یورپ مین نامور اور اہل یورپ کے اوستاد ہوگئے۔ قرطبہ کے شاہی کتب خانہ کی فہرست ۴۴ موٹی موٹی جلدون مین مرتب ہوئی اور مصنفون کی تعداد یہانتک بڑہی کہ انکے حالات کی تاریخین بن گئین۔ اور مصنفون کے معلومات یہانتک بڑہے کہ ضخیم جلدون مین بھی نہ سما سکے (اللہ اکبر!) چنانچہ خطیب کی تاریخ بغداد ۷۲ جلدون مین اور ابن عساکر کی تاریخ دمشق ۸۰ جلدون مین اور محمد زاہد کی تفسیر ۱۰۰ جلدون مین اور ابوالوفاے ابن عقیل کی انسائکلوپیڈیا (قاموس العلوم) ۸۰۰ جلدون مین مرتب ہوئین۔ (اللہ اکبر!!!) ان حیرت انگیز امور پر جنکو یقین نہ آئے وہ ابن خلکان اور تاریخ عقیری۔ کشف الظنون اور دائرۃ المعارف مطالعہ کرین۔

پھر عدل اور انصاف کے سبب تمام سلطنت ہاے اسلامیہ کی زرخیز اور سیر حاصل ولایتون کا محاصل ایک بدم چالیس کروڑ فرنگا تک پہنچ گیا جن مین سے مصر کی آمدنی ۷۰ کروڑ فرنکا خیال کی گئی ہے۔ پھر اشیا مین جن سلطنتون مین زوال شروع ہوا اور خبثون نے اسلام کے جمہوری اصول کو چھوڑکر عیش طلبی اور تعمل مین غفلت شعاری اختیار کی اونکے تنزل اور بربادی کے اسباب

---

[1] دھوپ چھاؤن اور گئی قسم کے کپڑے مسلمانون نے ایجاد کئے ہین۔

[2] انگریزی سکہ مروجۂ ہند کے موجب مصر کی آمدنی ۲۸ کروڑ اور تمام اسلامیہ کی کل آمدنی ۴۰ نیل ہوتی ہے

امام فخرالدین رازی کی تاریخ الاول و آثار الاول کے مدلل بیانات کا اشارہ کر دینا کافی ہے اور یورپ میں انکا اقتدار اور عظمت کے بتدریج اور زوال کے اسباب پر مطلع ہونے کے لئے عقیدہ پرستی اور رفاہ عمری کے خطابات ولیکچر دیکھنے چاہئیں جن سے شائستگی کی تمام قوتوں کو صدمہ پہنچا۔ محمل یہ ہے کہ جب عرب سرسبز و شاداب ملکوں پر حکمران ہو چکے اور انکا معمول امن فراغت کے زمانہ میں از حد بڑھ گیا تو انھوں نے اپنی شاہانہ حکومت اور عزت اور ہوائے نفسانی اور ذاتی اغراض کے سامنے اسلام کی آزادی اور جمہوری اصول کو شکست کر دیا جن کی بنیاد خلفائے راشدین کے وقت پر رکھی تھی اور بیرونی حسن سے غافل ہو کر عیش طلبی اور فراغت اور راحت میں نہایت شرمناک مثل زنا و مے نوشی کے مرتکب ہو گئے۔ اور مخلوق خدا کی داد رسی اور شیوع بنوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی حمایت سے ہاتھ کو تاہ کر دیئے اور بیشک اس وسیع الخلقی کا یہ نتیجہ تھا جو عرب کے جفاکش باشندوں کا میل جول زرخیز ملکوں کے عیاش اور کاہل سوسائٹی میں حد سے زیادہ بڑھ گیا اور اسیطرح جو نتائج قبیحہ پیدا ہوئے انکا اشارہ تیمور کے رفیقوں اور بہادر سپاہیوں کی اس گفتگو میں پایا جاتا ہے جس میں انھوں نے ہندوستان پر حملہ کرنے اور وہاں قیام کرنے کے خلاف رائے دی تھی

آخر کار سلطانی قوت کے ٹوٹ جانے سے امرا کے زمرے میں جو فرصت کے وقت ایک دوسرے پر طاقت ور ہونے کی تمنا رکھتے تھے بیرونی حملہ آوروں کی مدد کی خواہش اور ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے باہم کشت و خون

کرنے کی وحشیانہ پیدا ہوئی جس سے بلاد اسلامیہ کو بیرونی طاقتوں کے ترکتازی پیس ڈالا اور اسلام کے پولٹیکل فریقوں کا جتا ٹوٹ گیا۔ بیشمار اہل عرب تہ تیغ ہوئے۔ اور بڑا انتہا فاتح قوم کے مذاہب میں داخل ہوگئے۔ آخر کار خدا نے اپنی دولت واپس کی۔ اور عجیب تر یہ ہے کہ سلطنت کے ساتھ علم اور تمدن بھی غائب ہوگیا اور سوائے دست افسوس ملنے کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ فصدق من قال۔ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام ط

اب اخیر میں ہم اس خطابہ (لیکچر) کو جزیرہ نمائے عرب کی ان بقیہ نسلوں کے موجودہ تمدن پر ختم کرتے ہیں جن کی تعداد اب اس اصول کے مطابق کہ گرم اور ریتلی ملکوں میں سویلیزیشن (تہذیب) پھیلنے کے اسباب موجود نہیں ہوتے ہیں۔ جزیرہ نما میں گہر کر کچھ ترقی نہ کر سکے اور اگر کچھ کی تو ایک عجیب شاعرانہ مگر باریک اور طبعی تشبیہ کے مطابق بالکل ریتلی زمینوں کی طرح تہذیب کی گرمی کو جسقدر زیادہ اور جلد جذب کر سکے اسیقدر جلد انہوں نے اس کو منتشر بھی کر دیا یہاں تک کہ اخلاق حسنہ بھی ان میں سے غائب ہوگئے اور اب بیرونی مسافروں کی آمد و رفت کے سبب صرف بحیرۂ قلزم کی مشرقی کنارہ پر کچھ کچھ تہذیب کے نشان باقی رہ گئے ہیں۔ ورنہ وسطی جزیرہ نما کے بدوی اور اعراب ہر پھر کر دوبارہ اپنے مرکز پر آگئے ہیں جیسا کہ دولت عثمانیہ کے بادشاہوں کی رپورٹوں اور سیاحوں کے سفرناموں اور اجوبۂ اوقیوم الوقایع کرنل (کالمون) سے ظاہر ہے۔

شام کی مسجد

آج ہم دمشق کی جامع مسجد کا ذکر کرتے ہیں ۔ جو امیر المومنین خلیفہ ولید بن عبد الملک بن مروان خاندان بنی امیہ کی مشہور یادگار ہے ۔

اس مسجد عظیم الشان کی تعمیر کے لئے بارہ ہزار صناع و کاریگر ملک روم اور اطراف و اکناف سے طلب کئے گئے تھے ۔ اور ۸۹ھ سے ۹۶ھ تک سلسلۂ تعمیر جاری رہا ۔ مختلف قسم کے نقش و نگار اور رنگ برنگ کے بلور لگائے گئے ۔

اس مسجد کے تعمیری مصارف میں ڈیڑھ لاکھ لیرہ عثمانیہ یعنی پچیس لاکھ سکہ قیصری خرچ ہوئے ۔ مشرق سے مغرب تک دو سو (۲۰۰) قدم ۔ اور شمال سے جنوب تک ڈیڑھ سو (۱۵۰) قدم ۔ اندر چاروں طرف چار رواق چار گنبد پر قائم ہیں ۔ چار دیواری وغیرہ ابتک زمانہ کے ہاتھوں سے محفوظ ہیں ۔

فرش مسجد سنگ رخام کا ہے ۔ صحن میں پانی کا حوض لہراتا ہے ۔ مسجد کے اوپر جا بجا قبے ہیں ۔ حرم مسجد مستطیل شرق سے غرب تک نصف مسجد کے برابر چلا گیا ہے ۔ سقف حرم ایسے بلند ستونوں پر قایم ہے کہ پچھلی جبروت کا اثر اور گزشتہ شان و شوکت کا نمونہ ظاہر کرتا ہے ۔ ستونوں کے بیچوں بیچ میں بلندی پر ایک قبہ ہے جو صرف تمام عمارات شہر سے بلند ہی نہیں ہے بلکہ اپنے نفاست معمار کی دانائی سے جو اوس میں خرچ کی گئی ہے ۔ سیاحوں کی دلچسپی کا باعث

ہوتا ہے۔ اس قبہ سے بھی زیادہ وہ منارے بلند ہیں جس میں پانچ وقت صدائے اَللّٰہُ اَکْبَرُ بلند ہوتی ہے۔ فن انجینیری کو اس موقع پر لطافت کے ساتھ دکھلایا ہے۔ مَنَارَہ مُؤَذِّن کے سر پر بلند ہلال بنا ہے جسکو قبۃ النسر کہتے ہیں۔ ہلال میں دور دافین کرگس کے پر کیطرح بنی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ گویا کرگس ہوا میں بلند پرواز ہے۔

وسط حرم میں ایک نہایت خوبصورت قبہ ہے جو قبۂ نبی یحییٰ کہلاتا ہے۔ چار خوبصورت قابل دید کھنبے پر ایستادہ ہے۔ ان کھنبوں میں اعلیٰ صنعت خرچ کیگئی ہے مسجد کے چار محراب چار صلے کے لئے جدا جدا ۱۸۷۸ء میں تیار ہوئے۔

علاوہ براین مقدس و مطہر بزرگان دین کی یادگاریں تبرکاً و تیمناً اس مسجد میں محفوظ رکھے گئے ہیں۔ مثلاً یادگار حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا وغیرہ۔

اذان دینے کے لئے تین منارے ہیں اول موسومہ عیسیٰؑ واقع شرق مسجد جو مسجد کے صدر قبہ سے سوگز بلند ہے۔ اس منارہ سے تمام شہر دمشق مع قرب و جوار کے دیہات مدنظر ہوتے ہیں۔ اور عجیب پر لطف فضا کا تماشہ ہوتا ہے۔

دوسرا منارہ موسومہ بغ الیہ منارہ اول کے مقابل میں مغرب کی جانب واقع ہے۔ یہ اول منارہ سے کسیقدر چھوٹا ہے۔ منارہ اول و ثانی کی نسبت بعضوں کا بیان ہے کہ انکو زمانہ قدیم میں رومانی اور رومیہ قوموں نے رصد کے لئے

تعمیر کیا تھا۔ انکے علاوہ اور قدیم منارے جو شمال و جنوب مین واقع تھے اونکو زمانے کے ہاتھون نے زندہ نہین چھوڑا۔

تیسرا منارہ جسکو خلیفہ ولید نے تعمیر کیا ہے اوسکو مأذنۃ العروس کہتے ہین۔ یہ منارہ اول کے دو منارون سے بلندی مین کچھ کم ہے مگر آرایش و استحکام اور خوبصورتی مین سب سے افضل ہے۔ شعرائے زمانہ اور ماہجد نے اس منارہ کی بہت تعریف کی ہے

مسجد کے اندر چار رواق اور باہر سات دروازے ہین۔ ہر رواق ہر ایک چھت مین واقع ہے جو قابل دید اور لایق تعریف ہین۔

منجملہ ان بیرونی دروازون کے جو قبلہ کی جانب ہین اوسکے مختلف نام ہین باب العبرانیہ۔ باب الساعات۔ باب الزیادہ وغیرہ۔ مغرب کی جانب باب البرید۔ اور مشرق کی جانب باب الجیرون ہے یہ دروازہ تمام دروازون سے بڑا ہے شمال کی جانب چار دروازے ہین جنکے نام بھی لکھے ہین۔

اس مقدس اور مشہور مسجد مین بہت سے قدیم تحائف اور نادر روزگار مجلدات قرآن شریف ہین۔ منجملہ ان کے ایک قرآن شریف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جامع القرآن کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے۔ یہان قدیم زمانہ کی صنعت کا عمدہ نمونہ بھی موجود ہے یعنی گھڑی جس سے ہر موسم مین آفتاب کی روش کا صحیح اندازہ معلوم ہوتا ہے۔

اس مسجد مین علما و فضلا اور مدرسین اور قاریون کا ہر روز اجتماع کثیر ہوتا ہے اور ہر شب ہزارون چراغ روشن کئے جاتے ہین۔

اِس مسجد کی بنا کے وقت حضرت سُلیمان بن داؤد علیہ السلام کے وقت کی ایک لوح سنگی یونانی عرف وزبان مین لکھی ہوئی برآمد ہوئی جس کی عبارت ترجمہ یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے بنی آدم اگر تجھکو اپنی تھوڑی سی بقیہ عمر کا حال معلوم ہو جاتا تو تو اپنی لمبی امیدون کو چھوڑ دیتا۔ مرغوبات کم کر دیتا۔ تدابیر سے دست کش ہو جاتا۔ جب تیرا قدم پھسلیگا (یعنی موت آئیگی) تیرے اہل تجھکو چھوڑ دینگے تیرے دوست تجھسے پھر جائین گے۔ تیرے اقربا رخصت کرین گے۔ تو کیسے قدم جا سکیگا۔ پھر تو ایسی حالت مین پہونچ جائیگا کہ تجھکو لوگ پکارینگے اور تو جواب نہ دے سکیگا۔ نہ اپنے بال بچون کی طرف پلٹ سکیگا۔ اور نہ اپنے اعمال مین کچھ زیادتی کر سکے گا۔ پس موت کے قبل زندگی کو غنیمت جان اور اس سے پہلے کہ تجھسے مواخذہ کیا جاے۔ اور کسی کار خیر کے کرنے پر تجھکو قدرت نہ ہو اپنی قوتون سے کام لے۔

اور جب مسجد کی بنا تمام ہوئی تو ولید نے حکم دیا کہ لاجورد پر سونے کے حرفون مین مسجد کی دیوار پر لکھا جاے۔ "اے ہمارے اللہ ہم سوائے تیرے کسیکی عبادت نہین کرینگے"۔ جہان آج اس خانۂ خدا کی عظیم الشان عمارت کھڑی ہے وہان زمانۂ قدیم مین ایک بڑی مورت تھی جسکو آرمین اپنا خدا تصور کرتے تھے۔ ایک مذہبی تذبح بھی تھا۔ اوسی کے نمونے پر ہیکل سلیمانؑ داقع

بیت المقدس مین ایک یہودی بادشاہ کے حکم سے مذبح بنایا گیا تھا۔
اس مسجد کے ملحق یوحنا کے نام سے ایک عیسائی گرجا ہے۔ اس اجتماع ضدین کی عجیب تاریخی حکایت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہان اسلام نے پابندی مذہب اور انصاف شعاری سے واجبی شہرت حاصل کی تھی اور قوت وقابو حاصل کرکے بھی اپنے زیر دست غیر مذہب کے معاہدون کو قوی الاثر رکھتے تھے۔
جس وقت شہر دمشق کا محاصرہ تھا۔ اور ایک طرف مشہور آفاق سپہ سالار عرب خالد بن ولید اور دوسری طرف تجربہ کار نبرد آزما ابوعبیدہ بن جراح کی افواج نصاریٰ سے مقابل تھین۔ دشمن کے کل سردار مجبور ہوکر باب الجابیہ پر حاضر ہوئے اور رسم سپہ سالار فوج عرب یعنی ابن جراح سے صلح کی گفتگو کی اور کل شرائط طے کرکے سپہ سالار موصوف کو مطمئن کرلیا۔ اس کے بعد ابن جراح سو آدمیون کو اپنے ہمراہ لیکر داخل شہر دمشق ہوئے جس مین ۳۵ صحابہ تھے۔ دوسری جانب خالد بن ولید سپہ سالار افواج عرب نے اسی شب باب المشرق کی طرف سے دیوار حصار مین نقب لگاکر زور شمشیر مع فوج داخل دمشق ہوئے اور خون آشام تلوار سے دشمنون کو مزا چکھاتے ہوئے کنیسہ تک جسکو اب کنیسہ یوحنا کہتے ہین پہونچے ان دونون سپہ سالارون کی ملاقات اسی کنیسہ کے قریب ہوئی۔ ابوعبیدہ بن جراح نے خالد بن ولید سے کہا کہ صلح ہوگئی اور شہر فتح ہوگیا ہے اب زیادہ کشت وخون کی ضرورت نہین خالد نے جواباً کہا کہ ہماری فوج ظفر موج نے محض تلوار کے زور سے ملک

کیا۔ صلح کا نہ کوئی موقع تھا۔ اور نہ اتمام جنگ مصالحت پر ہو سکتا ہے۔ لب شمشیر ہنوز خون آشنا ہے اور شام کے دل بادل مین برق نمائی ہو رہی ہے۔ دونون سپہ سالارون مین گفتگو رہی مگر سلسلۂ قتال و جدال منقطع نہ ہوا۔ ابو عبیدہ نے برعایت مصالحت فوج کو حکم دیا کہ تا وقتیکہ دونون اولوالعزم سپہ سالارون مین زیر بحث مسئلہ فیصلہ نہ ہو جائے تلوار میان سے باہر نہ نکلے۔ چنانچہ امرائے عرب کا مشورا ہو کر ابو عبیدہ کی رائے مقبول ہوئی اور صلح پر خاتمہ ہوا۔ اور یہان کی کل کیفیت سے خلیفۂ وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ مین اطلاع دیگئی۔ اتفاق سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اوسی فتح دمشق کی شب کو انتقال ہوا گو بافتح دمشق کے منتظر تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ دوم نے مجلس شوریٰ کے فیصلہ کو منظور فرمایا۔ جسنے حصۂ شہر بزور شمشیر بہادر خالد نے بوجہ عدم اطلاع مصالحت فیما بین فتح کیا تھا وہان کے معابد و کلیسہ منہدم کئے گئے اور بقیہ حصہ جسپر ابو عبیدہ نے صلح کے ساتھ فیصلہ کیا تھا وہانکے گرجے وغیرہ محفوظ رکھے گئے۔ اور ابتک کامل آزادی کے ساتھ ہین۔

پس دمشق کی جامع مسجد امویہ ایسے موقع پر بنائی گئی ہے جہان فتح اور صلح کے سرحدات ملتے ہین اور دونون کے نمایان اثر ابتک موجود ہین۔ کہ دیر و حرم پہلو بہ پہلو اسطرح آباد ہین جس طرح خانۂ چشم مین سیاہی سفیدی اس مسجد کے بنا کے وقت ملے تو خلیفہ ولید نے عیسائیون کو سمجھایا کہ

کنیسہ کی ملحقہ زمین مسجد امویہ کے لئے دیدین جس کے عوض مین خلیفہ نے بہت سا مال و زر دینے کا وعدہ کیا مگر قسیسین نے زمین دینے اور روپیہ لینے سے انکار کیا اور باوجود بہت گفت و شنود کے برابر انکار کرتے رہے۔

عبداللہ الولید نے جوش حکومت سے کنیسہ کا ایک حصہ مسجد مین جبراً ملالیا اور جب اس واقعہ کے بعد قسیسین نے معاوضہ کا روپیہ طلب کیا تو چونکہ فہمائش کے وقت انہون نے مطلق توجہ نہ کی تھی اس لئے معاوضہ دینے سے بھی انکار کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت مین عیسائیون نے اپنے کنیسہ ملحقہ کا پھر دعوی کیا کیونکہ پوری امید تھی کہ سلاطین اسلامیہ اپنے عہد نامجات کی عزت کرتے ہین چنانچہ خلیفہ وقت نے بپابندی احکام شریعت غرا وہ حصہ شہر جو بمصلحت قبضہ مین آیا تھا واپس کر دیا اور مسجد امویہ کے ملحقہ سے کنیسہ خارج کر دیا۔ چنانچہ اسوقت تک اسی معاہدہ کی تکمیل بدستور جاری ہے۔

اے انصاف اور پابندی عہود کی مجسم تصویر! کیا تیرے دل لبھانے والی مبارک شکل ہمارے زمانہ مین عنقا ہو گئی۔

حسن

جرمن کے دو جعلی پیغمبر

نیسٹرین ایک پارچہ فروش نیرڈولنگ نامی رہتا تھا جسنے لوتھر کے مسائل اور تعلیم سے بہت حصہ لیا تھا اور نہایت سرگرمی دکھلایا تھا۔ اوس نے اپنے بہت لوگون کو جمع کیا۔ بشپ اور کلرجی اور پوپ کی مخالفت مین بہت سخت کلامی کی۔ اوس وقت وہان کا بشپ فرانسسکن والڈیک تھا۔ یہ شخص خود تعلیمات لوتھر کی جانب بہت رجحان رکھتا تھا فی الحقیقت بعد چندے اوس کا عزم مصمم ہوا کہ مذہب کیتھولک کا قلع قمع کرے کیونکہ اوسکا پورا ارادہ تھا کہ کسی صورت سے یہ موقع حکومت خاص اوس کے قبضۂ اقتدار مین آجائے اور آیندہ اپنے خاندان مین محدود کردے۔

۱۵۴۳ عیسوی مین کیتھولک کی مخالفت مین جو پروٹسٹنٹ شہزادون اور امرا کا گروہ تھا اوس گروہ مین یہ بھی ملگیا لیکن اوس کی خواہش تھی کہ یہ کارروائی آہستہ آہستہ کی جائے کیونکہ اوس کو خوف تھا کہ تعجیلی کارروائی سے ممکن ہو کہ وہ اوس زرخیز مقام پر ذاتی قبضہ نکرسکے۔

نیرڈولنگ نے ایک نوجوان پریسٹ یعنی مذہبی پیشوا مسمی اگین کو اپنے مطلب کے لئے گانٹھا تاکہ کسی خاص گرجے مین مذہب کیتھولک کی غلط کاریون پر وعظ کرے۔ یہ واعظ ایسا آتش زبان اور فصیح البیان تھا کہ فوراً برانگیختگی پیدا کردی اور تمام شہر مین بلوہ ہوگیا۔ اور گرجے توڑدیے گئے۔ یہ آزدحام اور بلوہ یہان روز افزون خطرناک ترقی کرتا رہا۔ آخر بلوائیون

نے وہان کے کل پریسٹون کو شہر بدر کر دیا۔ شہر کے متمول لوگ بغیر انجام بینی کے گھر دار چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

۱۵۳۳ء عیسوی مین راٹ مین نے اسطباغ طفلی کی مخالفت مین وعظ کرنا شروع کیا۔ اور جس کی مخالفت مین لوتھر نے بھی شکایت لکھ بھیجی مگر شنوائی نہ ہوئی۔

شہر منسٹر کی اس موجودہ حالت کی خبر تمام ملک مین بہت جلد پہنچگئی اور جوق جوق لوگ آنا شروع ہوئے۔ ان نو وارد تماشہ بینون مین شہر لندن کا ایک درزی جان بوکلسن نامی تھا۔ راٹ مین نے اس وقت تعلقات لوتھر سے صاف انکار کیا اور اپنے تئین ان مسائل کا جو پر لوتھر اوسوقت تک قایم تھا سخت مخالف بیان کیا۔ منجملہ اون مسائل کے ایک اسطباغ طفلی تھا۔ اس نئی شکل سے تمام شہر مین تہلکہ پڑگیا اور از سر نو اضطراب اور بلوہ عام ہوگیا۔

بلوائیون نے کتھڈرل پر جو کیتھولک مذہب کی عبادت گاہ تھی قبضہ کرلیا اور اہل کیتھولک کو خارج کر دیا اور ادائے نماز و پرستش کی اون کو اجازت نہ دی پھر انھون نے پیروان لوتھر کے گرجون پر حملہ کیا اور سخت اضطراب پھیلایا۔ ۲۸ جنوری ۱۵۳۴ء عیسوی کو بوقت شام ان لوگون (مخالفان اسطباغ طفلی) نے گلیون اور راستون کو بند کر دیا اور خود مسلح ہو کر مجتمع ہوئے پھاٹک بند کر دئے اور ہر جانب محافظ

(سنتری) متعین کر دیئے۔ اس اثنا مین علی الصباح ناگہانی دو شخص آ موجود ہوئے جنکی پوشاک مثل پیغمبرون کے تھی اور اونکی بڑی بڑی داڑہی تھی اور لمبی چادرین اوڑہے ہوئے تھے اور ہاتھون مین عصا تھا اونھون نے نہایت احتیاط اور سبک رفتاری سے بلوائی مجمع کے ساتھ گلیون مین قدم رکھا ان بلوائیون نے اون مین سے ایک کو حنوق پیغمبر اور دوسرے کو الیاس پیغمبر قرار دیا۔ حال آنکہ یہ دونون شخص حقیقت مین جان بوکلن اور جان مٹہیلن سرکردہ مخالفان اسطباغ طفلی ساکن ہالنڈ تھے نیز دولنگ اون لوگون سے بے تکلف یکبارگی جا کر مل گیا اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد سخت ہنگامہ پردازیان شروع ہوگئین۔ عورت اور مرد تمام گلیون مین او چلاتے کودتے اور چلاتے ہوئے دوڑا کرتے تھے اور یہ کہتے کہ ہم لوگون نے عالم رؤیا مین فرشتے دیکھے جو تلوار کھینچے ہوئے ہم لوگون سے پیروان لوتھر اور اہالیان مذہب کیتھولک کو خارج کراتے ہین چنانچہ بہت سے لوتھرین اور کیتھولک خوف زدہ ہوکر اور قتل عام کے خوف سے باہر شہر کے بھاگ گئے۔ مٹہیلن منبر پر چڑہکر یون بیان کرنے لگا کہ خدا اپنے معبد گاہ (گرجا) کی تقدیس چاہتا ہے اور جو شخص راہ راست پر چلتا ہوا نہو گا وہ قتل کیا جائیگا چنانچہ قتل ہونے مین تو توقف نہ تھا لیکن نیر دولنگ نے پھر رحم پیش کی کہ ایسے گمراہون کو قتل کی ضرورت نہین ہے بلکہ اگر پھر سے اسطباغ کا انکار کرین تو شہر بدر کئے جائین پس بہت سے اہالیان شہر اس جرم

مین ایسے سخت ایام مین جب کہ زمین یخ سے ڈھکی ہوئی تھی نکالے گئے جو جلد جلد نہ بھاگ سکتے تھے اونکی سزا ہوئی اور جو بیمار تھے اون کو رات مین دوبارہ اسطباغ دیتا۔ ایک شخص لکھتا ہے کہ ایسے ایام مصیبت دیکھنے مین نہین آئے (۱) اپنے گودون مین برہنہ بچون کو لئے ہوئے تین اور اون کا بدن دھاگ کے لئے بے قاعدہ چیتھڑے ڈھونڈتے تھے اور نہین ملتا تھا۔ غریب چھوٹے چھوٹے بچے اپنے باپون کے کرتون کو تھامے ہوے دلریش آواز سے چلاتے تھے۔ بوڑھے آدمی ضعف پیری سے کمر شکستہ ہو گئے تھے اور بیمار عورتین لرکھڑا کر برف پر گر پڑتے تھے۔

یہ حالت ناقابل برداشت ہو رہی تھی اس اثنا مین وہان کا بشپ نے فوج مہیا کی ان پیغمبرون کی فوج پر جو شہر مین تھے دھاوا کر دیا سولہ منٹ تک شہر کا محاصرہ رہا۔ اہل شہر کا ناتربیت یافتہ گروہ زیر حکم ٹوچ درزی کے تھا اور ادھر بشپ کی فوج خوب مسلح اور تعداد مین بیشمار تھی۔

اس ایام مین حکومت شہر الہامی ذریعہ سے ہوتی تھی یعنی جو حکم کہ ان فرضی پیغمبرون سے صادر ہوتا تھا اوسی پر عملدرآمد ہوتا تھا۔ ایک دن ان جعلی پیغمبرون نے یہ بیان کیا کہ شہر کے کل حکام اور مجسٹریٹ اپنے خدمتون سے علیحدہ کر دیے جائین اور ان کے عوض اون (پیغمبرون) کے نام نہاد افسر متعین ہون۔ دوسرے دن مٹھیلین نے یون بیان کیا کہ مجھکو ہدایت ہوئی ہے کہ باستثنای انجیل کل کتابین جو شہر مین دستیاب

ہوسکین ضایع کردیجائین چنانچہ کل سرکاری دفاتر اور کتب خانہ کی کتابین جمع کرکے سرمایہ ارجلادی گئین ۔ بعدہ اوسیکو یہ بھی منکشف ہوا کہ گرجون کے منارے توڑکر چھوٹے ستون کے برابر کردئے جائین تاکہ اوسپر سے دشمنون کی نقل وحرکت کی اچھی طرح نگہداشت ہو اور بوقت جنگ اوسپر سے گولی ماربن چنانچہ وہ منارے توڑدئے گئے ۔ پھر آکین اوسنے بیان کیا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ فتح کرنے کے لئے اہل محاصرہ سے آگے بڑہ کر مقابلہ کرون چنانچہ بہت سے اکھٹا کرکے دھاوا کیا لیکن مخالفون نے گھیرلیا اور مع اونکی فوج کے قتل کیا گیا ۔

مٹھیلین کے مرنے سے اس گروہ منکر اسطباع طفلی مین اضطراب اور ضعف واقع ہوا ۔ مگر جان بوکلن نے موقع پاکر اپنے آپ کو سرغنہ قرار دیا اوس نے بیان کیا کہ مجھکو الہام ہوا ہے کہ مٹھیلین کے مارے جانے کی وجہ خدا کی نافرمانی احکام ہے کیونکہ اوسنے بہت تھوڑے آدمیون سے مقابلہ کیا تھا حال آنکہ بہت سے آدمی ایسے موقع پر درکار تھے ۔ بوکلن نے یہ بھی بیان کیا کہ اوس کو عالم رؤیا مین ہدایت ہوئی ہے کہ مٹھیلین کی بیوہ جورو سے شادی کرلے اور بجاے اوس کے خود جانشین ہو ۔ چند روز کے بعد یہ الہامی مضمون پیش کیا کہ یہ مقام (نیٹر) آسمانی معبدگاہ قرار دیا گیا ہے اور یہی مقام تمام دنیا کا دارالسلطنت ہوگا اور مین بادشاہ ہونگا بعدہ اوسنے حکم دیا کہ جتنے لوگ یہان ہین سب اپنے بیش بہا اشیا مثل سونا ۔ چاندی ۔ جواہرات اور کل جنس جو اونکے پاس ہون لاکر اکھٹا کرین اور یہ بندوبست کیا کہ سب لوگ ملکر ایک ہی مقام اور ایک ہی دسترخوان

پر خور و نوش کرین اوس کے بعد پھر یون الہام کا زور ہوا کہ ہر ایک شخص جسقدر چاہے شادی کرے چنانچہ اوسنے خود سولھہ عورتین اپنے حصہ مین رکھین بعضون کو اوس کی یہ حرکت بہت ناگوار ہوئی اور مخالفت مین ایک سازش کیگئی جس مین ایک زرگر اور دو سو معزز آدمی تھے مگر کارگر نہوئی بلکہ ظاہر ہو جانے پر بہت سے اہل سازش گرفتار ہوے اور بہت سے ہلاک کیگئے یعنی ۲۵ آدمی گولی سے اُڑا دیئے گئے - ۶۶ آدمیون کے سر قلم کر دیئے گئے - قاتل اس جرم غفیر کا نیرو ولنگ تھا جو جان بوکلن کا جلاد مقرر کیا ہوا تھا ان لوگون کے خاتمہ سے مخالفت کا بھی خاتمہ ہوگیا -

اب یہ سوال پیش ہوتا ہے کہ باوجود اسقدر تباہی کے اوس مقام مین پھر بھی اسقدر آدمی کہانسے آئے اس کی وجہ یہ تھی کہ محاصرہ کے قبل منسٹر ان اسطباغ طفلی ممالک ہالنڈ اور شمالی جرمنی سے کثیر تعداد مین جمع ہوگئے تھے کیونکہ اسکو متبرک اور خدا کا پسندیدہ شہر سمجھتے تھے -

اسکے بعد بوکلن نے بارہ دیوک بنائے اور ہر ایک کے خطاب جرمن کے صوبو پر رکھے گئے - یہ سب کے سب درزی جوتہ ساز پیپہ گر اور روئی والے تھے - اوسنے ۲۷ شاگرد بھی مقرر کئے تاکہ تمام یورپ مین گھوم کے لوگونکو منادی کرے اور اس معبد کی جانب رجوع لائے -

ایک باموقع جگہہ مین ایک ممبر اور ایک تخت بنا کر رکھا گیا جہان

بوکلن ہفتہ مین تین مرتبہ جاکر عدالت عامہ مین سرگرمی دکھلاتا تھا وہ تخت شاہی لباس مین جلوہ افروز ہوتا اور اوسکے گرد ڈیوک اور ملازمین شان و شوکت سے دست بستہ حاضر رہتے۔ کاروبار عدالت کے ختم ہونے خود ممبر پر پہونچکر وعظ کرتا اسکے بعد بادشاہ مع اپنے سولھہ واعظ عورتون اور امرا وغیرہ کے ملکر رائل ہینڈ کے گیتون پر ناچتا اور گاتا۔

ایک دفع اوس کی ایک عورت نے اس بیدین اور اپنے ذلت سے بیزار ہوکر شہر کے باہر چلے جانے کی درخواست کی نہ صرف اوس کی درخواست ہی نامنظور ہوئی بلکہ بادشاہ (جان بوکلن) نے اپنی تلوار سے اوسکا سر لوگون کے روبرو قلم کرڈالا۔ اور نیز بشپ کا ایک سپاہی گرفتار ہوگیا تہا اوسکو مجبور کیا کہ منکران اسطباغ طفلی کی تعلیم قبول کرلے۔ اوس بہادر نے نہایت جرأت سے جواب دیا کہ تمہاری تعلیم کچھہ ہی کیون نہ ہو مگر اعمال سب شیطانی ہین جسپر جان بوکلن نہایت پریشان اور ناراض ہوکر اپنے ہی ہاتھہ سے قتل کردیا

آخر کار نصف ایام گرما مین بوقت شب ۱۵۳۶ عیسوی مین بعد محاصرہ سولہ مہینے کے شہر پر فتح کیا اور بشپ کے ہاتھ آیا۔ بہت سے اہل شہر جو معصوم بیغمبر کے ظلم۔ بیرحمی۔ اور حرکات ناشایستہ دیکھتے دیکھتے تھک گئے تھے اور آئندہ کی قوت برداشت باقی نہ رہی تھی دیوارون پر چڑہنے اور دروازہ کھولدینے اور شہر مین ہنگامہ برپا کردینے مین بشپ کی فوج کی پوری مدد کی اور نہایت شدید دست بدست لڑائی شروع ہوئی۔ خون کی ندیان بہہ گئین۔ جان بوکلن

بجائے ہمراہیوں کے سربراہی کرنے کے کسی گوشہ میں چھپ رہا لیکن بڑی تلاش کے بعد اسکا پتہ لگ گیا اور گرفتار ہوا۔ اور یہی حال نیرڈولنگ کا ہوا۔

جب شہر بشپ کے قبضہ میں آگیا تو بشپ صاحب بڑی شان و شوکت سے شہر میں داخل ہوئے۔ جان بوکلن اور نیرڈولنگ بڑی سختی سے مارے گئے۔ اون کے بدن کا گوشت سرخ گرم کئے ہوئے چمٹوں سے نکالا گیا اور بعدہٗ ایک خنجر سے ہردو کا سینہ چاک کیا گیا۔ آخر میں اون کی نعشیں آہنی پنجروں میں رکھکر سنٹر کر ایک گرجا کے منارہ میں آویزاں کردی گئیں۔

پس اس طرح سے یہ عجیب و غریب جعلی پیغمبروں کا جنے تمام جرمن کو تہلکہ میں ڈالا تھا خاتمہ ہوگیا۔

اس تاریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں یورپ کی حالت اور وہاں کے اعتقادات بھی ہمارے ہندوستان کے اعتقادات سے بہت کچھ بڑھے ہوئے تھے۔

حسن



ضمیمۂ رسالۂ حسن

ہم ذیل مین اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہین۔ منیجر رسالۂ حسن

تدبیر لڑکوانی یعنی

پیر کو کرتا ہی یہ روغن جوان

یہ روغن قوت باہ کے لئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی جس سی پیران ہفتاد سالہ تک یکسان نفع ہوتا ہی اسکے استعمال مین کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہی نہ آبدوغیرہ کا کچھ خطرہ رہتا ہی۔ چھ کو جبر بخش استعکام بخشتا ہی اور ہر قسم کے امراض نامردی خواہ وہ کسی سبب سے ہون۔ بخر خلقی اور مادرزاد نامردی کو اپنی معجزانہ تاثیر سے دفع کرتا ہی اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سی فایدہ کامل ہوتا ہی۔ ترکیب کا کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہی۔ قیمت فی شیشی صد محصول ۱۴/۔ اور ہر ایک شیشی مین ایک تولہ روغن رہتا ہی

دوائے عجیب یعنی کشتۂ زمرد

زمرد کا کشتہ۔ جو باجزاء مناسب تیار کیا گیا ہی چاشنی چھالون کی برابر خوراک ہوتی ہی قیمت فی خوراک ۱۴/ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فایدہ کلی ہوتا ہی **خواص آن** برای قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکی خواہ وہ کسیقسم کے ہون۔ اور سوداک کہنہ ہو خواہ جدید۔ دافع جریان۔ مقوی دماغ و اعضاء رئیسہ و ارواح و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ جدید بیشک ہو یا تر۔ اور لاغری مین اور دفع دماغی ضعیفہ مین تو حکم اکسیر کا رکھتا ہی یعنی کیسی ہی مریض کی حالت بدی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی۔

اکسیر حیات۔ یعنی عرق بنجاہ امراض ضعف بصر و دماغ و صفاے خون و انواع درد و قسام تب۔ جڑیا۔ چوتھیا۔ تپ دق۔ استسقا طحال۔ آتشک۔ سوداک۔ جریان۔ سفید دانغ۔ نامردی۔ بواسیر خونی وبادی۔ اور شرابخواری اور چانڈو نوشی سی جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہین سب کو بغیر پرہیز دفع کرتا ہی ایک تولہ ایکماہ کو کافی ہی قیمت فی بوتل صد محصول ۱۴/۔

عجیب چیز۔ تحلیل بواسیر خونی وبادی و تحلیل ورم و دوشہ کے لئے عجیب چیز ہی پہلے ہی دن دیکھنا دوا

کے استعمال سے دو چار دن میں خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ میں بالفصلہ دردِ دمہ بالکل دفع ہو جاتا ہے
اور پھر کبھی عود نہیں کرتے وزن عرق ۶ ماشہ قیمت صہ محصول ۴ر —

جہان نما — اس عرق کے لگانے سے آنکھوں کی روشنی تیز ہوتی ہے۔ پھولی۔ درد۔ دھندلی
چشم جملہ بیماریوں کو دفع کرتا ہے۔ قیمت صہ محصول ۴ر وزن عرق ۶ ماشہ —

خضاب نایاب

ہمیشگی رنگ ڈھنگ ہے نادرِ خضاب ہے ؎ گویا کہ آمد آمدِ فصلِ شباب ہے

جیسی کہ عوام میں خضاب سے دقتیں واقع ہوتی ہیں ہر شخص پر ظاہر ہیں یعنی چونے آٹھوں دن
مہندی لگا کر باندھنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگا کر باندھنا اسمیں قریب ۶ گھنٹہ کے وقت
ضایع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونیکے ہوا اور کوئی فائدہ نہیں اور نقصان بہت۔ ظاہر ہے کہ مہندی
اور وسمہ کا پانی جب دماغ میں جذب ہوگا تو اوس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ نہیں
جیسا کہ ایام سرما میں مثل سردی وغیرہ کے جس قدر کھیر بجا ہے۔ انہیں وقتوں کے سبب سے یہ خضاب
نایاب تیار کیا گیا جسکی قدر تعریف کیجا ہے بجا ہے۔ ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر طلب کریں
اسمیں کچھ مبالغہ نہیں۔ تمہاری تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہوں —

حاوی بالخاصیہ خارشت سر ضعف دماغ۔ علاوہ برین خوشبو میں بے نظیر مثل کیوڑہ باعث فرحی
مفرح دماغ ہے بالوں میں سختی نہیں آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہے سیاہی میں بالوں کو مقابل
اصل بالونکے کرتا ہے دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنے کی
ضرورت نہیں دوسرے تیسرے روز لگانے سے بال مثل اصل بالونکے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ
کر سکیگا کہ یہ خضاب ہے۔ ایک بوتل میں ۳۰ روپے بھر یعنی ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے قیمت فی بوتل
عدد ۔ علاوہ محصول نصف شیشی عدد چہارم شیشی ۸ر اس سے کم غیر ممکن ہے۔

ضمیمہ رسالۂ حسن

میرے شفاخانہ مین علاوہ اس کے ہر قسم کا علاج ہوتا ہی۔

اطلاع ضروری واضح ہو کہ بہت سی سندی خطوط یعنی سرٹیفکیٹ جو صاحبان یورپین ہمارے ان نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائی ہین اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شاید اور کارخانون مین نہ ہونگے۔ چاہیئے کہ طالب قدر کہ ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہی اور بغیر سفارش بہت ملکون کے سارٹیفکیٹ موجود ہین آدھ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون نے اپنے شہر کے رئیسان سے خوشامد کرکے سرٹیفکیٹ بنائے ہین پس میری سرٹیفکیٹ اور اون حکیمون کے سرٹیفکیٹون مین بڑا فرق ہی لازم ہی کہ پہلے سارٹیفکیٹ منگاکر ملاحظہ فرمائین تاکہ دھوکا نہو۔

ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار مین گنجایش طبع نہین رکھتی اور جس سے لطف زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہی۔ قابل ملاحظہ ہی جو صاحب چاہین کاشانہ طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔

المشتہر حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی

مجرب آزمودہ شرطیہ دائمین

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر محمد نبی اوٹیر رسالہ حافظ صحت لاہور مین جو ۱۸۷۲ء سے جاری ہی ملتی ہین مفصل فہرست و سارٹیفکیٹ ٹکٹ دو آنہ سے مل سکتی ہین۔

طلا جو استعمال بچہ پن کے نقص رگون کی طوبات و بگاڑ دور کرتا ہی فیتولہ للعہر۔

سرب دافع نامردی۔ رقت منی۔ جریان۔ سرعت انزال۔ احتلام و ایمی۔ قبض ضعیف اعضائے رئیسہ و معدہ۔ تاریکی چشم۔ درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام فواحش سے کمی اشتہا ضعف

Post Graduate Library
College of Arts & Commerce, O

ضمیمہ رسالہ حسن

جگر و سستی لاحق ہو دور کرتا ہے فی بوتل للعہ ر۔

سنوک قرحہ - نیا ہو یا پرانہ علی العموم ۲۴ گھنٹہ میں اپنا اثر کرتا ہے یم وغیرہ کو دفع کرتا ہے فی تولہ صہ ر

ہیر ائیل خوشبودار - بالوں کو سیاہ کرتا ہے - نزلہ زکام - ریزش دیر سر ضعف دماغ و بصر کو مفید ہے فی شیشی

حب آتشک - بلا منہ آئے وفود دست دور کرتا ہے پھر پھوٹنا نہیں دو ہفتہ للعہ

کحل الجواہر - سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول و ہند جالا خارش پانی جاتا ۳ سے ۷

عجیب الاثر سنون - دانت کا ہلنا کیڑا لگنا بدبو میں خون جانا مسوڑوں کی خرابیاں ۴ تولہ عصا

حب بواسیر - بادی خونی مسوں کی ٹھیسین قبض کو مفید دو ہفتہ عصان

حب ذیابیطس - بار بار آنا پیشاب کا و پیاس و کمزوری دماغی کو دافع ہے فی تولہ

حب قایمقام - افیون مچاند و بلا ضرر و ہر نشہ چھوڑ جاتا ہے فی تولہ صہ ر

عرق ماء اللحم انگوری - مفرح مولد خون - مقوی دماغ ضعف جگر و دل و دماغ و معدہ و درد سر تاپک تلی وجع مفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ بیقاعدگی ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل عصان ۳ بوتل سے کم۔

روغن اعجاز - ناسور بگندر نالو کا سوراخ خنازیر بد کیڑے زخموں کے کالی کہانسی قوی ایام حمل خسرہ چیچک کو دفع کرتا ہے ۲ تولہ عصان۔

رسالہ دافع اشتک و سوزاک رسالہ ضیغہ رسالہ بواسیر مضرات مسکرات رسالہ حافظ صحت سالانہ

عصہ ۱۰ر ۹ر ۰۹ر عصان ۱۲ر

المنتھر

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت الہ ہو